بسم اللہ الرحمن الرحیم

غم نہ کریں

☆ نام کتاب: غم نہ کریں

☆ مصنف: ڈاکٹر عائض القرنی

☆ ترجمہ عربی کتاب ''لاتحزن'' بارھواں ایڈیشن ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء

☆ اردو ایڈیشن: پہلا ۲۰۰۶ء

☆ مترجم: غطریف شہباز ندوی

☆ ایڈیٹنگ: محمود عالم / نظر ثانی: پروفیسر یوسف ریاض

☆ کمپوزنگ: آئی آئی پی ایچ

☆ کور ڈیزائن: آئی آئی پی ایچ

ڈاکٹر عائض القرنی کی عربی کتاب ''لاتحزن'' کا اردو ترجمہ

غم نہ کریں

مصنِّف

ڈاکٹر عائض القرنی

مترجم

غطریف شہباز ندوی

الدار العالمية للكتاب الاسلامى

عرضِ ناشر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ الکریم نبینا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

الدار العالمیہ للکتاب الاسلامی کو دنیا کی ستر زبانوں میں اسلامی کتب شائع اور تقسیم کرنے کا شرف حاصل ہے اور یہ محض اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں اس بات کی سعادت نصیب فرمائی کہ ہم اس کے دین کی خدمت اور اس کی اشاعت کا فریضہ انجام دے سکیں۔ اردو زبان میں اسلامی لٹریچر کا بڑا ذخیرہ موجود ہے پھر بھی محسوس ہوا کہ بعض اہم موضوعات پر اس زبان میں کتابوں کی سخت ضرورت ہے۔ ہم نے جنوبی ایشائی زبانوں میں اہم کتب کے ترجموں کا آغاز کر دیا ہے۔ اس کتاب کا ترجمہ اس اہم سلسلے کی کڑی ہے۔

ڈاکٹر عائض القرنی کی کتاب 'لاتحزن' وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔ آج پوری دنیا حزن وملال' رنج وغم اور پریشانی وقلق میں مبتلا ہے۔ اس صدی میں انسان مادی اعتبار سے جس قدر ترقی کرتا جارہا ہے اس کے اخلاقی اور روحانی مسائل اتنے ہی زیادہ پیچیدہ ہوتے جارہے ہیں۔

یہ کتاب ذہن وفکر کی تربیت' انسانی نفسیات کو بالیدہ اور انسانی شعور کو بیدار کرتی ہے۔ اس کا موضوع اسلامیات' نفسیات، سماجیات، نفس انسانی اور مداوائے غم سبھی کچھ ہے، انتہائی آسان زبان' رواں' شگفتہ اور دل نشیں اسلوب میں قاری کے سامنے وہ مباحث پیش کرتی ہے جن سے اس کے ذہن کو جلا ملے، رنج وفکر دور ہوں، حزن وملال کے بادل چھٹیں، ماضی کی یاد میں کھوئے رہنے سے نجات ملے اور انسان مستقبل کی تعمیر کے لئے تازہ دم ہو جائے۔ تلخیوں اور رکاوٹوں کو فراموش کرے اور مسائل ومشکلات کا سامنا خندہ پیشانی سے کر سکے۔

یہ کتاب بتاتی ہے کہ دنیا کی زندگی اصل نہیں ہے، یہ چندروزہ ہے، قرآنی آیات، احادیث، واقعات عالم اور واقعات سلف کے ذریعہ دنیا کی بے ثباتی واضح کرتی ہے اور بتاتی ہے کہ یہ چندروزہ زندگی انسان کو ہنس کھیل کے گزارنی چاہئے نہ کہ رنج وغم اور تفکرات کے سایے میں۔ یہ تقدیر پر ایمان کے ساتھ اپنی تقدیر آپ بنانے کا گُر بھی سکھاتی ہے کامیاب وبامراد زندگی جینے کے ڈھنگ بتاتی ہے، وہ توکل کی حقیقت بتاتی ہے کہ توکل نکمے پن' بے عملی اور بے کاری کا نام نہیں۔ بلکہ اللہ پر کامل توکل اور دعا ومناجات کے ساتھ ساتھ انسان اللہ کے پیدا کردہ وسائل' امکانات، مواقع، اور صلاحیتوں سے فائدہ اٹھا کر عمل کی دنیا میں سرگرم ہو۔ دنیا چندروزہ اور آنی جانی ہے آخرت کی جاوداں زندگی کے لئے کام کرو۔ یہ کتاب سچ کی عادت، جھوٹ کی برائی، علم کے ساتھ عمل، عفو ودرگزر، توکل اور صبر وشکر، حق پر استقامت'

سخاوت اور خیرات کی ترغیب، بخل اسراف اور فضول خرچی سے پرہیز' میانہ روی کی تاکید، قرابت مندوں' یتیموں' پڑوسیوں، مسافروں، سائلوں اور غریبوں کی امداد، امانت داری، ایفائے عہد، معاہدوں کا لحاظ نیکی اور بھلائی کا تذکرہ، باہمی محبت' نہ کسی کو برا کہنا' نہ کسی کا منہ چڑانا نہ برے ناموں سے یاد کرنا وغیرہ جیسی اچھی عادتوں کو اختیار کرنے کی دعوت دیتی ہے۔ اس کتاب میں کثرت سے قرآنی آیات احادیث نبوی ﷺ، آثار صحابہؓ اور اقوال ائمہ و بزرگان نیز حکماء ودانشوروں کے خیالات وافکار نقل کیے گئے ہیں۔ مگر اس میں صدق بیانی کا پورا خیال رکھا گیا ہے اور تاریخ کے غیر ثابت شدہ قصوں، متصوفین کے تذکروں اور ملفوظات کی من گھڑت داستانوں سے احتراز کیا گیا ہے۔ یہ کتاب خوش نما رنگوں کی ایک حسین قوس وقزح، گلہائے رنگ رنگ کا ایک حسین گلدستہ' ایک خوبصورت مرقع' ایک دل کش انتخاب ہے۔

الدار العالمیہ نے کتابوں کی اشاعت کی دنیا میں اپنا ایک معیار قائم کیا ہے۔ ترجمہ میں اس کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ وہ بامحاورہ' سلیس اور رواں ہو اور اس کا ادبی معیار اس قدر بلند ہو کہ کتاب پر ترجمہ کا گمان نہ ہو سکے۔ اصل کتاب میں جو ادبی معیار ہے اس کو ترجمہ میں منتقل کرنا تو ممکن نہیں لیکن کوشش کی گئی ہے کہ اردو زبان کے قاری کو کتاب پڑھتے وقت ادبی ذائقہ محسوس ہو۔ فاضل مترجم جناب غطریف شہباز ندوی عربی کے فاضل ہیں اور اردو اور عربی دونوں پر یکساں عبور رکھتے ہیں۔ عبارت کی نوک پلک درست کرنے کے لئے الدار العالمیہ نے اردو کے کہنہ مشق صاحب طرز ادیبوں کی خدمات حاصل کی ہیں۔ البتہ قرآنی آیات کے ترجمے میں مجمع ملک فہد کے شائع کردہ مولانا محمد جوناگڑھی کے ترجمہ سے استفادہ کیا گیا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو عوام وخواص کے لئے مفید بنائے اور ہمارے لئے اور مصنف ومترجم اور ان تمام احباب کے لئے جنہوں نے اس کی تیاری میں کسی قدر بھی اپنا کردار ادا کیا ہے صدقہ جاریہ بنائے اور جزائے خیر سے نوازے۔ آمین

محمد بن عبدالمحسن التویجری

جنرل منیجر

الدار العالمیہ للکتاب الاسلامی

مقدمہ ثانیہ

(۱۰ لاکھ نسخوں والا ایڈیشن)

الحمدللہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ وآلہٖ وصحبہٖ وبعد:

خدا کا لاکھ لاکھ شکر واحسان ہے کہ اس عاجز مصنف کی اس کتاب کی زبردست پذیرائی ہوئی۔ میں نے کوشش کی تھی کہ اپنے قارئین کے دنیاوی رنج وغم، مشکلات زندگی اور آلام حیات کی تخفیف میں ان کا ساتھ دوں۔ میں اپنے پیارے قارئین کا بہت ہی مشکور ہوں کہ انہوں نے کتاب کے مطالعہ کے لئے اپنا قیمتی وقت نکالا اور اس طرح میری تکریم وحوصلہ افزائی کی۔ اس سے قبل بھی میری متعدد کتابیں آئی ہیں لیکن اس کتاب (لاتحزن) کی بات ہی کچھ اور ہے وہ میرے لئے ایسے ہی محبوب ہے جیسے دس بیٹوں میں چہیتا بیٹا ہوتا ہے۔ جیسا کہ ''برادران یوسف'' نے اپنے آپ میں کہا تھا کہ ''یوسف اور اس کا بھائی والدصاحب کے ہم سے زیادہ چہیتے ہیں جب کہ زور بازو ہم رکھتے ہیں۔''

ناظرین! کتاب کے ایڈیشن کی دس لاکھ سے زیادہ کاپیاں فروخت ہوگئیں۔ یہ مبالغہ کی بات نہیں بلکہ اطلاعاً عرض ہے۔ اس میں کوئی نمود ونمائش بھی نہیں واقعۃً یہی تعداد ہے۔ یہ محض اللہ کا فضل وکرم ہے۔ ایسا بھی نہیں کہ میں نے کوئی نئی بات ایجاد کردی ہو جس سے مجھ سے پہلے لوگ عاجز وسرگشتہ رہ گئے ہوں، بلکہ اس قبولیتِ عامہ کا بس ایک ہی راز ہے کہ میں نے اس کی کوشش کی کہ رنج وفکر کے ماروں کا ساتھ دوں، مغموموں کے غم میں حصہ بٹاؤں، مصیبت زدوں کے ساتھ روؤں اور تکلیف میں مبتلا لوگوں کی تکلیف کم کروں تاہم اس میں بھی ان ہی کا احسان ہے کہ اصل احساس غم تو انہیں کا ہے میں نے تو صرف ترجمانی کی ہے۔ بقول عربی شاعر ؎

''اگر اس کے عشق میں آنسو بہانے سے پہلے میں رویا ہوتا تو مجھے آرام ملتا اور ندامت نہ ہوتی۔ لیکن وہ مجھ سے پہلے رو پڑی اور اس کی اشک باری نے مجھے بھی رلا دیا۔ بہرحال سبقت تو اسی کو حاصل ہوئی۔''

ڈاکٹر عائض القرنی

کچھ اس کتاب کے بارے میں

یہ کتاب ایک سنجیدہ تحقیقی اور جاذب نظر مطالعہ ہے۔ انسانی زندگی کا المیہ اس کا موضوع ہے، جس میں انسان کو اضطراب وقلق، حیرانی وسرگشتگی، عدم اعتماد و بدشگونی، رنج وفکر، تنگ دلی و مایوسی، ناکامی اور نامرادی جیسی نفسیاتی کیفیات سے سابقہ پڑتا ہے۔

یہ کتاب وحی الٰہی کے نور، سنت کی رہنمائی اور انسانی فطرت سلیمہ کے بہترین تجربوں، زندہ مثالوں خوشگوار قصوں اور دل فریب ادب کی روشنی میں زمانہ کی مشکلات ومسائل کا حل پیش کرتی ہے۔ اس میں صحابہ کرامؓ کے اقوال، تابعین عظامؒ کے نصائح، بڑے شعراء کے لطیف اشعار، نامور طبیبوں وحکماء کے مشوروں اور سائنس دانوں کی رہنمائی سے بھی فیض اٹھایا گیا ہے۔ بیچ بیچ میں مشرق ومغرب اور قدیم وجدید کی وہ باصواب تحقیقات بھی پیش کردی گئی ہیں جو ذرائع ابلاغ، اخبارات ورسائل، خبرناموں، ضمیموں اور سہ ماہی مجلّوں میں شائع ہوتی رہی ہیں۔ کہا جاسکتا ہے کہ یہ کتاب ایک لطیف معجون مرکب ہے جسے آزمودہ نسخوں کی مدد سے تیار کیا گیا ہے۔ اختصار کے ساتھ قاری کے لئے اس کا پیام یہ ہے کہ

''مطمئن وشاداں رہیں، خوش ہوں اُمید رکھیں اور غم نہ کریں۔''

انسانی زندگی کو خوشگوار کیسے بنایا جائے اس پر بہت لکھا جارہا ہے اس کتاب کے ساتھ ہی سینکڑوں رسالے منظر عام پر آچکے ہوں گے تاہم اس کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ ہر صاحب عقل سلیم اور اہل دل کے لئے کھلا خط ہے۔ ایک ٹوٹے اور دردمند دل سے یہ صدائیں نکلی ہیں جو الفاظ میں ڈھل گئی ہیں۔ یہ متنبّی کے اس شعر کے مطابق ہوگئی ہے جس کا مفہوم یہ ہے:

''تم عاشقِ زار کو ملامت کا حق اس وقت تک نہیں رکھتے جب تک اس کی طرح عشق پیچاں تمہاری بھی رگ رگ میں نہ اُتر جائے۔''

بار الٰہ! اس چھوٹے سے کام اور معمولی سی محنت کو قبول فرما تو عظیم وجلیل ہے تو ہی معبود برحق ہے۔

عائض بن عبداللہ القرنی

مقدمہ طبع اوّل

الحمدللّٰہ! والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللّٰہ، وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ و بعد:

عزیز قاری! آپ اس کتاب (لاتحزن) کو پڑھیں گے اس سے استفادہ کریں گے۔ ہم عرض کرنا چاہیں گے کہ آپ عقل صحیح منطقِ سلیم اور قرآن وسنت کی کسوٹی پر اسے جانچنے پرکھنے سے پہلے ایک بار پورا پڑھ ڈالیں۔ کیونکہ کسی چیز کو چھونے، چکھنے اور سونگھنے سے پہلے اس پر حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ یہ غلط ہوگا کہ مسئلہ سے پوری واقفیت وغور وفکر سے پہلے، دعویٰ کو قبول کرلیا جائے اور دلیل وحجت کو دیکھے بغیر فتویٰ صادر کردیا جائے۔

یہ کتاب میں نے ان لوگوں کے لئے لکھی ہے جنہوں نے مصائب وآفات کا سامنا کیا ہے، جنہیں کوئی اندیشہ وفکر لاحق ہے، کسی پریشانی نے جن کی نیند اُڑادی ہے، کسی تلخی نے جن کی زندگی کو مکدر کردیا ہے۔ اور ہم میں سے کون ہے جسے ناخوشگواریاں پیش نہیں آتیں؟

یہاں آپ کے سامنے آئیں گی آیاتِ قرآنی، ابیات شعر، عبرت انگیز قصے، مفید نکتے، مثالیں اور کہانیاں، ٹوٹے دل، پریشان وغمگین نفس اور مضطرب روح کے لئے تجربہ کاروں نے اب تک جتنے نسخے لکھے ہیں ان کا جوہر اس میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ تحریر آپ کو خوشی وخوش بختی اور سکون واطمینان کا پیغام دے گی یہ آپ سے کہے گی کہ زندگی زندہ دلی کے ساتھ ہنس کھیل کر گزاریئے۔ یہ آپ کو بتائے گی کہ زمان ومکان، سننِ حیات، اشیائے کائنات اور لوگوں کے ساتھ تعامل میں فطرت کی مخالفت کے کیا نتائج ہوسکتے ہیں۔

یہ کتاب آپ کو صراط مستقیم سے انحراف کرنے، زندگی سے ٹکرانے اور فطرت سے متصادم ہونے سے سختی کے ساتھ روکے گی۔ وہ آپ کے دل وروح میں اتر کر آواز دے گی کہ اچھے انجام پر نظر رکھیں اپنی صلاحیتوں پر اعتماد کریں ان کو مزید بڑھائیں۔ زندگی کے تکدر، آلامِ حیات اور غم دوراں کو بھولنے کی کوشش کریں۔ اس سلسلہ میں ابتداء ہی میں بعض اہم امور پر دھیان دینے کی ضرورت ہے:

☆ کتاب کا مقصد زندگی کو خوشگواری، سکون واطمینان، انشراحِ صدر اور تابناک مستقبل کی اُمید

سے سرشار کردینا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے رحم وکرم' اس پر توکل، حسنِ ظن، قضاء وقدر پر ایمان کی یاددہانی ہے۔ یہ سبق ہے کہ آج کی فکر کریں مستقبل کے لئے پریشان نہ ہوں اللہ کی نعمتوں کو یاد کرتے رہیں۔

☆ وہ زندگی کو رنج ومحن، غمِ گیتی، تنگ دلی، حزن ویاس، قنوطیت ومایوسی، قلق واضطراب، شکست خوردگی اور افسردہ دلی سے نجات دلانے کی کوشش ہے۔

☆ اس میں موضوع سے متعلق قرآنی آیات، احادیث نبویہ، مثالیں' عبرت انگیز قصے، مؤثر شعری ابیات، حکماء، ادباء اور اطباء کے اقوال اور روزمرہ کے تجربوں کو جمع کردیا گیا ہے۔ یہ سنجیدہ گفتگو ہے، نہ محض وعظ خوانی ہے نہ فکری عیاشی اور نہ سیاسی نظریہ بازی بلکہ انسانی زندگی کو خوشگوار بنانے کی پرزور دعوت ہے۔

☆ یوں تو کتاب مسلم وغیر مسلم سب کے لئے ہے لیکن انسانی احساسات ونفسیات پر گفتگو میں میں نے دینِ فطرت اور منہج ربانی یعنی اسلام کے نقطۂ نظر کو ہی سامنے رکھا ہے۔

☆ کتاب میں مشرق ومغرب کے لوگوں کے اقوال ہیں جو میں نے اس نقطہ نظر کے اعتبار سے اختیار کیئے ہیں کہ ''حکمت مومن کی گم شدہ متاع ہے جہاں بھی ملے وہ اس کا زیادہ حق دار ہے۔''

☆ قاری کی سہولت کی خاطر کتاب میں الگ سے حواشی نہیں دیئے گئے ہیں بلکہ جہاں ضرورت محسوس کی متن میں مرجع کا ذکر کردیا ہے تاکہ قاری کے مطالعہ کا تسلسل ٹوٹنے نہ پائے۔

☆ اسی طرح مراجع کے حوالہ میں جز یا صفحہ نمبر وغیرہ کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔ یہی طریقہ مجھے زیادہ آسان اور مفید معلوم ہوا ہے کیونکہ کہیں کہیں تو پوری عبارت لی ہے کہیں تصرف کے ساتھ اور کہیں کتاب یا مقالہ کا مفہوم بیان کیا ہے۔

☆ آیات کے نمبر یا احادیث کی تخریج سے کتاب کی ضخامت بڑھانے کی کوشش نہیں کی گئی۔ اگر حدیث میں کچھ ضعف ہے تو اسے میں نے بیان کردیا ہے اور اگر صحیح یا حسن ہے تو کبھی بیان کیا اور کبھی سکوت اختیار کیا ہے۔ اس کا مقصد محض اختصار ہے اور یہ کہ قاری کو تکرار سے بچایا

جائے تا کہ وہ اکتا نہ جائے۔

☆ قاری کو بعض معانی ومضامین کی تکرار کا بھی احساس ہوگا۔ایک ہی بات کو مختلف اسالیب اور مختلف ومتنوع صورتوں میں بیان کیا گیا ہے ایسا اس لئے کیا گیا ہے کہ بات قاری کے ذہن میں اچھی طرح بیٹھ جائے قرآن میں بھی اس اسلوب کو اختیار کیا گیا ہے۔

یہ چند باتیں تھیں جو قاری کے سامنے رکھنی ضروری سمجھی گئیں۔اگر ان کو ملحوظِ خاطر رکھا گیا تو اُمید ہے کہ کتاب سے پورا فائدہ حاصل ہوگا اور یہ قاری کی معلومات میں اضافہ کرے گی اس کی بصیرت ،رائے اور معرفت میں ترقی ہوگی ،کتاب کی خوبی وخامی کے بارے میں وہ بہتر طور پر فیصلہ کر سکے گا۔

کتاب کے مخاطب سب ہیں کوئی خاص گروپ، خاص نسل یا خاص شہر کے لوگ ہی مخاطب نہیں بلکہ ہر وہ شخص ہے جو زندگی کو خوشگواری وخوش بختی کے ساتھ جینا چاہتا ہے۔

بقول شاعر:

''میں نے اس میں موتی اِس طرح پرو دیئے ہیں کہ وہ اپنے آپ چمکتے ہیں انہیں سورج چاند کی ضرورت نہیں اس کی آنکھوں میں جادو ہے اور پیشانی ہندی تلوار کی طرح چمکتی ہے۔''

عائض القرنی

یا اللہ

اسی سے سوال کرتے ہیں سب جو آسمانوں اور زمین میں ہیں۔ ہر روز اس کی ایک نئی شان ہوتی ہے۔ جب سمندر میں ہل چل ہوتی ہے' پانی موجیں مارتا ہے تیز ہوائیں چلتی ہیں تو کشتی والے اسی سے فریاد کرتے اور 'یا اللہ! یا اللہ!' کہتے ہیں۔ جب مسافر صحراء میں بھٹک جاتا ہے قافلہ راستہ سے ہٹ جاتا ہے اس کی راہ گم ہو جاتی ہے تو وہ پکار اٹھتے ہیں یا اللہ! ۔ جب طلب گاروں پر راستے بند ہو جاتے ہیں مانگنے والوں کو نہیں دیا جاتا تو ان کی پکار ہوتی ہے 'یا اللہ!' ۔ جب تدبیریں ناکام ہو جائیں، اُمیدیں ساتھ چھوڑ جائیں، ذرائع مسدود اور راستے بند ہو جائیں تو لوگ اللہ ہی سے فریاد کرتے ہیں۔

جب زمین اپنی وسعت کے باوجود تم پر تنگ ہو جائے اور رنج والم سے دم گھٹنے لگے تو اللہ کو پکارو۔ بقول عربی شاعر :

''تنگ وتاریک زمانہ اور مصیبتوں کے بادلوں میں' میں نے دعائے نیم شبی میں تیرا نام لیا تو ہر صبح روشن وتابناک ہوگئی۔''

اللہ ہی کی طرف جاتے ہیں اچھے کلمے، خالص دعاء، سچی پکار' معصومانہ آنسو اور دردانگیز نالے، ضرورت مندی میں دعائے نیم شب میں اس کی طرف ہاتھ اٹھتے ہیں۔ مصیبتوں میں آنکھیں اسی کی طرف دیکھتی ہیں۔ حادثات میں اسی سے فریاد کی جاتی ہے۔

فریاد، پکار اور سوال میں اسی کا نام زبانوں پر ہوتا ہے، قلب وروح اسی سے سکون پاتے ہیں۔ احساسات اور اعصاب ٹھنڈے پڑتے ہیں، عقل لوٹ آتی اور یقین پیدا ہوتا ہے کہ ''اللہ اپنے بندوں سے رحم وکرم کا معاملہ کرتا ہے۔''

اللہ: کیا پیارا نام ہے کتنے خوبصورت حروف ہیں کتنے قیمتی کلمے اور صحیح ترین تعبیر ہے ''کیا اس کا کوئی اور ہم نام ہے؟ اللہ کہئے فوراً ہی ذہن میں غنا، بقا، قوت ونصرت، عزت وقدرت اور حکمت کا سراپا گھوم جائے گا ''اس دن کس کی بادشاہی ہوگی؟، اللہ واحد وقہار کی'' 'اللہ' کا لفظ نکالئے، لطف وعنایت، مدد وفریادرسی محبت اور احسان کا جلوہ دکھائی دے گا۔'' تمہیں جو بھی نعمت ملتی ہے وہ اللہ کی

طرف سے ہے۔ اللہ: جلال وعظمت والا ہیبت وجبروت سے متصف۔ بقول عربی شاعر :

''تیرے جلال وقدوسیت کے بیان کے لئے کتنے ہی الفاظ ڈھالے جائیں۔ الفاظ ومعانی کے سارے ذخیرے تیرے جلال کی تعبیر سے قاصر ہیں''

یا الٰہ! حسرت کو خوشی، غم کو سرور اور خوف کو امن میں بدل دے اے اللہ دل کی آگ کو یقین کی ٹھنڈک سے بجھا دے، نفس کے شعلوں کو ایمان کے پانی سے سرد کر دے، یارب! جاگتی آنکھوں کو نیند' مضطرب نفوس کو سکینت عطا کر انہیں جلد ہی کامیابی سے نواز' یارب کریم! بے بصیرتوں کو اپنا نور دے کشتگان راہ ضلالت کو اپنا راستہ دکھا دے۔

بارالٰہ! وسوسوں کو نورانی شعاعوں سے زائل کر دے۔ باطل پرست نفس کا گلا حق کے لشکر سے گھونٹ دے۔ شیطان کی چالوں اور تدبیروں کو اپنی مدد ونصرت سے تباہ کر دے۔ اے اللہ! ہمارے غم، رنج وفکر اور قلق کو دور فرما دے۔ ہم خوف اور پست ہمتی سے تیری پناہ چاہتے ہیں، تجھی پر بھروسہ کرتے ہیں تجھی سے مانگتے ہیں، تو ہی ہمارا سرپرست ہے تو کیا خوب سرپرست اور مددگار ہے۔

سوچیں اور شکر بجالائیں

مطلب یہ ہے کہ جب آپ اللہ کی نعمتوں کو یاد کریں گے تو آپ کو سرتا قدم نعمت ہی نعمت دکھائی دے گی ''اگر تم اللہ کی نعمت کو شمار کرنے لگو تو گن نہ پاؤ گے'' جسمانی صحت، وطن میں امن' سکون' کھانا کپڑا، پانی ہوا۔ یعنی پوری دنیا آپ کے پاس ہے اور آپ کو احساس بھی نہیں' زندگی کے مالک ہیں لیکن اس کا شعور نہیں۔ ''اس نے اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں تم پر انڈیل دی ہیں'' آپ کے پاس آنکھیں ہیں، زبان ہے، دو ہونٹ ہیں، دو ہاتھ دو پیر ہیں:

''تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔'' (سورۃ الرحمٰن)

کیا یہ آسان بات ہے کہ آپ اپنے پیروں پر چل پھر رہے ہیں جب کہ کتنے ہی پاؤں کاٹ دیئے گئے؟ آپ پنڈلی کے بل کھڑے ہو جاتے ہیں جب کہ کتنی ہی پنڈلیاں ٹوٹی ہوئی ہیں؟ کیا آپ اس کے مستحق ہیں کہ پرسکون نیند سوئیں جب کہ آلام زندگی نے کتنوں کی نیند اڑا دی ہے؟ اور پیٹ بھر کر

کھائیں، سیراب ہو کر پئیں جب کہ کتنے ہیں جن کو کھانا نہیں ملتا' بیماریوں نے انہیں کھانے پینے سے روک رکھا ہے؟ کان کے بارے میں سوچیں آپ کی سماعت درست ہے، آنکھ کے بارے میں سوچیں آپ اندھے نہیں، اپنی جلد کو دیکھیئے جو برص وجذام سے محفوظ ہے، اپنی عقل کے بارے میں سوچئے کہ آپ عقل والے ہیں آپ پر جنون یا دیوانگی طاری نہیں۔

کیا آپ اُحد پہاڑ جتنا سونا لے کر اپنی آنکھ دے دیں گے کیا آپ شہلان پہاڑ کے برابر چاندی لے کر اپنی سماعت دے دیں گے؟ کیا آپ زبان کے بدلے قصر زہراء لینا اور گونگا ہونا پسند کریں گے؟ کیا آپ یاقوت اور موتی لے کر اپنے ہاتھوں کا سودا کرلیں گے؟ کتنی نعمتیں ہیں جو آپ کو ملی ہوئی ہیں کتنے انعامات ہیں جن سے آپ لطف اندوز ہو رہے ہیں لیکن آپ کو اس کا ادراک نہیں۔ آپ کو گرم روٹی، ٹھنڈا پانی، میٹھی نیند اور عافیت حاصل ہے لیکن پھر بھی پریشان ومغموم ہیں۔ رنجیدہ اور اداس ہیں۔ جو مفقود ہے اس کے بارے میں سوچتے ہیں جو موجود ہے اس کا شکریہ ادا نہیں کرتے۔ مالی نقصان پہنچ جائے تو آپ پریشان ہو جاتے ہیں حالانکہ خوش بختی، خیر، صلاحیت، نعمتیں اور اشیاء سبھی کچھ تو آپ کے پاس ہے ان کے سلسلہ میں آپ سوچیں اور خدا کا شکر ادا کریں

''تمہارے نفوس میں بھی تمہارے لئے نشانیاں ہیں تو کیا تم سوچتے نہیں۔''

اپنی جان اپنے گھر والوں، اپنے کام اپنی صحت، اپنے دوستوں اور اردگرد کی دنیا کے بارے میں سوچیں۔

''اللہ کی نعمت جانتے ہیں پھر بھی اس کا انکار کر دیتے ہیں۔'' (۸۳:۱۶)

جو گزر گیا سو گزر گیا

ماضی میں جینا، اس کے غموں اور المیوں کو یاد کرتے رہنا اور ان پر رنج کرنا بے وقوفی اور حماقت ہے۔ اس سے ارادہ مضمحل اور موجودہ زندگی مکدر ہو جائے گی حکماء کہتے ہیں کہ ماضی کی فائل لپیٹ کر رکھ دی جائے' اسے کھولا نہ جانا چاہیئے بلکہ ہمیشہ کے لئے بھلا دینا چاہیئے۔ اسے کسی دربہ میں ڈال کر بند کر دیا جائے۔ کیونکہ جو گزر گیا وہ گزر چکا نہ اس کی یاد اُسے لوٹائے گی نہ کوئی غم یا رنج وفکر اسے زندہ کر سکتی

ہے، کیونکہ ماضی کا مطلب ہے عدم، ماضی پرستی کے مرض میں مبتلا مت رہیے، جو چھوٹ گیا اس کی پرچھائیوں سے پیچھا چھڑائیے۔ کیونکہ آپ دریا کو اصل کی طرف، سورج کو مطلع کی طرف، بچہ کو ماں کے پیٹ میں، دودھ کو چھاتی میں اور آنسو کو آنکھ میں واپس نہیں لا سکتے۔

ماضی کے سایہ میں رہنا، اسے یاد کرتے رہنا، اس کی آگ میں جلنا، ایک افسوسناک، المناک اور مرعوب کن بات ہے۔ ماضی کی کتاب پڑھنے سے حاضر کی بربادی اور وقت کا زیاں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں گزشتہ اقوام کا اور ان کے کاموں کا تذکرہ کیا ہے اور کہا کہ ''یہ ایک قوم تھی جو گزر چکی'' یعنی ان قوموں کا معاملہ ختم ہوا۔ ماضی کے گڑے مردے اکھاڑنے اور تاریخ کے پہیے کو پلٹانے سے کیا حاصل۔ ماضی کی بات دہرانے والا تو ایسا ہے کہ کوئی پسے ہوئے آٹے کو پھر پیسے یا کٹی لکڑی کو پھر سے کاٹے، ماضی کا رونا رونے والوں کے بارے میں پچھلوں کا کہنا ہے کہ ''تم مردوں کو قبروں سے نہ نکالو''

ہماری مشکل یہ ہے کہ ہم حال سے عاجز اور ماضی سے چمٹے ہوئے ہیں اپنے خوبصورت محلات کو یونہی چھوڑ کر ماضی کے بوسیدہ قلعوں کو روتے رہتے ہیں حالانکہ ماضی کو واپس لانے پر تو جن وانس جمع ہو کر بھی قادر نہیں ہو سکتے۔ لوگ پیچھے کی طرف نہیں دیکھتے، ہوا آگے کو چلتی ہے، پانی آگے کو بہتا ہے، کارواں آگے چلتا ہے یہ سنتِ حیات ہے آپ اس کی مخالفت نہ کریں۔

آج پر نظر رکھیں

صبح ہو جائے تو شام کا انتظار نہ کریں۔ بس آج اور ابھی پر نظر رکھیں نہ کل پر جو اچھا برا گزر چکا اور نہ آئندہ پر جو ابھی آیا ہی نہیں۔ آپ کی عمر تو بس ایک دن ہے اسی دن کا سورج آپ کو ملا ہے۔ اس لئے دل میں سوچیئے کہ بس آج ہی تو جینا ہے گویا آج ہی آپ پیدا ہوئے۔ آج ہی مر جائیں گے۔ اس صورت میں آپ کی زندگی ماضی کے سایوں اور تفکرات اور مستقبل کی اُمیدوں اور توقعات کے بیچ لٹکی نہ رہے گی۔ آپ اپنی پوری توجہ، ساری صلاحیت، خلاقیت وذہانت صرف آج پر لگا دیں۔ آج کی آپ کی نماز خشوع وخضوع والی ہو۔ تلاوت کریں تو تدبر کے ساتھ کریں۔ جانکاری حاصل کریں تو تامل کے

ساتھ۔ ذکر کریں توجہ لگا کر، معاملات توازن کے ساتھ نپٹائیں۔ اپنے اس دن کے اوقات تقسیم کر لیں اس کی منٹوں کو سال سمجھیں اس کی سکنڈوں کو مہینوں کے مانند خیال کریں۔ خیر کے بیج بوئیں احسان کریں، گناہوں سے توبہ کریں، خدا کو یاد کریں، اور سامان سفر تیار کرتے رہیں، اس طور پر آپ کا دن فرحاں وشاداں گزرے گا اس میں امن چین ہوگا۔ آپ اپنی روزی روزگار، اپنی بیوی بچوں، گھر، علم اور معیار زندگی سے خوش رہیں گے

''جو میں نے تجھے دیا اسے لے اور شکر بجالانے والوں میں سے ہو جا'' (۷:۱۴۴)

آپ کا یہ دن رنج وغم، گھبراہٹ ولڑکھڑاہٹ اور کینہ کپٹ وبغض وحسد سے خالی گزرے۔ اپنے دل کی تختی پر ایک ہی عبارت لکھ لیں ''آج آج'' آج آپ کو اچھی گرم اور لذیذ روٹی مل گئی ہے تو کل کی سرد اور روکھی سوکھی روٹی یا آئندہ کی روٹی سے آپ کو کوئی نقصان نہ ہوگا۔ جب آج آپ ٹھنڈا اور میٹھا پانی پی لیں تو کیوں غم کریں کل کے نمکین کھاری پانی پر یا آئندہ کے گرم سڑے پانی پر۔ اگر عزم مصمم اور فولادی ارادے کے مالک ہوں تو اپنے آپ کو اس نظریہ کا عادی بنادیں کہ ''میں بس آج ہی زندہ رہوں گا۔'' تب آپ دن کا لمحہ لمحہ اپنے آپ کو بنانے سنوارنے، اپنی صلاحیتوں کو بڑھانے اور کام آگے بڑھانے کے لئے استعمال کریں گے۔ اس وقت آپ کہیں گے۔ آج کے لئے میں اپنی زبان کی تہذیب کروں گا کوئی فحش بات' گالی یا غیبت نہ کروں گا، آج کے لئے اپنا گھر، آفس مرتب کروں گا، نہ کوئی بے ترتیبی نہ بدنظمی، بلکہ نظام وترتیب ہوگا۔ آج کے لئے میں اپنے جسم کی صفائی ستھرائی کروں گا۔ ظاہر کی تحسین اور وضع قطع پر توجہ دوں گا۔ اپنی چال، حرکات اور بات چیت میں توازن پیدا کروں گا آج اپنے رب کی اطاعت کروں گا، نماز صحیح ڈھنگ سے پڑھوں گا، قرآن پاک کی تلاوت کروں گا، کتابیں دیکھوں گا، مطالعہ کروں گا، چونکہ صرف آج ہی جینا ہے اس لئے اپنے دل میں فضائل کا پودا لگاؤں گا شر، مکروریا، حسد، غرور' بدظنی اور برائیوں کی تمام جڑیں کاٹ پھینکوں گا۔ فقط آج ہی زندگی گزاروں گا اس لئے دوسروں کو فائدہ پہنچاؤں گا ان کے ساتھ احسان وسلوک کروں گا۔ مریض کی عیادت کروں گا، جنازہ کے ساتھ چلوں گا، گم کردہ راہ کی رہنمائی کروں گا، بھوکے کو کھلاؤں گا' مصیبت زدہ کی تکلیف دور کروں گا، مظلوم کے ساتھ کھڑا ہوں گا کمزور کے لئے سفارش کروں گا غمزدہ کی غم

گساری کروں گا۔ عالم کا اکرام کروں گا، کمزور پر رحم کروں گا، بڑوں کی عزت کروں گا۔

آج ہی مجھے رہنا ہے، اس لئے اے ماضی! جا اپنے سورج کی طرح ڈوب جا' میں ہرگز تجھ پر نہ روؤں گا میں تجھے پل بھر کے لئے بھی یاد نہ کروں گا کیونکہ تو جا چکا ہم سے دور ہو گیا اور اب کبھی واپس نہ آئے گا۔ اور اے مستقبل تو ابھی عالم غیب میں ہے' میں خواب وخیال کا اپنے کو عادی نہ بناؤں گا جو چیز ابھی پیدا نہیں ہوئی اس کے پیچھے کیوں پڑوں کیونکہ کل تو کوئی چیز ہی نہیں اس کا ابھی وجود ہی نہیں' اے انسان! آج کا دن ہی خوش بختی کی لغت میں سب سے اچھا کلمہ ہے۔ اس کا خیال کرنے والا ہی زندگی کی رعنائیوں اور شادمانیوں سے بہرہ ور ہو سکتا ہے۔

مستقبل کو آنے دیجئے

''اللہ کا حکم ہو کر رہے گا اس کی جلدی نہ مچاؤ'' (۱:۱۶)

مستقبل کے بارے میں اندازے نہ لگائیں، وضع حمل اپنے وقت پر ہی ہوگا جلدی کیوں چاہتے ہیں' پھل کو پکنے سے پہلے کیوں توڑنا چاہتے ہیں؟ کل ایک مفقود شئی ہے جس کا ابھی نہ وجود ہے نہ کوئی مزا' نہ رنگ تو ہم اس کے مصائب، آرزوؤں وتوقعات، امکانی حوادث وواقعات کے بارے میں سوچ سوچ کر اپنے کو ہلکان کیوں کریں جب کہ ابھی ہمیں معلوم ہی نہیں کہ وہ آئے گا بھی یا نہیں اور خوش کن ہوگا یا نہیں؟ اہم یہ ہے کہ وہ ابھی عالم غیب میں ہے عالم وجود میں نہیں آیا تو ہم پہلے ہی سے اس کو پانے کی کوشش کیوں کریں جب کہ ممکن ہے کہ ہم اس تک پہنچیں یا نہ پہنچیں۔ مستقبل کے بارے میں ذہنی لڑائی لڑنا غیب کی کتاب کھول کر اس میں متوقع پریشانیوں پر کراہنا شرعاً اس لئے ناپسندیدہ ہے کہ وہ خواہشات کا لامتناہی سلسلہ ہے اور عقلاً اس لئے مذموم ہے کہ وہ سایہ سے کشتی لڑنا ہے۔ بہت سے لوگ دنیا کے مستقبل کو تاریک' بھوک' پیاس' بیماریوں اور مصیبتوں سے بھرا سمجھتے ہیں۔ یہ سب شیطانی وسوسے ہیں:

''شیطان تمہیں فقر کا خوف دلاتا اور برائی کا حکم دیتا ہے اور اللہ اپنی مغفرت اور فضل کا وعدہ کرتا ہے۔'' (۲۶۸:۲)

کتنے لوگ ہیں جو یہ سوچ کر روتے ہیں کہ کل وہ بھوکے رہیں گے ایک سال بعد بیمار ہو جائیں گے اور ۱۰۰ سال بعد دنیا ہی ختم ہو جائے گی۔ حالانکہ جب عمر دوسرے کے اختیار میں ہے تو پھر وہ انہونی کے بارے میں کیوں سوچے جبکہ نہیں معلوم کہ کب مرے گا غیر موجود چیز کے سلسلہ میں مضطرب کیوں رہے؟ کل کو آنے دیجئے اس کی خبروں اور یلغاروں کے سلسلہ میں پوچھ تاچھ مت کیجئے۔ آپ کو آج سے فرصت کہاں ہے۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ لوگ کل کے تفکرات کو نقد لے رہے ہیں کس دن اسے ادا کریں گے؟ اس دن جس کا سورج بھی ابھی نہیں نکلا؟ لہٰذا لمبی اُمیدوں سے دور رہیں۔

بے جا تنقید کا سامنا کیسے کریں

کچھ بے وقوف تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو بھی برا بھلا کہہ دیتے ہیں جو خالق و مالک اور پالنہار ہے، جو سب کو روزی دیتا ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر ہم اور آپ، جو خطا کار ہیں غلطیاں کرتے رہتے ہیں، کی کیا حیثیت۔ ہمیں تو لوگوں کی بے جا برائی اور تنقید کا سامنا کرنا ہی پڑے گا۔ ہمیں برباد کرنے کے منصوبے بنیں گے' جان بوجھ کر اہانت کی جائے گی۔ جب تک آپ دے رہے ہیں، بنا رہے ہیں' مؤثر ہیں' ترقی کر رہے ہیں تب تک لوگ آپ پر تنقید سے نہ چوکیں گے سوائے اس کے کہ آپ زمین میں سما جائیں یا آسمان پر چڑھ جائیں اور ان کی نظروں سے دور ہو جائیں۔ جب تک آپ ان کے بیچ ہیں آپ کو اذیت پہنچتی رہے گی' آنسو نکلیں گے' نیند اڑے گی۔ جو زمین پر بیٹھا ہوا ہے وہ نہیں گرتا:

گرتے ہیں شہ سوار ہی میدان جنگ میں

لوگ آپ پر اسی لئے تو ناراض ہوتے ہیں کہ آپ علم، صلاحیت، اخلاق یا مال میں ان سے بڑھ گئے ہیں وہ آپ کو معاف کر ہی نہیں سکتے جب تک آپ کی صلاحیتیں ختم نہ ہو جائیں اور اللہ کی نعمتیں آپ سے چھن نہ جائیں، آپ ساری اچھائیوں اور خوبیوں سے تہی دامن نہ ہو جائیں۔ پلید و کند ذہن، بے کار اور صفر ہو کر نہ رہ جائیں۔ یہی وہ چاہتے ہیں، لہٰذا آپ کو ان کی بے جا تنقید' نا روا باتوں اور تحقیر کو برداشت کرنا ہوگا۔ 'احد پہاڑ' کی طرح جم جایئے ' ایسی چٹان بن جایئے جس پر اولے پڑتے ہیں اور

ٹوٹ کر بکھر جاتے ہیں، چٹان اپنی جگہ جمی رہتی ہے۔ اگر آپ نے لوگوں کی تنقیدوں کو اہمیت دے دی تو آپ کی زندگی کو مکدر کر دینے کی ان کی منہ مانگی مراد پوری ہو جائے گی لہٰذا بہتر طور پر درگزر کیجئے ان سے اعراض کیجئے اور ان کی باتوں میں نہ آئیے۔ ان کی فضول برائی سے آپ کا درجہ بلند ہوگا۔ پھر جتنا بھی آپ کا وزن ہوگا اتنا ہی ہنگامہ اور شور و شغب آپ کے خلاف ہوگا۔ آپ کس کس کے مونہہ کو بند کریں گے لیکن اگر ان سے صرف نظر کریں گے' ان کے حال پر چھوڑ دیں گے تو آپ ان کی تنقیدوں سے بچ سکتے ہیں۔

"آپ کہہ دیں اپنے غیظ و غضب میں مر جاؤ" (۱۱۹:۳)

یہی نہیں بلکہ آپ اپنے فضائل و محاسن میں اور اضافہ کر کے اپنی خامیوں کو دُور کر کے ان کی زبانوں میں تالا ڈال سکتے ہیں۔ ہاں اگر آپ یہ چاہیں گے کہ دنیا کے نزدیک تمام عیوب سے بری ہو جائیں اور سبھی لوگوں میں مقبول ہو جائیں تو یہ ناممکن کی آرزو ہے اور دور کی امید۔

کسی کے شکریہ کا انتظار نہ کریں

اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا۔ انہیں روزی دی کہ اس کا شکر ادا کریں لیکن اکثر نے عبادت کی تو غیر اللہ کی' شکر کیا تو غیر اللہ کا۔ مطلب یہ ہے کہ انکار، زیادتی، جفا اور کفرانِ نعمت انسانی فطرت پر غالب ہے۔ لہٰذا آپ کو بالکل حیرانی نہ ہو اگر لوگ آپ کے احسان کو فراموش کر دیں، بھلائی کا انکار کر دیں' حسن سلوک کو بھول جائیں بلکہ آپ سے دشمنی شروع کر دیں اور احسان کے بدلے بغض و حسد رکھیں۔

"وہ ناراض نہ ہوئے مگر اس بات پر کہ اللہ و رسول نے اپنے فضل سے انہیں بے نیاز کر دیا تھا"

دنیا کا کھلا دفتر سامنے ہے اسے پڑھئے وہ تمام کا تمام اس باپ کا قصہ ہے جس نے بیٹے کو پالا پوسا، کھلایا پلایا، تعلیم و تربیت دی، اسے سلانے کے لئے خود جاگا، اسے کھلانے کے لئے خود بھوکا رہا اس کے آرام کے لئے خود تھکا مگر جب یہ بیٹا جوان ہو گیا، توانا ہوا تو باپ کے لئے کٹ کھنا کتا ثابت ہوا۔ استہزاء، نفرت، نافرمانی کسی چیز میں بھی تو کسر نہیں چھوڑی، عذاب بن کر رہ گیا۔ لہٰذا وہ لوگ جن کے

احسانات کم ظرفوں نے بھلا دیئے ہوں وہ مضطرب نہ ہوں انہیں مژدہ ہے کہ ایسی ہستی کے انعام کے مستحق بنیں گے جس کے خزانے کبھی خالی نہیں ہوتے۔

ہمارا مطلب یہ نہیں کہ احسان وسلوک کرنا چھوڑ دیں بلکہ یہ ہے کہ آپ ''نیکی کر دریا میں ڈال'' کے عادی ہو جائیں' کفرانِ نعمت پر رنجیدہ و مایوس نہ ہوں، بھلائی کے کام کریں لِوَجْهِ اللهِ ایسا کریں گے تو ہر حال میں کامیاب ہوں گے۔ آپ کو کسی کی ناشکری سے کوئی نقصان نہ ہوگا۔ آپ احسان کرنے والے ہوں گے۔ آپ کا ہاتھ اونچا ہوگا جو نچلے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔

''ہم تمہیں اللہ کے لئے کھلاتے ہیں تم سے کسی بدلے اور شکریہ کی تمنا ہمیں نہیں۔'' (۹:۷۶)

عام لوگوں میں انکار و ناشکری کی جبلت کو بہت سے باشعور بھی بھول جاتے ہیں گویا انہوں نے ناشکروں کے سلسلہ میں وحی الٰہی کی یہ بات نہ سنی:

> ''اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہم کو پکارتا ہے' لیٹے بھی' بیٹھے بھی' کھڑے بھی پھر جب ہم اس کی تکلیف اس سے ہٹا دیتے ہیں تو ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا اس نے اپنی تکلیف کے لئے جو اسے پہنچی تھی کبھی ہمیں پکارا ہی نہ تھا، ان حد سے گزرنے والوں کے اعمال کو ان کے لئے اسی طرح خوشنما بنا دیا گیا ہے'' (۱۰:۱۲)

آپ مضطرب نہ ہوں اگر کسی کم ظرف کو قلم دے دیں جو اس سے آپ ہی کی ہجو لکھنے لگے یا اگر کسی جاہل کو ڈنڈا تھما دیا جس سے اُس نے آپ ہی کا سر پھوڑ دیا، آدمی کی نفسیات یہی ہے۔ جب یہی سلوک ان کا خدا کے ساتھ ہے تو پھر ہماو شما کی کیا بات؟

دوسروں پر احسان سے انشراحِ صدر ہوتا ہے

خیر بھلائی اور معروف کا نتیجہ اچھا ہوتا ہے، لوگوں پر احسان کرنے والا سب سے پہلے خود اس احسان سے مستفید ہوتا ہے، اس کے دل اخلاق اور ضمیر کو سکون و طمانیت، انشراح اور انبساط محسوس ہوتا ہے۔ لہٰذا جب کوئی رنج و غم کی بات پیش آئے تو دوسروں کے ساتھ کوئی نیکی کر دیں' کوئی احسان کر دیں، آپ کو سکون و اطمینان حاصل ہوگا۔ کسی محروم کو دیں' کسی مظلوم کی مدد کریں، کسی کو مصیبت سے نکال

دیں، کسی بھوکے کو کھلا دیں، کسی مریض کی عیادت کریں، خوشی وخوش بختی آپ پر چھا جائے گی، خیر کا کام ایک خوشبو کی مانند ہے، اس کا لانے والا بیچنے والا اور خریدار سب اس سے مستفید ہوتے ہیں۔ نفسیاتی بھلائیاں وہ بابرکت جڑی بوٹیاں ہیں جو نیکوں کے دواخانہ میں استعمال کی جاتی ہیں۔ حسنِ اخلاق کے بھوکوں پر مسکراہٹیں لٹانا دنیائے اخلاقیات میں صدقہ جاریہ شمار ہوتا ہے کہ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملنا بھی صدقہ ہے، چہرہ کی اداسی وتاریکی دوسروں کے خلاف اعلان جنگ ہے جس کے نتائج کا علم علام الغیوب ہی کو ہے۔ ایک طوائف نے پیاس سے مر رہے کتے کو پانی کا ایک گھونٹ پلا دیا اور جنت کی مستحق بن گئی کیونکہ مالک دو جہاں غفور رحیم بھی ہے وہ محسن بھی ہے احسان سے محبت رکھتا ہے، غنی وحمید ہے۔ لہٰذا ایسے لوگوں کو جنہیں بدبختی' بے چینی اور خوف نے جکڑ رکھا ہو نیکی اور بھلائی کے باغ کی طرف آنا چاہیے۔ دوسروں کی مدد، غمگساری، اعانت اور خدمت کرنی چاہیے انہیں خوش بختی پورے طور پر مل جائے گی۔ ''وہ کسی کے ساتھ جو بھی احسان کرتا ہے اپنے رب کی خوشنودی کے لئے ہی کرتا ہے جو یقیناً اس سے خوش ہوگا۔''

خالی نہ بیٹھیں

دنیا میں خالی بیٹھنے والے وہ ہوتے ہیں جو افواہ باز ہوں، کیونکہ ان کے ذہن ودماغ بٹے ہوتے ہیں

''وہ راضی ہوگئے کہ پیچھے رہ جانے والوں میں ہوں''(۹:۸۷)

آدمی کا بے کار بیٹھنا نہایت خطرناک ہے۔ اس کا ذہن شیطان کا مسکن بن جائے گا۔ وہ شتر بے مہار کی مانند اِدھر اُدھر بھٹکے گا۔ جب آپ کام سے خالی بیٹھے تو غم وفکر اور الجھنیں آ کر رہیں گی ماضی، حال اور مستقبل کی فائلیں کھل جائیں گی اور آپ مشکل میں پڑ جائیں گے۔ میری آپ سب کو یہ نصیحت ہے کہ بے کاری کے بجائے کچھ اچھے کام شروع کردیں' بے کار رہنا اپنے کو زندہ درگور کرنا ہے، سکون کا کیپسول لے کر خودکشی کرنا ہے۔ بے کاری کی مثال تو اس سلو ٹارچر کی ہے جو چین کے قید خانوں میں ہوتا تھا کہ قیدی کو اس نالی کے نیچے کردیتے جس سے ہر منٹ پر ایک قطرہ گرتا ہے۔ ان قطروں کے

انتظار میں قیدی پاگل ہو جاتا ہے۔ آرام طلبی غفلت کا نام ہے' فرصت ایک پیشہ ور چور ہے، اس حالت میں آپ کی عقل موہوم جنگوں کی شکار ہو جائے گی۔ لہٰذا جب خالی ہوں تو نماز پڑھنے کھڑے ہو جائیں، تلاوت کریں، مطالعہ کریں، لکھیں یا تیراکی کریں یا آفس کو درست کریں، گھر کی صفائی کریں، دوسروں کا کوئی کام کر دیں۔ کام کے چاقو سے فرصت کو کاٹ دیں دنیا کے طبیب وڈاکٹر اس کے بدلے ۵۰ فیصد خوشی کی گارنٹی دیتے ہیں، کسانوں، مزدوروں اور کامگاروں کو دیکھیں کہ وہ کس طرح چڑیوں کی طرح مستی سے گاتے اور خوش رہتے ہیں جب کہ آپ بستر پر پڑے آنسو پونچھتے رہتے ہیں کیونکہ بے کاری نے آپ کو ڈس لیا ہے۔

نقال نہ بنیں

دوسروں کی نقل نہ کیجئے' اپنی شخصیت کو گم نہ کیجئے، بہتیرے لوگ مستقل عذاب کا شکار رہتے ہیں کیونکہ وہ چاہتے ہیں کہ اپنی حرکات وسکنات، آواز اور کلام ہر چیز میں دوسروں کی ایسی نقل کریں کہ انہیں جیسے ہو کر رہ جائیں ان کی اپنی شناخت ختم ہو جائے، تکلف، تکبر، جلن وغیرہ ان کے روگ ہو جاتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ شکل وصورت میں دو آدمی برابر نہیں ہوتے تب وہ اپنے اخلاق اور صلاحیتوں میں کیسے یکساں ہو سکتے ہیں۔ آپ اپنی جگہ بالکل الگ چیز ہیں۔ تاریخ میں آپ کا کوئی مثل نہیں' نہ دنیا میں آپ کا کوئی ہم شکل، آپ زید، عمرو وغیرہ سے بالکل الگ ہیں لہٰذا دوسروں کی تقلید ونقل کی کوشش کیوں کریں۔ اپنی ہیئت اور کردار کے مطابق چلئے۔ ''ہر آدمی اپنے مشرب کو جانتا ہے'' ''ہر ایک کا اپنا قبلہ ہے جس کی طرف وہ رُخ کرتا ہے۔'' تب جیسے آپ ہیں ویسے ہی رہیں آپ کو اپنی آواز، لہجہ اور چال ڈھال میں تبدیلی کی ضرورت نہیں ہے۔ وحی کی روشنی میں چلیں تاہم اپنے وجود کی نفی نہ کریں۔ آپ کا اپنا مزہ اور اپنا رنگ ہے، ہم آپ کو اسی رنگ ڈھنگ میں دیکھنا چاہتے ہیں کیونکہ یہ آپ کے لئے فطری ہے' اسی پر ہم آپ کو جانتے ہیں لہٰذا آپ نقال نہ بنیں۔'' انسانوں کی طبائع عالم نباتات جیسی ہیں کھٹے بھی ہیں، میٹھے بھی، لمبے بھی، پست قد بھی، ایسے ہی انہیں رہنا بھی چاہئے تو جو کیلا ہے وہ ناشپاتی کیوں بنے اس کا جمال اور قیمت تو کیلے پن میں

ہے۔ ہماری زبانوں، رنگوں، صلاحیتوں اور طاقتوں کا اختلاف تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے ہمیں اس کی نشانیوں کا انکار نہ کرنا چاہیے۔

قضاء وقدر کو ماننے بغیر چارہ نہیں

''تمہیں زمین میں یا تمہارے نفسوں میں جو بھی تکلیف پہنچتی ہے وہ تمہاری پیدائش سے پہلے ہی ایک ریکارڈ میں درج کرلی گئی ہے۔'' قلم سوکھ چکا، صحیفے اٹھالئے گئے معاملہ طے پا گیا تقدیر لکھی جا چکی' 'وہی ہمیں پہنچتا ہے جو ہمارے لئے لکھا جا چکا'' اور جو ہمارے ساتھ ہوا وہ ٹلنے والا نہ تھا' جس سے ہم بچ گئے وہ ہمیں لاحق ہونے والا نہ تھا۔ جب یہ عقیدہ آپ کے دل میں اچھی طرح بیٹھ جائے تو تکلیف عطیہ اور مصیبت انعام بن جائے۔ جو گزرے اسے آپ اچھا سمجھیں ''اللہ جس کے ساتھ خیر چاہتا ہے اُسے اس میں حصہ ملتا ہے اب جو بھی آپ کو تکلیف پہنچے، بیماری لاحق ہو، کوئی عزیز مرجائے، مالی نقصان ہو جائے' گھر جل جائے تو سمجھ لیں کہ اللہ نے یہی مقدر میں لکھا تھا:

لکھا کب مٹے کلک تقدیر کا

اس میں سارا اختیار صرف خدا کے ہاتھ میں ہے۔ ہاں صبر کرنے پر اجر ملے گا۔ اس کا انکار کفر ہے، لہٰذا جو مصائب کا شکار ہیں وہ خوش ہو جائیں کہ سب کچھ خدائے برتر کے حکم سے ہو رہا ہے جو دیتا بھی ہے' لیتا بھی، عطا بھی کرتا ہے، چھینتا بھی ہے'' اس سے اس کے کاموں کا حساب نہیں لیا جا سکتا دوسروں سے لیا جائے گا'' قضا وقدر پر جب تک ایمان نہ ہوگا آپ کے اعصاب کو سکون نہ ملے گا۔ نفسیاتی الجھن نہ جائے گی' دل کے وسوسے دور نہ ہوں گے۔ جو ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا لہٰذا حسرت وندامت سے کیا فائدہ؟ یہ مت سوچئے کہ گرتی دیوار کو آپ بچالیں گے، پانی کو بہنے سے روک دیں گے' ہوا کو چلنے سے منع کر دیں گے، شیشہ کو ٹوٹنے سے بچالیں گے، یہ نہیں ہو سکتا آپ کو اور مجھے اچھا لگے یا برا، جو لکھا ہے وہ ہو کر رہے گا، فیصلہ الٰہی نافذ ہوگا۔ ''جو چاہے مان لے جو چاہے نہ مانے'' ناراضگی، افسردگی اور چیخ وپکار کی بجائے قضائے الٰہی کے آگے سر تسلیم خم کر دیجئے تب آپ کو ندامت نہ ہوگی۔ آپ نے اگر اسباب سے کام لیا ہوگا، تدبیریں اپنائی ہوں گی، پھر بھی وہ ہو جائے جس کا اندیشہ تھا تو

کہئے کہ یہی مقدر تھا۔ اللہ جو چاہے کرسکتا ہے، یہ نہ کہیں کہ کاش میں نے ایسا کیا ہوتا تو ایسا ہوتا۔

عسر کے ساتھ یسر ہے

اے انسان! بھوک کے بعد شکم سیری، پیاس کے بعد سیرابی، جاگنے کے بعد نیند، مرض کے بعد صحت ہے۔ گم کردہ منزل پائے گا' مشقت اٹھانے والا آسانی حاصل کرلے گا۔ اندھیرے چھٹ جائیں گے ''قریب ہے کہ اللہ اپنی فتح یا اور کسی بات کو لے آئے'' رات کو بشارت دو صبح صادق کی جو اس کو پہاڑوں کی طرف دھکیل دے گی داویوں کی جانب بھگا دے گی، غمزدہ کو بشارت دو روشنی کی طرح تیزی سے آنے والی آسانی کی، مصیبت زدہ کو مژدہ سنا دو مخفی لطف و کرم اور مہربان ہاتھوں کا' جب آپ دیکھیں کہ صحرا اور از سے دراز تر ہوتا جاتا ہے تو جان لیں کہ اس کے بعد سرسبز و شاداب نخلستان ہے۔ رسی لمبی پہ لمبی ہوتی جاتی ہے تو یاد رکھئے کہ جلد ہی وہ ٹوٹ جائے گی۔

آنسو کے ساتھ مسکراہٹ ہے، خوف کے بعد امن، گھبراہٹ کے بعد سکون، آگ نے ابراہیم خلیل اللہ کو نہیں جلایا کیونکہ حکم ربانی سے وہ ''ابراہیمؑ کے لئے ٹھنڈک اور سلامتی بن گئی'' سمندر نے موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو نہیں ڈبویا کیونکہ انہوں نے بلند اور سچی آواز میں کہا کہ ''نہیں! میرا رب میرے ساتھ ہے اور مجھے راستہ دکھلائے گا۔'' حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یار غار کو ڈھارس بندھائی کہ ہمارے ساتھ اللہ ہے۔ لہٰذا امن وسکینت اور نصرت حاصل ہوئی۔ موجودہ برے حالات کے شکار، مایوس کن صورت حال کے گرفتار صرف تنگی، عسرت اور بدبختی ہی کا احساس کرتے ہیں ان کی نظر کمرہ کی دیوار اور دروازے تک ہوتی ہے، اس کے آگے ان کی رسائی نہیں۔ کاش وہ پردہ کے پیچھے بھی دیکھتے ان کی فکر ورائے پس دیوار تک پہنچ پاتی۔ لہٰذا تنگ دل نہ ہوں ہمیشہ یکساں حالت نہیں رہے گی، بہترین عبادت اللہ کی رحمت اور آسانی کا انتظار ہے، زمانہ الٹتا پلٹتا ہے، گردش دوراں جاری رہتی ہے۔ غیب مستور ہے، اور مدبر عالم کی ہر روز نئی شان ہوتی ہے۔ اُمید ہے کہ اللہ اس کے بعد کوئی معاملہ پیدا کرے گا عسر کے ساتھ یسر ہے تنگی کے بعد آسانی ہے۔

لیموں سے میٹھا شربت بنائیے

ذہین و ہوشیار نقصان کو فائدہ میں بدل لیتا ہے جب کہ جاہل غبی ایک مصیبت کو دو آفتیں بنا دیتا ہے۔ رسول اکرمؐ مکہ سے نکالے گئے تو آپؐ نے مدینہ میں مملکت قائم فرمادی کہ جس نے آج تک تاریخ کو انگشت بدنداں کر رکھا ہے۔ احمد بن حنبلؒ کو جیل میں ڈالا گیا، کوڑے لگائے گئے تو وہ اہل سنت کے امام بن گئے، ابن تیمیہؒ گرفتار کئے گئے جیل سے جب چھوٹے تو ان کے ساتھ زبردست علم تھا۔ سرخسی کو اندھے کنویں میں بند کر دیا گیا تو دو جلدوں میں فقہ کی کتاب لکھ دی۔ ابن الاثیرؒ کو گھر میں بیٹھا دیا گیا تو انہوں نے جامع الاصول اور النہایہ لکھیں جو علم حدیث کی بہترین و مفید ترین کتابیں ہیں۔ ابن الجوزیؒ کو بغداد سے نکال دیا گیا انہوں نے قرأت سبعہ کی تجوید تیار کر دی۔ مالک ابن الریب کو بخار چڑھا، جو ان کا مرض الموت ثابت ہوا تو اس نے وہ زبردست قصیدہ لکھا جو عباسی شعراء کے پورے پورے دیوانوں کی برابری کرتا ہے۔ ابو ذیب الھذلی کے بیٹے مرگئے تو اس نے ان کا وہ شاہ کار مرثیہ کہا کہ ایک زمانہ مبہوت ہو کر سنتا رہ گیا، لوگ حیران رہ گئے' تاریخ نے داد دی۔ للہذا کوئی آفت آئے تو اس کا روشن پہلو دیکھئے۔ کوئی آپ کو لیموں کی پیالی دے تو اس میں تھوڑی سی شکر ڈال کر شربت بنا لیجئے، کوئی آپ کو مردہ سانپ دے اس کی قیمتی کھال لے کر بقیہ کو پھینک دیجئے۔ بچھو جسے کاٹ کھاتا ہے اس پر سانپ کا زہر اثر نہیں کرتا۔ کیسے بھی سخت حالات ہوں اپنے کو ان کے مطابق ڈھالئے کہ آپ کو پھول ہی پھول حاصل ہوں۔

''بہت ممکن ہے کہ تمہیں کوئی چیز ناپسند ہو اور وہ تمہارے لئے اچھی ہو'' (۲:۲۱۶)

فرانس کے مشہور انقلاب سے پہلے ملک کے دو بہترین شاعروں کو قید کر دیا گیا ان میں ایک نیک شگون دیکھتا تھا، دوسرا منفی رُخ۔ ایک دن دونوں نے کھڑکی میں سے جھانک کر دیکھا۔ مثبت رُخ والا ستارے دیکھ کر ہنس پڑا۔ منفی نقطۂ نظر کے حامل نے پاس کی سڑک پر گرد و غبار اڑتے دیکھا اُسے رونا آ گیا۔ زندگی کے دو نقطہ نظروں میں اتنا بڑا فرق ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ دنیا میں محض شر ہی شر نہیں ہوتا اس لئے ہر مصیبت میں خیر کا پہلو بھی ڈھونڈیئے۔

پریشان حال کی پکار کون سنتا ہے

کون ہے جسے پریشان حال پکارے اور مصیبت زدہ فریاد کرے۔ کائنات اس کی طرف جھکے، ساری مخلوق جس سے مانگے، زبانوں پر اس کا ذکر ہو دلوں میں وہ گھر کرے؟ وہ اللہ اور صرف اللہ ہے۔ ہم پر آپ سب پر یہ فرض ہے کہ آسانی و ترشی سختی اور تنگی میں اسے پکاریں، اسی کے سامنے گڑگڑائیں اس کا وسیلہ چاہیں، اس کی چوکھٹ پر سر جھکائیں، روئیں مانگیں اس کے ہو جائیں، اس وقت اس کی مدد آئے گی، نصرت کے دروازے کھلیں گے

''اس کے علاوہ کون ہے جو مصیبت زدہ کی پکار سنے'' (۶۲:۲۷)

ڈوبتے کو بچائے، غائب کو لوٹائے، مبتلا کو نجات دے، مظلوم کی مدد کرے، گمراہ کو ہدایت دے، مریض کو شفا دے، مظلوم کو آسانی فراہم کرے۔

''جب وہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ کو پکارتے ہیں اطاعت کو اس کے لئے خالص کرتے ہوئے۔'' (۶۵:۲۹)

یہاں میں وہ دعائیں تو نہیں دہراؤں گا جن میں حزن وملال، اور غم وفکر کو دور کرنے کی دعا کی گئی ہے۔ حدیث کی کتابوں میں وہ آپ کو ملیں گی۔ آپ خدا سے بات کریں، اس سے سرگوشی کریں' اس سے دعا کریں' اسے پکاریں' اس سے اُمید کریں۔ اسے آپ پا جائیں تو ہر چیز کو پا جائیں گے۔ اس پر ایمان میں کمزوری آئے تو سمجھو کہ ہر چیز کھوگئی۔ رب سے دعا کرنا بھی ایک عبادت ہے اور وہ عظیم اطاعت ہے جو مشکل سے حاصل ہوتی ہے، جو بندہ اچھی دعا کر سکتا ہے وہ نہ غمگین ہوگا نہ پریشان کیونکہ خدا کی رسّی کے علاوہ سب رسّیاں ٹوٹ جائیں گی، اس کے دروازے کے علاوہ تمام دروازے بند ہیں، وہ قریب ہے، سنتا اور دیکھتا ہے اور جب مصیبت زدہ اسے پکارتا ہے تو وہ سنتا ہے۔ جو مالک واحد قوی اور غنی ہے۔ جو لوگ محتاج کمزور اور ناتواں ہیں، حکم ہے کہ وہ اس سے دعا کریں: ''مجھے پکارو میں تمہاری پکار سنوں گا'' (۶۰:۴۰)

میرے پیارے! جب تمہیں کوئی آفت پیش آئے۔ مصیبتوں سے سامنا ہو تو اس کا نام لو، اسے

یاد کرو اس سے مدد و نصرت مانگو اس کی تقدیس کے لئے پیشانی زمین پر رکھو ناک رگڑو تاکہ تمہیں حریت حقیقی یعنی اس کی عبودیت حاصل ہو جائے۔ ہاتھ بڑھاؤ' ہتھیلیاں پھیلاؤ، زبان کھولو اور خوب خوب مانگو اس کے در سے چمٹ جاؤ' اس کے لطف وکرم کے طالب بن جاؤ' اس کے نام کا ورد کرو، اس سے حسن ظن رکھو اس کے لئے یکسو ہو جاؤ، سب سے کٹ کر اس سے جڑو، تاکہ کامیاب وکامران ہو جاؤ۔

گھر میں رہا کریں

یہ مشروع اور مسنون ہے کہ اہل شر، بے کار فضول آوارہ اور ناکارہ لوگوں سے دور رہ کر آپ گھر میں گوشہ نشین رہیں۔ اس صورت میں آپ کو قلبی اطمینان اور روحانی سکون ے گا آپ کا ذہن تیز گام کرے گا' آپ کی معلومات بڑھیں گی۔

خیر وطاعت کے کاموں سے روکنے والی مشغولیات سے دور رہنا ایک ایسی دوا ہے جس کو اہل دل نے استعمال کیا ہے اور کامیابی حاصل کی ہے۔ یہی میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ برائی، لغویات اور گنواروں سے الگ رہیں تو عقل بڑھے گی عزت کی حفاظت ہوگی، خدا سے لولگانے کا موقع ملے گا۔ وہ جگہیں جہاں جمع ہونا اور لوگوں سے بات چیت اچھی سمجھی جاتی ہے وہ نمازیں جماعت وجمعہ، علم کی مجلسیں اور خیر پر تعاون کے مواقع ہیں۔ کاہلی اور بے کاری کی جگہوں سے دور رہیں۔ اپنی کھال بچایئے۔ اپنی خطا پر رویئے، اپنی زبان پر قابو رکھیں اور گھر میں بیٹھیں۔ بے کار لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اپنے خلاف جنگ کرنا ہے، اپنے اندر کے امن وامان کو تباہ کرنا ہے، کیونکہ یہ گنوار افواہ باز ہوتے ہیں، فضولیات پھیلاتے ہیں۔ فتنوں اور حادثات میں نمک مرچ لگا کر پھیلاتے ہیں اور ایسا آپ کو ڈرا دیں گے کہ آپ موت سے پہلے دس مرتبہ مر جائیں "اگر یہ تمہارے درمیان نکل آئیں تو تمہیں بہکانے میں کوئی کمی نہ کریں۔"

مجھے پوری امید ہے کہ آپ کمرہ میں بیٹھیں گے' اپنے کام سے کام رکھیں گے۔ ہاں اگر بھلی بات یا خیر کا کام ہو تو اس میں شریک ہوں، ایسا کریں گے تو دل پرسکون رہے گا' وقت ضائع ہونے سے بچے گا، عمر برباد نہ ہوگی' زبان غیبت سے بچے گی' کان بری بات نہ سنیں گے' نفس میں سوء ظن پیدا نہ ہوگا جو اس کا تجربہ کرے گا جان لے گا۔ جو اوہام کی سواری پر بیٹھے' گنواروں میں وقت گزارے اسے دور

سے ہی سلام!

بدلہ صرف اللہ دیتا ہے

اللہ جو بھی چیز آپ سے لے گا اس کا بہتر بدلہ عنایت کرے گا اگر آپ صبر کریں اور ثواب کی اُمید رکھیں

"جس شخص کی آنکھیں لے لی جائیں اور وہ صبر کرے میں ان کے بدلے جنت دوں گا' دنیا والوں میں جس شخص کا دوست میں لے لوں پھر وہ صبر کرے اور ثواب کی اُمید رکھے تو میں اس کے بدلے جنت دوں گا۔"

جو شخص بیٹے سے محروم ہو جائے اور صبر کرے تو اس کے لئے جنت میں بیت الحمد بنایا جاتا ہے۔ اس پر مزید قیاس کر لیجئے...... لہٰذا کسی مصیبت پر افسوس نہ کریں، جس نے مصیبت مقدر کی ہے اس کے پاس جنت ہے' ثواب ہے اور اجر عظیم ہے۔ اللہ کے نیک صالح بندے جو مبتلائے مصیبت ہوں، ان سے جنت میں کہا جائے گا "تم پر سلامتی ہو کہ تم نے صبر کیا' پس تمہیں کیا بہتر ٹھکانہ ملا ہے۔"

ہمیں چاہئے کہ مصیبت پر صبر کے اجر اور اس کے اچھے نتیجہ کو دیکھیں

"یہ وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی رحمتیں ہیں اور یہی ہدایت یافتہ ہیں" (۲:۱۵۷)

مصیبت زدوں اور آفت کے ماروں کو خوشخبری ہو۔ دنیا کی عمر بہت کم ہے اس کا خزانہ حقیر ہے۔ آخرت بہتر اور بقاء کا گھر ہے۔ جسے یہاں مصیبت کا سامنا ہوا اُسے وہاں بدلہ دیا جائے گا جو یہاں تھکے گا وہ وہاں آرام پائے گا۔ رہے وہ جو دنیا سے چمٹے ہوئے ہیں، اس کے عاشق ہیں انہیں دنیاوی عیش و آرام کا چھوٹ جانا بڑا شاق گزرتا ہے، کیونکہ وہ بس دنیا کے طلب گار ہیں، اس لئے مصیبتیں انہیں بڑی لگتی ہیں۔ یہ مصائب سے سخت مضطرب ہوتے ہیں وہ صرف اپنے پیروں کو دیکھتے ہیں۔ جہاں بس دنیائے فانی ہی دکھائی دیتی ہے۔

مصیبت زدو! جو بھی تم سے کھویا گیا ہے تم فائدہ میں ہو' تمہارے پاس اللہ کا وہ پیغام ہے جس کا لفظ لفظ لطف و کرم محبت' ثواب اور حسنِ انتخاب ہے۔ اس لئے مصیبت زدہ کو نتیجہ پر نظر رکھنی چاہئے۔

''ان کے بیچ ایک دیوار اٹھا دی گئی ہے جس میں ایک دروازہ ہے۔اس کا اندرون رحمت ہے اور ظاہر کی طرف عذاب ہے۔'' (۵۷:۱۳)

اللہ کے پاس جو ہے وہ بہتر' باقی رہنے والا بڑا اور خوشگوار ہے۔

ایمان ہی زندگی ہے

اصل اور واقعی بدنصیب وہ ہیں جو نور ایمان سے محروم ہیں۔جن کے پاس یقین کی دولت نہیں۔وہ ہمیشہ نامرادی، ذلت اور غیظ وغضب کا شکار رہتے ہیں

''جو میرے ذکر سے اعراض کرتے ہیں،ان کے لئے تنگ زندگی ہے'' (۲۰:۱۲۴)

اللہ رب العالمین پر ایمان ہی نفس کا تزکیہ وتطہیر ہے۔یہ غم' مایوسی اور حزن وملال کو دور کرتا ہے۔ ایمان کے بغیر زندگی میں کوئی واقعی مزہ ہوتا ہی نہیں۔ملحدین جو ایمان سے محروم ہیں انہیں اپنے بوجھ، تاریکیوں اور بیڑیوں سے نجات پانے کے لئے کوئی راہ نظر نہیں آتی۔بغیر ایمان کی زندگی' بدبختی کی زندگی ہے۔اللہ کے نظام کے باغیوں پر ابدی لعنت ہوتی ہے۔''ہم ان کے دلوں اور نگاہوں کو پلٹ دیں گے جیسے وہ پہلی بار ایمان نہیں لائے ہم انہیں سرکشی میں اوندھا چھوڑ دیں گے۔''

آج لمبے زمانوں اور صدیوں کے شاق تجربہ کے بعد عقل اس نتیجہ پر پہنچ چکی ہے کہ بت خرافات ہیں' کفر لعنت ہے، الحاد جھوٹ ہے، رسول سچے ہیں، ساری بادشاہت اور عزت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔وہی ہر چیز پر قادر ہے۔جتنا آپ کا یہ ایمان قوی یا کمزور، گرم یا سرد ہوگا اتنی ہی آپ کو خوش بختی، سکینت اور راحت حاصل ہوگی۔

''جو بھی مومن' مرد یا عورت' نیک کام کرے گا ہم اسے اچھی زندگی دیں گے اور ان کے عمل کا پورا پورا اچھا بدلہ دیں گے۔'' (۱۶:۹۷)

یہ اچھی زندگی اس کے علاوہ اور کیا ہے کہ ان کے دلوں میں استقرار ہوگا۔خدا کی محبت سے دل سرشار ہوں گے۔ان کے ضمیر انحراف سے پاک ہوں گے' ان کے اعصاب حادثات کے وقت پرسکون ہوں گے۔وہ قضا وقدر پر راضی ہوں گے کیونکہ وہ اللہ کو رب، اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی

ورسول مان چکے ہیں۔

شہد لیجئے لیکن چھتہ نہ توڑیئے

نرمی جس چیز میں بھی ہوگی اسے زینت دے گی، جس چیز سے نکال لی جائے گی اس میں عیب پیدا ہوگا، گفتگو میں نرمی، چہرہ پر مسکراہٹ، گفتگو کے وقت اچھی بات' یہ وہ بہترین اوصاف ہیں جو خوش نصیبوں کے حصے میں آتے ہیں' یہ مومنوں کی صفات ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہے جیسے شہد کی مکھی پاک چیزیں کھا کر پاک چیز بناتی ہے۔ وہ پھول پر بیٹھتی ہے لیکن اسے توڑتی نہیں۔ ''نرمی سے اللہ تعالیٰ وہ چیز دے دیتا ہے جو سختی سے نہیں ملتی'' نرم مزاج والوں کا لوگ استقبال کرتے ہیں، نگاہیں انہیں دیکھتی ہیں، دل مائل ہوتے ہیں روحیں سلام کرتی ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ان کا مزاج، گفتگو، لین دین میل جول اور خرید وفروخت ہر جگہ انہیں محبوب بنا دیتا ہے۔ دوست بنانا ایک فن ہے۔ شرفاء اور اچھے لوگ اس سے اچھی طرح واقف ہوتے ہیں۔ اس قسم کے لوگوں کا اپنا اخلاقی دستور ہوتا ہے جو اس آیت پر مبنی ہے:

''برائی کا جواب بھلائی سے دو، اس صورت میں آپ کے اور جس کے بیچ عداوت ہے وہ ایسا ہو جائے گا جیسے دلی دوست۔'' (۳۴:۴۱)

وہ اپنے جذبہ پر جوش، بردباری اور درگزر کی صفات سے بغض وحسد کو دفنا دیتے ہیں اپنے ساتھ برائی کو بھول جاتے، بھلائی کو یاد رکھتے ہیں، گندے اور چبھتے جملوں کی طرف وہ کان ہی نہیں لگاتے اسی لئے وہ خود بھی آرام سے رہتے ہیں لوگ بھی ان کی طرف سے مامون محفوظ اور پرسکون رہتے ہیں۔

''مسلمان تو وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھوں سے مسلمان محفوظ ہوں۔ مومن تو وہ ہے کہ لوگ اپنی جانوں اور مالوں پر اس سے مطمئن ہوں۔''

''اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ جو مجھ سے کٹے میں اُس سے جڑوں، جو مجھ پر ظلم کرے میں اسے معاف کر دوں، جو مجھے نہ دے میں اسے دوں۔''

''اہل ایمان اپنا غصہ پی جاتے ہیں لوگوں کو عافیت دیتے ہیں۔'' (۱۳۴:۳)

''ان لوگوں کو سکون واطمینان کی دولت ملے گی اور رب غفور رحیم کے ہاں اخروی اجرعظیم کی بشارت بھی ان کے لئے ہے' صدق کی جگہ میں زبردست شہنشاہ کے پاس۔''

اللہ کی یاد سے ہی دلوں کو اطمینان ملتا ہے

صدق اللہ کو محبوب ہے، صداقت دلوں کو دھو دیتی ہے تجربہ دلیل ہے کہ قوم کا رہنما ان کی غلط رہنمائی نہیں کرتا، ذکر سے بڑھ کر کوئی چیز دلوں کو کھولنے والی اور زیادہ ثواب والی نہیں، ''تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا''

اللہ کا ذکر دنیا میں مثل جنت ہے جو اس میں داخل نہ ہوگا وہ جنت میں بھی نہ جائے گا۔ ذکر الٰہی سے نفس انسانی اضطراب قلق، بیماری اور بے چینی سے نجات پاتا ہے۔ بلکہ وہ ہر کامیابی کا سیدھا راستہ ہے۔ وحی ربانی کو پڑھیے آپ کو ذکر کے فوائد ملیں گے، اس کے مرہم کو آزمایئے شفا ملے گی۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ذکر سے خوف، تنگی اور حزن وملال کے بادل چھٹ جاتے ہیں، مایوسی ودل شکستگی سے نجات ملتی ہے۔ اس میں تعجب کیا کہ ذاکرین سکون پاتے ہیں کہ یہ تو ہونا ہی چاہیے۔ اس سے بڑی اور تعجب خیز بات یہ ہے کہ خدا کو یاد نہ کرنے والے جی کیسے لیتے ہیں

''مردے ہیں' زندہ نہیں' انہیں تو یہ بھی شعور نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔'' (۲۱:۱۶)

اے وہ شخص جسے رات کو نیند نہ آتی ہو، رنج والم سے دوچار ہو اور مصائب کا شکار ہو، اللہ کا مقدس نام لے'' کیا اس کا کوئی ہم نام تم جانتے ہو'' جتنا بھی اللہ کو یاد کریں گے اتنا ہی دل کو راحت، قلب کو اطمینان اور دل کو سکون ملے گا کیونکہ اللہ کے ذکر کا مطلب ہے اس پر توکل، بھروسہ اور اعتماد اس کی طرف رجوعٗ اس سے حسن ظن' یہ امید کہ وہ مشکل دور کر دے گا۔ کیونکہ اسے پکارا جائے تو قریب ہے آواز دی جائے تو سنتا ہے۔ مانگا جائے تو دیتا ہے۔ اس سے لو لگایئے اس کا خشوع اختیار کیجئے اس کے آگے جھک جایئے، زبان کو اس کے ذکر سے تر رکھئے، توحید، حمد، دعا، سوال اور استغفار کی کثرت کیجئے اس کے بعد ان شاء اللہ آپ کو خوش نصیبی، انعام' امن وسکون اور مسرت وشادمانی ملے گی۔

''اللہ نے انہیں دنیا میں اچھا بدلہ اور آخرت میں بہترین اجر وثواب عنایت فرمایا۔'' (۱۴۸:۳)

کیا یہ اللہ کی عطا کردہ نعمتوں پر حسد کرتے ہیں

حسد ایسا نمکین تیزاب ہے جو ہڈیوں کو کھوکھلا کر ڈالتا ہے۔ حسد ایک مزمن مرض ہے جو جسم کو فاسد کر دیتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ حسد کرنے والا ظالم ہوتا ہے مگر اپنے کو مظلوم ظاہر کرتا ہے، وہ دوست کے لبادہ میں دشمن ہوتا ہے۔ ویسے یہ حسد بھی کیا چیز ہے کہ سب سے پہلے حاسد کو ہی مار ڈالتا ہے۔ میں اپنے کو اور آپ کو حسد سے اس لئے منع کرتا ہوں کہ دوسروں سے پہلے ہم اپنے آپ پر رحم کریں۔ حسد کے ذریعہ ہم فکر کے مارے گھل جاتے ہیں، رنج وفکر ہمارا خون پیتا ہے ہماری آنکھوں کی نیند چرالی جاتی ہے۔ حاسد آگ کا گڈھا کھودتا ہے اور خود ہی اس میں گر پڑتا ہے۔ تکدر، مستقل غم، رنج واندوہ وہ بیماریاں ہیں جنہیں حسد پیدا کرتا ہے، وہ ان کے ذریعہ اچھی خاصی آرام کی زندگی کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ حاسد کی آفت یہ ہے کہ وہ باری تعالیٰ سے جھگڑا کرتا ہے اس کے انصاف میں شک کرتا، شرع کے ساتھ بے ادبی اور پیغمبر اسلام کی مخالفت کرتا ہے۔ حسد کیا عجیب بیماری ہے کہ حاسد کو اجر نہیں ملتا۔ یہ ایسی تکلیف ہے کہ اس میں مبتلا کو ثواب بھی نہیں ملتا۔ اور موت تک وہ حسد کی آگ میں جلتا رہے گا یا جب تک کہ لوگوں سے نعمتیں نہ چھن جائیں، اللہ کی دی ہوئی صلاحیتوں سے آپ دست بردار ہو جائیں، اپنے خصائص، امتیازات اور اخلاق کو خیر باد کہہ دیں، آپ ایسا کرلیں تو شاید وہ خوش ہو جائے، حسد کرنے والے کے شر سے ہم اللہ کی پناہ لیتے ہیں۔ اس کی تو صبح ہوتی ہی نہیں جب تک کہ کالے سانپ کی مانند اپنا زہر کسی معصوم کے جسم میں نہ اتار دے۔ لہٰذا حسد سے دور رہیے، حاسد سے اللہ کی پناہ مانگئے جو ہر وقت آپ کی ٹوہ میں لگا رہتا ہے۔

زندگی جیسی ہے ویسی ہی قبول کریں

دنیا کی لذتوں میں کدورت آتی ہے، یہاں کے بوجھ بہت ہیں۔ دنیا کا چہرہ ترش رو ہے، یہ متلون مزاج ہے، یہاں آدمی مستقل حادثوں اور المیوں سے دوچار رہتا ہے، باپ ہو، بیوی ہو، دوست ہو یا ساتھی، گھر ہو یا دفتر ہر جگہ کدورت پیدا ہوتی ہے اور آپ اکثر اوقات پریشان ہو جاتے ہیں لہٰذا

زندگی کی دھوپ چھاؤں میں گرمی کو ٹھنڈک سے بجھایئے تا کہ آپ تلخیوں سے بچ جائیں۔ یہ مشیت کا فیصلہ ہے کہ یہاں گرم سرد، خیر وشر دونوں ہوں۔ اچھائی ہو برائی ہو خوشی کے ساتھ غم بھی ہو، پوری پوری خوشی اور خیر تو جنت میں اور پورا پورا شر دوزخ میں ہوگا۔ حدیث میں آیا ہے

"دنیا ملعون ہے اس کے اندر کی ہر چیز ملعون ہے سوائے اللہ کے ذکر کے اور اس کے متعلقات کے اور پڑھنے پڑھانے والوں کے۔"

اس لئے حقائق کے ساتھ رہیے، خواب وخیال میں زندگی نہ گزاریئے آئیڈیلزم کے پیچھے نہ رہئے۔ دنیا جیسی ہے ویسی قبول کیجئے۔ اپنے آپ کو اس میں رہنے اور اس سے تعامل کا عادی بنایئے۔ یہاں کوئی مکمل دوست نہیں ہوتا' نہ کوئی بات پوری ہوتی ہے کیونکہ کمال دنیا کی صفت ہے ہی نہیں۔ یہ نہ چاہیں کہ بیوی بہر طور آپ کی پسندیدہ ہو۔ حدیث میں ہے "ایک مومن مرد مومن عورت کو برا نہ سمجھے کہ اگر اُس کی کوئی عادت اسے بری لگے گی تو کوئی دوسرا پہلو بھا جائے گا۔" لہٰذا ضروری ہے کہ ہم مصالحت کا رویہ اختیار کریں، ایک دوسرے کے قریب ہوں' معافی اور درگزر سے کام لیں' آسان کو لیں مشکل کو چھوڑ دیں، اقدامات درست کریں اور بہت سے معاملات میں درگزر سے کام لیں۔

مصیبت زدوں سے حوصلہ پایئے

دائیں بائیں دیکھئے ہر طرف مصیبت زدہ دکھائی دیں گے، ہر گھر میں ہنگامہ برپا ہے، ہر رخسار پر آنسو ہیں، ہر وادی میں ماتم بپا ہے۔ کتنے ایسے اور کتنی مصیبتیں ہیں، آپ دیکھیں گے کہ مصیبت زدہ آپ تنہا نہیں بلکہ دوسروں کے مصائب کے مقابلہ میں آپ کی مصیبت کم ہے۔ کتنے ہی مریض ہیں جو سالہا سال سے بستر پر کروٹ بدلتے ہیں درد سے کراہتے رہتے ہیں، شفایاب نہیں ہوتے۔ کتنے جیلوں میں بند ہیں سالوں سے انہوں نے سورج کی روشنی نہیں دیکھی' جیل خانے کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتے۔ کتنی عورتیں ہیں جن کے جگر کے ٹکڑے نوخیزی اور عنفوان شباب میں چھن گئے، کتنے ہیں جو پریشان ہیں، مقروض ہیں' مصیبت میں ہیں، آپ ان کے ذریعہ تسلی حاصل کریں اور یقینی طور پر یہ جان لیں کہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے' غموں اور آفتوں کی جگہ ہے' یہاں صبح میں بھرے پرے محل شام ہوتے ہوتے

اوندھے منھ گر جاتے ہیں۔ گھر کے سب لوگ جمع ہوتے ہیں ان کی صحت ٹھیک ہوتی ہے، مال اور اولاد کی کثرت ہوتی ہے کہ اچانک موت، فقر و فاقہ، جدائی اور بیماریاں انہیں گھیر لیتی ہیں

''اور تمہارے لئے ظاہر ہو جاتا ہے کہ ہم نے ان کے ساتھ کیسے معاملہ کیا اور ہم نے تمہارے لئے مثالیں بیان کر دی ہیں۔'' (۱۴:۴۵)

تو آپ اپنے کو مصیبتوں کا سامنا کرنے کا ایسا عادی بنائیں جیسے اونٹ صحرا میں چلنے کا عادی ہو جاتا ہے۔ زندگی کے سفر میں توازن برقرار رکھئے' اپنے اردگرد کے اور پہلے کے لوگوں کے نمونے سامنے رکھئے اور ان کے بیچ اپنا موازنہ کیجئے تو پتہ چلے گا کہ آپ ان کی بنسبت زیادہ بہتر ہیں۔ آپ کو ہلکے سے جھٹکے لگے ہیں اس پر اللہ کا شکر ادا کریں، جو اُس نے لے لیا اس پر ثواب کی اُمید رکھئے اور اپنے ماحول کے لوگوں کو دیکھ کر تسلی حاصل کیجئے۔ اِس سلسلہ میں اللہ کے رسولؐ اچھی مثال ہیں کہ آپؐ کے سر پر اونٹ کا اوجھ رکھا گیا قدم زخمی ہوئے، چہرہ پر چوٹیں آئیں، گھاٹی میں بند کیا گیا حتیٰ کہ درختوں کے پتے کھانے پڑے، مکہ سے آپ کو ہجرت کرنے پر مجبور کیا گیا۔ جنگ احد میں سامنے کے چار دانت ٹوٹ گئے، آپ کی حرم طاہرہ پر بہتان لگایا گیا، ساتھیوں میں خاصے لوگ شہید ہو گئے، آپ کا بیٹا اور اکثر بیٹیاں آپ کی زندگی میں ہی انتقال کر گئیں۔ آپؐ نے پیٹ پر بھوک کے مارے پتھر باندھے، آپؐ پر ساحر، کاذب، کاہن، مجنوں اور جھوٹے ہونے کے الزامات لگائے گئے جو جسمانی اذیتوں سے بھی بڑھ کر تھے۔ لیکن یہ اذیتیں تو پیش آتی ہی ہیں۔ اس سے پہلے حضرت زکریاؑ قتل کر دیئے گئے، حضرت یحییٰؑ کو ذبح کر دیا گیا، حضرت موسیٰؑ کو ستایا گیا، حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا گیا، صحابہ کرامؓ بھی اسی راستہ پر چلے، حضرت عمرؓ خون میں نہلائے گئے، حضرت عثمانؓ شہید کئے گئے، حضرت علیؓ کو نیزہ مارا گیا۔ ائمہ وصالحین کو کوڑے لگائے گئے۔ جیل میں ڈالا گیا' سزائیں دی گئیں۔

''کیا تم نے سمجھا ہے کہ تم جنت میں یونہی داخل کر دیئے جاؤ گے ابھی تو پہلے گزرے ہوؤں کی مثال بھی نہیں جن کو تنگی و ترشی لاحق ہوئی زلزلوں میں ڈالے گئے۔''

نماز ••• نماز

''اے ایمان والو! صبر اور نماز سے اللہ کی مدد چاہو''

جب آپ پر خوف طاری ہو غم گھیر لے، تفکرات محاصرہ کر لیں، تو فوراً نماز کی طرف لپکیئے، روح سرشار ہو جائے گی، دل کو اطمینان حاصل ہوگا۔ نماز انشاءاللہ غم وفکر اور حزن وملال کے بادل چھانٹ دے گی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی اہم معاملہ پیش آتا تو فرماتے 'اے بلال ہمیں نماز کے ذریعہ آرام پہنچاؤ، نماز آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک، خوش بختی اور شادمانی کا ذریعہ تھی۔ بہت سے لوگوں کے حالات میں نے پڑھے' جب بھی کوئی پریشانی ہوتی آفتیں پڑتیں تو وہ نماز کی طرف دوڑتے نماز سے ان کے قویٰ لوٹ آتے، ارادہ وہمت میں تازگی آجاتی۔

صلوٰۃ خوف کا فلسفہ یہی ہے کہ جب دلوں پر خوف طاری ہوتا ہے، جانیں تلوار کی دھار پر رکھی ہوتی ہیں تو ایسے میں دل کو جمانے اور ڈھارس بندھانے والی سب سے بڑی چیز نماز ہے۔ آج نفسیاتی الجھنوں کی شکار نسل کو مسجد سے واقف ہونے کی ضرورت ہے اور الجھنوں سے نجات کے لئے اور خوشنودی رب کے لئے نماز پڑھنے کی ضرورت ہے ورنہ آنسو آنکھوں کو جلا دیں گے، حزل وملال اعصاب کو توڑ دیں گے۔ نماز کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں جو انہیں ان مسائل سے نجات دلا سکے۔ اگر ہم عقل سے سوچیں تو پتہ چلے کہ دن رات میں پانچ وقت کی نمازیں بہت بڑی نعمت ہیں۔ یہ گناہوں کا کفارہ ہیں' اللہ کے ہاں درجات بلند کرنے کا ذریعہ ہیں، آلام ومشکلات کو کم کرنے کا سبب ہیں۔ یہ ہمارے امراض کی کامیاب دوا ہے۔ ضمیر کو یقین عطا کرتی اور قلوب کو رضا بالقضاء سے بھرتی ہے۔ جو لوگ مسجد سے دور بھاگتے ہیں نمازیں چھوڑتے ہیں تو ان کی آفتیں کم نہیں ہوتیں' ابھی ایک بدبختی ابھی دوسری۔ ایک مسئلہ ختم ہوا نہیں کہ دوسرا سر پر کھڑا، یعنی کبیدہ خاطری کے گھیرے میں رہتے ہیں۔

''تو بدبختی ہے ان کے لئے اور ان کے اعمال اکارت گئے۔''

کافی ہے اگر ایک خدا میرے لئے ہے

اللہ پر بھروسہ کرنا' اس پر اعتماد رکھنا' اس کے وعدوں پر یقین' اُس کے ساتھ حسنِ ظن رکھنا' اس

کے فیصلہ کو مان لینا' یہ یقین کرنا کہ وہ آسانی پیدا کرے گا۔ یہ چیزیں ایمان کے بڑے ثمرات اور مؤمنین کی بہترین صفات میں سے ہیں۔ جب بندہ حسنِ عاقبت سے مطمئن ہوجاتا ہے اوراپنے ہر معاملہ میں اپنے رب پر بھروسہ کرتا ہے تو اللہ کی مدد، حمایت اور تائید ونصرت کا مستحق ہوجاتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو فرمایا: ہمیں اللہ کافی ہے جو بہترین سہارا ہے، چنانچہ اللہ نے آگ ان کے لئے گلزار بنادی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو کفار کے لشکروں سے ڈرایا گیا تو فرمایا ہمیں اللہ کافی ہے وہ بہترین سہارا ہے، چنانچہ اللہ نے اپنی نعمت وفضل سے سرفراز فرمایا انہیں تکلیف نہیں پہنچی' انہوں نے اللہ کی رضا حاصل کر لی اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ انسان اکیلا حادثات سے نہیں لڑسکتا نہ مصائب ومشکلات کا سامنا کرسکتا ہے کیونکہ وہ فطری طور پر کمزور اور ناتواں پیدا کیا گیا ہے۔ ہاں اگر وہ اپنے رب پر توکل کرے، اپنے معاملات اس کے سپرد کردے تو سب کچھ کرسکتا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتو اس عاجز ولاچار بندے کے کام کونسی تدبیر آئے گی جب اس پر مشکلات ومصائب آن پڑیں۔

''اور صرف اللہ پر توکل کرو اگر تم مومن ہو۔'' (۵:۲۳)

جو لوگ اپنا بھلا چاہتے ہیں انہیں اللہ پر توکل کرنا چاہے جو قوی وغنی ہے، زبردست قوت والا ہے، وہی انہیں مشکلات ومسائل سے نکال سکتا ہے۔ اذیتوں سے بچا سکتا ہے لہٰذا حسبنا اللّٰه و نعم الوكيل، کو حرز جان بنالیجئے، اگر آپ کا مال کم ہوجائے، قرض بڑھ جائے، آمدنی کم ہوجائے تو پکاریئے: حسبنا الله ونعم الوكيل، جب آپ کو کسی دشمن کا خوف ہو' کسی ظالم سے ڈر لگے، کسی افتاد سے گھبرا جایئے تو پکاریئے حسبنا الله ونعم الوكيل، اور كفى بربك هادياً ونصيراً (تمہارا رب کافی ہے نصرت وکارسازی کے اعتبار سے)

''قل سیروا فی الأرض''

سیر وتفریح، گھومنا پھرنا اور سفر وسیاحت سینہ کو کھولتے اور رنج والم کے بادلوں کو دُور کردیتے ہیں، خدا کی کتاب کائنات کو پڑھیئے جو کھلی ہوئی ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ قدرت کے بہت سے قلم

صفحاتِ وجود پر آیات جمال لکھ رہے ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ دلکش باغات، خوبصورت باغیچے اور بارونق پارک مہک رہے ہیں۔ گھر سے نکلئے اپنے اردگرد دیکھئے پہاڑوں پر چڑھیئے، وادیوں میں اتریئے، درختوں پر چڑھیئے، صاف ستھرے پانی میں ڈبکی لگا لیئے، یاسمین کی شاخوں پر ناک رکھئے تب آپ پائیں گے کہ روح آزاد و سرشار ہوگئی ہے جیسے پرندہ آزادی سے فضاؤں میں چہچہاتا پھرتا ہے۔ گھر سے نکلئے، آنکھوں سے کالا چشمہ ہٹایئے، پھر اللہ کا ذکر و تسبیح کرتے ہوئے اللہ کی زمین میں چلئے پھریئے، اگر آپ خالی ہیں اور پھر بھی کمرہ میں بند ہیں تو آپ خودکشی کے راستے میں ہیں، آپ کا کمرہ دنیا نہیں ہے، نہ آپ اکیلے تمام انسان ہیں۔

پھر آلام و تفکرات کے سامنے آپ کیوں سر جھکائیں؟ آنکھیں کھولئے، کانوں سے سنئے، دل کی آواز پر لبیک کہیئے کہ کہا گیا ہے: ''تم لوگ بوجھل ہوکر اور ہلکے ہوکر نکل پڑو۔'' آیئے نہروں، تالابوں، پرندوں کے بیچ قرآن کی تلاوت کریں، پرندے جو محبت کے نغمے گا رہے ہیں اور پانی پہاڑوں سے اپنے نکلنے کی کہانی کہہ رہا ہے۔ جو شخص نفسیاتی و روحانی طور پر بوجھل پن محسوس کر رہا ہو، ڈاکٹر اور طبیب بتاتے ہیں کہ زمین میں چلنا پھرنا اور سفر کرنا اُس کے لئے مسرت افزا اور صحت بخش ہے، لہٰذا آیئے سفر کریں سعادت اور خوشی حاصل کریں، سوچیں اور تدبر کریں۔

''یہ لوگ آسمانوں اور زمین کی بناوٹ میں غور کرتے ہیں اور پکار اٹھتے ہیں اے ہمارے رب تو نے اس کائنات کو یونہی نہیں پیدا کر دیا ہے۔'' (۱۹۱:۳)

صبرِ جمیل اختیار کریں

صبر و تحمل اولوالعزم لوگوں کی صفت ہے۔ یہ لوگ کشادہ ظرفی قوت ارادی اور غیرت و خودداری کے ذریعہ آفات و مشکلات کا سامنا کرتے ہیں۔ اور اگر ہم یا آپ صبر نہ کریں تو کیا کر سکتے ہیں؟ کیا صبر کے علاوہ اور کچھ چارہ ہے کیا اِس کے علاوہ اور کوئی زادِ راہ ہے؟ ایک بڑے آدمی کا قصہ ہے کہ وہ مصائب کی آماجگاہ اور المیوں و حادثات کی فرودگاہ بنا ہوا تھا لیکن اس نے صبر و توکل علی اللہ کی ڈھال اختیار کیے رکھی۔ بڑوں اور شرفاء کی بات یہی ہوتی ہے کہ وہ بلاؤں و تکالیف کا مقابلہ کرتے اور حادثات

کو ڈھول چٹا دیتے ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیماری میں لوگ ان کے پاس آئے اور کہا کیا ہم آپ کے لئے طبیب کو نہ بلالیں؟ فرمایا طبیب تو دیکھ چکا ہے، کہنے لگے: اس نے کیا کہا؟ فرمایا اُس نے کہا کہ ''میں جو چاہوں کروں''

صبر اللہ کے واسطے ہونا چاہیئے، صبر ایسا ہو کہ خلاصی کا یقین ہو حسن انجام کی توقع ہو اجر کی طلب ہو یہ نیت ہو کہ گناہوں کا کفارہ ہو جائے۔ صبر کریں خواہ کیسی ہی شدید مشقتیں لاحق ہوں، چاہے سب راستے تاریک ہو جائیں۔ صبر ہوگا تو نصرت آئے گی کہ تکلیف کے ساتھ آسانی ہے عسر کے ساتھ یسر ہے۔ دنیا کے بہت سے مشاہیر کے حالات میں نے پڑھے، ان کی شدت صبر اور قوت برداشت دیکھ کر میں حیران رہ گیا۔ مشکلات ان پر ایسی آتی تھیں جیسے سر پر اولے پڑ رہے ہوں لیکن وہ صبر و عزیمت سے حق کی راہ میں جمے رہے، پہاڑوں کی طرح ثابت قدم رہے۔ چنانچہ کچھ ہی مدت بعد ان کے سامنے نئی صبح روشن تھی، فتح مل گئی، نصرت آ گئی۔ ان لوگوں نے صرف صبر ہی نہیں کیا بلکہ حادثات کا مقابلہ کیا اور مصائب کو چیلنج دیا تھا۔

سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

کچھ لوگ ہوتے ہیں جن کے ذہن میں بستر پر سوتے ہوئے عالمی جنگ ہوتی رہتی ہے۔ جنگ کے نتیجے میں ان کے معدہ میں زخم پیدا ہو جاتا ہے، انہیں بلڈ پریشر اور شوگر کے آزار لاحق ہو جاتے ہیں، واقعات سے وہ جھلستے رہتے ہیں۔ قیمتوں میں بڑھوتری ہوئی انہیں غصہ آیا۔ بارش نہ ہوئی، وہ دہاڑنے لگے، کرنسی کی قیمت میں کمی آئی وہ مضطرب ہو گئے، اِس طرح وہ مستقل حزن و ملال اور قلق کی حالت میں رہتے ہیں۔

''ہر آواز کو اپنے ہی خلاف سمجھتے ہیں'' (۶۳:۴)

میرا مشورہ یہ ہے کہ سارے جہاں کا درد لے کر مت پھریئے۔ حادثات زمین پر ہوں آپ کی آنتوں میں نہ ہوں۔ بعض لوگوں کا دل گویا اسپنج ہوتا ہے جو ہر قسم کی افواہوں اور گپ بازیوں کو پیتا رہتا

ہے۔ چھوٹی باتوں پر پریشان، معمولی خوشی پر دل باہر نکلا جاتا ہے، ہر بات پر مضطرب۔ ایسا دل جس کا ہوتا ہے اس کی شخصیت منہدم ہو جاتی اور وجود خطرہ میں پڑ جاتا ہے۔ اہل حق کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ عبرتیں اور نصیحتیں ان کے ایمان میں اضافہ کرتی ہیں۔ تھڑدلوں کے خوف میں زلزلوں سے زبردست اضافہ ہو جاتا ہے۔ حادثات اور ٹریجڈیوں کے سامنے تو ایک شجاع دل ہی ٹھہر سکتا ہے، بہادر اور اقدام کرنے والا ہی خطرات سے کھیلتا ہے۔ اس کا سینہ چوڑا، ظرف بڑا، یقین راسخ، اعصاب ٹھنڈے ہوتے ہیں اور انہیں انشراح صدر حاصل ہوتا ہے۔ جہاں تک بزدل کی بات ہے تو وہ بے چارہ توقعات، افواہوں اور خواب وخیال کی تلوار سے روزانہ بار بار قتل ہوتا ہے۔

لہٰذا اگر آپ زندگی میں استقرار چاہتے ہیں تو حالات کا شجاعت و پامردی سے مقابلہ کریں تاکہ جو اہل ایقان نہیں وہ آپ کو بے وزن نہ سمجھیں اور ان کی چالوں سے آپ تنگی میں نہ پڑیں۔ حادثات سے مضبوط تر بنیں۔ بحرانوں کی آندھیوں اور طوفان کے جھکڑوں سے زیادہ سخت ثابت ہوں۔ کمزور اور تھڑدل لوگ قابل رحم ہیں کہ گردش ایام انہیں کتنا ہلا مارتی ہے۔ ''آپ انہیں زندگی کا بہت ہی حریص پائیں گے۔'' جو غیرت منداور خوددار ہیں وہ اللہ کی طرف سے مدد ونصرت کے مستحق ہیں ''اللہ نے ان پر سکینت نازل کی۔''

چھوٹی باتوں پر آپ ٹوٹ نہ جائیں

کتنے ہی لوگ ایک حقیر اور معمولی سبب کے باعث مغموم ورنجور رہتے ہیں! منافقین کو دیکھو، ہمتیں پست، عزائم حقیر، کہتے کیا ہیں

''دھوپ میں جہاد کے لئے نہ نکلو'' ''مجھے جانے کی اجازت دیجئے مجھے نہ آزمایئے'' 'ہمارے گھر کھلے ہوئے ہیں' 'ہمیں خوف یہ ہے کہ کوئی مصیبت نہ آ جائے۔' 'اللہ ورسول نے ہمارے ساتھ بس دھوکہ کا وعدہ کیا ہے''

کیسی پستی ہے ان کی باتوں میں کیا ہی احساس کمتری ہے! ان کی نظریں بس پیٹ، صحن اچھے گھر اور محلات تک ہی دیکھ پاتی ہیں، اعلیٰ قدروں کے آسمان تک ان کی نگاہیں اٹھتی ہی نہیں، فضائل

کے ستاروں کو یہ دیکھتے ہی نہیں، ان کی سوچ اور فکر بس گھوڑا، کپڑا، جوتا اور کھانا ہے۔ اِسی طرح ایک بڑی تعداد ان کی بھی ہے جن کا صبح وشام کا مشغلہ بس بیوی، بچوں یا رشتہ داروں سے جھگڑا، گالم گلوج اور ایسی ہی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں۔ ان لوگوں کے لئے یہی باتیں اہم ہیں۔ ان کے پاس کوئی بڑا مقصد، کوئی بلند ارادہ ہی نہیں جو ان کا وقت لے اور مشغول رکھے۔ کہا جاتا ہے کہ جب برتن سے پانی نکل جاتا ہے تو اس میں ہوا بھر جاتی ہے۔ لہٰذا سوچئے کہ جس مسئلہ میں آپ پریشان اور مغموم ہیں وہ کیسا ہے۔ کیا آپ کی یہ پریشانی اس لائق ہے کہ آپ اسے اپنی عقل، گوشت، خون، راحت، اور وقت سب دے دیں۔ یہ تو ٹوٹے اور گھاٹے کا سودا ہے۔ نفسیات کے ماہرین کہتے ہیں کہ ہر چیز کو معقول حد میں رکھئے، اس سے زیادہ صحیح ارشاد الٰہی ہے کہ ''اللہ نے ہر چیز کی قدر و قیمت رکھی ہے۔'' (۶۵:۳)

جیسا اور جس طرح کا مسئلہ ہے اتنا ہی اسے وزن اور قیمت دیجئے، کمی زیادتی نہ کیجئے۔ حدیبیہ کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم درخت کے نیچے بیعت کرتے ہیں اور انہیں اس بیعت کو نبھانے کی فکر ہے۔ عین اسی وقت ایسا شخص بھی تھا جسے اپنے اونٹ کی فکر تھی حتیٰ کہ بیعت بھی اس سے چھوٹ گئی۔ صحابہ کرامؓ کو اللہ کی خوشنودی حاصل ہوئی اور اس شخص کے حصہ میں محرومی آئی۔ لہٰذا چھوٹی اور معمولی باتوں کی فکر چھوڑ دیجئے آپ شاداں اور فرحاں رہیں گے، تفکرات سے نجات مل جائے گی۔

قسمت پر راضی رہیں

اس سلسلہ میں چند باتیں اوپر آ چکی ہیں لیکن یہاں ان کی تفصیل بیان کروں گا، آپ کو جیسا بدن، مال، اولاد، گھر اور جو صلاحیت ملی ہو اسی پر قناعت کرنی چاہیئے، قرآن بھی یہی کہتا ہے

''جو میں نے تمہیں دیا ہے، اسے لو اور شکرگزاروں میں سے ہو جاؤ'' (۷:۱۴۴)

علماء سلف میں اکثر اور پہلی نسل کے لوگ غریب فقیر تھے۔ نہ ان کے پاس عطیے تھے نہ شاندار مکانات، نہ گاڑیاں نہ غلام، اُس کے باوجود وہ معاشرے پر اثر انداز ہوئے۔ انہوں نے اپنے آپ کو اور انسانیت کو زبردست فائدے پہنچائے۔ کیونکہ انہیں اللہ نے جو بھی خیر کی توفیق دی اسے انہوں نے صحیح راستہ میں لگایا۔ اس لئے ان کے اعمال اور اوقات اور صلاحیتوں میں برکت دی گئی۔ ان کے

مقابلے میں ایسے مالدار اور اہل ثروت تھے کہ سیدھے اور فطری راستہ سے انحراف کے نتیجہ میں یہ مال ودولت ان کے کچھ کام نہ آئی اور وہ بدبختی اور نحوست کی زندگی گزارتے رہے۔ اشیاء ہی سب کچھ نہیں' یہ اس کی دلیل ہے۔ بہتیرے آپ کو ملیں گے، جن کے پاس عالمی ڈگریاں ہیں لیکن اپنے فہم، اثر اور دین کے لحاظ سے ان کا کوئی شمار نہیں، جب کہ بہتیرے ایسے بھی ہیں جن کا علم تو محدود ہے لیکن اسی کو انہوں نے فائدہ اصلاح اور تعمیر کا اُبلتا چشمہ بنادیا ہے۔ اگر آپ خوش رہنا چاہتے ہیں تو جیسی کچھ شکل وصورت اللہ نے آپ کو دی، جس خاندان میں پیدا کیا' جو آواز دی اپنے فہم اور آمدنی کے معیار پر خوش رہئے۔ دیکھیں تاریخ میں ایسے لوگوں کی ایک لمبی فہرست ہے جو کم پر راضی ہوئے اور نام کمایا۔ عطاء بن رباح اپنے زمانہ کے سب سے بڑے عالم تھے۔ وہ آزاد کردہ غلام تھے، کالے چپٹی ناک والے، مشلول البدن اور گنجے تھے۔ احنف بن قیس عربوں میں سب سے بردبار وحلیم تھے، دبلے پتلے، کمزور، کبڑے تھے اور ان کی پنڈلیاں ٹیڑھی تھیں۔ الاعمش اپنے زمانے کے سب سے بڑے محدث تھے۔ یہ آزاد کردہ غلاموں میں سے تھے۔ نگاہ کمزور تھی' بالکل محتاج فقیر اور پھٹے حال۔ بلکہ ان سے بھی آگے بڑھ کر انبیاء علیہم السلام کی مثال ہے ان میں بہتیروں نے بکریاں چرائیں۔ حضرت داؤدؑ لوہار تھے، حضرت زکریاؑ بڑھئی تھے۔ حضرت ادریسؑ درزی تھے، یہ وہ لوگ تھے جو خیر البشر اور تمام انسانیت کا مکھن تھے۔ آپ کی قدروقیمت' آپ کی صلاحیتیں اور نیک کام ہیں۔ یہ بات کہ آپ نفع پہنچائیں، حسن اخلاق سے کام لیں۔ جمال، مال یا عیال میں کچھ کمی ہوگئی ہو تو اس میں رنج وافسوس کی کوئی بات نہیں اللہ جو دے اس پر خوش رہئے۔

''ہم نے ان کے درمیان دنیاوی زندگی کی روزی تقسیم کردی ہے۔'' (۳۲:۴۳)

اس جنت کو یاد کرتے رہئے جس کا عرض زمین وآسمان ہے

دنیا میں اگر آپ محتاج یا غمگین ہوں یا مرض لاحق ہو جائے یا آپ کا کوئی حق مار لے یا کوئی ظلم آپ پر ہو تو آپ ہمیشگی کی جنت کو یاد کرلیں۔ جب آپ ایسا کرنے لگیں گے اور اس کے حصول کے لئے کام کریں گے تو آپ کے نقصانات فائدوں میں بدل جائیں گے۔ مصیبتیں عطایا ثابت ہوں گی۔ سب سے عقل مند وہی ہے جو آخرت کے لئے کام کرے، کیونکہ آخرت ہی بہتر اور باقی رہنے والی

ہے۔ مخلوقات میں سب سے احمق وہ ہیں جو دنیا کو اپنی آرامگاہ، اپنا گھر اور امیدوں کا مرکز سمجھتے ہیں۔ اسی لئے جب مصیبتیں پڑتی ہیں تو بہت گھبراتے اور بہت مضطرب ہوتے ہیں کیونکہ انہیں بس اسی دنیا کی حقیر زندگی نظر آتی ہے۔ وہ اسی فانی زندگی کے لئے کام کرتے ہیں اس کے علاوہ وہ کچھ نہ سوچتے نہ کام کرتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ یہاں ان کے آرام میں کوئی خلل نہ پڑے، نہ کوئی کدورت پیش آئے۔ حالانکہ اگر ان کے دلوں سے زنگ دور ہو جاتا اور آنکھوں پر پڑی جہالت کی پٹی اتر جاتی تو وہ جنت، اس کی نعمتوں، اس کے محلوں اور حیات جاوداں کو یاد کرتے اور اس کے جو اوصاف قرآن میں بیان ہوئے ہیں ان کو سنتے اور سمجھتے۔ بلاشبہ اسی گھر کے لئے تگ و دو اور محنت و مشقت کرنی چاہئے۔ کیا ہم نے اس پر غور کیا کہ اہل جنت نہ بیمار ہوں گے نہ غمگین، نہ مریں گے نہ ان کا شباب ختم ہوگا، نہ کپڑے پرانے ہوں گے، کمرے ایسے ہوں گے کہ باہر کا اندر اور اندر کا باہر نظر آئے گا۔ وہ نعمتیں ہوں گی جنہیں نہ کسی فرد بشر کی آنکھوں نے دیکھا، نہ کانوں نے سنا، نہ دل میں ان کا خیال گزرا، اس کے ایک درخت کے سایہ میں سوا سو سال تک چلتا رہے تب بھی وہ ختم نہ ہو۔ خیمے اتنے بڑے کہ ۶۰ میل لمبے، اس کی نہریں جاری، اس کے محلات شاندار، اس کے پھل قریب لٹکے ہوئے، اس کے چشمے رواں، اس میں مسہریاں آراستہ، جام جابجا رکھے ہوئے، گدے اور قالین و تکیے قرینے سے بچھے ہوئے، اس کی خوشی مکمل، ہر طرف خوشبو، ہر جا شادابی، اس کا وصف ناقابل بیان۔ پھر ہماری عقلوں کو کیا ہوا؟ اس کے بارے میں سوچتے کیوں نہیں، جب کہ انجام کار اس گھر میں داخلہ ہے تو پھر مصیبت زدوں، غم زدوں اور محتاجوں کو کوئی غم نہ ہونا چاہئے بلکہ انہیں خوشی ہونی چاہئے کہ عاقبت خوش انجام ہوگی، انہیں فقر وفاقہ کا رونا نہ رو کر، مصیبتوں کا دکھڑا نہ سنا کر عمل صالح کرنا چاہئے تاکہ اللہ کی نعمتوں اور اس کی جنت کے مستحق بن جائیں

''تم نے جو صبر کیا اس پر تمہیں سلامتی ہو کیا بہتر ٹھکانہ تمہیں ملا ہے۔'' (۱۳:۲۴)

''ہم نے تمہیں اُمت وسط بنایا ہے''

اعتدال عقلاً وشرعاً مطلوب ہے، نہ غلو ہو نہ زیادتی نہ افراط وتفریط۔ جو شخص شادماں رہنا

چاہے وہ اپنے جذبات، رجحانات اور خیالات کو کنٹرول کرے۔ اپنی ناراضگی، رضامندی، خوشی وغمی ہر چیز میں اعتدال اختیار کرے۔ کیونکہ حالات سے تعامل میں مبالغہ یا کمی نفس پر ظلم ہے۔ میانہ روی ہر حال میں بہتر ہے۔ شریعت میزان کے ساتھ اتری ہے، زندگی اعتدال وانصاف پر قائم ہے۔ جو آدمی خواہشات کی پیروی کرتا ہے' اپنی خواہشات وجذبات کے پیچھے چلتا ہے وہ سب سے زیادہ پریشان ہوتا ہے کہ چھوٹی باتیں اسے بڑی لگتی ہیں، روشن پہلو بھی تاریک ہو جاتے ہیں اس کے دل میں کینہ' کپٹ اور بغض وحسد کے معرکے شروع ہو جاتے ہیں۔ وہ اوہام وخیالات کے گرداب میں پھنس جاتا ہے۔ بعض لوگ تو یہ گمان کرنے لگتے ہیں کہ سب ان کے خلاف ہیں۔ دوسرے ان کو مٹانے کے لئے سازشیں کر رہے ہیں۔ ان کے وسوسے یہ بتاتے ہیں کہ پوری دنیا ہی اُن کے خلاف سازش کر رہی ہے۔ اس لئے وہ خوف، غم اور تفکرات کے گہرے سایوں میں رہتے ہیں۔ خوف میں مبتلا کر دینا شرعاً ممنوع ہے، طبعاً یہ گھٹیا کام ہے۔ ایسا تو وہ لوگ کرتے ہیں جو روحانی اقدار و ربانی احکامات سے تہی دامن ہوں۔ ''وہ ہر آواز کو اپنے خلاف ہی سمجھتے ہیں۔'' لہٰذا دل کو اس کی جگہ رہنے دیجئے، جن چیزوں کا زیادہ خوف ہوتا ہے وہ ہوتی نہیں۔ آپ جس چیز کے واقع ہونے سے ڈر رہے ہیں اس کی بدترین صورت کا احتمال ذہن میں لائیے پھر اس کے قبول کرنے پر ذہن کو آمادہ کیجئے۔ اس طرح آپ ان وسوسوں اور اوہام سے بچ جائیں گے جو اس وقوعہ سے متعلق دل میں آ رہے ہوں گے۔ لہٰذا میرے عقل مند و سمجھدار بھائی، ہر چیز کو اس کے برابر رکھئے بات کا بتنگڑ نہ بنائیے بلکہ اعتدال ملحوظ رکھئے۔ ادھر اُدھر نہ بھاگئے' اوہام اور سراب کے پیچھے نہ دوڑیئے۔ محبت ونفرت کے سلسلہ میں حدیث میں بیان کردہ میزان سامنے رکھئے:

''اپنے محبوب کو تھوڑا چاہو ہو سکتا ہے کبھی وہ تمہارا مبغوض بن جائے اور جس سے نفرت ہے اس سے کم نفرت کرو ہو سکتا ہے وہ محبوب ہو جائے۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور تمہارے دشمن کے مابین مودّت ودوستی پیدا کر دے اللہ ہر چیز پر قادر ہے وہ غفور اور رحیم ہے۔''

سمجھ لیجئے کہ اکثر خدشوں' اندیشوں اور افواہوں کی کوئی حقیقت نہیں ہوا کرتی۔

رنج والم نہ شرعاً مطلوب ہے نہ اصلاً مقصود

رنج والم سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے' فرمایا
''نہ کمزور بنو نہ غم کرو'' (۱۳۹:۳)
متعدد جگہ یہ کہا گیا ''ان پر افسوس نہ کیجئے'' (۱۲۷:۱۶)
''غم نہ کریں اللہ ہمارے ساتھ ہے'' (۴۰:۹)
ایک جگہ کہا گیا:
''نہ ان پر خوف ہوگا نہ وہ غم کریں گے'' (۳۸:۲)

حزن کیا ہے؟ طلب کے شعلہ کا ٹھنڈا پڑنا، ہمت میں فتور پیدا ہونا۔ حرارت کم ہو جانا۔ یہ ایسا بخار ہے جو زندگی کو شل کر دیتا ہے۔ اس کا راز کیا ہے؟ حزن ایک اچھی علامت نہیں نہ اِس میں دل کی مصلحت ہے۔ شیطان کو یہ بہت پسند ہے کہ بندہ کو غمگین کر کے اُسے راستہ سے روک دے اور منحرف کر دے، جیسا کہ فرمایا

''(بری) سرگوشی شیطان کی طرف سے ہے تا کہ اہل ایمان غمگین ہو جائیں۔'' (۱۰:۵۸)

نبی کریم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ '' تین لوگوں میں دو تیسرے کو چھوڑ کر سرگوشیاں کرنے لگیں'' کیونکہ اِس سے اُس کو رنج ہوگا۔ مسلمان حزن میں مبتلا ہو یہ شریعت نہیں چاہتی کیونکہ اس کا برا اثر روح پر پڑتا ہے۔ مسلمان سے تو شریعت کا مطالبہ یہ ہے کہ حزن و ملال کو پاس نہ آنے دے اس کا مقابلہ کرے اور اچھے ذرائع سے اس پر غلبہ پا لے۔ حزن و ملال نہ مطلوب ہے نہ مقصود۔ نہ اس میں کوئی فائدہ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پناہ مانگی ہے۔ فرمایا:

''اے اللہ میں حزن و ملال اور تفکرات سے تیری پناہ چاہتا ہوں''

رنج و فکر میں فرق یہ ہے کہ اگر مستقبل کی فکر پریشان کرتی ہے تو اُسے "ھَمّ" کہتے ہیں اور ماضی کی غمناک بات ہو تو وہ ''حزن'' کہلاتی ہے۔ دونوں ہی باتیں آدمی کو آگے بڑھنے سے روکنے والی ہیں۔ حزن سے زندگی مکدر ہوتی ہے۔ یہ ایسی زہرناک چیز ہے کہ روح میں فتور، حیرت اور ملال پیدا

کرتی ہے۔ کتنی ہی خوبصورت شئی کا سامنا ہو۔ اس کے سبب وہ بھی تاریک لگے گی۔ زندگی کی ساری خوشی ومسرت، حسرت وندامت اور الم ناکی سے بدل جاتی ہے۔ ہاں اگر حزن وملال لاحق ہی ہو جائے جیسا کہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے تو اسے دعاؤں سے اور مناسب ذرائع کے استعمال سے دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس کے لاحق ہو جانے پر بندے کو ثواب ملے گا کیونکہ فطری چیز ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ جنتی جنت میں داخلہ کے وقت کہیں گے کہ الحمد لله الذي أذهب عنا الحزن" اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا میں ان کو حزن لاحق ہوا کرتا تھا جیسا کہ اکثر ایسے مصائب آتے ہیں جن پر آدمی کا اختیار نہیں ہوتا۔

البتہ یہاں یہ سوال اٹھتا ہے کہ آیات واحادیث میں تو حزن کی تعریف کی گئی ہے۔ مثلاً قرآن میں آیا ہے۔

''اور نہ ان پر کوئی حرج ہے جو جنگ میں جانے کے لئے آپ کے پاس آئے مگر سواری نہ ہونے کی وجہ سے آپ نے ان سے معذرت کی تو وہ حزن وملال کے مارے آنکھوں میں آنسو لئے واپس ہو گئے۔'' (۹:۹۲)

تو بات یہ ہے کہ یہاں نفس حزن کی تعریف نہیں بلکہ حزن کی یہ کیفیت ان مؤمنین کی قوت ایمان پر دلیل تھی اس پر ان کی تعریف کی گئی اور منافقین پر تعریض ہے، جنھوں نے مؤمنین کے واپس ہونے پر بغلیں بجائی تھیں۔ لہٰذا حزن محمود وہ ہوا جو کسی عبادت اور اطاعت کے کام کے فوت ہونے یا کسی گناہ میں پڑ جانے کے سبب ہو۔ کیونکہ اس صورت میں بندے کا اپنے گناہ اور خطا کاری پر حزن اس کی دلیل ہے کہ وہ زندہ ہے۔ اسے ہدایت کی توفیق مل سکتی ہے ایک حدیث میں یہ ہے:

مایصیب المؤمن من هم ولانصب ولاحزن الا كفر الله به من خطايا۔ یعنی مؤمن کو جو بھی تفکر، رنج اور غم پہنچتا ہے اس کے بدلے اللہ اس کے گناہ معاف فرمائے گا۔

تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حزن ایک مصیبت ہے، بندے نے اس پر صبر کیا لہٰذا وہ گناہوں کا کفارہ بن جائے گا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ حزن کوئی اچھی صفت ہے جسے حاصل کرنا چاہئے۔ لہٰذا بندہ نہ حزن کی طلب ودعا کرے نہ اسے عبادت خیال کرے۔ نہ یہ سمجھے کہ شارع نے اِس پر اُبھارا ہے۔

اس کا حکم دیا ہے یا اس کو اچھا سمجھا ہے یا عبادت قرار دیا ہے اگر ایسا ہوتا تو نبی کریمؐ اپنی زندگی حزن وغم میں مبتلا ہوکر گزار دیتے حالانکہ آپ شرح صدر کے ساتھ خندہ جبیں‘ فرحاں وشاداں رہتے تھے؟ رہی یہ بات کہ ہند بن ابی ہالہ کی حدیث میں آتا ہے کہ آپؐ "متواصل الأحزان" تھے۔ تو یہ حدیث صحیح نہیں اس کی اسناد میں مجہول راوی ہے اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کے بھی خلاف ہے۔ آپ "متواصل الأحزان" کیسے ہوسکتے تھے جب کہ اللہ نے آپ کو دنیا کے تفکرات اور اس کے اسباب سے محفوظ رکھا تھا۔ کفار پر غم کرنے سے منع کیا تھا۔ آپ کی نئے پرانے خطائیں معاف فرمادی تھیں۔ پھر آپ کو غم کیسے اور کیوں ہوتا؟ کس راستہ سے آپ کے دل تک پہنچتا جب کہ دل ذکر سے معمور رہتا تھا‘ استقامت سے پر اور ہدایت ربانی سے سرشار تھا۔ آپؐ کو اللہ کے وعدے پر اطمینان تھا اس کے احکام وافعال پر راضی تھے۔ آپ ﷺ ہمیشہ خوش رہتے مسکراتے رہتے جیسا کہ آپ کے شمائل میں آتا ہے "الضحوك القتال" جو شخص بھی سیرت نبوی کو غور سے پڑھے گا اسے معلوم ہوگا کہ آپ باطل کو ختم کرنے، قلق واضطراب اور تفکرات، رنج وفکر وغیرہ کو ختم کرنے کے لئے آئے تھے۔ آپ نفوس کو شکوک وشبہات شرک وحیرت اور اضطراب سے آزاد کرنے، مصائب اور ہلاکتوں سے بچانے کے لئے آئے تھے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے انسانیت پر کتنے بڑے احسانات ہیں۔ ایک حدیث ہے: "ان اللّٰہ یحب کل قلب حزین" لیکن اس کی اسناد معلوم نہیں، نہ اس کے راوی معروف ہیں اس کی صحت بھی مشتبہ ہے کیونکہ بظاہر یہ شرع کے خلاف ہے اور اگر اسے صحیح مان بھی لیا جائے تو اس کی توجیہ یہ ہے کہ حزن ایک مصیبت ہے اس کے ذریعہ اللہ بندے کو آزماتا ہے اگر بندہ صبر کرے تو اللہ کو اس سے محبت ہوگی۔ لیکن جو لوگ حزن کی مدح کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ شرع میں وہ پسندیدہ ہے وہ غلطی پر ہیں۔ بلکہ اُس کی ممانعت آئی ہے اس کے خلاف حکم آیا ہے کہ اللہ نے اپنی رحمت سے رسول بھیجے، کتاب نازل کی اس پر خوش ہونا چاہئے اور اللہ کی ہدایت کا شکر گزار ہونا چاہئے۔ ایک اور حدیث ہے: اذا أحب اللّٰہ عبداً نصب فی قلبہ نائحة، واذا ابغض عبداً جعل فی قلبہ مزماراً، یہ ایک اسرائیلی اثر ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ تورات کا قول ہے لیکن یہ معناً صحیح ہے یعنی یہ کہ مومن اپنے گناہوں پر غمگین ہوتا ہے۔ فاسق وفاجر لہو ولعب میں اور ہنسی ومستی میں مدہوش رہتا ہے۔ صالحین کا دل جو ٹوٹتا ہے

تو وہ اس بنا پر کہ ان سے گناہ ہو جاتا ہے۔ بعض غلطیاں ہوتی ہیں۔ بخلاف گنہگاروں کے کہ ان کا غم دنیا، اس کے فوائد، اس کی شہوات، اس کے لذائذ اور دنیاوی اغراض کے فوت ہونے پر ہوتا ہے۔ ان کا غم اور رنج وفکر دنیا کے لئے ہوتا ہے' اسی وجہ سے ہوتا ہے۔ جہاں تک حضرت یعقوبؑ کے بارے میں قرآن کا یہ بیان ہے کہ ان کی آنکھیں حزن سے سفید پڑ گئیں۔ تو وہ خبر ہے کہ ان کی یہ حالت بیٹے کی جدائی کی وجہ سے ہوگئی تھی۔ کسی چیز کی اطلاع اس کے استحسان یا اس کے حکم پر دلیل نہیں ہوتی۔ ہمیں تو یہ حکم ہے کہ حزن سے اللہ کی پناہ مانگیں کیونکہ یہ ایک تاریک رات ہے جو بلندیوں کے راستہ کی رکاوٹ ہے۔ ارباب سلوک کا اجماع ہے کہ دنیا کا حزن غیر محمود ہے ہاں ابوعثمان الجبری نے کہا ہے کہ "حزن ہر صورت میں فضیلت ہے اور مومن کے لئے اضافہ ہے اگر معصیت کا سبب نہ ہو۔ وجہ یہ ہے کہ حزن سے تخصیص نہیں ہوتی تو چھٹائی تو ہو جاتی ہے۔'' ان کے قول کی توجیہہ یہ ہے کہ بلاشبہ حزن، آزمائش اور بلاء ہے۔ وہ رنج وفکر اور مرض کی مانند ہے۔ لیکن منازل سلوک میں سے نہیں ہے۔ لہٰذا آپ کو خوشی اور انشراح حاصل کرنا چاہئے۔ اللہ سے اچھی زندگی، خوشگوار زیست، دل کی صفائی اور خوشی وشادمانی کی دعا کیجئے کیونکہ نعمتیں جلد ہی ختم ہونے والی ہیں۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ دنیا میں جو جنت (شکر وتحدیث نعمت) ہے جو اس میں داخل نہ ہوا وہ آخرت کی جنت میں بھی داخل نہ ہوگا۔ صرف اللہ ہی سے اس کی دعا کی جاسکتی ہے کہ وہ ہمارے سینوں کو یقین کے نور سے بھر دے، ہمارے قلوب کو صراط مستقیم کی ہدایت دے اور ہمیں تنگی اور مشقت کی زندگی سے بچائے۔

ادعیہ ماثورہ

یہاں رک کر آیئے اللہ تعالیٰ سے غم و آلام اور حزن و کرب کو دور کرنے کی دعائیں مانگیں اس سلسلہ کی چند دعائیں یہ ہیں:

☆ "لاالہ الا اللّٰہ العظیم الحلیم، لاالہ الا اللّٰہ رب العرش العظیم، لاالہ الا اللّٰہ رب السماوات ورب الأرض ورب العرش الکریم یا حی یا قیوم لاالہ الا أنت برحمتك استغیث"

☆ "اللّٰھُمَّ رحمتك أرجو فلا تکلنی الی نفسی طرفة عین وأصلح لی شانی کله، لاالہ الا انت"

☆ "استغفراللّٰہ الذی لاالہ الا ھو الحی القیوم وأتوب الیه"

☆ "لاالٰہ الا انت سبحانك إنی کنت من الظالمین"

☆ "اللھم إنی عبدك وابن عبدك و ابن امتك، ناصیتی بیدك ماض فی حکمك ، عدل فی قضاء ك ، أسئالك بکل اسم ھولك سمیت به نفسك أَوْ انزلته فی کتابه أوعلمته أحداً من خلقك أواستأثرت به فی علم الغیب عندك ، أن تجعل القرآن ربیع قلبی ونور صدری، وذھاب ھمی وجلاء حزنی، اللھم اِنی اعوذبك من الھم والحزن والعجز والکسل والبخل والجبن، وضلع الدین وغلبة الرجال۔"

☆ حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

مسکرایئے

اعتدال کے ساتھ ہنسنا مسکرانا تفکرات وہموم کے لئے تریاق اور مرہم ہے۔ روحانی خوشی وقلبی شادمانی میں اس کا بڑا کردار ہے۔ حتیٰ کہ ابودرداءؓ فرماتے ہیں "میں اس لئے ہنستا ہوں کہ میرے قلب کو

آرام ملے۔"محسنِ انسانیت بھی کبھی کبھار ہنستے تھے آپ کے سامنے کے دانت نظر آ جاتے تھے۔ یہ ان لوگوں کی ہنسی ہے جو عقل والے ہیں اور نفس کی بیماریوں اور ان کی دوا کا علم رکھتے ہیں۔ خوشی کی انتہا آرام اور انبساط کی کامل شکل ہنسی ہے۔ لیکن اس میں زیادتی نہ ہونی چاہئے۔ کثرت سے ہنسنا دل کو مار دیتا ہے۔ اعتدال اختیار کرنا چاہئے

"بھائی کے سامنے مسکرانا صدقہ ہے۔"

فرمایا" ان کی بات سن کر وہ فرشتہ ہنس پڑا"

لیکن مذاق اور استہزاء والی ہنسی نہیں "جب وہ ہماری آیات لے کر آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ٹھٹھا کرتے ہیں۔"

اہل جنت کو جو نعمتیں ملیں گی ان میں ہنسی بھی ہے۔"آج وہ کفار پر ہنستے ہوں گے" (۸۳:۳۴)

عرب ہنسنے والوں کی تعریف کرتے تھے اور اسے سخاوت و کشادہ دلی اور حسن اخلاق کی نشانی سمجھتے تھے ایک شاعر کا قول ہے:

ضحوك السن يطرب للعطايا
و يفرح إن تعرض بالسؤال

زہیر نے اپنے ممدوح ہرم کی تعریف میں کہا جس کا مطلب یہ ہے کہ "اس کے پاس تم آ و گے تو اُسے اتنا ہنستا دیکھو گے گویا وہ ہنسی تم اسے دے رہے ہو۔" واقعہ یہ ہے کہ اسلام عقائد، عبادات، اخلاق، سلوک وغیرہ میں میانہ روی اور اعتدال پر قائم ہے اس میں نہ تنگ دلی' ترش روئی اور تیوری چڑھانے کی گنجائش ہے، نہ زور زور سے قہقہے لگانے کی۔ بلکہ سنجیدگی اور وقار و متانت ہو اور مزاج میں شادابی و مزاح ہو۔ ابوتمام اپنے ممدوح کی تعریف یوں کرتا ہے: "میں ابوعلی پر فدا ہوں کہ وہ امیدوار کے لئے صبح کا پیغامبر ستارہ ہے، خوش مزاج ہے، سنجیدگی اختیار کرتا ہے، کبھی کبھار ہزل گوئی بھی کرتا ہے، لیکن ہزل اس کا وطیرہ نہیں۔"

چہرہ سکیڑنا اور ترش روئی اس بات کی علامت ہے کہ مزاج میں صفائی نہیں دل میں تنگی ہے جوشیلا پن زیادہ ہے، فرمایا" پھر اُس نے منہ بنایا اور ترشی اختیار کر لی۔" (۸۰:۱)

ان کے چہرے تکبر کے مارے ترش پڑے ہیں گویا کہ آگ بھری ہے۔ وہ ایسے لوگ نہیں کہ جن سے تم ملوتو وہ ایسے ستارے لگیں جن کی روشنی میں لوگ سفر کرتے ہیں۔ احمد امین نے ''فیض الخاطر'' میں لکھا ہے ''ہنسی خوشی رہنے والے صرف اپنے لئے ہی خوش نصیب نہیں ہوتے بلکہ وہ اس طرح کام بھی زیادہ کرتے ہیں، زیادہ ذمہ داریاں اٹھاتے ہیں، مصائب ومشکلات کا زیادہ بہتر سامنا کر لیتے ہیں لوگوں کے لئے زیادہ فائدہ منداور بڑے بڑے کام کر سکتے ہیں۔ اگر مجھے مالِ کثیر کے ساتھ اہم منصب اور ہنستے مسکراتے مطمئن نفس کے مابین اختیار دیا جائے تو میں دوسرے کو چنوں گا۔ ترش روئی کے ساتھ مال کا کیا فائدہ؟ تنگ دلی کے ساتھ منصب کا کیا حاصل؟ اگر آدمی ایسے رہتا ہو جیسے ابھی ابھی کسی عزیز کے جنازہ سے آیا ہے تو زندگی کے اسباب ومتاع اس کے کس کام کے، بیوی کی خوبصورتی کا کیا ہوگا اگر وہ خوش مزاج نہ ہواور گھر کو دوزخ بنا کر رکھ دے؟ اس سے تو ہزار درجہ وہ بیوی بہتر ہے جو اتنی خوبصورت نہ ہو لیکن اپنے گھر والوں کو خوش رکھے۔ ظاہری اور نمائشی خوش مزاجی مفید نہیں۔ انسان کو مسکرانا چاہئے کیونکہ اس کا پورا ماحول مسکراتا ہے۔ پھول، جنگلات، نہریں، آسمان اور پرندے سب خوشیاں بکھیرتے ہیں۔ اپنی فطرت سے انسان بھی خوش طبع ہے، کبھی کبھار جوانانیت، طمع اور شرا سے لاحق ہوتے ہیں اُس سے وہ ترش رو ہو جاتا ہے۔ اور فطرت سے دور ہو جاتا ہے۔ جو ترش رو ہوگا وہ جمال کا ادراک نہیں کر سکتا۔ جس کا دل میلا ہوا اُسے حقیقت دکھائی نہیں دے دگی۔ کیونکہ ہر انسان دنیا کو اپنے خیال، عمل اور محرکات کے چشمے سے دیکھتا ہے۔ اگر عمل اچھا ہوگا، محرکات صحیح ہوں گے، فکر پاکیزہ ہوگی تو اس کا آئینہ دل بھی صاف ستھرا ہوگا لہٰذا دنیا اُسے اچھی اور خوبصورت نظر آئے گی۔ اگر آئینہ ہی میلا ہو، اس کا شیشہ کالا پڑ جائے تو ہر چیز کالی اور میلی دکھائی دے گی۔

بعض آدمی ہوتے ہی ایسے ہیں جو ہر چیز کو بدبختی میں بدل دیں، بعض ایسے ہوتے ہیں جو ہر چیز کو خوش گوار بنادیں۔ گھر میں عورت اگر ہر چیز کو بری نظر سے ہی دیکھے، کوئی برتن ٹوٹ گیا، کسی وقت کھانے میں نمک تیز ہو گیا، کمرہ میں کاغذ کا کوئی ٹکڑا نکل آیا اور وہ لگے شور مچانے، برا بھلا کہنے اور گالیاں دینے، گھر کے ہر فرد کو کاٹنے کو دوڑے تو ظاہر ہے کہ ایسا گھر جہنم بن جائے گا۔ گھر میں آدمی ایسا ہے کہ کوئی بات سن لے تو اس کا برا مفہوم نکالے، کوئی چھوٹی موٹی غلطی ہوگئی۔ کوئی نقصان پہنچ گیا، فائدہ

کی امید تھی نہیں ہوا تو اب پوری دنیا ہی مایوس اور تنگ و تاریک ہوگئی۔ لگا اپنے اردگرد کے لوگوں کی نظر میں بھی اسے تاریک کرنے، پھر کچھ لوگ ایسے ہوئے جنھیں بات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنے، مبالغہ کرنے میں مزا ملتا ہے تو وہ رائی کا پربت بنا دیں گے۔ بیج کا درخت تیار کر دیں گے۔ خیر کی عادت نہ ہو تو ایسے لوگ کتنا ہی کچھ زندگی میں پا جائیں، کبھی خوش نہ ہوں آرام سے نہ رہیں۔

زندگی ایک فن ہے۔ ایسا فن جسے سیکھا جائے۔ انسان کے لئے زیادہ بہتر یہ ہے کہ اپنی زندگی میں وہ پھولوں، خوشبوؤں اور محبت کے لئے محنت کرے بجائے اس کے کہ وہ اپنی جیبیں بھرنے یا بینک بیلنس بنانے کے لئے محنت کرے۔ زندگی اگر مال و دولت جمع کرنے میں صرف کی جائے، محبت، جمال اور رحمت کے حصول کی کوئی جدوجہد نہ کی جائے، تو اس زندگی کے معنی ہی کیا ہیں؟ بہت سے لوگ زندگی کی خوشیوں کے لئے اپنی آنکھیں کھولتے ہی نہیں۔ انہیں بس درہم و دینار دکھائی دیتے ہیں۔ وہ خوشبو دار باغ، خوبصورت پھولوں، اُبلتے چشموں، چہچہاتے پرندوں پر گزرتے ہیں لیکن ان کی طرف رُخ نہیں کرتے ان کی ساری توجہ آنے اور جانے والے پیسہ کی طرف ہوتی ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ روپیہ پیسہ کو خوشگوار زندگی کا وسیلہ ہونا چاہئے تھا لیکن لوگوں نے معاملہ الٹ دیا ہے اور درہم و دینار کی وجہ سے خوشگوار زندگی کو بیچ دیا، آنکھیں ہمیں اس لئے دی گئی ہیں کہ ہم جمال کائنات سے شادکام ہوں لیکن ہم صرف روپیہ پیسہ دیکھتے ہیں۔

مایوسی قلب اور روح کو سب سے زیادہ ترش رو بناتی ہے لہٰذا اگر ہنسنا مسکرانا چاہتے ہیں تو مایوسی سے لڑیئے۔ فرحت آپ کو اور تمام لوگوں کو ملی ہے کامیابی کا دروازہ بھی سب کے لئے کھلا ہے۔ پس اپنے آپ کو عادی بنا دیجئے کہ امیدیں جاگیں اور مستقبل میں خیر کی اُمید رکھیں۔ اگر آپ یہ خیال کرنے لگیں کہ آپ چھوٹے چھوٹے کاموں کے لئے پیدا ہوئے ہیں تو پھر زندگی میں چھوٹے ہی کام کر سکتے ہیں۔ جب آپ یہ سمجھیں کہ بڑے کاموں کے لئے بنے ہیں تو آپ میں اتنی ہمت پیدا ہو جائے گی جس سے ساری رکاوٹیں دور اور اڑچنیں ختم ہو جائیں گی۔ آپ اپنے بلند مقصد اور وسیع میدان کو پالیں گے۔ زندگی میں اس کا تجربہ برابر ہوتا رہتا ہے مثلاً جو شخص ۱۰۰ میٹر کی دوڑ میں حصہ لے گا وہ ۱۰۰ میٹر دوڑ کر تھک جائے گا لیکن جو ۲۰۰ میٹر کی دوڑ میں حصہ لے گا وہ ۱۰۰ یا ۲۰۰ میٹر دوڑ کر تھکے گا

نہیں کہ جتنا ارادہ ہے ویسی ہی ہمت پیدا ہو جائے گی :

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

لہٰذا اپنا مقصد متعین کیجئے۔ بلندی مشکل سے حاصل ہوتی ہے۔ جب روزانہ ایک قدم بھی اس کی طرف بڑھائیں گے تو کیونکر حاصل نہ ہوگی۔ ہاں اگر مایوسی ہوگی، اُمید کا فقدان ہوگا' آدمی برائیوں کو دیکھ کر اپنی زندگی کو جہنم بنا ڈالے گا' لوگوں کے عیوب ڈھونڈتا پھرے گا' بس برائیوں کی بات ہی کرتا رہے گا تو ظاہر ہے کہ اس سے اس کی زندگی تنگ اور دشوار ہوگی وہ اسے ایک تاریک جیل خانہ لگے گی۔

اس تعلق سے انسان کو سب سے زیادہ مدد اس سے ملتی ہے کہ اسے کوئی ایسا مربی اور مرشد نصیب ہو جائے جو اس کے فطری خوبیوں اور صلاحیتوں کو بڑھا دے' اس کے آفاق وسیع کر دے، اسے کشادہ دلی و وسعت قلبی سے نواز ے' اسے بتائے کہ بڑا مقصد یہ ہے کہ زندگی میں جتنا بھی ممکن ہو لوگوں کے لئے خیر و خوبی کا سرچشمہ بنے۔ ایسا سورج بن جائے جس سے روشنی محبت اور خیر کا اجیارا پھیلے، اس کا دل انسانی خیر خواہی، بھلائی اور شفقت سے مملوء ہو۔ اُس سے جو بھی قریب ہواُسے بھلائی پہنچے ایسا ہی نفس ہوتا ہے جو مشکلات و مسائل کو دیکھ کر مسکراتا ہے۔ ان پر غلبہ پانے سے اسے لذت ملتی ہے، وہ ان کا مقابلہ ہنستا مسکراتا کرتا ہے اور زیر لب دہراتا ہے ؎

چلا جاتا ہوں ہنستا کھیلتا موجِ حوادث سے
اگر آسانیاں ہوں زندگی دشوار ہو جائے

اس کے برعکس ترش رو مشکلات کو دیکھ کر سہم جاتا ہے، اس کی ہمت جواب دے جاتی ہے، وہ اگر مگر سے اسے ٹالتا ہے۔ حالانکہ جس زمانہ کو وہ برا بھلا کہتا ہے وہ اس کے مزاج کے سوا کچھ نہیں۔ اس کی تربیت ہی ایسی ہوئی ہے کہ زندگی میں کامیابی تو چاہتا ہے لیکن اس کی قیمت ادا کرنا نہیں چاہتا۔ اسے ہر راستہ میں شیر ببر بیٹھا دکھائی دیتا ہے۔ وہ بے چارہ اس انتظار میں رہتا ہے کہ آسمان سے سونا برسے یا زمین سے خزانہ نکل آئے۔ مشکلات زندگی ایک اضافی امر ہے۔ چھوٹے آدمی کے لئے ہر چیز مشکل ہے، بڑے آدمی کے لئے کچھ مشکل نہیں۔ بڑے لوگوں کی عظمت میں' مشکلات و مصائب سے مقابلۂ اضافہ کرتا ہے، جب کہ چھوٹے لوگ مشکلات سے راہِ فرار اختیار کرتے ہیں تو ان کے چھوٹے پن میں

اضافہ ہو جاتا ہے۔ مشکلات کٹ کھنے کتے کی طرح ہیں اُسے دیکھ کر تم ڈر جاؤ اور دوڑ پڑو تو بھونکے گا اور تمہارے پیچھے دوڑے گا اور اگر تم اسے اہمیت نہ دو خم ٹھونک کر اُس کے سامنے جاؤ تو اپنے خول میں سمٹ جائے گا اور تمہیں راستہ دے دے گا۔

پھر ایک چیز یہ بھی ہے کہ آدمی کے لئے اس سے بڑا کوئی قاتل نہیں کہ وہ اپنے کو بے قیمت، عاجز اور کمزور سمجھ لے۔ اُس سے کوئی بڑا کام ہو ہی نہیں سکتا۔ کسی بڑے خیر کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ بے وقعتی کا یہ احساس آدمی سے خود اعتمادی چھین لیتا ہے وہ کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو اُس کی کامیابی کے امکان میں اور اپنی صلاحیت میں شک کرتا ہے، ہمت پست ہو جاتی ہے اور وہ ناکام ہو جاتا ہے۔ خود اعتمادی بہت بڑی فضیلت ہے، زندگی میں کامیابی کا دارومدار اسی پر ہے، لیکن خود اعتمادی اور غرور نفس میں بڑا فرق ہے، مؤخر الذکر بڑی نیچ اور گھٹیا چیز ہے۔ دونوں کے مابین فرق یہ ہے کہ غرور میں انسان خام خیالی اور تکبر پر بھروسہ کرتا ہے اور خود اعتمادی میں یہ ہوتا ہے کہ آدمی کو ذمہ داری اٹھانے اور نبھانے کا یقین ہوتا ہے۔ اس میں اس کی صلاحیت قوی اور استعداد بڑھ جاتی ہے۔ ایلیا ابو ماضی کی ایک نظم میں یہ مضمون بڑی خوبی سے بیان ہوا ہے۔

''اس نے کہا کہ آسمان پژمردہ اور ترش رو ہے، میں نے کہا ٹھیک ہے آسمان کو پژمردہ رہنے دو لیکن تم تو مسکراؤ۔ اس نے کہا نوجوانی گزر گئی میں نے کہا ٹھیک ہے پھر بھی مسکراتے رہو کہ افسوس کرنے سے گزرا زمانہ واپس نہیں آئے گا۔ اس نے کہا میں نے پیار کیا اسے اپنا سب کچھ دے دیا لیکن اُس نے میرے عہد و پیمان توڑ دیئے میرا دل توڑ دیا، اب کیسے میں ہنس سکتا ہوں، بے وفائی سے میری زندگی جہنم بن گئی۔ میں نے کہا تمہارے لئے خوشی کی بات ہے کہ اُس سے پیچھا چھوٹا۔ اس سے شادی ہو جاتی تو ساری عمر روتے رہتے۔ کہا کہ تجارت میں بڑا کمپیٹیشن ہے اس کا حال پیاسے مسافر کا سا ہو رہا ہے یا جیسے کوئی ڈائن ہو جو خون پی رہی ہو اور خون کی پھنکار مار رہی ہو۔ میں نے کہا خوش ہو کر ہی تم تجارت کی بیماری کا علاج کر سکتے ہو۔ مجرم دوسرے ہیں اور خوف میں تم رہتے ہو؟ کہنے لگا مجھے دشمنوں نے گھیر رکھا ہے، ان کی آوازیں آرہی ہیں، ان کا گھیراؤ مجھے کب خوش ہونے دے گا۔ میں نے کہا تم ان سے بڑے اور بڑھ کر ہو تبھی وہ تمہیں ڈھونڈ رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ احباب کو دینا مجھ پر لازم ہے

جب کہ جیب میں پھوٹی کوڑی بھی نہیں۔ میں نے کہا کہ خوشی مناؤ، زندہ تو ہو، مردوں میں شمار نہیں ہوتے۔ کہنے لگا کہ گردشِ زمانہ نے مجھے کڑوے کسیلے پھل توڑنے پر مجبور کر دیا ہے۔ میں نے کہا اس کے باوجود خوش رہو کہ تمہاری کسی خوشی سے کوئی دوسرا خوش ہو جائے گا۔ یہ بتاؤ کہ ایک درہم کھو جانے پر رنج کرنے سے فائدہ ہے یا دل کی خوشی کھو جانا بڑا نقصان ہے؟ اِس لئے ہنسو مسکراؤ' تاریک راتوں میں شہاب ہنستے ہیں اسی لئے تارے ہمیں محبوب ہیں، کہنے لگا جو آدمی بھی دنیا میں آیا اسے خوشی کہاں ملتی ہے ؎

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

میں نے کہا ''جب تک آپ کے اور موت کے بیچ ایک بالشت بھر بھی فاصلہ ہے تو ہنسنے کا موقع بھی باقی ہے۔''

ہمیں اس خوشی، انشراح صدر، کشادہ دلی، نرم خوئی، سخاوت، ہنسی و مسکراہٹ کی بہت ضرورت ہے۔ حدیث میں ہے: ''اللہ نے مجھے وحی کی ہے کہ تواضع اختیار کرو کہ نہ کوئی کسی پر زیادتی کرے نہ کوئی کسی کی ہنسی اڑائے۔''

غم نہ کریں

غم نہ کریں۔ آپ اس کا تجربہ کر چکے ہیں۔ بیٹا فیل ہو گیا آپ کو غم ہوا' تو کیا غم سے وہ کامیاب ہو جائے گا؟۔ والد کی وفات ہو گئی آپ سوگ منا رہے ہیں تو کیا سوگ سے وہ واپس آ جائیں گے؟ تجارت میں نقصان ہو گیا آپ نے رنج کیا تو کیا رنج سے نقصان فائدے میں بدل جائے گا؟ غم نہ کریں کیونکہ آپ ایک مصیبت پر غمگین ہوں گے، مصائب کا ڈھیر لگ جائے گا۔ فقر و فاقہ پر بے چینی ہوئی اور مصیبت بڑھ گئی۔ دشمنوں کی باتیں سوچ کر فکر مند ہوئے' اس طرح ان کی ہی مدد کر بیٹھے، آپ کو کسی آفت کا اندیشہ لاحق ہوا وہ نہیں آئی۔ غم نہ کرنا چاہئے کہ غم کے ساتھ وسیع گھر، خوبصورت بیوی، مال و دولت جاہ و منصب اور لائق لڑکے کچھ کام نہ دیں گے۔ غم نہ کیجئے کہ حزن و ملال

ٹھنڈے پانی کو کڑوا' عرق گلاب کو ایلوا، باغ کو صحراء اور زندگی کو نا قابل برداشت قید خانہ بنا دے گا۔ حزن وملال کو قریب نہ آنے دیجئے کہ آپ کے پاس دو آنکھیں ہیں دو کان ہیں، دو ہونٹ ہیں دو ہاتھ دو پاؤں، زبان اور امن وامان وعافیت ہے۔ صحت حاصل ہے۔

''تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے'' (سورۃ الرحمٰن)

آپ غم کیوں کریں جب کہ دین وعقیدہ کی نعمت حاصل ہے، گھر میں رہتے ہیں، روٹی کھاتے ہیں، پانی پیتے ہیں، کپڑا پہنتے ہیں، ساتھ دینے اور آرام پہنچانے کے لئے بیوی ہے، پھر غم کا کیا جواز؟

غم کی نعمت

رنج والم ہمیشہ ہی برا نہیں ہوتا نہ ہمیشہ ہی ناپسندیدہ' کبھی کبھی بندے کے لئے رنج کرنا بہتر ہوتا ہے۔ جب دُکھ ہوتا ہے تو والہانہ دعا اور سچی تسبیح پڑھی جاتی ہے۔ طالب عالم زمانہ طالب علمی میں تکلیف اٹھاتا ہے اس کی محنت اسے بڑا عالم بنا دیتی ہے کیونکہ شروع میں اس نے محنت کی اس لئے آخر میں وہ چمک گیا۔ شاعر بھی پہلے اچھا خاصا دکھ جھیلتا ہے، اپنے دل وجگر کا خون کرتا ہے اس کے بعد ہی وہ موثر ادب تخلیق کرتا ہے جو خوبصورت اور دل کش بھی ہوتا ہے اور جاذب نظر بھی۔ جو طالب علم آرام وسکون کی زندگی گزارتا ہے، اسے بحرانوں اور مشکلات سے گزرنا نہیں پڑتا ایسا طالب علم ہمیشہ کسل مند، سست اور کاہل رہے گا' وہ ترقی نہیں کرسکتا۔ جو شاعر تکلیف نہیں اٹھاتا اپنے دل وجگر کا خون نہیں کرتا درد کا اسے احساس نہیں ہوتا' اُس کی شاعری پر اثر اور زندہ جاوید نہیں ہوتی کیونکہ وہ شاعر کے منہ سے نکلتی ہے دل سے نہیں۔ اس کی زبان سے ادا ہوتی ہے اس کے دل اور ضمیر محسوس نہیں کرتے۔

ان سے بھی بلند اور ارفع مثال ان مومنین کی زندگی ہے جو صدر اسلام میں ہوئے جب کہ بعثت کا آغاز ہوا اور ملت محمدیہ کی ابتدا ہوئی۔ کیونکہ ان کا ایمان بلند تھا ان کے دل نیک تھے، وہ قول کے سچے اور علم میں گہرے تھے کیونکہ انہوں نے مصیبتیں جھیلیں، شدائد اٹھائے، بھوک پیاس، تکلیفیں برداشت کیں گھروں سے نکالے گئے، اپنے پیاروں کو چھوڑنا پڑا، مرغوبات سے ہاتھ دھویا۔ اس طرح وہ اللہ کے منتخب بندے اور چنیدہ جماعت بنے۔ وہ پاکیزگی کی مثال' عزت کی نشانی اور قربانی کی علامت تھے۔ یہ

اس وجہ سے کہ انہیں جو بھی بھوک پیاس، اذیت اور تکلیف پہنچی' جو بھی قدم انہوں نے اٹھائے جس سے کفار ناراض ہوئے' دشمنوں کو جو بھی زک انہوں نے پہنچائے' اس کے بدلے ایک عمل صالح لکھ دیا گیا ''اللہ تعالیٰ محسنین کے اجر کو ضائع نہیں کرتا'' (۱۲۰:۱۲)

ان کے علاوہ اور بھی مثالیں ہیں کہ جنہوں نے رنج والم اٹھائے اور اس کے بعد بہترین تخلیقات پیش کیں متنبّی کو شدید بخار ہوا تو اس نے اپنا شاہکار قصیدہ کہا:

وزائرتي كأن بها حياءً
فليست تزور الا في الظلام

نابغہ کو النعمان بن المنذر نے قتل کی دھمکی دی جس کے بعد اُس نے اپنا بہترین قصیدہ کہا کہ

فانك شمس والملوك كواكب
اذا طلعت لم يبدمنهن كوكب

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ ہیں جنہوں نے درد اٹھائے اور زندگی پر اثر انداز ہوئے۔

لہٰذا آپ تکالیف پر گھبرائیں نہیں نہ ڈریں، یہ آپ کے لئے قوت بن جائیں گی اور متاع حیات کا کام دیں گی، اگر آپ دل جلے کی حالت میں رہیں' جذبہ دل اور تڑپتی روح کے ساتھ ہوں تو یہ اس سے بہتر ہے کہ آپ ٹھنڈے ٹھنڈے کم ہمت بن کر بجھے بجھے دل کے ساتھ جئیں

''اللہ نے ان کے اٹھنے کو ناپسند کیا اس لئے ان کی ہمت توڑ دی اور ان سے کہہ دیا گیا کہ بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھ رہو۔'' (۴۶:۹)

یہاں پر مجھے وہ شاعر یاد آیا جس نے جدائی وفرقت کا کرب برداشت کیا، شدائد سے گزرا۔ اس نے آخری سانسیں لیتے ہوئے جو قصیدہ کہا وہ عربی ادب میں زندہ جاوید ہو گیا اور اس نے اسے امر کر دیا۔ وہ مالک بن الریب ہے اور اس کا قصیدہ فطری جوش سے پر، تکلف وتصنع سے عاری، شاہکار اور مشہور ہے۔ اس نے یوں کہا ؎

ألم ترني بعت الضلالة بالهدى
واصبحت في جيش ابن عفان غازياً

فللّٰہ دری یوم أترك طائعا
بني بأعلى الرقمتين و ماليا الخ

کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں نے ضلالت کو ہدایت کے بدلہ بیچ دیا ہے اور میں ابن عفان کے لشکر میں شامل ہو کر لڑ رہا ہوں پس اللہ ہی کا احسان ہے کہ میں اس کی اطاعت میں مقام رقمتین میں اپنے بیٹوں اور مال کو چھوڑ رہا ہوں۔ الخ

اس قصیدہ کے آخر تک یہی لہجہ اور لے ہے۔ یہی درد انگیز نالہ ہے، یہی دل سے نکلی چیخیں ہیں۔ اس کی تاثیر کا راز یہی درد والم کی تصویر ہے۔ جو واعظ اور خطیب دل جلا ہوتا ہے اور درد کی تصویر کھینچتا ہے اس کے بول اور خطاب راست اثر کرتے ہیں۔ اسے بجا طور پر کہا جاتا ہے کہ وہ ''از دل خیزد بر دل ریزد'' کی سچی مثال ہے۔ فرمایا

''اللہ نے جان لیا ان کے دل کی تڑپ کو اور ان پر سکینت نازل کی اور قریب کی فتح عطا کی۔''
(۱۸:۴۸)

ایک شاعر نے کہا' جس کا مفہوم یہ ہے کہ عاشق کے عشق اور اُس کے درد پر تم اُس وقت تک ملامت نہیں کر سکتے جب تک کہ تمہارے دل کی گہرائیوں میں بھی وہی درد نہ اتر آئے۔ میں نے بہت سے شاعروں کے دیوان دیکھے لیکن چونکہ انہیں خود درد والم کے تجربوں سے گزرنا نہیں پڑا اسی لئے وہ محض مضمون آفرینی کی مثال ہیں ان میں نہ زندگی ہے نہ روح۔ اسی طرح بہت سی کتابیں' وعظ ونصیحت کی' دیکھیں لیکن سامع پر کوئی اثر نہیں پڑتا' مخاطب ان سے کوئی اثر نہیں لیتا۔ وجہ یہ ہے کہ وہ الفاظ کا مجموعہ ہیں زبان سے انہیں ادا کر دیا جاتا ہے، نہ درد کا احساس نہ جذبہ کی گرمی۔

''وہ اپنے منھ سے وہ چیز نکالتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتی۔'' (۱۶۷:۳)

لہٰذا آپ اپنے کلام یا شعر کو موثر بنانا چاہتے ہیں تو پہلے خود اُس کی آگ میں جلیے، اُس کا اثر لیجئے، اس کے ساتھ چلیے، آپ دیکھیں گے کہ لوگوں پر آپ اثر انداز ہوں گے۔

''پھر جب ہم اس پر بارشیں برساتے ہیں تو وہ ابھرتی ہے اور ہر قسم کی رونق دار نباتات اگاتی ہے۔'' (۵:۲۲)

معرفت کی نعمت

"وعلمك مالم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيما"

جہل ضمیر کی موت ہے، وہ زندگی کو ذبح کرنا ہے اور یہ عمر کا ضیاع بھی ہے

''میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں جاہلوں میں سے ہوں''

علم نور بصیرت ہے، روح کی زندگی ہے، طبیعت کی قوت ہے۔

''کیا وہ جو مردہ تھا اور ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور اس کے لئے ایک روشنی دے دی جس میں وہ چلتا ہے لوگوں کے بیچ اس کی طرح ہو سکتا ہے جو تاریکیوں میں ہو، ان سے نکل نہ پاتا ہو''

سرور وانبساط علم کے ساتھ آتے ہیں کیونکہ علم نا معلوم کے حصول اور گم شدہ کی تلاش اور چھپے ہوئے کے انکشاف کا نام ہے۔ آدمی کے دل کو جدید کی معرفت اور نئے کی اطلاع کی چاٹ لگی ہوئی ہے۔ اس کے مقابلہ میں جہل اُکتاہٹ اور حزن کا نام ہے وہ ایسی زندگی ہے جس میں کچھ بھی نیا نہیں۔ نہ لطف نہ مٹھاس۔ کل آج کی مانند آج کل کی طرح۔ لہذا اگر آپ خوش گوار زندگی چاہتے ہیں تو علم حاصل کیجئے، معرفت کی تلاش کیجئے، فائدے حاصل کیجئے تاکہ آپ کے تمام تفکرات اور رنج ومحن ختم ہو جائیں

''کہیئے کہ میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما''(۲۰:۱۱۴)

''پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا''(۹۶:۱)

''جس کے ساتھ اللہ خیر چاہتا ہے اسے دین کا تفقہ عطا کرتا ہے۔''(حدیث)

جو شخص جاہل ہے معرفت میں صفر ہے اُسے اپنے مال وجاہ پر فخر کا کوئی حق نہیں کیونکہ اُس کی زندگی مکمل نہیں اس کی حیات کامل نہیں ''کیا وہ شخص جو جانتا ہے کہ تمہارے رب کی جانب سے تمہارے اوپر حق نازل ہوا ہے، اس کی طرح ہے جو اندھا ہو''(۱۳:۱۹)

مفسر زمخشری فرماتے ہیں

سحری لتنقیح العلوم ألذلی
من وصل غانية وطيب عناق (النظم)

”علوم کی تنقیح کے لئے میرا جاگنا میرے لئے کسی دوشیزہ کے وصل اور ہم آغوشی سے بھی زیادہ لذیذ ہے۔ کسی مشکل کو حل کرنے کے لئے میرا خوشی سے جھومنا ساقی کے پیالہ سے زیادہ لذیذ اور میٹھا ہے۔ میرے قلم کے کاغذ پر چلنے کی جو آواز نکلتی ہے وہ عاشقوں کے نغموں سے بہتر ہے۔ اپنے کاغذات سے گرد وغبار کو جھاڑنے کی آواز اس آواز سے زیادہ اچھی ہے جو دوشیزہ اپنا دف بجا کر نکالتی ہے۔ سن اے وہ شخص! جو محض آوازوں سے میرا رتبہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ میں رات بھر جاگوں تم رات بھر سوؤ اس کے باوجود تم میرا مقام پالینا چاہتے ہو؟“

معرفت کا کیا مقام ہے؟ آدمی معرفت حاصل کر کے کتنا خوش ہوتا ہے، اس سے سینہ کتنا ٹھنڈا ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے دل کتنا خوش ہوتا ہے۔

”پس وہ اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل کے ساتھ ہو اس کی طرح ہو سکتا ہے جس کی بد عملیاں اسے اچھی لگتی ہوں جو اپنی خواہشات کے پیچھے دوڑ رہا ہو؟“ (۱۴:۴۷)

خوش رہنے کا فن

بہت بڑی نعمتوں میں سے دل کی خوشی ہے، اس کا استقرار، آرام اور سکون ہے۔ دل کی خوشی میں ذہن کا ثبات ہے، روحانی مسرت وشادمانی ملتی ہے جدت واختراع کی صلاحیت بیدار ہوتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ خوش رہنا ایک فن ہے، اسے سیکھا جا سکتا ہے، جو اسے سیکھ لے اس کے حصول کا طریقہ جان لے تو وہ زندگی کی خوشیاں لوٹ لیتا ہے، ان نعمتوں سے لطف اندوز ہوتا ہے جو اس کے چاروں طرف بکھری پڑی ہیں۔ اس سلسلہ میں اصل الاصول یہ ہے کہ آدمی میں قوت برداشت ہو، وہ رکاوٹوں پر مذبذب اور حوادث پر مضطرب نہ ہو، چھوٹی باتوں پر پریشان نہ ہو۔ جتنا دل مضبوط ہوگا صاف ہوگا اتنا ہی روح کو نور حاصل ہوگا۔ فطرت کی کجی کا مقابلہ نہ کر پانا، نفس کا مضطرب ہو جانا، رنج وفکر اور آلام

وہموم کے محرکات واسباب ہیں۔ جو آدمی اپنے کو صبر و برداشت اور سختی کا عادی بنائے گا اس کے لئے پریشانیاں اور بحران سب آسان ہو جائیں گے۔ جب آدمی موت کا عادی ہو جائے تو تمام مصائب اس کے لئے بہت آسان ہو جائیں۔ خوشی کے دشمنوں میں ذہنی افق کا تنگ ہونا، تنگ نظری اور بس اپنے آپ ہی کو دیکھنا بقیہ دنیا کو اہمیت نہ دینا ہے۔ یہ اللہ کے دشمنوں کی حقیقت ہے کہ ''انہیں بس اپنی ہی پرواہ رہتی ہے'' گویا یہ کوتاہ نظر ساری کائنات اپنے آپ ہی میں محصور سمجھتے ہیں، دوسروں کے بارے میں سوچتے ہی نہیں ۔ وہ دوسروں کے لئے زندگی نہیں گزارتے نہ دوسروں پر توجہ دیتے ہیں۔ ہمارے آپ کے لئے ضروری ہے کہ کبھی کبھی ہم دوسروں کے ساتھ بھی جئیں۔ کچھ وقت اپنے خول سے نکلیں تاکہ اپنے آلام ومصائب' مسائل ومشکلات اور رنج وفکر کو بھول جائیں ۔اس طرح ہم اپنے آپ کو راحت دے سکیں گے اور دوسروں کو بھی۔

خوش رہنے کے فن کا ایک اُصول:

آپ سوچ اور فکر کو لگام دیں اسے آزاد نہ چھوڑیں کہ وہ ادھر ادھر دوڑے اور جلد بازی میں سرکشی کر بیٹھے۔ اگر اسے آزاد چھوڑ دیا تو وہ آپ پر تفکرات کی ایک فائل کھول دے گا۔ پیدائش سے لے کر اب تک کے حادثوں اور المیوں کا قصہ لے بیٹھے گا۔ زخم خوردہ ماضی اور اندیشہ ناک مستقبل آپ کے سامنے لائے گا۔ جس سے آپ ہل کر رہ جائیں گے۔ آپ کے احساسات کو ٹھیس لگے گی' جذبات مجروح ہوں گے۔ اس لئے اسے لگام دے کر ثمر خیز، سنجیدہ ومتین عمل کی طرف اس کا رُخ موڑ دیجئے۔ ''اس ہمیشہ زندہ رہنے والے اللہ تعالیٰ پر توکل کیجئے جسے کبھی موت نہیں۔'' (۲۵:۵۸)

خوش رہنے کا ایک اُصول

خوش رہنے کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ دنیا کو بس اتنی ہی اہمیت دیں جتنی اہمیت کی وہ حامل ہے۔ اس کو اس کے صحیح درجہ پر رکھیں۔ واقعتاً وہ لہو ولعب ہے اس لئے اس سے اعراض و بے توجہی ہونی

چاہئے۔ وہ بہت سی چیزوں سے جدا کرتی، الیوں کو لاتی، غموں کی بارش کرتی ہے، تو جو ایسی ہو، اس کا زیادہ اہتمام کیوں؟ اس کے فوت شدہ پر رنج کیوں ہو؟ اس کا صاف بھی گدلا، اس کی چمک بھی پرفریب' اس کے وعدے صحراء کا سراب، جو اس میں پیدا ہوا وہ مرجائے گا۔ اس کے سردار سے حسد کیا جاتا ہے، جو احسان کرنے والا ہوتا ہے اُسے دھمکیاں دی جاتی ہیں، اس کے عاشق کے ہاتھ دھوکہ اور فریب کے سوا کچھ نہیں آتا۔ دنیا کے بارے میں عربی شاعر کہتا ہے:

"بھائیو! ہم ایسی بستی میں رہتے ہیں جہاں جدائی کی خبر دینے والا کوا کائیں کائیں کرتا رہتا ہے۔ ہم دنیا پر روتے ہیں حالانکہ دنیا میں کون سے لوگ ہیں جو جدا نہیں ہوتے۔ وہ جبار اور بڑے بڑے بادشاہ کہاں گئے جنھوں نے بڑے خزانے جمع کیے۔ نہ وہ بچے نہ ان کے خزانے ؎

مٹے ناموں کے نشان کیسے کیسے
زمین کھا گئی آسماں کیسے کیسے

حدیث میں آتا ہے کہ "علم سیکھنے سے اور بردباری عمل سے آتی ہے" آداب زندگی کے ضمن میں کہا جاتا ہے کہ خوشی' خوش رہنے ، مسکراہٹ طاری کرنے، مسکرانے کے اسباب پیدا کرنے اور شادماں سا بننے کی کوشش سے حاصل ہوتی ہے۔ پھر یہی فطرت ثانیہ بن جاتی ہے۔ زندگی اکتاہٹ، کڑواہٹ اور ترش روئی کی مستحق نہیں۔ عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

"مخلوق میں موت کا فرمان جاری ہے، یہ دنیا جی لگانے کی جگہ نہیں، یہاں کبھی آدمی دوسرے کی خبر دیتا ہے کہ اچانک خود ہی خبر بن جاتا ہے۔ اس کی فطرت میں کدورت ہے۔ آپ اسے کدورت و آلودگی سے خالی کیوں کر دیکھ سکتے ہیں۔ زمانہ سے وہ طلب کرنا جو اس کی فطرت کے خلاف ہے ایسا ہی ہے جیسے پانی میں آگ کا شعلہ ڈھونڈا جائے۔ آپ ناممکن کی اُمید کرتے ہیں تو مٹی کا گھروندا بنا رہے ہیں۔ زندگی نیند ہے موت بیداری ہے۔ ان دونوں کے بیچ آدمی وہم وخیال ہے۔ اپنی ضرورتیں جلد پوری کرلو، زندگی تو سفر کی ایک منزل ہے۔ آپ چاہیں بھی تو گردش زمانہ صلح نہیں کرے گی کیوں کہ اس کی فطرت میں غداری ہے۔"

حقیقت یہ ہے کہ آپ اپنی زندگی سے ساری علاماتِ غم مٹا سکتے ہیں کیونکہ زندگی اسی طرح پیدا

کی گئی ہے۔

"یقیناً ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں پیدا کیا ہے" (۴:۹۰)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا تا کہ "وہ یہ آزمائے کہ تم میں نیک عمل کون ہے۔" مقصد یہ ہے کہ آدمی غم، تفکر اور زود رنجی سے بچے۔ بالکلیہ غم کا خاتمہ تو نہیں ہوسکتا وہ تو جنت میں ہی ہوگا اِسی لئے جنتیوں کی ایک دعا یہ ہوگی کہ "الحمد لله الذی أذهب عنا الحزن" اس کا مطلب یہ ہے کہ غم سے مکمل نجات تو بس جنت میں ملے گی، جیسا کہ فریب اور دھوکے کا خاتمہ بھی وہیں ہوگا۔ "ونزعنا ما فی صدورهم من غل" سے پتہ چلتا ہے۔ لہٰذا جو دنیا کی حقیقت، اس کے دھوکہ فریب' اس کی مکاری اور عیاری کو جان لے گا اسے معلوم ہوگا کہ یہی تو اس کی فطرت اور حقیقت ہے۔ جب معاملہ یہ ہے تو سمجھدار اور دانا وہ ہوگا جو دنیا کو اپنے اوپر قابو پانے کا موقع نہ دے۔ اُس کے غم وآلام اور فکر کو اپنے اوپر طاری نہ کرے بلکہ ان چیزوں کا پوری قوت سے مقابلہ کرے

"جتنی استطاعت ہو اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو رعب میں ڈالنے کے لئے تیاری کرو، طاقت جٹاؤ" (۸:۶۰)

"اللہ کے راستہ میں جو بھی تکلیفیں انہیں پہنچیں وہ ان کے سبب نہ کمزور پڑے نہ ذلیل ہوئے اور نہ عاجزی کا اظہار کیا۔" (۳:۱۴۶)

یہ بھی سوچیں

آپ کو غم نہ کرنا چاہئے کہ اگر آپ محتاج ہیں تو دوسرے قرض دار ہیں۔ اگر آپ کے پاس گاڑی نہیں تو ایسے بھی ہیں جن کے پیر کٹے ہوئے ہیں اگر آپ کو مصائب کی شکایت ہے تو بہت سے لوگ سالوں سال سے اسپتالوں میں پڑے ہیں اگر آپ کا کوئی لڑکا مرگیا ہے تو ایسے بھی ہیں جن کی اولاد کسی حادثہ میں ماری گئی۔ آپ غم نہ کریں، کیونکہ آپ مسلمان ہیں۔ اللہ، رسول، ملائکہ، یوم آخرت اور اچھی بری تقدیر پر آپ کا ایمان ہے۔ بہت سے لوگ ہیں جو رب کے منکر ہیں رسول کی تکذیب کرتے ہیں، کتاب میں ان کا اختلاف ہے، یوم آخرت کا انکار کرتے ہیں اور قضا وقدر میں شک کرتے

ہیں۔ آپ کو غم نہ کرنا چاہئے کیونکہ اگر گناہ کرلیا ہے تو توبہ کرلیجئے، خطا کی ہے تو استغفار کرلیجئے، غلطی کی اصلاح کرلیجئے۔ درِ رحمت کھلا ہے، خدا کی بخششیں اور رحمت عام ہے۔ وہ توبہ قبول کرتا ہے، آپ غم نہ کریں کیونکہ غم سے آپ کے اعصاب میں تشنج پیدا ہوگا۔ یہ آپ کے وجود کو ہلا دے گا' دل کو پریشان کردے گا' راتوں کی نیند حرام ہو جائے گی' رت جگا کرنا پڑے گا۔ شاعر کہتا ہے:

''کتنی ہی مصیبتیں ایسی ہیں جن سے آدمی تنگ ہو جاتا ہے حالانکہ اللہ اس سے چھٹکارا دلا سکتا ہے، آدمی سمجھتا ہے کہ ان سے بچا نہیں جا سکتا اور اللہ تعالیٰ انہیں دُور کر کے فراخی عطا کر دیتا ہے۔''

جذبات پر قابو

دو باتوں کی وجہ سے جذبات بے قابو ہوتے اور احساسات بھڑکتے ہیں، جب بڑی خوشی ملے یا جب سخت مصیبت گھیرے۔ حدیث میں آیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا'' مجھے دو قسم کی آوازوں سے روک دیا گیا ہے ایک وہ جو نعمت پا جانے پر نکلتی ہے دوسری وہ مصیبت کے وقت نکلتی ہے''۔ اور فرمایا'' جو چھوٹ جائے اس پر افسوس نہ کرو اور جو نعمت خدا نے دی ہے اس پر اِتراؤ مت'' آپؐ نے فرمایا:

''صبر تو واقعی اس وقت ہوتا ہے جب پہلا صدمہ پہنچے۔''

لہٰذا عظیم خوشی یا شدید مصیبت کے وقت جو شخص اپنے جذبات پر قابو رکھے اسے ثبات کا درجہ، رسوخ کی منزل اور شادمانی اور نفس پر غلبہ کی مسرت حاصل ہو جاتی ہے۔ انسان کے وصف میں یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ اسے خوشی ملتی ہے تو خوشی کے مارے بے قابو ہو جاتا ہے اور جب شر لاحق ہوتا ہے تو گھبرا جاتا ہے۔ خیر پہنچتا ہے تو دوسروں کو منع کرتا ہے۔ سوائے ان نمازیوں کے جو گھبراہٹ یا خوشی ہر حال میں اعتدال پر رہتے ہیں۔ آسانی پہنچتی ہے تو شکر کرتے ہیں مصیبت آتی ہے تو صبر کرتے ہیں۔

گرم جذبات آدمی کو مشتعل کر دیتے ہیں۔ اسے مضطرب اور بے چین کر دیتے ہیں۔ اُس کی نیند اڑا دیتے ہیں۔ جب آدمی کو غصہ آتا ہے تو وہ سرخ ہو جاتا ہے۔ منہ سے جھاگ نکالتا ہے، دہاڑتا اور چلاتا ہے، اس کے جذبات کھولتے ہیں۔ وہ شعلہ جوالہ بن جاتا اور حد سے تجاوز کر جاتا ہے۔ اور اگر خوش ہوتا ہے تو پھولے نہیں سماتا، اپنی حد سے نکلنے لگتا اور خوشی کی زیادتی میں اپنے آپ کو بھول جاتا ہے، کسی

سے تعلق منقطع کرتا ہے تو اس کی مذمت کرتا، اُس کے محاسن بھول جاتا اور اس کے فضائل سے صرف نظر کر لیتا ہے، کسی سے محبت کرتا ہے تو بس ساری اچھائی اور فضیلتوں سے اسے متصف کرتا ہے، اس کی تعریف میں آسمان و زمین کے قلابے ملاتا ہے۔ اسی لئے تو حدیث میں آیا ہے:

''اپنے دوست کو حد میں رہ کر پیار کرو ہوسکتا ہے کہ وہ کسی دن تمہارے لئے ناپسندیدہ ہو جائے۔ اپنے دشمن سے حد میں رہ کر نفرت کرو ممکن ہے کہ کبھی وہ تمہارا محبوب بن جائے۔'' دوسری حدیث میں ہے

''میں تجھ سے عدل چاہتا ہوں' غضب اور رضا دونوں حالتوں میں''

مومن کو چاہئے کہ اپنے جذبات پر قابو رکھے اور عقل کو حاکم بنائے۔ چیزوں کو تولے اور مناسب قیمت دے۔ وہ حق کو پہچان لے گا' رشد و ہدایت کو جان لے گا' حقیقت سے واقف ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''ہم نے اپنے رسول بینات دے کر بھیجے، ان پر کتابیں نازل کیں، میزان اتاری تاکہ لوگ عدل قائم کریں۔'' (۲۵:۵۷)

اسلام اقدار' اخلاق اور سلوک کی ایک میزان دیتا ہے۔ اس کا راستہ سیدھا' اس کی شریعت مناسب اور اس کی ملت مقدس ہے جیسا کہ فرمایا ''اسی طرح ہم نے تمہیں امت وسط بنایا ہے۔'' لہٰذا عدل ایک مطلوب رویہ ہے جیسا کہ معاملات و احکام میں بھی انصاف مطلوب ہے کیونکہ دین صدق و عدل پر مبنی ہے۔ اخبار میں سچائی، احکام، اقوال، افعال اور اخلاق میں انصاف جیسا کہ فرمایا ''تیرے رب کا کلمہ صدق و عدل کے لحاظ سے مکمل ہے۔'' (۱۱۵:۶)

صحابہ کرام کی محمد ﷺ کے ذریعہ خوش بختی

ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے پاس ربانی مشن لے کر آئے۔ آپ کی دعوت کا دنیا نے پروپیگنڈہ نہیں کیا نہ آپ کو کوئی خزانہ دیا گیا۔ نہ آپ کے پاس کوئی باغ تھا جس سے کھاتے، نہ آپ کسی محل میں رہے۔ چاہنے والے اسی سادہ زندگی، شدید مشقت اور کمزوری کے باوجود آپ کی

طرف لپک پڑے۔ آپ سے بیعت کی، ایسے عالم میں جب ان لوگوں کو اُچک لئے جانے کا خطرہ تھا۔ اس کے باوجود آپ کے ساتھیوں نے آپ سے محبت کی۔ ان لوگوں کا وادی ابی طالب میں محاصرہ کیا گیا۔ روزی بند کی گئی۔ ان کے خلاف شعروشاعری ہوئی، رشتہ داروں نے جنگ کی، شدید اذیتیں آپ کو پہنچائی گئیں۔ اس کے باوجود صحابہؓ نے آپؐ سے شدید محبت کی۔ ان میں سے بعض کو جلتے پتھروں پر لٹایا گیا، بعض کو ننگا کر کے محبوس کر دیا گیا اور بہتیروں کے ساتھ طرح طرح کی تعذیب وٹارچر کے مختلف طریقے اختیار کئے گئے۔ اس کے باوجود وہ نہ صرف آپؐ کے ساتھ رہے بلکہ آپؐ سے بے انتہا محبت کی۔ انہیں گھروں سے نکال دیا گیا' مال چھین لئے گئے' گھر والوں سے دور کر دیا گیا' ان گلیوں اور چوباروں سے بھگا دیا گیا جہاں وہ بچپن میں کھیلے کودے' جہاں شباب نے انگڑائیاں لیں، پھر بھی ان کی آپؐ سے محبت میں کمی نہیں آئی۔ آپؐ کی دعوت کے سبب مومنین شدید ابتلا و آزمائشوں سے گزرے۔ دل دہل گئے' کلیجے منہ کو آنے لگے' لوگوں کو اللہ پر طرح طرح کے گمان ہونے لگے تاہم ان کی نبیؐ سے محبت کم نہیں ہوئی۔ ان کے منتخب روزگار جوانوں پر تلواریں کھینچیں اور ایسی تابڑتوڑ برسیں جیسے درخت کی شاخیں ٹوٹ کر گریں۔ وہ میدان کارزار میں اترنے پر مجبور ہوئے۔ وہ جانب مقتل اس شان سے گئے کہ گویا تفریح کے ئے جا رہے ہوں' گویا عید منا رہے ہوں کیونکہ انہوں نے آپؐ سے شدید محبت کی تھی۔ ان میں وہ تھے کہ جنہیں مشن پر بھیجا گیا انہیں معلوم تھا کہ وہ لوٹیں گے نہیں پھر بھی اپنا مشن پورا کیا۔ کسی کو ایسی مہم پر بھیجا گیا جہاں موت انتظار کر رہی تھی لیکن وہ جان ہتھیلی پر رکھ کر گئے کیونکہ نبیؐ کی محبت کا تقاضا یہی تھا۔ (رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ)

لیکن سوال یہ ہے کہ انہوں نے ان سارے شدائد مشقتوں، مجاہدوں کو بھول کر آپؐ کی دعوت کو مانا کیوں؟ آپؐ کے طریقہ کو اپنایا کیسے، آپؐ سے محبت کیوں کرنے لگے؟ کیونکہ آپؐ نے انہیں خیر کا سبق پڑھایا۔ نیکی اور حق پرستی کا درس دیا' بلند اہداف وامور ان کے سامنے رکھ دیئے' اپنی شفقت سے ان کے دلوں کی پیاس بجھادی' اپنی گفتگو سے ان کے سینے ٹھنڈے کر دئے' اپنا پیغام انہیں گھول کر پلا دیا' ان کے دلوں میں رضا مندی انڈیل دی۔ اس لئے دعوت کے راستہ کی تمام تکالیف کو وہ بھول گئے۔ انہیں یقین کی وہ دولت ملی کہ سب کچھ ہنسی خوشی جھیل گئے۔ آپؐ نے ان کے ضمیر روشن کر دیئے' قلوب کو

منور کردیا، کاندھوں سے جاہلیت کا بوجھ اُتار دیا' گردنوں کو شرک کی غلامی سے آزاد کردیا' سینوں میں عداوت اور بغض کی آگ بجھادی' جذبات کو پاکیزگی اور احساس میں یقین کی کیفیت پیدا کردی، روح مطمئن اور دل سرشار ہوگئے۔ آپؐ کے ساتھ وہ زندگی کی حقیقی لذت سے ہم کنار ہوگئے' آپؐ کی اطاعت میں انہیں نجات مل گئی' آپؐ کی پیروی نے انہیں غنی کردیا، آپؐ کے دربار میں وہ سکون واطمینان کی دولت سے سرفراز ہوئے۔

''ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لیئے رحمت بنا کر بھیجا ہے'' (۲۱:۱۰۷)

آپ ﷺ صراط مستقیم کی دعوت دیتے ہیں

''وہ انہیں اندھیروں سے اُجالے کی طرف لاتا ہے'' (۵:۱۶)

''وہی ہے جس نے ناخواندوں میں انہیں میں کا ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے۔'' (۶۲:۲)

''اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں۔'' (۷:۱۵۷)

''اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو جب وہ تمہیں زندگی بخش پیغام کی طرف بلائیں۔'' (۸:۲۴)

''تم آگ کے گڑھے کے دہانہ پر تھے کہ اُس نے تمہیں بچالیا۔'' (۳:۱۰۳)

اس طرح اپنے رہبر اور قائد کے ساتھ وہ حقیقت میں خوش نصیب تھے اور خوش وخرم تھے۔

اے اللہ! محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہزار ہا درود وسلام ہوں اور صحابہؓ کی قربانیوں پر ان کو بہترین بدلہ دے۔ آمین

زندگی میں اُکتاہٹ نہ آنے دیجئے

جو آدمی ایک ہی ڈھرے پر چلے گا یکسانیت سے رہے گا وہ لازماً اُکتا جائے گا۔ انسانی نفس یکسانیت سے اُکتا جاتا ہے اسی لیئے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے کائنات کے ذرّے ذرّے میں تغیر رکھ دیا

ہے۔ زمانے الگ ہیں۔ مکان میں تغیر ہے۔ ماکولات، مشروبات اور مخلوقات میں اختلاف ہے' رات ہے دن ہے، پہاڑ میں نشیب وفراز ہے، کالا گورا، گرم ٹھنڈا، گرمی، سایہ، کھٹا، میٹھا اللہ نے اس اختلاف وتنوع کو اپنی نشانی قرار دیا ہے۔

''ان کے پیٹ سے مختلف رنگوں کا مشروب نکلتا ہے' جس کے رنگ مختلف ہیں'' (۶۹:۱۶)

''اور کھجوروں کے درخت ہیں شاخ دار اور بعض ایسے ہیں جو بے شاخ ہیں۔'' (۴:۱۳)

''اور زیتون اور انار جو باہم ایک دوسرے کے مشابہ بھی ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے مشابہ نہیں بھی ہوتے'' (۱۴۱:۶)

''اور پہاڑوں کے مختلف حصے ہیں' سفید اور سرخ کہ ان کی بھی رنگتیں مختلف ہیں اور بہت گہرے سیاہ'' (۲۷:۳۵)

''یہ گردشِ زمانہ ہے ہم اسے لوگوں کے درمیان الٹتے پلٹتے رہتے ہیں۔'' (۱۴۰:۳)

بنی اسرائیل بہترین کھانے سے اکتا گئے کیونکہ اس میں یکسانیت تھی اور مدت سے کھا رہے تھے۔

''ہم ایک ہی کھانے پر ہرگز صبر نہیں کر سکتے'' (۶۱:۲)

مامون ایک بار مطالعہ کر رہا تھا، کبھی بیٹھ کر پڑھتا کبھی کھڑے ہو کر اور کبھی چلتے ہوئے پھر کہتا آج نفس میں اُکتاہٹ ہے۔

''جو لوگ اللہ کو اٹھتے بیٹھتے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے ہوئے یاد کرتے رہتے ہیں۔'' (۱۹۱:۳)

عبادات کو لیجئے آپ ان میں تنوع اور جدت پائیں گے۔ کچھ اعمال قلبی ہیں تو کچھ قولی، کچھ عملی ہیں کچھ مالی، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، جہاد وغیرہ۔ پھر نماز میں بھی قیام وقعود، سجدہ وجلوس ہے۔ لہٰذا جو یہ چاہے کہ ہمیشہ نشاط، پھرتی اور چستی برقرار رہے اسے اپنے علم وعمل اور روزمرہ کی زندگی میں تنوع پیدا کرنا چاہئے۔ مثلاً مطالعہ میں قرآن، تفسیر، سیرت، حدیث، فقہ تاریخ وادب اور عام معلومات وغیرہ رکھے۔ اسی طرح اپنے وقت کی تقسیم کرے کچھ وقت عبادت کے لئے کچھ کھانے کے لئے کچھ لوگوں سے ملنے ملانے، مہمان داری، ورزش اور تفریح کے لئے خاص کرے۔ اس صورت میں مزاج میں ایک شوق پیدا ہوگا' نئے آئیڈیا آئیں گے کیونکہ نفس کو تنوع اور نیا پن مرغوب ہے۔ ایک عربی شاعر نے اس

مفہوم کو یوں ادا کیا ہے۔

'میرے ممدوح کی دو حالتیں ہیں' شادی وغمی کی حالت، دونوں ہی روشن، ایک دن سخاوت کرتا اور لوگوں کو نوازتا ہے اور ایک دن لشکر میں شامل ہو کر موت کے جام انڈیلتا ہے۔'

مضطرب ہونا چھوڑ دیں

آپ گھبرائیں نہیں کہ آپ کے رب کا فرمان ہے

''کیا ہم نے تیرا سینہ کھول نہیں دیا۔'' (۱:۹۴)

یہ شرحِ صدر ہر اس شخص کو حاصل ہوگا جو حق کا حامل ہو' ہدایت کے راستہ کا راہی ہو اور نور کا متلاشی ہو۔

''کیا کہنے ہیں اس شخص کے جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے اور وہ اپنے رب کی طرف سے روشنی میں ہو۔ پس بربادی ان کے لئے ہے جن کے دل سخت ہیں اور اللہ کو یاد نہیں کرتے۔'' (۲۲:۳۹)

مطلب یہ ہے کہ حق سے شرح صدر ہوتا ہے اور باطل سینہ کو تنگ کر دیتا ہے۔

''جس شخص کو اللہ ہدایت دینا چاہتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔'' (۱۲۵:۶)

یعنی یہ دین ایسی غایت ہے جس تک وہی پہنچ سکتا ہے جسے اللہ ہدایت سے نوازے۔

''نہ گھبرائیں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔'' (۴۰:۹)

یہ کلمہ ہر اس شخص کو یاد رہتا ہے جو اللہ کے فضل و کرم' نصرت و مدد پر یقین رکھتا ہے۔

''وہ لوگ جن سے کچھ لوگوں نے کہا کہ لوگوں نے تمہارے خلاف لاؤ لشکر جمع کر رکھے ہیں ان سے ڈرو، تو اس دھمکی سے ان کے ایمان میں اضافہ ہی ہوا۔ وہ بول اٹھے ہمیں اللہ کافی ہے وہ بہت ہی اچھا کارساز ہے۔'' (۱۷۳:۳)

اس کی مدد و نصرت اور سرپرستی آپ کی حفاظت کرے گی۔

''اے نبی آپ کو اور ان مومنوں کو جو آپ کی پیروی کر رہے ہیں اللہ کافی ہے۔'' (۸:۶۴)

جو لوگ بھی اس راستہ پر چلتے ہیں وہ کامیابی پاتے ہیں۔

''اس حی و قیوم پر توکل کرو جسے کبھی موت نہیں آئے گی۔'' اس کے سوا جو بھی ہے وہ مرنے والا ہے، زوال پذیر ہے، اس کی عزت آنی جانی ہے، ہمیشہ والی نہیں۔

''صبر کریں اللہ پر بھروسہ رکھیں، ان کے اوپر غم نہ کریں۔ اور ان کی (کفار) چالبازیوں سے تنگی میں نہ پڑیں۔'' اللہ تقویٰ اختیار کرنے والوں کے ساتھ ہے اور ان کے ساتھ جو نیکی پر چلتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی معیت خاصہ ہے جو اس کے دوستوں کو ملتی ہے، جیسا ان کا تقویٰ اور جہاد ہوتا ہے اسی کے مطابق تائید و نصرت اور مدد انہیں ملتی ہے ''کمزور نہ پڑو غم نہ کرو اگر تم مومن ہو تو تم ہی غالب رہو گے۔'' اپنے رتبہ اور اپنی عبودیت میں ایسوں ہی کو رفعت ملی۔ ''یہ تمہیں بس تھوڑی ہی اذیت پہنچا سکیں گے اور اگر یہ تم سے جنگ کریں تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں ان کو کوئی مدد نہ ملے گی۔'' ''اللہ نے یہ لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول غلبہ پائیں گے۔ اللہ قوی و عزت والا ہے۔'' ''ہم یقیناً اپنے رسولوں اور ایمان لانے والوں کی مدد کریں گے۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔'' اس عہد کی خلاف ورزی نہیں ہو سکتی یہ وہ وعدہ ہے جو جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ ''میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں اللہ اپنے بندوں کو دیکھتا ہے۔''

''اللہ نے اسے ظالموں کے مکر سے بچا لیا۔'' ''اور اللہ پر ہی اہل ایمان توکل کرتے ہیں''

غم نہ کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ آپ یہ سوچیں کہ ایک ہی دن تو رہنا ہے پھر اس کے لئے کیسا غم، کیسا تڑ کنا بھڑ کنا؟ حدیث میں آتا ہے:

''جب صبح کرو تو شام کا انتظار نہ کرو، جب شام کرو تو صبح کی امید میں نہ رہو۔'' مطلب یہ ہے کہ آج کے دن کو آخری دن سمجھ کر رہیں، نہ ماضی کو یاد کریں نہ مستقبل کی فکر، جیسا کہ شاعر کہتا ہے:

''جو گزرا سو گزر گیا جس کی اُمید ہے وہ غیب کی چیز ہے، آپ کا حقیقی وقت تو بس وہی ہے جس میں اب آپ ہیں۔'' ماضی سے حد درجہ وابستگی، اس کی یاد، جو مصائب اور تلخیاں گزر گئیں جو حادثات پیش آ چکے ان کو سوچ سوچ کر کڑھتے رہنا تو حماقت اور جنون کی ایک قسم ہے۔ ایک چینی مثل ہے:

''جس پل تک ابھی پہنچے نہیں ہو اُسے پار نہ کرو۔''

مطلب یہ آنے والے حادثات کی سوچ نہ کرو' اُس کے تفکرات اور غموں کے چکر میں نہ پڑو' جب تک کہ آپ ان سے دو چار نہ ہو جاؤ۔ سلف میں کسی کا قول ہے کہ تمہارے پاس تو تین ہی دن ہوتے ہیں، کل جو گزر چکا، کل جو آنے والا ہے اور آج جس میں تمہیں اللہ سے ڈرنا چاہئے، اس کی زندگی کیا جو ماضی وحال مستقبل کے تفکرات اُٹھاتے پھرتا ہے، ماضی میں جینے والا خوش کیسے رہ سکتا ہے؟ اس کو تو بار بار اس کی یادیں ستاتی رہیں گی۔ اس کا یہ غم وفکر کوئی فائدہ نہ دے گا۔ اوپر گزری حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ تمہاری امید کم ہونی چاہئے۔ بس موت کو یاد کرو اور نیک عمل کرو، جس دن سے دوچار ہو اس دن کے علاوہ سوچو ہی مت، اپنے اعمال، اپنی سرگرمیاں اور پروگرام اس کے لئے بناؤ، اپنے اخلاق کو درست کرو، صحت پر توجہ دو، دوسروں کے ساتھ اپنے معاملات کی اصلاح کرلو۔

وقفہ

غم نہ کریں کیونکہ تقدیر لکھی جا چکی، جو ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا، قلم لکھ چکا، صحیفے سمیٹ لئے گئے، ہر معاملہ طے شدہ ہے۔ اس لئے آپ کے غم اور رنج سے نہ کوئی چیز مقدم ہو سکتی ہے نہ مؤخر، نہ کم نہ زیادہ۔ کیا غم کر کے آپ زمانہ کی رفتار روکنا اور سورج کو قید کرنا، گھڑی کی سوئیوں کو پیچھے کرنا، الٹے پاؤں پھرنا، نہر کو سرچشمہ کی طرف پلٹانا چاہتے ہیں۔ غم نہ کریں کیونکہ غم ایک بادسموم ہے جس سے فضا خراب ہوتی ہے، پانی سڑ جاتا ہے، آسمان میں بو پھیل جاتی ہے اور سرسبز باغ سوکھ اور کھلے پھول ٹوٹ جاتے ہیں۔ غم نہ کریں کیونکہ غمگین آدمی اس بےکار نہر کی مانند ہے جو سمندر سے نکلتی اور پھر سمندر میں گر جاتی ہے۔ جیسے وہ بوڑھی عورت جو سوت کات کات کر ٹکڑے ٹکڑے کر دے یا جیسے کوئی ایسے تھیلے میں ہوا بھر رہا ہو جس میں سوراخ ہو یا جیسے کوئی انگلی سے پانی پر لکھے۔

آپ غم نہ کریں کیونکہ آپ کی حقیقی عمر وہی ہے جس میں روح خوش ہو اور دل کو سکون ملے۔ اس لئے اپنے ایام رنج والم میں اور اپنی راتیں تفکرات کے سایہ میں بسر نہ کریں۔ اپنی عمر ضائع نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ گناہ معاف کرنے والا اور توبہ قبول کرنے والا ہے

کیا اللہ کے اس فرمان ''آپ کہہ دیجئے! اے میرے بندو جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو اللہ تمام گناہوں کو معاف کر دے گا۔ وہ غفور الرحیم ہے۔'' سے آپ کے سینہ کو ٹھنڈک نہیں ملتی اور آپ کا غم واندوہ دور نہیں ہوتا۔ اس فرمان میں اللہ نے انہیں اے ''میرے بندو'' کہہ کر خطاب کیا کہ ان کی تالیف قلب ہو، ان کی روحوں کو سکون ملے۔ خاص مخاطب ہیں مسرفین' زیادہ گناہ کرنے والے؟ جب ان کا یہ حال ہے تو دوسروں کے ساتھ تو بدرجۂ اولیٰ یہ معاملہ ہوگا۔ ان کو اس سے روکا ہے کہ وہ مغفرت سے مایوس ہو جائیں اور بتایا کہ توبہ کرنے والے کے تمام گناہ چھوٹے ہوں یا بڑے کم یا زیادہ وہ معاف کر دے گا پھر اپنے بارے میں بتاکید بتایا کہ وہ غفور الرحیم ہے۔ ''ال تعریف کمال صفت کا مقتضی ہے۔ ایک اور جگہ فرمایا:

''وہ لوگ جنہوں نے برائی کی یا اپنے اوپر ظلم کیا' انہوں نے اللہ کو یاد کیا' اپنے گناہوں پر استغفار کیا۔ اللہ کے علاوہ کون ہے معاف کرنے والا اور انہوں نے جانتے بوجھتے اپنے گناہوں پر اصرار نہیں کیا۔'' (۱۳۵:۳)

اور فرمایا ''جو شخص گناہ کرتا ہے اپنے اوپر ظلم کرتا ہے۔ پھر اللہ سے استغفار کرتا ہے وہ اللہ کو بخشنے والا مہربانی کرنے والا پائے گا۔'' ا (۱۱۰:۴)

اور فرمایا ''اگر تم کبائر سے دور رہو تو ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے اور تمہیں عزت اور بزرگی کی جگہ داخل کریں گے۔'' (۳۱:۴)

اور فرمایا ''جنہوں نے گناہ کئے اور اپنے اوپر ظلم کئے اگر تمہارے پاس آ جائیں اور اللہ سے استغفار کریں، رسول بھی ان کے لئے مغفرت کی دعا کریں تو وہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پائیں گے۔'' (۶۴:۴)

فرمایا ''ہاں بیشک میں انہیں بخش دینے والا ہوں جو توبہ کریں، ایمان لائیں، نیک عمل کریں اور راہ راست پر بھی رہیں'' (۸۲:۲۰)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب ایک آدمی کو قتل کر دیا تو فرمایا: میرے رب! میں نے اپنے اوپر ظلم کرلیا اس لئے مجھے معاف فرما۔ پس اللہ نے انہیں معاف کر دیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے توبہ انابت کی ان کے بارے میں کہا گیا:

''ہم نے ان کو معاف کر دیا ان کے لئے ہمارے پاس قربت اور اچھا ٹھکانہ ہے۔'' اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کے کیا ٹھکانے ہیں، اس نے اپنی رحمت کے دروازے ان پر بھی بند نہیں کئے جو تثلیث کے قائل ہیں۔ فرمایا: ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ اللہ تین کا تیسرا ہے۔ حالانکہ خدا تو بس ایک ہی ہے۔ اگر یہ اپنے کہنے سے باز نہیں آئیں گے تو ان میں سے کفر کرنے والوں کو دردناک عذاب ملے گا۔ یہ لوگ اللہ کی طرف متوجہ کیوں نہیں ہوتے اس سے استغفار کیوں نہیں کرتے اور اللہ غفور الرحیم ہے۔''

صحیح حدیث میں آتا ہے، حدیث قدسی ہے:

''ابن آدم! تو مجھ سے دعا کرے اور میری طرف رجوع کرے تو میں تیرے گناہ معاف کر دوں، ان کی کوئی پروانہ کروں، اے ابن آدم! اگر تمہارے گناہ آسمان تک بھی پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے استغفار کرے تو میں اس کی پروا کئے بغیر تجھے معاف کر دوں۔ ابن آدم! اگر تو زمین بھر گناہ کر کے میرے پاس آئے لیکن شرک نہ کرے تو میں زمین بھر گناہ کی مغفرت کر دوں۔''

اسی طرح صحیح حدیث میں آیا ہے۔ فرمایا ''اللہ اپنا ہاتھ رات میں بڑھاتا ہے تاکہ دن کے گنہگار کو معاف کر دے، دن میں اپنا ہاتھ بڑھاتا ہے تاکہ رات کے گنہگار کو معاف کر دے۔ یہاں تک کہ سورج مغرب سے نکل کر آئے۔''

حدیث قدسی ہے ''اے میرے بندو! تم رات دن گناہ کرتے رہتے ہو (توبہ کرو) میں سارے گناہ معاف کر دوں گا۔'' صحیح حدیث میں آیا ہے ''جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تمہیں ختم کر کے دوسرے لوگ لے آئے گا جو گناہ کریں گے اور استغفار کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو معاف کر دے گا۔''

ایک اور صحیح حدیث میں ہے ''قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم

گناہ نہ کرو تو گناہ سے زیادہ شدید گناہ تکبر میں مبتلا ہو جاؤ۔'' ایک اور صحیح حدیث میں ہے ''تم سب خطا کار ہو خطا کاروں میں سب سے بہتر توبہ کرنے والے ہیں۔'' ایک اور صحیح حدیث میں ہے کہ ''اللہ کسی بندہ کی توبہ سے اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے کہ تم میں سے کوئی سفر میں ہو اور اس کی سواری کا جانور جس پر اس کے کھانے پینے کا سامان ہے صحرا میں گم ہو جائے، اسے ڈھونڈے پھر نا اُمید ہو کر سو جائے حتی کہ بیدار ہو تو دیکھے کہ اس کا زادِ سفر اس کے سر کے پاس ہے۔ اور وہ شدت مسرت میں پکار اُٹھے'' اے اللہ! تو میرا بندہ اور میں تیرا رب ہوں۔'' ایک حدیث میں آیا ہے'' ایک بندہ نے گناہ کیا اور کہا بار الٰہ! میرے گناہ معاف کر دے کہ تیرے علاوہ اور کوئی گناہ معاف نہیں کرتا۔ پھر گناہ کرے پھر ایسے ہی کہہ دے پھر گناہ کرے پھر ایسے ہی کہے۔ اس پر اللہ فرماتا ہے میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا رب گناہ پر پکڑتا بھی ہے۔ معاف بھی کر دیتا ہے۔ لہٰذا میرا بندہ جو چاہے کرے۔'' مطلب یہ ہے کہ جب تک بندہ نادم ہوتا، توبہ کرتا اور استغفار کرتا رہے گا تو میں اسے معاف کرتا رہوں گا۔

غم نہ کریں کہ ہر چیز قضا و قدر سے ہوتی ہے

تمام اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ ہر چیز تقدیر سے ہوتی ہے، کائنات میں کوئی پتا بھی نہیں کھڑکتا مگر یہ کہ وہ اللہ کے علم میں ہوتا ہے، اس کے اذن سے ہوتا ہے

''زمین میں یا تمہارے نفسوں میں جو کچھ بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ ان کے پیدا کرنے سے پہلے ہی ایک کتاب میں لکھی جا چکی ہے۔ یہ اللہ کے لئے بہت آسان ہے۔'' (۲۲:۵۷)

''ہم نے ہر چیز کو ایک اندازہ کے ساتھ پیدا کیا ہے۔'' (۴۹:۵۴)

''ہم تم کو آزمائیں گے کچھ خوف' بھوک اور اموال، انفس اور پھلوں میں نقصان سے'' (۲:۱۵۵)

حدیث میں آیا ہے۔ ''مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے، اس کا ہر معاملہ خیر ہی خیر ہے۔ اگر تنگی لاحق ہو اور صبر کرے تو بھی خیر ہے اگر خوشحالی ہو اور شکر کرے تو بھی خیر ہے اور یہ بس مومن کے ساتھ ہی ہے۔ ایک صحیح حدیث ہے۔ آپؐ نے فرمایا ''تم مانگو تو اللہ سے مانگو، مدد چاہو تو اللہ سے چاہو جان لو کہ

سارے لوگ جمع ہو کر بھی تمہیں فائدہ پہنچانا چاہیں تو وہی فائدہ پہنچا سکیں گے جو اللہ نے لکھ دیا ہے۔ اسی طرح جو نقصان اللہ نے لکھ دیا ہے اس کے علاوہ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے چاہے سب ہی جمع ہو کر ایسا کرنا چاہئیں۔ قلم اٹھا لئے گئے ہیں صحیفے سوکھ گئے ہیں۔" ایک اور حدیث میں ہے

"جان لو کہ جو پہنچا وہ تم سے چھوٹ نہ سکتا تھا اور جو تم سے چھوٹ گیا وہ تمہیں پہنچنے والا نہ تھا۔"

اور فرمایا: "جو تمہیں لاحق ہونے والا ہے اس سے قلم سوکھ گیا ہے اے ابو ہریرہ" ایک اور صحیح حدیث ہے: "جو تمہیں فائدہ دے اُس کی خواہش کرو' عاجز ہو کر نہ بیٹھو' یہ نہ کہو کہ اگر میں نے ایسا اور ایسا کیا ہوتا تو یہ ہو گیا ہوتا بلکہ یوں کہو کہ جو ہوا وہ اللہ نے تقدیر میں لکھ دیا تھا"۔ صحیح حدیث میں ہے "اللہ بندے کے لئے وہی فیصلہ کرتا ہے جو اس کے لئے خیر ہوتا ہے۔"

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ سے پوچھا گیا کیا معصیت بندے کے لئے خیر ہے؟ کہا ہاں! اگر اس کے بعد ندامت، توبہ واستغفار وانکسار ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ہو سکتا ہے کہ جس شئی کو تم برا سمجھو وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور جسے تم اچھا سمجھو وہ تمہارے لئے شر ہو اللہ وہ جانتا ہے جو تم نہیں جانتے۔"

غم نہ کرو تنگی دور ہونے کی اُمید رکھو

امام ترمذی نے روایت کی ہے کہ "بہترین عبادت تنگی دور ہونے کی اُمید ہے۔"

کیا صبح جلد ہی آنے والی نہیں' مصیبت زدوں اور رنجوروں کے لئے صبح طلوع ہو رہی ہے۔ اس کا انتظار کریں' اللہ تعالیٰ سے مدد کی امید رکھیں عرب کہاوتوں میں سے ہے کہ "جب رسّی بہت سخت ہو جاتی ہے تو ٹوٹ جاتی ہے۔" مطلب یہ ہے کہ جب معاملات زیادہ بحرانی ہو جائیں تو ان سے خلاصی بھی جلد ملنے کا یقین کر لیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا "جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے لئے خلاصی پیدا کر دے گا۔" اور فرمایا جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کی خطائیں معاف کر دے گا اور اس کو دوگنا اجر دے گا"۔ "جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرے گا اللہ اس کے معاملہ کو آسان بنا دے گا۔" عرب کہا کرتے تھے "مشکلات پڑتی ہیں پھر ان کے بادل چھٹ جاتے ہیں اور کبھی واپس نہیں آتے ہیں۔" ایک شاعر نے کہا جس کا مفہوم یہ ہے کہ کتنی خلاصیاں مایوسی کے بعد حاصل ہوئیں کتنی آسانیاں ناامیدی کے بعد ہوئی

ہیں۔عرش والے سے جو خوش گمانی رکھتا ہے وہ کانٹے دار درخت سے بھی اچھا پھل توڑ سکتا ہے۔حدیث صحیح میں آیا ہے ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوں، وہ جیسا گمان رکھے گا۔ویسا ہی ہوگا

''جب رسول بھی مایوس ہو گئے۔اوران (کی قوم) کے دل میں یہ گمان ہونے لگا کہ ان کو جھوٹا بہلا وادیا گیا ہے تو ان کے پاس ہماری مدد آ گئی ہم جسے چاہتے ہیں نجات دیتے ہیں۔'' (۱۲:۱۱۰)

بعض مفسرین کا قول ہے اور بعض لوگ اسے حدیث کے بطور بھی بیان کرتے ہیں کہ: ایک تنگی دو آسانیوں پر بھاری نہیں پڑے گی۔اللہ نے فرمایا"ان مع العسر یسرا "عُسر کے ساتھ یُسر ہے۔اور فرمایا ''اللہ کی مدد بہت قریب ہے'' اللہ کی رحمت محسنین سے قریب ہے۔'' حدیث میں ہے ''جان لو کہ مدد صبر کے ساتھ آتی ہے اور مصیبت کے ساتھ اس سے رہائی بھی ہوتی ہے۔'' شاعر کہتا ہے ''جب کسی معاملہ میں زیادہ تنگی ہو جائے تو اب اس سے رہائی کی اُمید کیجئے۔ایک اور شاعر کہتا ہے کہ کتنی آنکھیں بیدار ہو گئیں کتنی سو گئیں ایسے معاملات ہیں جو ہوں گے یا نہیں ہوں گے، اس لئے جتنا بھی ممکن ہو رنج کو چھوڑ دو۔غم واندوہ کو پالے رکھنا ایک جنون ہے۔کل جو ہوا اس وقت بھی تمہارا رب ساتھ تھا' آنے والے کل میں بھی وہ ساتھ رہے گا۔ایک اور شاعر کے قول کا مفہوم یہ ہے :

''تقدیر میں جو لکھا ہے وہ ہو کر رہے گا اس لئے تم خالی الذہن ہو کر سوؤ، اللہ تعالیٰ تو پلک جھپکتے میں حالات بدل دیا کرتا ہے۔''

وقفہ

غم نہ کریں کیونکہ حزن و مایوسی اور اندوہ کے رہتے آپ کے خزانہ کے اموال، بہترین عمارتیں' شاداب باغات یہ سب آپ کے غم واندوہ میں بس اضافہ ہی کریں گے۔غم نہ کریں کیونکہ اگر غم نے دل میں بسیرا کر لیا ہے' آنکھوں میں پھیل گیا ہے' پہلوؤں میں چپک گیا ہے' کھال میں چھپ گیا ہے تو طبیبوں کی جڑی بوٹیاں، فارمسسٹ کے تجربات اور ڈاکٹر کی تشخیص بھی آپ کے کسی کام نہ آئے گی۔غم نہ کریں' آپ کے پاس دعا ہے' آپ اللہ رب العزت کی چوکھٹ پر گر سکتے ہیں' شاہوں کے شاہ کے

دروازہ پر گڑگڑا سکتے ہیں، رات کا آخری پہر آپ کے پاس ہے، آپ سجدہ میں گر کر اپنی پیشانی رگڑ سکتے ہیں، غم نہ کریں' اللہ نے آپ کے لئے زمین اور اس کے اسباب پیدا کئے ہیں۔ آپ کے لئے شاداب باغات اُگائے ہیں' ہر طرح کے جوڑے رکھے ہیں، کھجور کے پھلدار درخت بنائے ہیں' چمکتے تارے آسمان میں ٹانک دیئے ہیں اور دریا اور تالاب آپ ہی کے لئے بنائے ہیں۔ لیکن آپ پھر بھی رنجیدہ ہیں!! کیوں؟ جب کہ ٹھنڈا میٹھا پانی پینے کو اور سانس لینے کو صاف ستھری ہوا میسر ہے۔ آپ صحت مند ہیں اپنے پیروں پر چل رہے ہیں' اطمینان سے رات میں سوتے ہیں!!

غم نہ کیجئے زیادہ سے زیادہ استغفار کیجئے

آپ کا رب بہت معاف کرنے والا ہے۔

''تو میں نے (یعنی حضرت نوحؑ نے اپنی قوم سے) کہا اپنے رب سے استغفار کرو وہ بہت معاف کرنے والا ہے۔ آسمان سے تمہارے اوپر موسلہ دھار پانی برساتا ہے تمہیں بیٹے اور مال عطا کرتا ہے، تمہارے لئے باغات اور نہریں نکال رکھی ہیں۔'' (۷۱:۱۰-۱۲)

لہٰذا زیادہ سے زیادہ استغفار کریں تاکہ سکون اور دل کا آرام آپ کو ملے، رزق حلال نصیب ہو، صالح اولاد عطا ہو اور موسلہ دھار بارش برسے۔

''اور یہ کہ اپنے رب سے استغفار کرو، پھر اس سے توبہ کرو، ایک اجل مسمّی تک تمہیں اچھا سامان زندگی ملے گا، ہر فضل والے کو وہ اپنی بخشش سے نوازتا ہے۔'' (۱۱:۳) حدیث میں ہے ''جو زیادہ استغفار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ہر غم سے نجات دیتے اور ہر بحران سے نکلنے کا راستہ دکھاتے ہیں۔''

سید الاستغفار کو لازم کرلو جو بخاریؒ کے نزدیک یوں ہے:

"اللهم انت ربى لا اله الا أنت خلقتنى وأناعبدك، وأنا على عهدك ووعدك ما استطعت أعوذبك من شر ما صنعت، أبوء لك بنعمتك علىّ،وأبوء بذنبى فاغفرلى،فانه لا يغفرالذنوب الاأنت۔"

غم نہ کیجئے بس ہمیشہ اللہ کا ذکر کیجئے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"جان لو کہ اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو اطمینان ملتا ہے۔" (۲۸:۱۳)

اور فرمایا "مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا" اور مومنین کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا "اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں" ایک جگہ یوں فرمایا "اے ایمان والو! اللہ کو زیادہ سے زیادہ یاد کرو۔" صبح و شام اسی کی تسبیح پڑھو" ایک جگہ فرمایا "اے ایمان والو! تمہارے مال اور اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں" اور فرمایا "جب بھی بھولو اللہ کو یاد کر لو۔" اور فرمایا "جب کھڑے ہو تو اپنے رب کی حمد و ثنا کرو۔" رات کے وقت اور ستاروں کے چھپ جانے کے وقت بھی اسے یاد کر لو۔" اور فرمایا "اے ایمان والو! جب تمہاری مڈ بھیڑ کسی دشمن گروہ سے ہو تو جم جاؤ اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ" صحیح حدیث میں ہے "اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور جو یاد نہیں کرتا زندہ اور مردہ جیسی ہے" ایک بار آپؐ نے فرمایا "مفردون" آگے بڑھ گئے، لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہؐ! مفردون کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: "وہ مرد اور عورتیں جو کثرت سے اللہ کو یاد کرتے ہیں" ایک صحیح حدیث میں یوں آیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا "کیا میں تمہیں سب سے بہتر عمل نہ بتاؤں جو خدا کو سب سے زیادہ پسند ہے اور تمہارے لئے سونے چاندی خرچ کرنے سے اور دشمن کی مقابلہ آرائی سے جس میں تم اور دشمن ایک دوسرے کی گردن مارنے کی فکر میں رہتے ہو؟ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ ضرور بتائیے! فرمایا "وہ اللہ کا ذکر ہے"۔ ایک صحیح حدیث میں یوں ہے کہ ایک شخص نے آ کر کہا یا رسول اللہ! اسلام کے احکام تو بہت ہیں میں بوڑھا ہو گیا ہوں، بس مجھے ایسی چیز بتا دیں جس سے چمٹا رہوں، فرمایا: "تمہاری زبان ہمیشہ اللہ کی یاد سے تر رہنی چاہئے۔"

غم نہ کریں اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں

"اللہ کی رحمت سے کافر ہی مایوس ہوتے ہیں"۔ "حتی کہ رسول بھی مایوس ہونے لگے اور

انہوں نے سمجھا کہ انہیں جھٹلایا گیا ایسے عالم میں ہماری مدد آ گئی'' ''ہم نے ان کو رنج وفکر سے نجات دے دی ہم اسی طرح مومنین کو بچاتے ہیں۔'' مسلمانوں کے بارے میں فرمایا ''تم اللہ پر گمان کرنے لگے'' اس وقت مومن ہلا مارے گئے اور شدید زلزلہ کا سامنا ان کو ہوا۔''

دوسروں کی اذیت سے نہ گھبرائیں

جو آپ پر زیادتی کرے اسے معاف کر دیجئے۔ انتقام کا مزاج رکھنے والا ان سے حسد کرنے والا اپنے انتقام کی زبردست قیمت اپنے گوشت، خون، اپنے اعصاب، راحت اور سرور سب چیزیں کھو کر ادا کرتا ہے۔ جو شخص لوگوں پر غصہ کرتا ہے ان سے حسد کرتا ہے وہ بلاشبہ نقصان اُٹھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بیماری کا علاج اور دوا یہ بتائی ہے کہ غصہ پی جائیں اور درگزر سے کام لیں

''یہ لوگ غصہ پی جاتے ہیں اور لوگوں سے درگزر کرتے ہیں۔'' فرمایا ''درگزر کرو، معروف کا حکم دو اور جاہلوں سے اعراض کرو۔'' اور فرمایا ''احسن طریقہ سے برائی کا جواب دو، ایسا کرو گے تو جلد ہی تمہارے اور دشمن کے بیچ پکی دوستی ہو جائے گی۔''

جو کھو گیا اس پر افسوس نہ کریں

آپ کے پاس نعمتیں بہت ہیں اللہ کے ان زبردست عطیوں اور جلیل القدر نعمتوں کے بارے میں سوچئے اور ان پر اس کا شکر ادا کیجئے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو انہیں شمار نہیں کر سکتے۔'' اور فرمایا ''اس نے تمہیں ہر طرح کی ظاہری اور باطنی نعمتیں عطا کی ہیں۔'' اور فرمایا ''جو بھی نعمت تمہیں ملی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے'' اور ایک جگہ بندے پر اپنی نعمت کی یاد دہانی کرائی اور فرمایا ''کیا ہم نے اُسے دو آنکھیں، ایک زبان، دو ہونٹ نہیں دیئے اور اسے دو راستے بتا دیئے۔'' پے بہ پے نعمتیں ہیں، زندگی کی نعمت، عافیت، سمع، بصر، دو ہاتھ، دو پیر، پانی، ہوا، غذا، ان سب میں بڑی نعمت ہدایت ربانی (اسلام) کی نعمت ہے۔ ایک آدمی نے کہا کیا تم اپنی آنکھوں کے بدلے ایک بلین ڈالر لو گے؟ کیا ایک بلین ڈالر میں اپنے کان دے سکتے

ہیں؟ کیا اپنے پیر ایک بلین ڈالر کے عوض دو گے؟ کیا اپنے ہاتھ کے بدلے ایک بلین ڈالر لو گے؟ کیا اپنا دل ایک بلین ڈالر لے کر دے دو گے؟ یعنی تمہارے پاس کتنا مال و دولت ہے پھر بھی شکر ادا نہیں کرتے!

چھوٹی چیزوں پر افسوس نہ کیجئے

زندگی کی راحت، سعادت اور آرام اس میں ہے کہ آپ چھوٹی باتوں پر زیادہ توجہ نہ دیں کیونکہ ہمت والوں کو تو بس آخرت کی دھن ہوتی ہے، سلف میں ایک نے اپنے دوست کو یوں نصیحت کی:
''بس ایک ہی دھن اپنے اوپر طاری کر لو، اللہ سے ملاقات، آخرت اور اُس کے سامنے کھڑے ہونے کی دھن۔ جس دن ہر چیز تمہارے اوپر پیش کر دی جائے گی اور کوئی چیز تم سے چھپی نہیں رہے گی۔''

لہٰذا یہاں کی ہر فکر، زندگی، اس کے مناصب، عہدے، سونا چاندی، اولاد، مال و دولت، مرتبہ شہرت، محلات، گھر یہ سب فکریں آخرت کی فکر سے کم تر ہیں۔ اس کے مقابلہ میں لاشیئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے منافقین کی صفت یہ بتائی کہ انہیں اس دنیا کی فکر ہے۔

''انہیں بس اپنی جانوں کی فکر کھائے جا رہی ہے اور وہ اللہ کے بارے میں جھوٹے گمان باندھتے ہیں۔'' (۱۵۴:۳)

یعنی یہی فکر ہے کہ نفس، پیٹ اور شہوت کی آگ کیسے بجھے گی۔ اس کے بعد کوئی بلند حوصلہ نہیں، کوئی بڑا مقصد نہیں!۔ حدیبیہ میں جب نبیؐ درخت کے نیچے بیعت لے رہے تھے تو ایک منافق یہ بہانہ کر کے سرک گیا کہ ''میرا سرخ اونٹ کھو گیا ہے اور اس کا پا جانا تمہاری اس بیعت سے مجھے زیادہ محبوب ہے۔ اس پر حدیث میں آیا کہ ''تم سب کی مغفرت ہو گی سوائے اس سرخ اونٹ والے کے'' ایک منافق کو جان کی فکر لاحق ہوئی، کہنے لگا اس شدید گرمی میں نہ نکلو اللہ نے فرمایا'' کہہ دو کہ جہنم کی آگ زیادہ گرمی والی ہے۔'' ایک اور منافق بولا ''میری جان چھوڑ دیجئے مجھے مت آزمایئے'' اللہ نے فرمایا یہ ''لوگ آزمائش میں تو پڑ ہی چکے ہیں۔'' کچھ اور لوگوں کو گھروں' جانوں اور مالوں کی فکر لاحق تھی۔ فرمایا ''ہم کو ہمارے مالوں اور گھر والوں نے مصروف رکھا اس لئے ہمارے لئے استغفار

کر دیجئے ۔'' یہ چھوٹے لوگ تھے، ان کی فکریں اور مقاصد بھی چھوٹے اور گھٹیا تھے۔ صحابہ کرامؓ بڑے لوگ تھے اسی لئے وہ محض خوشنودیٔ رب کے طالب تھے۔

فکروں کو دُور رکھئے

آرام مومن کے لئے غفلت ہے اور بے کاری قاتل، اور وقت گزاری تعطل۔ لوگوں میں غم وفکر اور تکدر والے زیادہ تر وہ ہوتے ہیں جو معطل اور بے کار ہوتے ہیں۔ جو لوگ سنجیدگی اور نتیجہ خیز کام کے اعتبار سے مفلس ہوں ان کا سرمایہ خیالات وافواہیں ہوتی ہیں۔ لہٰذا حرکت میں رہیں، کام کریں، ہمیشہ مصروف رہیں، تلاوت وتسبیح کریں، لکھنے پڑھنے اور لوگوں سے ملنے جلنے کا کام کریں یعنی وقت کو کام میں لائیں خالی بالکل نہ رہیں کہ جیسے ہی خالی ہوئے تفکرات، پریشانیوں اور وہم وخیال نے آپ کو اپنی آماجگاہ بنایا کہ خالی جگہ شیطان کا بسیرا ہوتا ہے۔

نیکی کر دریا میں ڈال

جو آپ کے احسان کو بھلا دے، نیکی کا انکار کر دے تو اس پر رنجیدہ نہ ہوں، کیونکہ آپ کو اللہ سے ثواب لینا ہے۔ اس لئے اپنا عمل خالصتاً اللہ کے لئے رکھیں۔ کسی کے شکریہ کی نہ امید رکھئے نہ اس کو زیادہ اہمیت دیجئے۔ اور اگر آپ نے کسی پر احسان کیا ہو پھر اس کے کمینہ پن کا تجربہ ہو تو اس کو محسوس نہ کیجئے کہ اُس نے آپ کی نیکی اور حسن سلوک کا اعتراف نہ کیا۔ اپنا ثواب اللہ سے مانگئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کے بارے میں کہتا ہے کہ وہ ''اللہ کے فضل وکرم کے طالب ہوتے ہیں۔'' اللہ نے اپنے نبیوں کے بارے میں فرمایا وہ کہتے ''اس چیز پر میں تم سے کوئی سوال نہیں کرتا۔'' ''کہہ دو میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا، میرا اجر اللہ کے پاس ہے'' اس کے پاس کسی کی نعمت نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔'' ہم تمہیں خالصۃً اللہ کے لئے کھلاتے ہیں اور تم سے کسی احسان یا شکریہ کے طالب نہیں۔'' شاعر نے کہا:

'' جو خیر کے کام کرے گا اس کا انعام اسے ضرور ملے گا کہ بھلائی انسانوں اور اللہ کے ہاں ضائع نہیں جاتی۔''

لہٰذا اپنا معاملہ اللہ کے حوالہ کردیں۔ وہی ہے جو عطا کرتا اور دیتا ہے۔ وہی حساب لیتا اور سزا دیتا ہے، وہی راضی ہوتا یا غضب ناک ہوتا ہے۔ قندھار میں بہت سے مسلمان شہید ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے صحابہؓ سے ان کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے شہداء کے نام گنائے اور کہا کہ ان کے علاوہ اور لوگ بھی شہید ہوئے جن سے آپ واقف نہیں۔ حضرت عمرؓ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے فرمایا لیکن اللہ تو انہیں جانتا ہے۔ کسی بزرگ نے ایک نابینا کو فالودہ کھلایا جو ایک بہترین ڈِش ہوتی تھی۔ ان کے گھر والے بولے کہ اس بیچارے اندھے کو کیا معلوم اِس نے کیا کھایا۔ فرمایا: ہاں! مگر اللہ تو جانتا ہے۔ لہٰذا جب اللہ جانتا ہے کہ آپ نے کیا خیر کا کام کیا۔ کیا بھلائی کی کیا احسانات کیے تو پھر لوگوں کی کیا پروا؟

لعنت ملامت اور اعتراضات پر رنج نہ کریں

''یہ آپ کو بس تھوڑا ہی نقصان پہنچا سکتے ہیں'' ''ان کی چالبازیوں پر تنگی میں نہ پڑیئے'' ''ان کی اذیت رسانی پر نہ جایئے بس اللہ پر بھروسہ رکھیے اللہ بہترین کارساز ہے۔''

موسیٰ علیہ السلام پر انہوں نے تہمت تراشی کی اللہ نے موسیٰ کو اس سے بری کر دیا۔ ایک شاعر کہتا ہے: ''بھرپور اور بہتے سمندر میں کوئی نادان لڑکا پتھر پھینک دے تو اُس سے سمندر کا کیا بگڑے گا''۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا: ''میرے صحابہ کی برائیاں مجھ سے بیان نہ کرو، میں چاہتا ہوں کہ تمہارے ہاں سے سلامتِ صدر کے ساتھ نکلوں۔''

تنگ دستی پر غم نہ کریں کیونکہ قلت مال میں سلامتی ہے

جسم موٹا ہوگا تو قلب میں پیچیدگی ہوگی، کم مال ہو تو سلامتی رہتی ہے۔ دنیا سے زہد ایک ایسی راحت ہے جو اللہ اپنے بندوں کو دنیا میں ہی عنایت کر دیتا ہے۔ ''ہم زمین اور اس کی اشیاء کے وارث ہیں۔'' ایک شاعر کہتا ہے:

''پانی، روٹی اور سایہ بس یہی تو نعمتیں ہیں۔ ان کے باوجود اگر میں یہ کہوں کہ میں غریب و تنگ دست ہوں، تو میں اپنے رب کی نعمتوں کا ناشکرا ہوں گا۔ دنیا کیا ہے؟ ٹھنڈا پانی، گرم روٹی اور گھنا سایہ''

ایک دوسرے شاعر نے کہا:

''سراندیپ کے آسمان سے موتی برسے، تکرور کے کنوؤں میں چاندی بھر جائے، میں اگر زندہ رہوں تو روٹی ملے گی مر جاؤں تو قبر۔ میرا حوصلہ بادشاہوں کا سا ہے۔ میرا نفس آزاد ہے جو ذلت کو کفر سمجھتا ہے، جب میں عمر بھر اپنی روزی پر راضی ہوں تو میں زید اور عمر کے پاس کیوں جاؤں۔''

یہ ان لوگوں کی عزت کی مثال ہے جو اپنے تصورات، اپنے مشن اور پیغام میں سنجیدہ، سچے اور بھروسہ رکھتے ہیں۔

جو ابھی وقوع پذیر نہیں ہوا اس سے للہ نہ ڈریئے

تورات میں لکھا ہے ''جس سے زیادہ ڈرا جاتا ہے وہ ہوتا نہیں!'' مطلب یہ ہے کہ جن چیزوں سے لوگ زیادہ ڈرتے ہیں وہ کم ہی واقع ہوتی ہیں۔ ذہنی وہم زیادہ ہوتے ہیں جو حقیقت کا روپ کم دھارتے ہیں۔ ایک شاعر کے شعر کا مفہوم ہے: ''میں نے اپنے دل سے کہا کہ اگر کوئی فکر تجھے لاحق ہو تو خوشی منا کیونکہ اکثر ڈراونی چیزیں ہوا نہیں کرتیں۔'' یعنی کوئی حادثہ معلوم ہو، کسی مصیبت کے بارے میں سنیں تو اس بارے میں تامل کریں' غور کریں سنتے ہی گھبرا نہ جائیں۔ اکثر خبریں اور اُمیدیں غلط ہوتی ہیں، ظاہر ہے کہ تقدیر بنانے والا اس دنیا میں کہیں نظر آئے تو اسے ڈھونڈا بھی جائے جب نظروں سے نہاں ہے تو پھر کیا ہو؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' کہیئے ''میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں اللہ اپنے بندوں کو خوب دیکھتا ہے۔'' ''اللہ نے انہیں دشمنوں کے مکر و کید سے بچا لیا۔''

اہل باطل اور حاسدین کی تنقید سے غمگین نہ ہوں

حاسدین اگر تنقید کرتے اور برا بھلا کہتے ہیں اور آپ اس پر صبر کرتے ہیں تو آپ کو اس کا اجر وثواب ملے گا۔ اگر وہ تنقید کرتے ہیں تو سمجھ لیجئے کہ آپ کو وزن دے رہے ہیں کیونکہ مردہ کتے کو کوئی نہیں بھگاتا۔ حقیر لوگوں سے کوئی حسد نہیں کرتا۔ ایک شاعر کہتا ہے: ''اونچی ناک والوں سے حسد کیا جاتا ہے کمینوں اور ذلیلوں سے کوئی حسد نہیں کرتا۔''

ایک اور شاعر کہتا ہے: ''جو لوگ شریف آدمی کی سی جدوجہد نہیں کرتے نہ اس کا مرتبہ حاصل کر پاتے ہیں وہ اس سے حسد کرنے لگتے ہیں۔ جیسے کسی حسین وجمیل عورت کی سوکنیں حسد وکینہ کے مارے اس کو بدصورت کہیں''۔ زہیر نے اپنے ممدوح کی تعریف میں کہا:

''ان سے لوگ حسد کرتے ہیں کیونکہ ان کو خدا نے دے رکھا ہے اور لوگوں کے حسد سے ان کی نعمتیں چھینی نہیں گئیں''۔ ایک اور شاعر نے کہا'' وہ میری موت پر رشک کر رہے ہیں افسوس کہ میری موت بھی رشک سے خالی نہیں''۔ ایک شاعر نے کہا:

''تمہیں چغل خوروں کی اذیت کی شکایت ہے۔ جو بھی بڑا آدمی ہے اُس کے حاسد بھی بہت ہیں۔ حسد بڑے اور سردار لوگوں سے ہی کیا جاتا ہے۔ مسکین وحقیر سے بھلا کون حسد کرتا ہے''۔ ایک شاعر نے کہا:

''جب آدمی اپنی بزرگی میں ہم دوشِ ثریا ہو جائے تو اُس کے حاسدین بھی اتنے ہو جاتے ہیں جتنے ستارے۔ اور اس کے ہر کارنامہ پر ہر طرف سے طعنوں کے تیر سے چلنے لگتے ہیں لیکن وہ اپنی ان حرکتوں سے اس کا مقام نہیں پا سکتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے گزارش کی کہ لوگوں کی زبانیں ان سے روک دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ یہ قاعدہ تو میں نے اپنے لئے بھی نہیں رکھا۔ میں انہیں پیدا کرتا ہوں، روزی دیتا ہوں پھر بھی مجھے برا بھلا کہتے ہیں حالانکہ ان کو ایسا نہیں کرنا چاہیے، وہ زمانہ کو برا بھلا کہتے ہیں۔ حالانکہ زمانہ تو میں ہی ہوں، گردش لیل ونہار میں ہی انجام دیتا ہوں، مجھے سب وشتم یوں کرتے ہیں کہ میری ذات سے بیوی بچے منسوب کرتے ہیں حالانکہ میرے بیوی بچے نہیں۔

آپ لوگوں کی زبانوں کو اپنی آبروریزی سے روک نہیں سکتے لیکن ان کی بدکلامی اور تنقید سے یوں بچ سکتے ہیں کہ آپ خیر کے کام کثرت سے کریں۔ شاعر کہتا ہے:

''میں کسی بے وقوف کے پاس سے گزرتا ہوں جو مجھے گالیاں دیتا ہے تو میں وہاں سے ایسے گزر جاتا ہوں کہ جیسے وہ مجھے نہیں کسی اور کو کہہ رہا ہے۔''

ایک اور شاعر نے یوں کہا ہے :

جب کوئی بے وقوف کچھ کہے تو اسے جواب نہ دو کہ اسے جواب دینے سے خاموش رہ جانا بہتر ہے۔ شریفوں، عبقریوں اور بلند مرتبہ لوگوں کو حقیر بے کار اور تھرڈ کلاس لوگ اپنے لئے چیلنج سمجھ لیتے ہیں :

''میرے محاسن اور خوبیاں ہی ان کے نزدیک میرے گناہ ہیں تو بتاؤ میں کیا معذرت کروں۔''

مالدار بالعموم اضطراب کی زندگی گزارتے ہیں، جب ان کے شیئرز کی قیمتیں گرتی ہیں تو ان کا بلڈ پریشر بڑھ جاتا ہے

''بربادی ہے ہر عیب جو اور غیبت کرنے والے کے لئے جو مال جمع کرتا اور گن گن کر رکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس کا مال اُسے ہمیشگی دے دے گا، ہرگز نہیں وہ توڑ پھوڑ دینے والی دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔'' (۱۰۴:۱-۴)

ایک مغربی مصنف نے کہا:

''جو صحیح ہو اُسے کر گزرو پھر ہر غلط تنقید سے پیٹھ پھیر لو۔''

بزرگوں کے اقوال اور تجربات میں سے یہ ہے کہ ''کسی جارحانہ بات' کسی جارحانہ قول اور ہجویہ قصیدہ کا جواب نہ دو۔ اس کو برداشت کرنا معایب کو دفن کر دینا ہے۔ بردباری میں عزت ہے۔ خاموشی سے دشمنوں کی زبانیں بند ہو جائیں گی، درگزر میں ثواب ملتا ہے بڑائی حاصل ہوتی ہے' آدھے لوگ جو آپ پر کئے گئے سب وشتم کو پڑھیں گے اُسے بھول جائیں گے آدھے لوگوں کو یہ اندازہ نہیں ہو سکے گا کہ کیا بات ہے کیا سبب ہے۔ اس لئے اُس کا جواب دے کر لوگوں میں اس بات کو راسخ نہ کرو''۔

ایک حکیم کا قول ہے ''لوگوں کو اپنی روٹی کی پڑی ہے انہیں ہماری تمہاری بھوک پیاس کی کیا پرواہ، ہمارے مرنے جینے کی کیا خبر؟''

ایک شاعر نے کہا:

''ساتھ رہنے والوں سے اپنے رنج وغم کو چھپاؤ' یہ ہم نشین تو حاسد ہیں۔ وہ جگہ جہاں سکون کے ساتھ جو کی روٹی ملے اس جگہ سے بہتر ہے جس میں طرح طرح کے کھانے ہوں لیکن تکلیف دہ

باتوں، شور وشغب اور ہنگاموں کی آماجگاہ ہو۔''

وقفہ

غم نہ کریں، مرض زائل ہو جائے گا، مصیبت ختم ہو جائے گی، گناہ معاف ہو جائے گا، قرض ادا ہو جائے گا، قیدی چھوٹ جائے گا، غائب آ جائے گا، گنہگار توبہ کرلے گا محتاج مالدار ہو جائے گا، غم نہ کریں، کیا نہیں دیکھتے کہ آسمان سے کالے بادل چھٹ جائیں گے، تاریک رات روشن ہو جائے گی، تیز وتند ہوا رُک جائے گی، آندھی وطوفان میں سکون ہو جائے گا؟ تب آپ کے مصائب ختم ہونے والے ہیں آپ کی زندگی میں خوشحالی آئے گی اور مستقبل روشن ہوگا۔ غم نہ کریں کہ سورج کے شعلہ کو گھنا سایہ تخفیف کر دیتا ہے۔ دوپہر کی شدید گرمی میں صاف اور ٹھنڈا پانی آرام دیتا ہے، بھوک کی شدت کو گرم روٹی دور کر دیتی ہے۔ شب بیداری سے ہونے والی شدید تھکن کو میٹھی نیند دور کر دیتی ہے۔ مرض کی اذیتوں کو عافیت کی لذت ختم کر دیتی ہے۔ اس لئے تھوڑا سا صبر اور تھوڑا سا انتظار چاہئے۔ گھبرائیں نہیں کہ قضاء وقدر کے سامنے اور تقدیر کے لکھے کے آگے تمام ڈاکٹر، حکیم، سائنس داں اور شعراء حیران ہیں اور ساری تدبیریں ناکام ہیں۔ اسی مضمون کو علی بن جبلہ کہتے ہیں: ہوسکتا ہے اب آرام ملے اب آرام ملے کہہ کر ہم اپنے آپ کو تسکین دیتے ہیں اس لئے کسی بھی حال میں ہوں کیسا ہی شدید فکر لاحق ہو آپ مایوس نہ ہوں کہ جب آدمی مایوس ہونے لگتا ہے اسی وقت راحت مل جاتی ہے۔

جو اللہ نے آپ کے لئے مقدر کر دیا اسی پر خوش رہئے

آپ کو غم نہ کرنا چاہئے بلکہ ہر حال میں راضی برضا رہنا چاہئے۔ اگر اللہ کہے کھڑے ہو جاؤ تو کھڑے ہو جایئے وہ چاہے کہ بیٹھو تو بیٹھ جایئے، وہ آپ کو فقیر کر دے تو صبر کیجئے اگر آپ کو ثروت مند کر دے تو شکر ادا کیجئے۔ یہ اللہ کو رب، اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی ماننے کا لازمی تقاضا ہے۔ ایک شاعر نے کہا:

اپنے لئے محض تدبیر نہ کیجئے کہ تدبیر پر بھروسہ کرنے والے ہلاک ہو جاتے ہیں، وہ جو فیصلہ کریں

اس کو مان لیجئے کہ آپ کے لیئے وہ زیادہ بہتر فیصلہ کرنے والے ہیں۔

لوگوں کی حرکتیں دیکھ کر پریشان نہ ہوں

لوگ نہ نفع نقصان کے مالک ہیں نہ موت وحیات کے، نہ حشر ونشر اور نہ ثواب وعذاب پر ان کا اختیار ہے۔ایک شاعر نے یوں کہا ہے:

جو لوگوں کے تصرفات وحرکات دیکھ دیکھ کر مضطرب ہو وہ فکر کے مارے مر جائے گا۔ جب کہ جری وبے باک مزہ پاتا ہے۔ ابراہیم بن ادھمؒ کہتے ہیں کہ ہم ایسی زندگی میں ہیں کہ اگر فرشتوں کو معلوم ہو جائے تو وہ ہم سے اس پر تلواروں سے جنگ کریں ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ دل پر کبھی کبھی ایسے احوال گزرتے ہیں کہ میں کہہ سکتا ہوں کہ اہل جنت بھی اس جیسے حال سے گزرتے تو وہ اسے خوشگوار زندگی سمجھتے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ دل پر کبھی کبھی ایسے احوال گزرتے ہیں کہ وہ خوشی سے ناچ اٹھتا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے اور اس کی محبت سے خوش ہوتا ہے۔ ابن تیمیہؒ کو جب جیل میں ڈالا گیا اور جیلر نے دروازہ بند کیا تو فرمایا "فضرب بينهم بسورله باب باطنه فيه الرحمة وظاهره من قبله العذاب" جیل ہی میں تھے کہ فرمایا میرے دشمن میرے ساتھ کیا کر سکتے ہیں؟ میری جنت اور بہشت تو میرے سینہ میں ہے میں جہاں جاؤں وہ میرے ساتھ ساتھ ہے مجھے قتل کر دیں تو شہادت کا درجہ ملے گا، مجھے شہر سے باہر نکال دیں تو سیاحت ہوگی، جیل میں میرے لیئے خلوت ہے۔ لوگ کہتے ہیں: جو اللہ کو کھو دے وہ کیا پائے گا اور جو اللہ کو پالے اس سے کیا کھوئے گا؟ یہ دونوں چیزیں برابر نہیں ہو سکتیں، جو اللہ کو پالے وہ ہر چیز کو پالے گا جو اللہ کو کھو دے گا وہ ہر چیز کو کھو دے گا۔

جس چیز کی وجہ سے آپ غمگین ہیں اس کی قیمت تو جانئے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میرا" سبحان الله والحمدلله ولااله الا الله

واللہ اکبر کہنا مجھے ہر اس چیز سے زیادہ پسند ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔'' سلف میں ایک بزرگ نے مالداروں، ان کے محلات اور مکانات اور مالوں کے بارے میں کہا: ہم کھاتے ہیں وہ بھی کھاتے ہیں، ہم پیتے ہیں وہ بھی پیتے ہیں، ہم دیکھتے ہیں وہ بھی دیکھتے ہیں لیکن ہمارا حساب نہیں ہوتا، ان سے حساب لیا جاتا ہے۔ سچ کہا ہے کہ قبر کی پہلی ہی رات میں قیصر وکسریٰ کے محلات بھلا دیئے جاتے ہیں ''ہم تم کو تنہا تنہا لے کر آئیں گے جیسے ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا۔'' مؤمنین کہتے ہیں ''صدق اللہ ورسولہ'' منافق کہتے ہیں کہ ''اللہ اور اس کے رسول نے جو وعدہ کیا ہے وہ دھوکے کے علاوہ اور کچھ نہیں'' زندگی سوچ وفکر کے تابع ہوتی ہے آپ جس فکر کے ساتھ رہتے ہیں جس کو نشوونما دیتے ہیں جس کے بارے میں سوچتے ہیں وہی آپ کی زندگی میں موثر ہوتی ہے۔ زندگی ناگوار ہو یا خوشگوار۔ سلف میں کسی کا قول ہے اگر تمہارے پیر میں جوتے نہ ہوں تو اسے دیکھو جس کی پنڈلیاں کٹ گئی ہوں پیروں کی نعمت پر اپنے رب کا شکر ادا کرنے لگو گے۔ شاعر کہتا ہے :

''کسی حادثہ کے اندیشہ سے میں فکر میں دبلا نہیں ہوتا جب وہ وقوع پذیر ہو جاتا ہے تو میں گھبراتا نہیں۔''

جب تک آپ لوگوں سے اچھا سلوک کرتے ہیں

جب تک آپ لوگوں سے اچھا سلوک کرتے ہیں آپ کو رنج کی ضرورت نہیں۔ لوگوں کے ساتھ حسن سلوک خوش بختی کی بات ہے۔ صحیح حدیث میں آتا ہے کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ بندے کا حساب لیتے ہوئے فرمائے گا اے ابن آدم میں بھوکا تھا تو نے مجھے کھلایا نہیں کہے گا میں کیسے کھلاتا آپ تو رب العالمین ہیں۔ فرمائے گا کیا تو نہیں جانتا کہ میرا فلاں بندہ بھوکا تھا لیکن تو نے اسے کھلایا نہیں تو اگر اسے کھلاتا تو اسے میرے پاس پاتا۔ اے ابن آدم میں پیاسا تھا تو نے مجھے پلایا نہیں کہے گا رب العالمین میں آپ کو کیسے پلاتا' فرمائے گا تو نہیں جانتا کہ میرا فلاں بندہ پیاسا تھا تو اگر پلاتا تو اسے میرے پاس پاتا، ابن آدم! میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہیں کی کہے گا کہ میں آپ کی عیادت کیسے کرتا آپ تو رب العالمین ہیں' فرمائے گا تو نہیں جانتا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا اگر تو نے اس کی عیادت

کی ہوتی تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ یہاں پر غور کی بات یہ ہے کہ اللہ نے یہ فرمایا کہ مجھے اس کے پاس پاتے اس سے پہلے یہ فرمایا تھا کہ اسے میرے پاس پاتے۔ بات یہ ہے کہ مریض وغیرہ کا دل ٹوٹا ہوا ہوتا ہے اور اللہ ٹوٹے دلوں کے پاس رہتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے" ہر تر جگر والے (کے ساتھ حسن سلوک) میں ثواب ہے" یہ بھی روایات میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی ایک طوائف کو جنت میں داخل کر دیا کیونکہ اس نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلایا تھا۔ اسی پر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ جو کھلائے پلائے تنگی اور حرج دور کرے اس کا بدلہ کیا ہوگا؟ ایک حدیث میں ہے۔ آپؐ نے فرمایا ''جس کے پاس فاضل زادراہ ہو وہ اسے دے دے جس کے پاس کچھ نہ ہو جس کے پاس فاضل سواری ہو وہ اسے دے دے جس کے پاس سواری نہ ہو۔''

حاتم طائی نے کہا تھا: ''اگر تمہارے پاس اونٹیاں ہوں تو اپنے رفیق کو اپنے پیچھے پیدل چلنے کے لئے نہ چھوڑو بلکہ اپنی اونٹنی بٹھا کر اس پر سوار کر لو، اونٹنی نہ مانے تو اسے سزا دو۔'' حاتم نے مہمان کی تلاش میں اپنے غلام کو بھیجتے ہوئے کہا تھا :

''آگ جلاؤ رات ٹھنڈی ہے۔ اگر کوئی مہمان آجاتا ہے تو تم آزاد ہو۔''

حاتم اپنی بیوی سے کہا کرتا تھا:

''جب کھانا بنالو تو کھانے پر کسی اچھے آدمی کا انتظار کرنے دو کہ میں اکیلا نہیں کھایا کرتا'' ایک اور شعر میں اس نے اس مضمون کو یوں ادا کیا ہے: گھر والو مال تو آنی جانی چیز ہے اس کے تذکرے اور چرچے رہ جاتے ہیں۔ جب دم نکلنے لگتا ہے اور کلیجہ منہ کو آتا ہے تب مال دولت آدمی کے کام نہیں آتے۔ اس کا ایک شعر یہ بھی:

'' کسی مالدار رشتہ دار نے ہمارے فخر میں اضافہ نہیں کیا' نہ محتاج اور غریب نے ہمارے حسب نسب کو حقیر ٹھہرایا۔'' عروہ بن حزام نے کہا تھا:

تم موٹے تازے ہو' میرے چہرہ پر دبلا پن ہے۔ کیا اس وجہ سے تم میرا مذاق اڑاتے ہو۔ اہل حق سخت کوش ہوتے ہیں، میں اپنا جسم (یعنی کھانا) کئی لوگوں میں بانٹ دیتا ہوں، اور خود ٹھنڈے پانی کے گھونٹ پی کر رہ جاتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن المبارک کا ایک پڑوسی یہودی تھا آپ اپنے بیٹوں سے پہلے اسے کھلاتے اور کپڑے پہناتے تھے۔ لوگوں نے یہودی سے کہا اپنا گھر بیچ دو۔ اس نے کہا میرے گھر کی قیمت دو ہزار ہے۔ ایک ہزار مکان کی اور ایک ہزار ابن المبارک کے پڑوس کی۔ ابن المبارک نے سنا تو دعا فرمائی کہ اللہ اسے اسلام کی ہدایت دے۔ چنانچہ وہ مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ ابن المبارک ؒ ایک بار حج کے سفر پر نکلے۔ انھوں نے دیکھا کہ ایک عورت نے کوڑے پر سے ایک مرا ہوا کوا اٹھایا۔ آپ نے اس کے حالات جاننے کے لئے اپنا غلام اس کے پیچھے بھیجا، عورت نے بتایا ہمارے پاس تین دنوں سے کچھ نہیں ہے سوائے اس کے جو ہم کوڑے سے اٹھا لائے ہیں۔ آپ کی آنکھیں بھر آئیں۔ آپ نے قافلہ والوں کو حکم دیا کہ اس بستی میں خیر خیرات تقسیم کریں اور وہیں سے لوٹ آئے اس سال حج ترک کر دیا خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے 'حج قبول ہوا، گناہ بخش دیئے گئے اور کوشش کامیاب ہوگئی'۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''وہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں خود سخت ضرورت ہو'' (۹:۵۹)

ایک شاعر کہتا ہے کہ اگر میں اپنے دوست سے جدا اس کے زمین و آسمان سے دور ہوں لیکن میں اس کی مدد کرنے والا، اس کی پریشانی کو دور کرنے والا اور اس کی آواز پر لبیک کہنے والا ہوں اور جب وہ کوئی اچھا کپڑا پہن لیتا ہے تو میں یہ نہیں کہتا کہ کاش مجھے بھی یہ مل جاتا۔ آفریں ہے اس بہترین اخلاق، خوبصورت عادت اور جمال خلق پر! حسن اخلاق اور خیر کے کام میں مبالغہ بھی کوئی کرے تو وہ ندامت نہیں اٹھائے گا ہاں تھوڑی بھی غلطی ہو تو اس پر ندامت ہوتی ہے۔''

اس معنی میں ایک شخص نے کہا ہے:

''خیر باقی رہنے والا ہے اگرچہ کتنا ہی زمانہ ہو جائے اور شر خبیث ترین زادِ راہ ہے۔''

کان میں بری بات پڑنے پر رنجیدہ نہ ہوں

کیونکہ حسد ایک قدیم مرض ہے

کسی نے کہا ہے: ''فضائل جمع کرنے کی جدوجہد کرو، حاسدین کی ملامت کی پروانہ کرو، جان لو

کہ زندگی ہی میں خدا کی بندگی ہو سکتی ہے موت کے بعد حسد بھی ختم ہو جائے گا'' علمائے مصر میں سے ایک کہتے ہیں: جو لوگ تنقید پر زود رنج ہیں انہیں اپنے اعصاب میں کافی ٹھنڈک ڈال لینی چاہیے تا کہ سخت اور شدید تنقید کا سامنا کر سکیں، ایک قول یوں ہے:

''اللہ نے حسد کے معاملہ میں کیا ہی عدل فرمایا ہے! وہ پہلے حاسد کو جلانا شروع کرتا ہے اور انجام کار اُسے مار ہی ڈالتا ہے''

متنبی کہتا ہے:

''آدمی کے ذکر خیر سے اسے نئی زندگی مل جاتی ہے جو باقی نہ رہے وہ فضول ہے۔'' حضرت علیؓ فرماتے ہیں ''موت ایک مضبوط ڈھال ہے'' ایک حکیم نے کہا، بزدل کئی بار مرتا ہے، بہادر آدمی ایک ہی بار مرتا ہے،، بحران کے وقت جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو راحت پہنچانا چاہتا ہے تو ان کو پر سکون نیند کی جھپکی آ جاتی ہے جیسا کہ میدانِ اُحد میں حضرت طلحہؓ پر نیند طاری ہوئی حتیٰ کہ کئی بار ان کے ہاتھوں سے تلوار چھوٹ چھوٹ کر گر پڑی۔ ایک نیند اہل بدعت پر بھی طاری ہوتی ہے جیسے شبیب بن یزید پر طاری ہوئی تھی جو گدھی پر سوار تھا اور بہادروں میں شمار کیا جاتا تھا۔ اس کی بیوی غزالہ تو شجاعت کا پیکر تھی۔ حجاج کو اسی نے بھگایا تھا۔ شاعر کہتا ہے: ''مجھ پر شیر ہو میدانِ جنگ میں شتر مرغ بن جاتے ہو جنگ میں غزالہ کے سامنے آنے کی جرأت کیوں نہیں کرتے یا تم انسان نہیں پرندہ ہو۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''کہہ دو کیا تم ہمارے لئے انتظار کر رہے ہو، دو میں سے ایک بھلائی کا۔ ہم بھی تمہارے لئے تاک میں بیٹھے ہیں کہ اللہ یا تو اپنی طرف سے یا ہمارے ہاتھوں تمہیں عذاب کا مزا چکھائے گا تم بھی دیکھو ہم بھی دیکھیں۔'' (۵۲:۹)

اور فرمایا ''کوئی بھی شخص اللہ کے لکھے ہوئے فیصلہ کے خلاف نہیں مر سکتا۔ جو لوگ دنیا کا اجر چاہتے ہیں ہم انہیں دنیا دے دیتے ہیں جو آخرت کا ثواب چاہتے ہیں انہیں آخرت دیتے ہیں اور شکر گزاروں کو ہم جلد ہی انعام دیں گے۔'' (۱۴۵:۳)

شاعر کہتا ہے: جنگجوؤں سے وہ خوف زدہ ہو رہی تھی میں اس سے کہہ رہا تھا کہ گھبراؤ نہیں جو تقدیر میں لکھا جا چکا ہے اس سے ایک دن بھی زیادہ نہیں مل سکتا اس لئے موت کے میدان میں صبر کرو

صبر، یہاں کسی کو دوام حاصل نہیں ہے۔ زندگی کا لباس کوئی عزت کا لباس نہیں ہے کہ برے آدمی ہی سے اتارا جائے۔ مطلب یہ ہے کہ موت آئے گی تو نہ اسے کوئی آگے کرسکتا ہے نہ پیچھے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں

''کس دن موت سے بھاگوں جس دن موت نہیں لکھی یا جس دن لکھی ہے،
جو مقدر نہیں ہے اس کا خوف نہیں جو مقدر ہے اس سے مفر نہیں۔
حضرت ابوبکرؓ فرماتے تھے:
''(راہ خدا میں) موت کی طلب کرو، زندگی مل جائے گی۔''

وقفہ

غم کرنے کی ضرورت نہیں، اللہ آپ کی حفاظت کرے گا، فرشتے آپ کے لئے استغفار کرتے ہیں، مومنین ہر نماز میں آپ کے ساتھ شریک ہیں، نبی کریمؐ شفاعت کریں گے، قرآن پاک میں اچھا وعدہ کیا گیا ہے اور ان سب سے اوپر ارحم الراحمین کی رحمت ہے۔ رنج نہ کریں کہ نیکی کا بدلہ دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ملتا ہے اور برائی کا اتنا ہی جتنی برائی ہے لیکن اسے بھی اللہ معاف فرما سکتا ہے۔ تو کیا اللہ کے کرم کی کوئی مثال ہے؟ کیا اللہ کے جود وسخا کے قریب کوئی جود وسخا ہوسکتی ہے؟ آپ کو غم کی ضرورت نہیں کہ آپ موحدین میں ہیں، ملت اسلامیہ کے فرزند اور اہل قبلہ میں سے ہیں، آپ کو اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہے، گناہ پر آپ نادم اور نیکی پر آپ خوش ہوتے ہیں تو آپ کے پاس تو خیر ہی خیر ہے' لیکن آپ کو احساس نہیں۔ آپ خوش حالی میں ہوں یا تنگ حالی میں' مالدار ہوں یا فقیر، شدت ہو یا تنگی' آپ بہرحال خیر میں ہیں۔

''مومن کا معاملہ عجیب ہی ہے اس کا معاملہ پورے کا پورا خیر ہی ہے اور یہ صرف مومن کے لئے خاص ہے کہ مصیبت پہنچے اور صبر کرے تو اس کے لئے خیر، خوش حالی ہو اور شکر ادا کرے تو اس کے لئے خیر'' (حدیث شریف)

مصائب پر صبر کامیابی کا راستہ ہے

''غم نہ کرو، صبر سے کام لو، صبر، نجات اور سعادت کا راستہ ہے' صبر کرو اور صبر اللہ کے لئے اور اللہ کی راہ میں ہونا چاہئے۔' صبر جمیل اختیار کرو جو حال زار تم بیان کرتے ہو اس پر اللہ سے ہی مدد لی جا سکتی ہے۔'' 'صبر جمیل اختیار کرو' تم نے جو صبر کیا ہے اس پر سلامتی ہے۔'' مصائب کے وقت اہل سنت تین چیزوں سے کام لیتے ہیں صبر، دعا اور مصیبت کے خاتمہ کا انتظار۔ شاعر کہتا ہے:

''انہوں نے ہمیں موت کے جام پلائے ہم نے ان کو لیکن ہم موت پر زیادہ صبر کرنے والے تھے۔''

ایک صحیح حدیث میں ہے

''اذیت پر اللہ سے زیادہ صبر کوئی نہیں کرتا کہ لوگ کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) اللہ کے بیوی بچے ہیں حالانکہ اللہ ہی انہیں عافیت دیتا اور روزی دیتا ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ موسیٰ پر رحم کرے انہیں بہت زیادہ برداشت کرنا پڑا لیکن انہوں نے صبر کیا اور فرمایا جو صبر کا مظاہرہ کرتا ہے اللہ اسے صابر بنا دیتا ہے۔

شاعر کہتا ہے:

تم بلندی و شرف کے لئے اتنی سستی سے چل رہے ہو جب کہ لوگ اس کے لئے زبردست کاوش کرتے ہیں۔ بہت سے تو اکتا جاتے ہیں لیکن جو صبر و عزیمت سے کام لیتے ہیں وہ اس بلند مقام پر پہنچ جاتے ہیں۔ بزرگی اور بڑائی کوئی کھجور نہیں جسے کھا لو، جب تک تلخی کا مزہ نہ چکھو تم بڑائی اور عظمت کو نہیں پا سکتے۔ مطلب یہ ہے کہ بلند مقام خواہشوں اور آرزوؤں سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ عزم و ارادہ اور تدبیر و عمل سے حاصل ہوتا ہے۔

یہ نہ دیکھو کہ لوگ تمہارے ساتھ کیا کر رہے ہیں

یہ دیکھو وہ اللہ کے ساتھ کیا کر رہے ہیں

کتاب الزہد میں امام احمدؒ نے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''ابن آدم! تیرے اوپر تعجب ہے''میں نے تجھے پیدا کیا لیکن تو میرے غیر کی عبادت کرتا ہے، میں تجھے روزی دیتا ہوں تو میرے علاوہ کسی اور کا شکر ادا کرتا ہے، میں تجھے نعمتیں دیتا ہوں تجھ سے بے نیاز ہوں۔ تو معصیتیں کرتا ہے اور میری ناراضگی مول لیتا ہے جب کہ تو میرا محتاج اور فقیر ہے' میرا خیر تیری طرف اترتا ہے' تیرا شر میری طرف اوپر چڑھتا ہے؟'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوانح نگاروں نے لکھا ہے کہ انہوں نے ۳۰ لوگوں کا علاج کیا بہت سے اندھوں کو بینا کر دیا لیکن وہ سب کے سب آپ کے دشمن ہو گئے۔

تنگیٔ رزق سے نہ گھبرایئے

اللہ واحد و یکتا ہی رزاق ہے۔ وہی روزی دیتا ہے اور اس نے اس کا ذمہ لیا ہے

''اور آسمان میں تمہارے لئے روزی ہے اور وہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے'' لہٰذا جب روزی کا مالک اللہ ہے تو مخلوق کی چاپلوسی کیوں، روزی کے لئے اپنے کو ذلیل کیوں کیا جائے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' زمین میں جو بھی ذی روح ہے اس کی روزی اللہ پر ہے''(۱۱:۶)

اور فرمایا:

''اللہ جو رحمت لوگوں پر کرتا ہے اُسے کوئی روک نہیں سکتا اور جسے روک لیتا ہے اُسے کوئی جاری نہیں کر سکتا۔''(۳۵:۲)

تندیٔ باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب

بہت سے اسباب' مصائب کو آسان کر دیتے ہیں مثلاً:

۱۔ اللہ تعالیٰ ان مصائب پر اجر و ثواب دے گا۔ فرمایا'' صبر کرنے والوں کو ان کا اجر پورا پورا بے حساب کے دیا جائے گا۔''

۲۔ مصیبت میں مبتلا آپ کے علاوہ اور بھی بہت ہیں۔شاعر کہتا ہے: اگر میرے پاس اپنے بھائی کو رونے والے زیادہ نہ ہوتے تو میں اپنے آپ کو قتل کر چکا ہوتا۔اپنے دائیں بائیں دیکھئے ہر جگہ مصیبت کے مارے ہی ملیں گے جیسے عربی کی ایک مثل ہے کہ ''بنو سعد ہر وادی میں پائے جاتے ہیں۔''

۳۔ یہ مصیبت چھوٹی ہے، اس سے بڑی بڑی آفتیں بھی ہوتی ہیں۔

۴۔ یہ مصیبت بندے کی دنیا میں ہے دین میں نہیں۔

۵۔ خوشگواری کے مقابلہ میں مصائب میں تسلیم ورضا بندگی وعبودیت کی بڑی دلیل ہے۔

۶۔ مقدر سے مفر نہیں' کوئی حیلہ وچارہ سازی ممکن نہیں' اس لئے صبر اختیار کریں۔

۷۔ اختیار اللہ کے ہاتھ میں ہے ''ممکن ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور وہ تمہارے لئے خیر ہو۔''

دوسرے کا لبادہ نہ اُوڑھیے

ہر ایک کے لئے ایک راستہ ہے لٰہذا بھلائیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو'' اسی ذات نے تمہیں زمین کا خلیفہ بنایا ہے۔تمہارے درجات ایک دوسرے سے بلند کر دیے ہیں'' ہر جماعت اپنا طریقہ جانتی ہے'' لوگ مختلف صلاحیتوں، ذہنوں اور توانائیوں کے مالک ہوتے ہیں۔ ہمارے رسولؐ کی عظمت کا راز ہی یہ تھا کہ آپؐ نے مختلف صحابہؓ سے ان کی صلاحیتوں اور استعدادوں کے مطابق کام لئے۔حضرت علیؓ عہدۂ قضا پر فائز تھے۔معاذؓ علم کے شعبہ میں۔ اُبی بن کعبؓ قرآن کے لئے۔زیدؓ فرائض کے لئے۔خالدؓ جہاد کے لئے۔حسانؓ شعر وشاعری کے لئے۔قیس بن ثابتؓ خطابت کے لئے خاص تھے۔بقول شاعر' سخاوت کو تلوار کی جگہ اور تلوار کو شبنم کی جگہ رکھنا مضر ہی ثابت ہوتا ہے۔غیر میں ڈوب جانا، دوسروں کی صفات کا لبادہ اُوڑھنا یہ قتل نفس اور خودکشی ہے۔

لوگوں کی عادات، زبانوں، رنگوں اور صلاحیتوں کا اختلاف اللہ کی نشانیوں میں سے ہے۔حضرت ابوبکرؓ نے اپنی نرمی ولطف وکرم سے ملت عرب اور امت مسلمہ کو نفع پہنچایا۔حضرت عمرؓ نے اپنی شدت وصلابت سے اسلام واہل اسلام کی نصرت کی۔لٰہذا آپ کی جو بھی صلاحیت ہے اُس پر راضی

رہیئے، اُسے ترقی اور نشو ونما دیجئے، اس سے فائدہ اٹھایئے اور فائدہ پہنچایئے۔

''اللہ کسی بھی جان کو اُس کی وسعت سے زیادہ مکلّف نہیں بناتا'' (۲:۲۸۶)

دوسری شخصیات کی اندھی تقلید اور ان میں ڈوب جانا اپنی صلاحیت کو دفنانا، اپنے ارادہ کو قتل کرنا اور اپنی انفرادیت کو کھودینا ہے۔ حالانکہ مخلوق میں ہر ایک کی انفرادیت مقصود ہے۔

گوشہ نشینی اور بندے پر اس کا مثبت اثر

عزلت و تنہائی سے یہاں میری مراد شر کے کاموں اور فضول باتوں سے بچنا ہے۔ ایسی تنہائی تو سینہ کھول دیتی اور رنج و بلا کو دُور کر دیتی ہے۔ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں بندے کو عبادت، ذکر و فکر، تلاوت اور احتساب نفس کے لئے تنہائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ تنہائی میں وہ دعا و استغفار کرتا ہے برائی سے دور رہتا ہے''ابن الجوزی نے صید الخاطر میں تین فصلیں باندھی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے۔ کہتے ہیں''راحت' عزت، شرف، شر و فساد سے دوری، منصب و مرتبہ کی حفاظت، عمر اور وقت کی حفاظت، کینہ پروروں اور حاسدین سے دوری، آخرت کے لئے تفکر، اللہ سے ملاقات کی تیاری، اطاعت کی فرصت، نفع بخشی میں جولانِ فکر، گوہر حکمت نکالنے اور نصوص سے استنباط کرنے کے لئے میں نے کوئی نسخہ تنہائی و عزلت سے زیادہ تیر بہدف نہیں پایا۔ عزلت کے بارے میں اس کے علاوہ بھی انہوں نے تذکرہ کیا ہے جس کا مفہوم ہم نے قدرے تصرف کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ گزشتہ فصل میں ہم نے بھی عزلت کے سلسلہ میں لکھا تھا اسے پھر تازہ کر لیں۔

عزلت میں پردہ ہے، عیوب پوشیدہ ہو جاتے ہیں۔ عزلت زبان کی غلطی، لغزش اور رعونت نفس کا پردہ ہے، محاسن کے چہرے کا حجاب ہے، گوہر فضیلت کا صدف ہے، مناقب کی کلیوں کا غلاف ہے۔ اگر یہ تنہائی کتاب کے ساتھ ہو تو کیا کہنے! عمر میں اضافہ ہو، مہلت میں وسعت آئے' خلوت میں آرام ملے، طاعت کا سفر ہو، غور و فکر کی سیاحت ہو۔ عزلت میں ہی تامل، تدبر اور تفکر کا مزہ آپ کو ملے گا۔ عزلت ہی میں آپ معانی اور لطائف کی تمنا کریں گے، مقاصد پر غور کریں گے، رایے کا محل اور ہیکل عقل کی تعمیر کریں گے۔ عزلت میں روح کو مزہ، قلب کو زبردست سرور ملتا ہے اور دل میں نئی نئی

امنگیں کروٹ لیتی ہیں۔ عزلت میں ریاکاری کا موقع نہیں ملتا، کیونکہ آپ کو صرف اللہ دیکھتا ہے آپ کی باتیں کوئی انسان نہیں بلکہ علیم وخبیر سنتا ہے۔

جتنے بھی بڑے لوگ، جہاں گیری کرنے والے، عبقری اساطین زمان اور تاریخ ساز ہستیاں، اہل فضل، زمانہ کے بابصیرت لوگ محفلوں کی جان گزرے ہیں ان سب نے اپنی عظمت و بڑائی کے پودے کی سینچائی عزلت وتنہائی کے پانی سے کی تھی۔ یہاں تک کہ وہ پودہ نشوونما پا کر اپنے تنے پر کھڑا ہو گیا اور اللہ کے حکم سے برگ و بار لایا۔

علی بن عبدالعزیز جرجانی کہتے ہیں :

''لوگ کہتے ہیں کہ تم ترش رو ہو حالانکہ انہوں نے ایسے شخص کو دیکھا جو ذلت کی جگہ سے دور رہتا ہے، جب کہا جاتا ہے کہ یہاں گھاٹ ہے تو کہتا ہوں کہ ہاں میں دیکھ رہا ہوں لیکن بندہ آزادی کے ساتھ پیاس برداشت کر لیتا ہے۔ میں علم کا حق ادا نہیں کرتا اگر کوئی لالچ دکھائی دے اور اسے میں اپنے لئے زینہ بنالوں، کیا میں علم کا پودا لگاؤں اور ذلت کا پھل پاؤں، تب تو جہل کی اتباع ہی بہتر ہوگی۔ اگر اہل علم نے علم کی حفاظت کی ہوتی تو وہ ان کی حفاظت کرتا، اور اگر دلوں میں اس کو عظمت ڈالی ہوتی تو ان کی عظمت ہوتی۔ لیکن انہوں نے علم کی اہانت کی اور اس کے چہرہ کو حرص و آز سے گدلا کر دیا، یہاں تک کہ وہ میلا ہو گیا۔''

احمد بن خلیل حنبلیؒ کہتے ہیں :

جو بھی تفکرات سے راحت اور عزت چاہتا ہو اسے تنہا رہنا چاہئے اور قلیل پر راضی۔ اس شخص کو آرام کہاں جو کینہ پروروں، حاسدوں کا نشانہ ہو، بخیل سے بھی اس کا پالا پڑتا ہو۔ افسوس کہ ہر طرح کے آدمی کو جان کر دکھ ہی ہوتا ہے۔ قاضی علی بن عبدالعزیز جرجانیؒ کہتے ہیں : ''مجھے زندگی کی لذت تب تک نہیں ملی جب تک میں نے گھر میں گوشہ نشین ہو کر کتاب کو اپنا ہم نشین نہیں بنالیا۔ علم سے زیادہ باعزت کوئی چیز نہیں۔ مجھے اس کے علاوہ کوئی ہم دم نہیں چاہئے۔ لوگوں سے ملنے جلنے میں تو ذلت ہے۔ اگر عزت چاہتے ہو تو انہیں چھوڑ کر تنہا رہو۔''

ایک اور شاعر کہتا ہے : ''میں تنہائی کا عادی اور خانہ نشین ہوں، اس لئے ہمیشہ سکون و راحت

سے رہتا ہوں، میں نے لوگوں کا بائیکاٹ کر دیا ہے، مجھے یہ پروا نہیں کہ فوج نے کوچ کر دیا یا بادشاہ سوار ہوگیا۔"

محدث حمیدیؒ فرماتے ہیں: "لوگوں کے میل جول سے قیل وقال کے علاوہ کیا ملتا ہے اس لئے لوگوں سے ملنا جلنا کم کر دو سوائے اس کے کہ علم کا حصول یا اصلاحِ حال مقصود ہو۔" ابن فارس کہتے ہیں: "لوگ میرا حال چال پوچھتے ہیں، میں کہتا ہوں اچھا ہے، ایک ضرورت پوری ہوتی ہے ایک رہ جاتی ہے، جب دل میں تفکرات کا ازدھام ہو جاتا ہے تو کہتا ہوں کہ کبھی تو ان سے نجات ملے گی۔ میری ہم دم بلی ہے، میری مونس و غم خوار میری کا پیاں ہیں اور مجھے چراغ سے عشق ہے"

ایک کہاوت ہے کہ "عزلت چاہنے والے کو عزت ملتی ہے" اس بارے میں خطابی کی کتاب "العزلة" کا بھی مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

شدائد سے نہ گھبرائیں

مشقتیں اور شدائد دل کو مضبوط کرتے، گناہوں کو دھوتے، غرور کا خاتمہ کرتے اور تکبر کو مٹاتے ہیں، ان سے غفلت دور ہوتی ہے یاد دہانی حاصل ہوتی ہے۔ لوگوں کی ہمدردی اور صالحین کی دعا ملتی ہے۔ ان سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اللہ واحد و قہار کے سامنے سپردگی کا جذبہ بڑھتا ہے، ان سے فوری تنبیہ و خبرداری حاصل ہوتی ہے۔ نصیحت ملتی ہے۔ صبر سے عاجزی پیدا ہوتی ہے، پژمردگی میں ثواب کی امید بندھتی ہے، اللہ سے ملاقات کی تیاری ہوتی ہے۔ دنیا کی طرف میلان سے آدمی کا دل ہٹتا ہے، روحانی لطف بڑھتا ہے، بڑے گناہ پر پردہ ڈال دیا جاتا ہے اور بڑی بڑی خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں۔

وقفہ

رنج و بلا کا خوف نہ کریں کہ رنج سے عبادت میں ضعف آئے گا، وہ آپ کو جہاد سے روک دے گا۔ نامرادی و ناکامی سوءِ ظن اور نحوست میں مبتلا کر دے گا۔ حزن و قلق نفسیاتی امراض کی جڑ ہیں۔ یہ

عصبی آلام کا سرچشمہ ہیں اور اضطراب وسوسوں اور زوال کی نشانی ہے۔ قرآن آپ کے پاس ہے، ذکر ہے، دعا ہے، نماز اور صدقہ اور خیر کے کام اور مفید و بارآور اعمال ہیں لہٰذا گھبرانا کس چیز سے؟ خالی اور بے کار رہ کر رنج و بلا کے شکار نہ بنیں، نماز پڑھیں، تسبیح پڑھیں، مطالعہ کریں، لکھیں، کام کریں، آنے والوں کا استقبال کریں، دوسروں کے پاس جائیں، غور وفکر کریں اور دعائیں کریں:

''مجھے پکارو میں تمہاری سنوں گا'' (۶۰:۴۰)

عاجزی وفروتنی سے اپنے رب کو پکاریں۔ وہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اطاعت اُس کے لئے خالص کرتے ہوئے دعا کریں۔ ''کہہ دو کہ تمہارے رب کے بہت سے پیارے نام ہیں اسے اللہ سے پکارو یا رحمان کہہ کر۔'' (۱۷:۱۱۰)

خوش رہنے کے قاعدے

(۱) پہلی بات یہ دھیان میں رکھیں کہ اگر آپ صرف آج پر نظر نہ رکھیں گے تو ذہن بٹ جائے گا۔ معاملات ڈانواڈول ہوں گے اندیشے وتفکرات بڑھ جائیں گے اسی بات کو تو یوں کہا گیا ہے کہ ''صبح کر لو تو شام کا انتظار نہ کرو شام کرو تو صبح کے انتظار میں مت رہو۔''

(۲) ماضی کو پورے طور پر بھول جائیں' جو گزر گیا اُس پر غور وفکر بے وقوفی اور جنون ہے۔

(۳) مستقبل پر توجہ نہ کریں کہ وہ عالم غیب کی بات ہے جب تک وہ آ نہ جائے اس کے بارے پیشگی فکر مند نہ ہوں۔

(۴) تنقید سے اکھڑ نہ جایئے، ثابت قدم رہئے یہ جان لیجئے کہ تنقید سے آپ کی قیمت بڑھے گی۔

(۵) اللہ پر ایمان اور عمل صالح ہی بہترین اور خوش گوار زندگی ہے۔

(۶) جو اطمینان وسکون اور راحت چاہتا ہوا سے اللہ کا ذکر اختیار کرنا چاہئے۔

(۷) بندہ پر یہ یقین کرنا لازم ہے کہ ہر شئی قضا وقدر سے ہوتی ہے۔

(۸) کسی کی طرف سے شکریہ کا انتظار نہ کریں۔

(۹) اپنے آپ کو اس کا عادی بنائیں کہ مشکل سے مشکل ڈیوٹی انجام دیں۔

(۱۰) جو ہوا' ہوسکتا ہے کہ وہ بہتر ہو۔

(۱۱) مسلمان کے لئے تقدیر کا ہر فیصلہ بہتر ہے۔

(۱۲) نعمتوں پر شکر ادا کریں اور ان پر غور کریں۔

(۱۳) جو کچھ آپ کے پاس ہے اس کے ساتھ آپ بہت سے لوگوں سے بہتر ہیں۔

(۱۴) ایک وقت سے دوسرا وقت آسان ہے۔

(۱۵) مصیبت کے وقت دعا ضروری ہے۔

(۱۶) مصائب بصیرت کے لئے مرہم اور قلب کے لئے قوت ہوتے ہیں۔

(۱۷) تنگی کے ساتھ آسانی بھی ہے۔

(۱۸) چھوٹے امور آپ پر حاوی نہ ہو جائیں۔

(۱۹) آپ کا رب بہت معاف کرنے والا ہے

(۲۰) غصہ نہ کریں، غصہ نہ کریں، غصہ نہ کریں۔

(۲۱) سامان زندگی، روٹی، پانی اور سایہ ہے اس کے علاوہ کی فکر نہ کریں۔

(۲۲) آسمان میں آپ کے لئے روزی اور وہ ہے جس کا آپ سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔

(۲۳) جس حادثہ کا زیادہ اندیشہ ہوتا ہے وہ نہیں ہوتا۔

(۲۴) مصیبت زدوں میں آپ کے لئے نمونہ ہے۔

(۲۵) اللہ جب کسی قوم کو پسند کرتا ہے انہیں مبتلائے مصیبت کرتا ہے۔

(۲۶) مصیبت میں مسنون دعائیں کریں بے کار نہ بیٹھیں۔

(۲۷) سنجیدہ اور مفید کام کریں' یونہی نہ بیٹھیں رہیں۔

(۲۸) افواہوں اور فضول باتوں کو چھوڑ دیں اور ان کی تصدیق نہ کریں۔

(۲۹) کینہ اور انتقام کی خواہش آپ کی صحت کو نقصان پہنچائیں گی' حریف اور دشمن کو نہیں۔

(۳۰) جو تکلیف بھی پہنچتی ہے وہ گناہوں کا کفارہ ہے۔

رنج وغم کیوں ہو؟ جبکہ تمہارے پاس چھ چیزیں ہیں

"الفرج بعد الشدة" کے مؤلف نے ذکر کیا ہے کہ ایک حکیم مبتلائے مصیبت ہوا۔ اس کے بھائی اس کے پاس آئے اور اظہار ہمدردی کرنے لگے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے چھ چیزوں کو ملا کر دوا بنائی ہے۔ انہوں نے کہا: وہ کیا ہیں؟ کہنے لگا: پہلی چیز اللہ پر بھروسہ۔ دوسری بات: میرا یہ جاننا کہ جو مقدر ہے وہ ہوگا۔ تیسری: سب سے اچھی چیز صبر ہے۔ چوتھی: میں صبر نہ کروں تو کیا کرسکتا ہوں؟ گھبرا کر ہی کیا ہوگا۔ پانچویں: یہ کہ ممکن تھا کہ جس حالت میں اب ہوں، اس سے بھی برے حال کا سامنا ہوتا۔ چھٹی: یہ کہ ایک وقت سختی ہے 'دوسرے وقت اس سے چھٹکارا بھی ہوگا۔

آپ پر زیادتی ہو' اہانت ہو یا سب وشتم کیا جائے یا ظلم ہو تو آپ رنج نہ کریں۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کہتے ہیں کہ مومن مطالبہ نہیں کرتا' نہ عتاب کرتا اور نہ ہاتھا پائی پر اتر آتا ہے۔

غم نہ کیجئے لوگوں کے ساتھ احسان کر کے نیک نامی کمائیے

ایک معزز آدمی نے ایک شاعر کے ساتھ حسن سلوک کیا اور اس کی مصیبت دُور کردی تو اُس نے اس کی مدح میں کہا:

"وہ ایسا شخص ہے جسے نوخیزی میں اللہ نے حسن عطا کیا۔ اُس کے چہرہ پر کارناموں کا زیور ہے۔ اس نے بزرگی اور شرافت کا لبادہ پہن رکھا ہے، گویا کہ اس کی پیشانی میں مشتری چمکتی ہے۔ اس کی گردن میں ثریا اور اس کے چہرہ میں چاند ہے۔"

مشکلات ومسائل سے پریشان نہ ہوں بلکہ صبر وتحمل سے کام لیں

شاعر کہتا ہے:

"اے زمانے اگر تیرے پاس اور بھی مصائب ہوں تو لا انہیں بھی لے آ۔

صبر گھبراہٹ سے زیادہ آسان ہے، تحمل دل چھوٹا کرنے سے بہتر ہے، جو آدمی اپنی مرضی سے صبر نہیں کرتا اسے مجبوراً کرنا پڑے گا۔ متنبی کہتا ہے:

''زمانے نے اتنی مصیبتیں مجھ پر برسائیں کہ میرا دل تیروں کے ہالہ میں ہوگیا۔ جب بھی تیر مجھ پر برسائے جاتے تو ایک کے اوپر ایک تیر لگتا اور ٹوٹ جاتا۔ میں اسی طرح زندہ رہا کہ مصیبتوں کی کوئی پروانہیں کی کیونکہ ان پر توجہ دینے سے مجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچا'' ابوالمظفر ابیوردی نے کہا:

''زمانہ میرے لئے اجنبی بن گیا اُسے نہیں معلوم کہ میں باعزت ہوں اور زمانہ کے حادثات سے ذلیل نہیں ہوسکتا۔ زمانہ مجھے اپنا ظلم دکھا رہا ہے اور میں اُسے دکھا رہا ہوں کہ صبر کیسے کیا جاتا ہے۔''

آپکے دوست احباب ہیں جو اپنی محبت میں سچے ہیں تو آپ کو کیا غم

نیچے ہم بعض اچھے اشعار کا ترجمہ دے رہے ہیں جس سے قلب کو راحت ملے گی۔ تالیف قلوب اور روحوں کو ملانے کے سلسلہ میں شاعر نے کہا ہے:

ہم یمن کی ایک قیسی دوشیزہ کے پاس اترے جو صالحین کے خاندان سے تھی، اس نے پردہ گراتے ہوئے پوچھا کس سرزمین سے تعلق ہے' آپ کون ہیں۔ میں نے اس سے کہا میرا یہ دوست بنو تمیم سے ہے اور میرا خاندان بھی یمنی ہے۔ دونوں دوست مختلف ہیں لیکن زمانہ نے دونوں میں دوستی پیدا کردی ہے۔ اور ایسا ہوتا ہے کہ مختلف چیزیں مل جاتی ہیں۔ دوست ہی دوستوں کو تسلی دیتے ہیں۔

''متقین کے علاوہ اس دن دوست بھی باہم دشمن ہو جائیں گے۔''

اجنبی مسافر کے بارے میں ایک شاعر کہتا ہے:

''بکھرے ارادہ والا' جس کے پاس نہ گھر ہے نہ گھر والے' نہ پڑوسی، بس چلتے رہنے سے مانوس ہے' حتیٰ کہ لگتا ہے کہ جدائی کے لئے سفر وطن کی طرف واپسی ہے۔''

غم نہ کریں جب کوئی آپ کو روک دے یا آپ کے چہرے میں ترش روئی پیدا ہو جائے یا کوئی بخیل منع کردے

سفیان ثوریؒ کہتے ہیں:

''جس مال وزر کو لوگ دروازہ کے پیچھے چھپا کر رکھتے ہیں آپ کو نمک اور پانی اور روٹی اس

کے بدلہ میں کافی ہے، ٹھنڈا پانی پیجئے اور روٹی کھائیے، بہترین ثرید کھانے والوں کے برابر ہو جائیں گے۔

''لکڑی کا جھونپڑا، اون کا خیمہ اور جو کی روٹی، نفس کی عزت، آبرو کی حفاظت اور شرم وحیا کے تحفظ کے ساتھ، زیادہ باعزت اور زیادہ بلند ہے، شاندار محل اور پر بہار باغ سے جس کے ساتھ میل اور گدلا پن ہو۔ آزمائش مرض کی طرح ہے' کچھ دنوں کے بعد وہ ختم ہو جائے گی۔ اس کے جلدی سے زائل کرنے اور اسے بہت بڑا بنانے کی ضرورت نہیں ہے جو شخص مبتلائے مصیبت ہو اس کا فرض ہے کہ صبر کے ساتھ کشادگی کا انتظار کرے اور برابر دعا کے طریقے پر گامزن رہے۔''

وقفہ

''اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو اس کی رحمت سے کافر ہی مایوس ہوتے ہیں۔''(۱۲:۸۷)

''اپنے رب کی رحمت سے گم کردہ راہ ہی مایوس ہوتے ہیں۔''(۱۵:۵۶)

''بے شک اللہ کی رحمت محسنین سے قریب ہے۔''(۷:۵۶)

''تم نہیں جانتے کہ اللہ اس کے بعد ممکن ہے کوئی معاملہ پیدا کر دے۔''(۶۵:۱)

''ممکن ہے کہ جسے تم برا سمجھو وہ اچھا ہو اور جسے تم اچھا سمجھو وہ تمہارے لئے برا ہو، اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے''(۲:۲۱۶)

''اللہ اپنے بندوں کے ساتھ مہربان ہے،'(۴۲:۱۹)

''میری رحمت ہر چیز کو وسیع ہے''(۷:۱۵۶)

''گھبراؤ مت اللہ ہمارے ساتھ ہے''(۹:۴۰)

''جب تم اپنے رب سے دعا کر رہے تھے اس نے تمہاری دعا قبول کر لی۔''(۸:۹)

''اور وہی ہے جو آسمان سے بارش نازل کرتا ہے مایوسی کے بعد اپنی رحمت کو بکھیر دیتا ہے''
(۴۲:۲۸)

''رغبت اور خوف سے وہ ہمیں پکارتے تھے اور وہ ہم سے ڈرتے تھے۔''(۲۱:۹۰)

شاعر کہتا ہے:

''اگر تم اپنے مزاج سے راضی نہ ہو تو دنیا تمہارے لئے خوش گوار کیسے ہو سکتی ہے؟ دنیا کا قیمتی گوہر آبدار نمکین سمندر سے نکالا جاتا ہے۔ بہت سی خوفناک چیزیں تمہارے لئے مسرت اور خوشی لے کر آتی ہیں۔ کتنی ہی سلامتی ممانعت کے بعد ملتی ہے اور بہت سی چیزیں کجی کے بعد درست ہوتی ہیں۔''

کتاب سب سے بہتر دوست ہے

خوش گوار زندگی کے اسباب میں ایک یہ ہے کہ تنہائی میں کتابوں کا مطالعہ کیا جائے، پڑھنے پر توجہ دی جائے اور عقل کو فائدے پہنچائے جائیں۔ جاحظ کتاب پڑھنے کی تلقین کرتا ہے تاکہ رنج و غم کیفیت دور ہو جائے۔ وہ کہتا ہے:

کتاب ہی وہ ہم دم ہے جو تمہیں تکبر میں نہیں ڈالے گا۔ ایسا دوست ہے جو تمہیں بھڑکائے گا نہیں۔ ایسا رفیق ہے کہ جو تمہیں اکتاہٹ میں نہ ڈالے گا۔ ایسا دینے والا جو تم سے کبھی کچھ مانگے گا نہیں۔ ایسا دوست ہے جو تمہیں کبھی اشتعال نہیں دلائے گا، ایسا رفیق ہے کہ جو تمہیں افسردہ نہ کرے گا۔ ایسا پڑوسی جو تم سے آگے نکلنا نہیں چاہے گا۔ ایسا دوست جو خوشامد و تملق سے تمہارا مال لینا نہیں چاہے گا۔ تمہارے ساتھ فریب کا معاملہ نہیں کرے گا' وہ جھوٹ بولے گا نہ نفاق سے دھوکہ دے گا۔ کتاب ہی وہ دل نواز ہے جس کو دیکھو تو تمہاری مسرت بڑھے گی' ذہن میں تیزی آئے گی۔ زبان صاف ہو گی اور خط درست ہو گا۔ الفاظ عمدہ ہوں گے۔ پاکیزہ نفس عمدہ ہو گا، سینہ آباد ہو گا۔ لوگ آپ کی' تعظیم کریں گے' بڑے لوگ دوست بنیں گے ایک مہینہ میں ہی آپ اتنا مشہور ہو جائیں گے جتنے زمانہ بھر بھی نہ ہوئے۔ تاوان سے نجات، طلب کی شدت سے خلاصی ملے گی۔ جو تعلیم سے کماتے ہیں ان کے دروازہ پر کھڑا نہیں ہونا پڑے گا۔ ان کے آگے بیٹھنا نہیں پڑے گا جو اخلاق میں آپ سے کم تر ہیں۔ دشمنوں کے ساتھ بیٹھنے اور ثروت مندوں کی برابری کرنے سے محفوظ رہیں گے۔ کتاب تمہاری اطاعت رات میں بھی ایسے ہی کرے گی جیسی دن میں۔ سفر و حضر میں یکساں تمہارا کہا مانے گی۔ وہ نہ نیند کا بہانہ کرے گی نہ رات میں جگنے کا۔ وہ ایسا معلم ہے جس کی آپ کو ضرورت پڑے تو کبھی پیچھے نہ ہٹے گا۔ تم اسے

پڑھنا چھوڑ دو تب بھی اس کا فائدہ ختم نہ ہوگا۔ اس سے الگ ہٹ جاؤ تو بھی تمہارا کہنا مانے گا۔ تمہاری ہوا اُکھڑ جائے تو بھی تمہاری مخالفت نہ کرے گا۔ اگر اس سے تعلق رکھو گے اور ذرا سا بھی بندھن باندھ لو گے تو دوسروں سے بے نیاز کر دے گا۔ کتاب تمہیں برے ہم نشین کے ساتھ بیٹھنے سے روکے گی۔ اگر اس کا اور کوئی احسان نہ بھی ہو صرف اتنا ہو کہ تمہیں دروازے پر بیٹھ کر گزرنے والوں کو دیکھنے سے روکے تو یہ بھی سلامتی اور غنیمت ہے۔ کیونکہ برے ہم نشینوں کے ساتھ بیٹھنے میں حقوق کی خلاف ورزی، فضول نظر بازی، لایعنی باتوں میں پڑنا' چھوٹے لوگوں کے ساتھ بیٹھنا، ان کی گری باتیں، غلط الفاظ سننا، گھٹیا اخلاق اور جہالتوں میں شامل ہونا پڑتا ہے۔ مطالعہ سے اصل اور فرع دونوں کا حصول ہے۔ اسی طرح کتاب صرف آپ کو بے کار خواہشوں، لہو ولعب اور آرام پسندی سے بھی روک دے تو یہ بھی اس کا آپ پر زبردست احسان اور کرم ہوگا۔ خالی اوقات گزارنے کا بہترین طریقہ کتب بینی ہے۔ یہ تجربہ میں اضافہ عقل وفہم میں بڑھوتری کرتی ہے۔ یہ آبرو کی حفاظت اور دینی اصلاح کا اچھا ذریعہ ہے۔

کتاب کی اہمیت کے سلسلہ میں چند اقوال

ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ مہلب نے بیٹوں کو وصیت کرتے ہوئے کہا:

''بیٹو! بازار میں بس دو جگہ ایسی ہیں جہاں تم کھڑے ہو سکتے ہو، کھانا بنانے والے یا جلد ساز کی دکان پر''۔ میرے ایک دوست نے مجھ سے کہا کہ انہوں نے ایک شامی شیخ سے ایک کتاب پڑھی جس میں غطفان کے کارنامے تھے ایک جملہ یہ بھی تھا کہ'' کارنامے اب ختم ہوئے اب تو بس کتابوں کے کارنامے ہیں''

حسن اللؤلوی سے میں نے کہتے سنا کہ میں نے ۴۰ سال اس عالم میں گزارے کہ سونے، قیلولہ کرنے' ٹیک لگانے کے وقت بھی کتاب میرے سینہ پر رکھی رہتی تھی۔ ابن الجہم کہتے ہیں:

''جب بے وقت مجھ پر نیند طاری ہوئی' ضرورت سے زیادہ نیند بھی بہت بری چیز ہے' تو میں نے اس وقت حکمت کی کتابوں میں سے کوئی کتاب لی، کتاب پڑھ کر مجھ پر وہی سرمستی طاری ہوتی ہے

جو لذت کے حصول اور کسی کامیابی کے وقت سرور و مستی طاری ہوتی ہے۔ بلکہ یہ انبساطی کیفیت اس سے شدید ہوتی ہے۔'' ابن الجہم کہتے ہیں:

''جب میں کسی کتاب کو منگواتا ہوں اور اسے اچھا اور مفید پاتا ہوں تو تم مجھے دیکھو گے کہ پڑھتا ہوا یہ دیکھتا ہوں کہ کتنے ورق باقی بچ گئے۔ یہ ڈر رہتا ہے کہ کتاب ختم ہو جائے گی اور اس کے فوائد سے محروم ہو جاؤں گا، ہاں اگر کتاب بڑی اور ضخیم ہوتی ہے تو میری خوشی کا کیا پوچھنا' بس زندگی مل جاتی ہے۔''

عتبی نے قدماء میں سے کسی کے مطالعہ کتب کا حال بیان کرتے ہوئے لکھا ہے

''اگر کتاب طویل اور کثیر الاوراق نہ ہوتی تو میں اس کی نقل کر لیتا''

ابن الجہم یہ سن کر بولے:

''جس بات سے تم ڈر گئے مجھے اسی سے اس کا شوق پیدا ہو گیا۔ چھوٹی کتابوں سے مجھے خاص فائدہ نہیں ہوتا۔ مجھے تو بس بڑی کتاب میں ہی مزہ آتا ہے۔'' سب سے بلند، عمدہ اور ارفع کتاب، اللہ کی کتاب قرآن ہے، جس کے بارے میں وہ خود فرماتا ہے:

''یہ کتاب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کی گئی ہے تاکہ آپ اس کے ذریعہ لوگوں کو خبر دار کریں اور مومنین کو یاد دہانی کرائیں آپ کا سینہ اس کے لئے بالکل کھلا ہونا چاہیئے۔'' (۷:۲)

مطالعہ کے فائدے

(۱) وسوسے اور رنج و تفکرات دور ہو جاتے ہیں۔

(۲) باطل میں پڑنے سے آدمی بچتا ہے۔

(۳) بے کار اور گپ بازوں سے نجات ملتی ہے۔

(۴) گفتگو اور بات چیت کا طریقہ آ جاتا ہے، زبان فصیح ہوتی ہے اور غلطیاں نہیں ہوتیں۔

(۵) عقل بڑھتی ہے دل کی صفائی ہوتی اور ذہن کھلتا ہے۔

(۶) علم وافر ہوتا، فہم کو جلا ملتی اور معلومات کا ذخیرہ بڑھ جاتا ہے۔

(۷) لوگوں کے تجربوں، حکیموں کی حکمت اور علماء کے استنباط سے فائدہ ہوتا ہے۔

(۸) علم ہضم کرنے کا ملکہ پیدا ہوتا ہے اور ان مختلف ثقافتوں سے آشنائی ہوتی ہے جن کا زندگی میں اہم کردار ہے۔

(۹) اہل اسلام کی کتابیں پڑھنے سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے، کیونکہ کتاب سب سے بڑا واعظ، بہترین امرو نہی کرنے والا اور سب سے مؤثر تنبیہ کرنے والا ذریعہ ہے۔

(۱۰) کتاب ذہن کو انتشار سے، دل کو شکست و ریخت سے اور وقت کو ضیاع سے بچاتی ہے۔

(۱۱) کلام کے فہم، مضمون کے ڈھالنے اور عبارت کے مقصد تک پہنچنے، جملہ کے مدلول اور حکمت کے اسرار و رموز سمجھنے میں کتاب کا مطالعہ رسوخ پیدا کرتا ہے۔ بقول شاعر "سب سے بڑی لذت معانی کے فہم کی لذت ہے، نہ کہ کھانے پینے اور اینڈنے کی۔"

جب آپ نے اپنے احسان سے لوگوں کے دل جیت لیے تو پھر کوئی غم نہیں

آپ کی بھلائی کے بدلے کچھ ہاتھ آپ کے لئے دعا میں اٹھتے ہوں، کچھ زبانیں آپ کو خیر سے یاد کرتی ہیں اور آپ کے لئے دعا گو ہیں۔ آپ مر جائیں گے تب بھی آپ کا نام لوگوں کو یاد رہے گا آپ کی میراث آباد رہے گی اور آپ کا ترکہ مبارک اور طیب ہوگا۔ ایک کریم کی تعریف میں شاعر کہتا ہے:

تم نے کتاب میں "لائے نفی" نہیں پائی ہے اِسی لئے کسی چیز کو 'نہیں' نہیں کہتے۔ جب سردی آتی ہے تو تم سورج بن جاتے ہو اور جب گرمی آتی ہے تو گھنی چھاؤں۔ جب تم مال خرچ کرتے ہو تو یہ نہیں دیکھتے کہ تمہاری عطاء سے مال میں اضافہ ہوگا یا کمی' لوگوں کی طرف سے تمہیں خیر کا بدلہ ملے گا یا نہیں۔ تم ایک عظیم ہیرو ہو۔ ہم رات میں تمہارے چہرہ کی روشنی میں سفر کرتے ہیں کیونکہ راتوں میں تمہاری جبین مشعل بن جاتی ہے۔ کانوں کو تمہارا تذکرہ کتنا اچھا لگتا ہے جسے مجلسوں میں کتنا ہی دہرایا جائے اکتاہٹ نہیں ہوتی۔ ہر طرح کے خطروں میں ہم تمہارے اوپر قربان ہیں، جب حجاج احرام

باندھتے ہیں تو (پرخطر سفر میں) تم پر فدا ہوتے ہیں۔

وقفہ

حضرت ابوبکرؓ بیمار پڑے لوگوں نے آپ کی عیادت کی اور کہا کیا طبیب کو نہ بلا لائیں؟ کہنے لگے وہ پہلے ہی دیکھ چکا ہے، لوگوں نے پوچھا: اس نے کیا کہا؟ فرمایا: اس نے کہا ہے ''میں جو چاہتا ہوں وہ کروں گا''۔ عمر بن الخطابؓ نے کہا: اچھی زندگی وہ ہے جو صبر کے ساتھ گزرے اور فرمایا اچھی زندگی وہ ہے جو صبر سے ملے، اگر صبر انسانی شکل میں ہوتا تو ایک شریف آدمی ہوتا۔ علی بن ابی طالبؓ نے فرمایا: یاد رکھو کہ صبر کا ایمان میں وہی مقام ہے جو جسم میں سر کا ہوتا ہے جسم سے سر کٹ جائے تو جسم بے کار ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے بلند آواز سے فرمایا کہ 'جس کے پاس صبر نہیں اس کا ایمان معتبر نہیں'۔ اور فرمایا: صبر ایسی سواری ہے جو گرتی نہیں۔ حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ 'صبر خیر کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے جسے اللہ صرف اپنے مقرب اور بہترین بندوں کو دیتا ہے' عمر بن عبدالعزیزؒ کہتے ہیں: 'اللہ نے بندے کو جو بھی نعمت دی پھر چھین لی ہو اور اس کے عوض میں صبر دیا ہو تو وہ صبر اس چیز سے بہتر ہوگا' میمون بن مہران کہتے ہیں: صبر سے بہتر کوئی چیز کسی نے نہیں پائی۔ سلیمان بن القاسم کہتے ہیں: ہر عمل کا ثواب معلوم ہے سوائے صبر کے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بغیر حساب کے دیا جاتا ہے'' یعنی موسلہ دھار بارش کے مانند۔

ایک دوسرا اسٹیج بھی سجے گا ایک نئی زندگی بھی برپا ہوگی

اس لئے غم کی کوئی بات نہیں

ایک دن آئے گا جس میں اللہ اولین و آخرین کو جمع کرے گا۔ اس سے آپ کو اللہ کے عدل وانصاف سے مطمئن ہو جانا چاہئے۔ یعنی جس کا مال یہاں چھن گیا ہے وہ وہاں پا لے گا۔ جس کے ساتھ یہاں ظلم ہوا وہاں انصاف ہوگا جو یہاں ظلم کرے گا اسے وہاں سزا ملے گی۔ کہتے ہیں کہ جرمن فلسفی

''کانٹ'' نے کہا کہ دنیوی زندگی کا ڈرامہ ابھی پایہ تکمیل کو نہیں پہنچا اُس کا ایک دوسرا سین بھی ہونا چاہئے کیونکہ یہاں ظالم ومظلوم میں انصاف نہیں ملتا۔ غالب ومغلوب میں بدلہ نہیں پورا ہوتا۔ اس لئے ایک دوسری دنیا کا ہونا بھی ضروری ہے جس میں عدل وانصاف ہو'' علی طنطاوی اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ ایک اجنبی کی جانب سے قیامت اور یوم آخرت کا ضمنی اعتراف ہے۔ بقول شاعر: وزیر، اس کے سکریٹری اور زمین کا منصف سب ظلم وزیادتی کریں تو ان کے لئے بربادی ہی بربادی ہے اور ان سب کو آسمان کے بڑے منصف کی عدالت میں حاضر ہونا ہے۔ ''آج ظلم نہیں ہوگا بلاشبہ اللہ تیز حساب لینے والا ہے۔'' (۴۰:۱۷)

بعض فلسفیوں کے اقوال واعترافات

رابرٹ لوئیس اسٹیفنسن نے لکھا ہے: ''ہر انسان ایک دن میں سخت سے سخت کام کرسکتا ہے اور سورج غروب ہونے تک وہ خوشی کے ساتھ رہ سکتا ہے یہی زندگی کا مفہوم ہے۔'' ایک فلسفی کا کہنا ہے ''تمہارے پاس زندگی کا ایک ہی دن تو ہے ایک کل چلا گیا ایک کل ابھی آئے گا۔ اسٹیفن لیکوک نے لکھا: ''بچہ کہتا ہے: جب میں نوخیز ہوں گا، نوخیز کہتا ہے، جب میں جوان ہوں گا تو شادی کروں گا۔ لیکن شادی کے بعد پھر کیا؟ اور ان سارے مرحلوں کے بعد کیا؟ اب بات یوں ہوگی کہ جب میں ریٹائرڈ ہو جاؤں گا۔ اب وہ پیچھے دیکھتا ہے اسے شدید آندھیاں جھلساتی ہیں۔ جو زندگی گزر گئی وہ اسے کھو چکا۔ جب وقت گزر جاتا ہے تبھی ہمیں یہ احساس ہوتا ہے کہ زندگی ہر ساعت اور ہر منٹ گزرتی ہے۔'' یہی حال ان لوگوں کا ہے جو توبہ کے لئے ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں، سلف میں ایک نے کہا ''میں تمہیں 'سوف' (عنقریب) سے خبردار کرتا ہوں۔ یہ ایسا کلمہ ہے کہ اس نے کتنے ہی خیر وصلاح کے کاموں کو روک دیا ہے۔''

''انہیں چھوڑ دو کہ کھائیں پیئیں اور مزے اڑائیں ان کو امید نے غفلت میں ڈال رکھا ہے یہ جلد ہی جان لیں گے۔'' (۱۵:۳)

فرانسیسی فلسفی ''مونٹین'' کہتا ہے: میری زندگی ہمیشہ بدقسمتی سے آلودہ رہی جس نے کبھی رحم

نہیں کیا"

اسی طرح کے لوگوں کے بارے میں میرا کہنا یہ ہے کہ یہ اہل ذکاء تھے، علوم وفنون کے ماہر تھے لیکن خلقت کے اعتبار سے حکمت نہیں جانتے تھے نہ اللہ کی ہدایت کی روشنی ہی پا سکے جوان کا رسول لے کر آیا

"جسے اللہ روشنی نہ دے اُسے کوئی روشنی نہیں مل سکتی۔" (۴۰:۲۴)

"ہم نے ان کو راستہ دکھایا یہ جاننے کے لئے کہ یہ شکر کرتے ہیں یا ناشکری کی روش اپناتے ہیں۔" (۳:۷۶)

دانتے کا قول ہے کہ "یہ سوچو کہ آج کا دن دوبارہ طلوع نہیں ہوگا۔" میں کہتا ہوں کہ اس سے بلیغ اور خوبصورت وہ حدیث ہے کہ "صل صلاة مودع" نماز ایسے پڑھو گویا وہ آخری نماز ہے۔" جو اپنے دل میں یہ سوچ لے کہ یہ دن اس کا آخری دن ہے۔ وہ توبہ کی تجدید کر لے گا اچھا عمل کرے گا اور طاعتِ رب اور اتباع رسول میں مشغول رہے گا۔ ہندوستان کے مشہور ڈرامانگار کالید اس نے صبح کا ترانہ لکھا ہے:

"صبح کا سلام ہے اس دن کو دیکھو کیونکہ یہ زندگی ہے، زندگی کی زندگی، اس کی چھوٹی سی مدت میں تمہارے وجود کے مختلف حقائق پائے جاتے ہیں، نمو کی نعمت، اچھا کام، فتح کی مسرت، اور اس لئے کہ گزشتہ کل ایک خواب تھا آنے والا کل بھی ایک خواب ہے، ہاں آج جس کی گھڑیاں تم گزار رہے ہو یہ گزشتہ کو ایک خوبصورت خواب اور آئندہ کو پرامید بنا دیتا ہے اِس لئے اس دن کو ذرا قاعدہ سے گزارو یہی صبح کا سلام ہے۔"

گزشتہ دن، آج اور کل کے بارے میں

اپنے آپ سے پوچھئے اور فکر مند نہ رہئے

ماضی اور مستقبل پر آہنی پردے کھینچ دیجئے۔ آج کی گھڑیاں گزاریئے اور اپنے آپ سے پوچھئے:

(۱) کیا میں چاہتا ہوں کہ آج کی زندگی کو مستقبل کے بارے میں اضطراب یا اُفق کے پار طلسماتی

دنیا کی آرزو کا شکار بنا دوں؟

(۲) ماضی میں جو حادثات گزرے جو واقعات پیش آئے اور ختم ہو گئے کیا ان کو یاد کر کر کے اپنے حال کو بدمزہ کرلوں؟

(۳) صبح میں بیدار ہوں گا تو کیا دن کو استعمال کروں گا اور ۲۴ گھنٹوں سے مستفید ہوں گا؟

(۵) ایسا کرنا کب شروع کروں گا اگلے ہفتہ؟ کل؟ یا آج؟

کوئی حادثہ ہو تو اس پر رنجیدہ نہ ہوں بلکہ اپنے آپ سے پوچھیں

(۱) پوچھئے کہ اس سے زیادہ برا اور کیا ہو سکتا تھا؟

(۲) اپنے کو اسے قبول کرنے کے لئے تیار کیجئے۔

(۳) پھر خاموشی سے اس احتمال کو بہتر بنانے پر توجہ دیجئے

''وہ لوگ جن کو یہ کہہ کر ڈرایا گیا کہ تمہارے خلاف بڑی فوجیں جمع ہوئی ہیں' ان سے ڈرو۔ مگر ان کے ایمان میں اس سے اضافہ ہی ہوا اور کہنے لگے کہ ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔'' (۳:۱۷۳)

کافی ہے اگر ایک خدا میرے لئے ہے

وقفہ

''جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے راستہ پیدا کر دیتا ہے۔ اور اُسے وہاں سے روزی دیتا ہے جہاں سے اُسے گمان بھی نہیں ہوتا، جو اللہ پر توکل کرتا ہے وہ اس کے لئے کافی ہوگا۔''

(۶۵:۲۔۳)

''جلد ہی اللہ تنگی کے بعد فراخی عطا کرے گا۔''(۶۵:۷)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے ''یہ جان رکھو کہ صبر کے ساتھ نصرت ملتی ہے۔ دکھ کے ساتھ فراخی ہے اور عُسر کے ساتھ یُسر ہے۔'' حدیث قدسی ہے

''میرا بندہ میرے ساتھ جو گمان کرتا ہے میں اس کو پورا کرتا ہوں، لہٰذا وہ جو چاہے مجھ سے

اُمید لگائے۔"

"اور اللہ تعالیٰ ان سے عنقریب آپ کی کفایت کرے گا اور وہ خوب سننے والا جاننے والا ہے"
(۱۳۷:۲) "اس پر یقین کیجیے جو زندہ ہے جو مرتا نہیں۔" (۵۸:۲۵)

"ممکن ہے کہ اللہ جلد ہی کامیابی دے یا اپنے پاس سے کوئی اور معاملہ لے آئے۔" (۵۲:۵)

"اس کو اللہ کے علاوہ کوئی بھی دور کرنے والا نہیں۔" (۵۸:۵۳)

حسین بن مطیر الاسدی نے کہا:

جب اللہ معاملات کو آسان کر دیتا ہے تو وہ آسان ہو جاتے ہیں' مشکلیں آسانیوں میں بدل جاتی ہیں، کتنے ہی حاجت منداپنی حاجت پوری نہیں کر پاتے اور کتنے ہی ضرورتوں سے مایوس ہونے والے اچانک اس کی بشارت پا جاتے ہیں، کتنے ڈرنے والے ایسے ہیں جن سے ڈرا جانے لگتا ہے کتنے تنگ دست مال دار ہو جاتے ہیں، گردش زمانہ سے زمانہ کا کڑوا میٹھا ہو جاتا ہے۔ دنیا کبھی کبھی دھوکہ دیتی ہے' مالدار غریب اور غریب مالدار ہو جاتے ہیں۔ ہم نے کتنی ہی مکدر زندگیاں دیکھیں جو تکدر کے بعد صاف ہو گئیں۔

رنج قوت کو پاش پاش اور جسم کو توڑ دیتا ہے

ڈاکٹر الیکسس کیرل جنہیں طب میں نوبل انعام ملا ہے کہتے ہیں:

"وہ کارکنان جو قلق واضطراب کا مقابلہ نہیں کر پاتے جلدی مر جاتے ہیں" اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر چیز تو قضاء وقدر سے ہوتی ہے لیکن جسم کے اتلاف اور وجود کو توڑ دینے والے اسباب میں قلق خاص ہے۔ اسی طرح کہا جاتا ہے کہ "رنج سے زخم بھی ہرے ہو جاتے ہیں" ڈاکٹر جوزف ایف مونٹگیو "اعصاب کا مسئلہ" کے مؤلف کہتے ہیں "زخم اِس لئے نہیں ہوتا کہ آپ کیا کھا رہے ہیں بلکہ اس سبب سے ہوتا ہے جو آپ کو کھاتا ہے" متنبی نے کہا ہے: فکر جسم کو توڑ پھوڑ کر لاغر کر دیتی اور وقت سے پہلے ہی آدمی کو بوڑھا بنا دیتی ہے۔"

مجلّہ لائف" کے مطابق قاتل امراض میں زخم کا درجہ بیسواں ہے، رنج وغم کے بارے میں بعض

باتیں اور پیش کرتے ہیں:

ڈاکٹر ایڈور بودولسکی کی کتاب کے کچھ حصہ کا میرے لئے ترجمہ کیا گیا عنوان یہ تھا "قلق کو رخصت کیجئے افضل کی طرف چلئے" اس کتاب کے بعض ابواب یوں ہیں:

☆قلق دل پر کیا اثر ڈالتا ہے☆قلق سے ہائی بلڈ پریشر بڑھتا ہے

☆قلق سے روماٹیزم کے امراض ہو سکتے ہیں☆اپنا اضطراب کم کر کے معدہ کو راحت دیجئے

☆قلق ٹھنڈک کا سبب بھی بن سکتا ہے☆قلق اور غدود

☆اضطراب اور شکر کی بیماری

ڈاکٹر کارل مانینگر جو نفسیاتی معالجات کے ماہرین میں سے ہیں۔ ان کی کتاب کا ترجمہ اس عنوان سے ہوا ہے "انسان خود اپنے خلاف" اس میں وہ کہتے ہیں: ڈاکٹر مانینگر تمہیں اضطراب سے بچنے کے قواعد نہیں بتائے گا بلکہ ایک وحشت ناک رپورٹ دے گا کہ کیسے ہم اپنے جسموں اور عقلوں کو قلق ا ضطراب، حسد، خوف، بغاوت اور تحقیر جیسی آفتوں سے توڑ کر رکھ دیتے ہیں۔

قرآن مومن کی صفات بیان کرتے ہوئے کہتا ہے: "العافین عن الناس" لوگوں سے درگزر کرتے ہیں۔ اس قول کے بڑے فوائد میں سے یہ ہے کہ ایسا کرنے سے دل کو راحت، قلب کو سکون اور خوشی و مسرت ملتی ہے۔ "بورڈو شہر کا گورنر فرانسیسی فلسفی مونٹین کو بنایا گیا تو اس نے لوگوں سے کہا: "میں چاہتا ہوں کہ تمہارے مسائل کے حل کے لئے اپنے ہاتھ پاؤں کو لگاؤں لیکن اپنی آنتیں اور جگر نہ لگاؤں"

رنج وغم اور حسد کے اثرات

ڈاکٹر راسل سیشل کا تعلق جامعہ کورنیل کے میڈیکل انسٹی ٹیوٹ سے ہے۔ انہوں نے گٹھیا کے چار بڑے اور زیادہ پھیلے ہوئے اسباب بتائے ہیں (۱) شادی کا ٹوٹ جانا (۲) مادی نقصانات اور رنج (۳) قلق اور تنہائی (۴) حقارت اور حسد۔

دانتوں کے امریکی ڈاکٹروں کی یونین کو ایک خطاب میں ڈاکٹر ولیم مالک گوینگل کہتے ہیں "قلق اور خوف وغیرہ دوسرے غیر خوش کن خیالات جسم میں کیلشیم کی مقدار بڑھا سکتے ہیں اور نتیجتاً

دانتوں کے ضائع ہونے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔

اپنے معاملات کو سکون سے حل کیجئے

ڈیل کارنیگی کہتے ہیں: ''اقلیم جنوبی کے زنگی اور چینی لوگوں کو قلق کے سبب ہونے والے امراض قلب سے بہت کم سابقہ پڑتا ہے۔ کیونکہ وہ معاملات کو بہت سکون سے نپٹاتے ہیں۔'' اس کا مزید کہنا ہے کہ ''خودکشی کرنے والے امریکی ۵ بڑی بیماریوں کے نتیجہ میں مرنے والے امریکیوں سے کہیں زیادہ ہیں'' یہ وحشت ناک حقیقت ایسی ہے جس پر مشکل سے یقین آتا ہے۔

رب تعالیٰ سے خوش گمان رہیں

ولیم جیمس کا کہنا کہ ''اللہ ہمارے گناہ اور غلطیاں معاف فرما دیتا ہے لیکن ہمارا عصبی نظام کبھی ایسا نہیں کرتا'' ابن الوزیر اپنی کتاب "العواصم من القواصم" میں لکھتے ہیں: اللہ کی رحمت کی امید بندے کے لئے امید کا در وا کر دیتی ہے، اسے اطاعت کی قوت دیتی ہے اور اسے نفلوں کے لئے چست خیر کے کاموں کے لئے سبقت کرنے والا بنا دیتی ہے۔ ان کا یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ بعض نفوس کی اصلاح اللہ کی رحمت' اس کی بندہ نوازی، توبہ کو قبول کرنے کی امید اور اس کی بردباری سے ہوتی ہے۔ توبہ اور توکل سے وہ اس سے قربت اختیار کرتے اور محنت و مشقت سے کام لیتے ہیں۔

جب خیالات ستائیں

تھامس ہڈسن کا کہنا ہے: ''ایسا کوئی ذریعہ نہیں پایا جاتا جس سے انسان تفکرات سے چھٹکارا پالے'' تجربہ سے یہ بات درست معلوم ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ انسان پڑھتے لکھتے وقت بھی سوچ میں پڑا رہتا ہے۔ تفکیر کو روکنے اور منضبط بنانے کا بہترین وسیلہ نفع بخش اور سنجیدہ و مفید عمل ہے، خالی رہنے والے ہی خیالات واوہام کا شکار ہوتے ہیں۔

مثبت و تعمیری تنقید سے نہ گھبرایئے

اندر یہ مورو کہتا ہے: ''ہماری شخصی خواہشات کے مطابق جو بھی لگتا ہے وہ حقیقی معلوم ہوتا ہے اور جو ایسا نہیں ہوتا اُس سے ہمیں غصہ آتا ہے'' میں کہتا ہوں بالکل ایسے ہی نصیحتیں اور تنقیدیں ہوتی ہیں۔ زیادہ تر یوں ہوتا ہے کہ ہم مدح و تعریف پسند کرتے ہیں گرچہ جھوٹی ہی ہو اور تنقید و تنقیص کو برا جانتے ہیں گرچہ درست ہی کیوں نہ ہو۔ یہ بڑا عیب اور بری بات ہے۔

قرآن کہتا ہے: جب انہیں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب بلایا گیا تا کہ ان کے مابین فیصلہ ہو تو دیکھو گے کہ ان کا ایک گروہ اعراض کر رہا ہے اور اگر حق سے ان کو فائدہ ہو تو لپکتے ہوئے اس کی طرف آئیں گے'' ولیم جیمس کہتا ہے کہ ''جب کوئی فیصلہ کر لیا جائے تو اسی دن اس کا نفاذ ہو جانا چاہئے۔ اس صورت میں تم تمام تفکرات سے نجات پا جاؤ گے جو اس مسئلہ میں تمہیں لاحق ہوں گے۔ مطلب یہ ہے کہ واقعات کی بنیاد پر جب مناسب فیصلہ پر پہنچ جاؤ تو بس اس کے نفاذ میں لگ جاؤ' اس میں کسی تردد یا تشویش کی ضرورت نہیں، نہ قدم پیچھے ہٹاؤ، نہ شکوک و شبہات میں پڑ کر اپنے کو ضائع کرو اور نہ پیچھے کی طرف دیکھو'' شاعر نے کہا کہ کمزور ارادے والے ساری عمر سرگشتگی میں گزار دیتے ہیں اور کامیابی و ناکامی کے بیچ لٹکے رہتے ہیں۔ ایک اور نے کہا اگر رائے رکھتے ہو تو عزیمت والی رائے اختیار کرو کیوں کہ تردد کا ہونا ہی بری بات ہے۔ فیصلہ لینے میں شجاعت کا مظاہرہ ہی آپ کو قلق اور اضطراب سے بچائے گا۔

''جب معاملہ پختہ ہو جائے تو اللہ پر یقین کریں یہ ان کے لئے بہتر ہوگا۔'' (۲۱:۴۷)

انجام اس کے ہاتھ ہے آغاز کر کے دیکھ

ڈاکٹر رچرڈ کابوٹ جو ہاورڈ یونیورسٹی میں طب کے استاد ہیں، اپنی کتاب ''انسان کس چیز سے زندہ رہتا ہے'' میں لکھتے ہیں: طبیب ہونے کی حیثیت سے میں ان مریضوں کے لئے جو شکوک، خوف و تردد سے پیدا شدہ ارتعاش کے شکار ہو جائیں یہ علاج تجویز کرتا ہوں کہ وہ کام کریں کام کرنے سے جو

شجاعت پیدا ہوتی ہے وہ خود پر اعتماد سکھاتی ہے۔ جس کو ایمرسن نے لا زوال خوبصورتی سے تعبیر کیا ہے۔

اللہ کا فرمان ہے:

''جب نماز ختم ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو'' (۱۰:٦۲)

جارج برنارڈ شا کہتا ہے ''نامرادی کا راز یہ ہے کہ تمہیں سوچنے کا وقت مل جائے اور تم اپنی خوش قسمتی یا بدقسمتی پر سوچنے لگ جاؤ۔ اس لئے سوچنے کے بجائے کام میں لگئے تب آپ کا خون گردش کرے گا، عقل سوچ گی اور نئی زندگی ذہن سے قلق دور کر دے گی! بس کام کرتے رہئے دنیا میں اس سے بہتر اور سستی دوا اور کوئی نہیں'' فرمایا گیا:

''اور کہیے، عمل کرو۔ اللہ، اس کا رسول اور مومنین عنقریب تمہارا عمل دیکھیں گے''۔ (۱۰۵:۹)

ڈزرائیلی کہتا ہے ''زندگی بہت چھوٹی ہوتی ہے اسے بے کار نہ کرو'' ایک عرب حکیم کہتا ہے ''زندگی اتنی چھوٹی ہے کہ اس کو بغض وعداوت سے مزید چھوٹا کرنے کی گنجائش کہاں ہے'' اللہ نے فرمایا:

''پھر اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا' بتاؤ زمین میں تم کتنے سال رہے' وہ کہیں گے' ایک دن یا دن کا کچھ حصہ ہم وہاں ٹھہرے ہیں' شمار کرنے والوں سے پوچھ لیجئے' ارشاد ہوگا' تھوڑے ہی دیر ٹھہرے ہونا' کاش یہ تم نے اس وقت جانا ہوتا''۔ (۲۳:۱۱۲-۱۱۴)

اکثر افواہیں درست نہیں ہوتیں

امریکی تاریخ کا سب سے بڑا ہندی نژاد جنگجو جنرل جارج کروک اپنی ڈائری میں لکھتا ہے کہ ''ہندوستانیوں کی پریشانیوں اور اضطراب کی جڑ ان کا تخیل ہے حقیقت نہیں''

جیسا کہ اللہ نے فرمایا ''یہ ہر زور کی آواز کو اپنے خلاف سمجھ لیتے ہیں'' (۶۳:۴)

''اگر یہ تمہارے ساتھ نکلتے بھی تو تمہاری پریشانی میں اضافہ کرتے اور تمہارے بیچ دراڑ ڈالتے'' (۹:۴۷)

کولمبیا یونیورسٹی کے استاد ہوکس کہتے ہیں کہ انہوں نے اس ترانے کو کہ ''سورج کے نیچے یا تو

ہر بیماری کا علاج پایا جائے گا یا بالکل ہی نہیں ہوگا۔ اگر کوئی علاج ہو تو اُسے پانے کی کوشش کرو اور اگر موجود نہ ہو تو اس کی پروانہ کرو“ کو اپنا شعار بنالیا ہے۔

صحیح حدیث میں آیا ہے کہ ”اللہ نے کوئی بیماری نہیں اتاری مگر اس کا علاج پیدا کیا ہے، جو جاننے والے ہیں وہ جانتے ہیں جو نہیں جانتے وہ نہیں جانتے۔“

نرمی آپ کو بہت سی مشکلات سے بچاتی ہے

ایک جاپانی استاد نے اپنے طلبہ سے کہا: ”جھکنا درحت خلاف کی مانند ہے تو مقابلہ نہ کرنا شاہ بلوط کی مثل“ حدیث میں آیا ہے کہ ”مومن نرم پودے کی مانند ہوتا ہے جسے ہوا دائیں بائیں جھکائے رہتی ہے“ حکمت والا آدمی چٹان سے نہیں ٹکراتا بلکہ چٹان پر دائیں بائیں اور اوپر نیچے سے آتا جاتا ہے۔ حدیث میں بھی آیا ہے کہ ”مومن اس سدھائے اونٹ کی مانند ہے جسے کسی چٹان پر بٹھا دیا جائے تو بیٹھ جائے گا۔“

جو فوت ہوا وہ واپس نہیں آئے گا

قرآن میں فرمایا: ”تا کہ تم فوت شدہ پر افسوس نہ کرو۔“ (۲۳:۵۷)

ڈاکٹر پال پرانڈونی کھڑے ہوئے اور زمین پر لسی کا گلاس ڈال دیا پھر بولے ”گئی لسی پر افسوس نہ کرو۔“ عام کہاوت ہے کہ جو آپ کی قسمت میں نہیں اسکا پانا دشوار ہے“ حضرت آدمؑ نے حضرت موسیٰ سے فرمایا آپ ایسی چیز پر مجھے ملامت کرتے ہیں جسے اللہ نے میری پیدائش سے ۴۰ سال پہلے ہی لکھ دیا تھا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس دلیل سے آدمؑ موسیٰؑ پر غالب آگئے یہ بات آپؐ نے تین بار دہرائی“

خوش بختی کو اندرون میں ڈھونڈھو، اطراف میں یا باہر نہیں۔ انگریزی شاعر ملٹن نے کہا ہے کہ ”عقل اپنی جگہ خود جنت کو جہنم اور جہنم کو جنت بنا سکتی ہے۔ متنبّی نے اس مضمون کو ادا کیا ہے: علم والا اپنی عقل سے نعمتوں کے باوجود نامراد ہو جاتا ہے جب کہ جاہل آدمی اپنی جہل میں بھی (جو نامرادی ہے)

خوش رہتا ہے۔

زندگی رنج کے لائق نہیں

سینٹ ہیلینا میں نپولین نے کہا ”اپنی زندگی میں خوشی و شادمانی کے چھ دن بھی میں نہیں جانتا“ ایسے ہی خلیفہ ہشام بن عبدالملک نے کہا تھا کہ ”زندگی میں اپنی خوشی کے دن شمار کیے تو وہ کل ۱۳ دن نکلے“ اس کا باپ عبدالملک ہائے ہائے کرتا اور کہتا کہ کاش میں نے خلافت کا بار نہ لیا ہوتا“ سعید بن المسیب فرماتے تھے: حمد ہے اللہ کی جس نے لوگوں کو ہمارے پاس آنے پر مجبور کر دیا، ہمیں ان کے پاس جانے پر نہیں“ ابن سماک واعظ تھے وہ خلیفہ ہارون رشید کے پاس آئے، ہارون کو پیاس لگی تھی اس نے ایک گھونٹ پانی مانگا۔ ابن سماک بولے امیر المومنین اگر آپ کو پانی کا یہ گھونٹ نہ دیا جائے تو کیا آپ نصف بادشاہت دے کر اسے لے لیں گے؟ ہارون نے کہا ہاں۔ جب اسے پی لیا تو بولے اگر یہ پانی جسم سے نکلنا بند ہو جائے تو کیا اس کے اخراج کے لئے نصف بادشاہت دے دیں گے؟ کہنے لگا ہاں، ابن سماک نے فرمایا۔ تب ایسی بادشاہت سے کیا بھلائی ہے جس کی قیمت پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ ہو“ دنیا ایمان سے خالی ہو جائے تو نہ اس کی کوئی قیمت ہے نہ وزن نہ معنیٰ۔

ایمرسن خود اعتمادی پر اپنے مقالے کے اخیر میں لکھتا ہے: سیاسی کامیابی، اجرتوں میں اضافہ، مرض سے شفا یا خوشگوار ایام تمہارے سامنے آئیں گے، لیکن اس کی تصدیق نہ کرنا کیونکہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ تمہاری ذات کے علاوہ کوئی بھی چیز تمہیں اطمینان دے سکتی ہو“ ”اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف خوشی خوشی لوٹ جا“ (۸۹: ۲۷-۲۸)

ناول نگار فلسفی ایپکٹوٹیس نے اس بات سے خبردار کیا ہے:

”اپنے ذہن سے غلط افکار کو کھرچنے کے لئے اس سے زیادہ اہتمام کریں جتنا جسم سے بیماری اور ورم کے ازالہ کے لئے کرتے ہیں۔“

کیا یہ تعجب خیز نہیں کہ قرآن کریم جسمانی مرض سے زیادہ فکر اور عقیدہ کی بیماری پر توجہ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”ان کے دلوں میں مرض ہے اللہ نے اس میں اور اضافہ کر دیا۔ اپنے جھوٹ

کے باعث ان کے لئے عذاب الیم ہے۔" (۲:۱۰) "جب وہ مجسم ہو گئے تو اللہ نے ان کے دلوں میں اور ٹیڑھ پیدا کر دی۔" (۶۱:۵)

فرانسیسی فلسفی مونٹین نے ذیل کے کلمات کو زندگی کا شعار بنالیا تھا کہ "کسی حادثہ کا آدمی پر اتنا اثر نہیں پڑتا جتنا اس حادثہ پر بنی اس کی رائے سے پڑتا ہے" حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے "اے اللہ مجھے راضی بقضاء بنادے تا کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ جو مجھے پہنچا وہ چوکنے والا نہ تھا اور جو چوک گیا وہ مجھے پہنچنے والا نہ تھا۔"

وقفہ

حزن میں مبتلا نہ ہوں: کیوں کہ حزن ماضی کی یاد سے غمزدہ اور مستقبل سے خوف زدہ رکھے گا اور آپ کا پورا دن برباد ہو جائے گا۔ حزن میں مبتلا نہ ہوں کہ حزن سے دل دھڑکے گا، چہرہ ترش ہوگا، روح بجھ جائے گی اور امید ختم ہو جائے گی۔ دل گرفتہ نہ ہوں کہ آپ کے حزن سے دشمن خوش ہوگا، دوست کو غصہ آئے گا، حاسد کی باچھیں کھل جائیں گی اور حقائق آپ کے لئے بدل کر رہ جائیں گے۔ غم نہ کریں کہ غم قضاء سے ٹکرانا، مقدر سے لڑنا، انسانیت سے بغاوت اور نعمت پر ناراضگی ہے۔ غم نہ کریں کہ غم سے کھویا گیا ہاتھ نہیں آتا، مردہ زندہ نہیں ہوتا، تقدیر ٹلتی نہیں، کوئی فائدہ ہوتا نہیں۔

غمزدہ نہ رہیں کہ غم شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، یہ مستقل مایوسی کا نام ہے۔ اس سے غریبی اور دائمی مایوسی رہتی ہے۔ اس سے بالیقین ناکامی اور بدترین شکست ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"کیا ہم نے آپ لئے آپ کا سینہ کھول نہیں دیا، آپکا بوجھ ہٹا نہیں دیا جس نے کمر توڑ دی تھی اور آپ کا ذکر بلند کر دیا۔ پس عُسر کے بعد یُسر ہے، تنگی کے بعد آسانی ہے۔ لہٰذا جب آپ فارغ ہو جائیں تو کھڑے ہو جائیں اور اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جائیں۔" (۹۴:۱-۸)

اللہ پر ایمان کے ساتھ حزن جمع نہیں ہوسکتا

واقعہ یہ ہے کہ ایمان ہی میں خوئے رضا مندی، تسلیم و رضا اور امن و سکون کا راز ہے۔ الحاد اور

شک کے ساتھ حیرت اور بدبختی ہوتی ہے۔میں نے بہت سے ذکی لوگوں بلکہ عبقریوں کو دیکھا ہے کہ ان کے دل رسالت کے نور سے خالی تھے لہٰذا ان کی زبانیں بھی شریعت سے منحرف رہیں۔ابوالعلاء المعری شریعت کے بارے میں کہتا ہے:اس میں تناقض ہے اور ہم اس پر خاموش ہی رہ سکتے ہیں!! امام رازی کہتے ہیں:عقول کے اقدام کا انجام انحراف ہے۔جوینی کو یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ اللہ کہاں ہے۔وہ کہتا ہے کہ مجھے ہمدانی نے حیرت میں ڈال دیا۔ابن سینا کہتا ہے کہ عقل فعال ہی کائنات میں مؤثر ہے۔ایلیا ابو ماضی کہتا ہے کہ :میں آیا لیکن کہاں سے آیا یہ نہیں معلوم میں نے سامنے راستہ دیکھا اسی پر میں چل پڑا۔اس قسم کے اقوال بہت ہیں جن میں بعض حق کے قریب ہیں اور بعض بہت دور ہیں۔ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بندہ کا جیسا ایمان ہوگا اسی درجہ کی خوش بختی ملے گی اور جس درجہ شک وحیرت کا شکار ہوگا اسی لحاظ سے اس کی بدبختی بھی ہوگی۔بعد کے لوگوں کی گمراہیاں قدیم گمراہیوں سے ہی مستعار ہیں۔قدیم زمانہ میں بدمعاش اور مجرم فرعون نے ''میرے علاوہ تمہارا کوئی رب نہیں، میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں'' کے نعرے لگائے تھے۔ایسے کتنے ہی کفریات ہیں جنھوں نے دنیا کو برباد کر دیا۔کتاب ''انسان سوچتا ہے'' کے مؤلف جیمس الین کہتے ہیں''جلد ہی انسان تحقیق کرلے گا کہ جب بھی وہ دوسرے انسانوں اور اشیاء کے بارے میں اپنی سوچ بدلے گا تو وہ اشیاء اور اشخاص بھی بدل جائیں گے۔'' کسی آدمی کو لیجئے جو اپنے خیالات بدل لے، نہایت حیرت انگیز طریقے پر اس کی زندگی کے احوال بدل جائیں گے یعنی مقدس آئینے جو ہمارے نشانے متعین کرتی ہیں وہ ہمارے نفوس ہیں۔

باطل تصورات اور ان کی تاثیر کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''بلکہ تم نے گمان کر لیا تھا کہ رسول اور اہل ایمان اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر نہیں آئیں گے، یہ خیال تمہارے دلوں میں مزین ہو گیا اور تم برے برے گمان کرنے لگے تم تھے ہی ہلاک ہو جانے والے'' (۱۲:۴۸)

''یہ اللہ کے ساتھ جاہلانہ گمان کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ کیا ہمارے اختیار میں کچھ ہے۔کہہ دو سارا معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے''۔(۱۵۴:۳)

جیمس الین نے یہ بھی لکھا ہے:''انسان جو کچھ بھی انجام دیتا ہے وہ اس کے خاص افکار کا

راست نتیجہ ہوتا ہے، انسان فقط اپنے افکار کے ذریعہ ہی بلند ہوتا، کامیاب ہوتا اور اپنے مقاصد پورے کرتا ہے اور اگر وہ اپنے فکر کی اتباع نہ کرے تو بدقسمت اور کمزور رہے گا''

فکر صائب اور عزیمت صادقہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اگر یہ نکلنا چاہتے تو اس کی تیاری کرتے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے اٹھنے کو پسند نہیں کیا'' (۴۶:۹)

''اگر اللہ تعالیٰ ان میں کوئی خیر جانتا تو ضرور ان کو سنواتا'' (۲۳:۸)

''ان کے دلوں کی سچائی اللہ کو معلوم ہوگئی تو اس نے ان پر سکینت نازل کی''۔ (۱۸:۴۸)

چھوٹی چھوٹی باتوں پر رنج نہ کریں

کیوں کہ دنیا تو بے حد چھوٹی اور حقیر ہے

صالحین میں سے ایک بزرگ کو شیر کے پنجرے میں پھینک دیا گیا لیکن اللہ نے ان کو بچالیا۔ لوگوں نے پوچھا اس وقت آپ کیا سوچ رہے تھے؟ کہنے لگے میں شیر کے لعاب کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ کیا وہ پاک ہے یا ناپاک؟ علماء نے اس سلسلہ میں کیا کہا ہے۔

بقول شاعر جس وقت بہادروں کو خاراشگاف تیروں کا خوف ہے میں اللہ کو یاد کرتا ہوں اور جنگ کے دن تمام تر لذائذ کو بھول جاتا ہوں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کے درمیان بھی مقاصد کے اعتبار سے درجہ بندی کی ہے اور کہا ہے: ''تم میں بعض لوگ دنیا چاہتے ہیں بعض آخرت'' ابن القیم کہتے ہیں کہ انسان کی قیمت اس کی ہمت اور ارادے سے متعین ہوتی ہے؟ ایک حکیم کہتے ہیں ''مجھے یہ بتاؤ آدمی کی دلچسپی کیا ہے، میں یہ بتاؤں گا کہ وہ کس قسم کا آدمی ہے۔ بقول شاعر : جو چراگاہ پہنچنا چاہتا تھا اللہ نے اسے وہاں پہنچا دیا اور جو اطراف چراگاہ پہنچنا چاہتا تھا اسے وہاں پہنچا دیا۔ ایک اور شاعر کہتا ہے کہ: وہ لوگ لباس اور سواریاں لے کر آئے اور ہم بادشاہوں کو پابہ جولان لے کر آئے۔ سمندر میں ایک کشتی پلٹ گئی ایک عابد وزاہد پانی میں گر پڑا تو اپنے اعضاء کو وضو کی مانند دھونے لگا، ناک میں پانی ڈالا، کلی کی، سمندر نے اسے نکال پھینکا وہ بچ گیا اس بارے میں اس

سے پوچھا گیا تو کہا کہ موت سے پہلے میں طہارت کے لئے وضو کرنا چاہتا تھا۔

شاعر کہتا ہے:

''ہاتھوں میں ہتھکڑی تھی پھر بھی تم خدا کو نہیں بھولے۔ موت تمہارے پاس کھڑی تھی پھر بھی تمہاری آنکھیں کن انکھیوں سے نہیں دیکھ رہی تھیں۔''

سکراتِ موت میں بھی امام احمد اپنی داڑھی کو پانی سے خلال کرنے کا اشارہ کر رہے تھے اور اسے وضو کرانے کے لئے کہہ رہے تھے۔

''دنیا کی چاہت والوں کو ہم کچھ دنیا دے دیتے ہیں اور آخرت کا ثواب چاہنے والوں کو ہم وہ بھی دیں گے''۔ (۱۴۵:۳)

تمہارے اوپر زیادتی ہو تب بھی رنجیدہ نہ ہو

اپنے اوپر زیادتی کو اگر آپ معاف کر دیں اور درگزر کریں تو دنیا میں عزت اور آخرت میں بڑا مرتبہ ملے گا جیسا کہ ارشاد فرمایا

''تو جو درگزر کر دے اور اصلاح سے کام لے اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہوگا'' (۴۰:۴۲)

شکسپیئر کہتا ہے: اپنے دشمن کے لئے اتنا الاؤ نہ دہکاؤ کہ اس میں تمہارے بھی جل جانے کا سامان ہو جائے۔ آشوبِ چشم والی آنکھوں سے کہہ دو کہ بہت سی آنکھیں ہیں جو مطلع صاف ہو یا غبار آلود انہیں سورج دکھائی دیتا ہے۔ ان آنکھوں سے درگزر کرو جن کی بصارت اللہ نے چھین کر ان کا نور بجھا دیا، وہ نہ کچھ یاد رکھتی اور نہ افاقہ پاتی ہیں۔ کسی شخص نے سالم بن عبداللہ بن عمر تابعی سے کہا کہ تم برے آدمی ہو! فرمایا'' مجھے تمہارے علاوہ کسی نے نہیں پہچانا۔'' ایک امریکی ادیب کہتا ہے'' ڈنڈے اور پتھر میری ہڈیاں توڑ سکتے ہیں لیکن کلمات مجھے نقصان نہیں دے سکتے۔'' ایک شخص نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا ''میں تمہیں ایسی گالی دوں گا جو تمہارے ساتھ قبر تک جائے گی!'' حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا'' بلکہ تمہاری قبر میں جائے گی!! '' ایک شخص نے عمروؓ بن العاص سے کہا'' میں آپ سے جنگ کے لئے یکسو ہو جاؤں گا'' فرمایا ہاں اب تمہیں مصروف کن کام ملا!! جنرل آیزن آور کہتا تھا: جن لوگوں کو ہم پسند نہیں کرتے ان کے بارے میں سوچ سوچ کر اپنا وقت کیوں ضائع کریں۔ مچھر کھجور سے بولا، رکو میں اڑنا اور تمہیں چھوڑ

دینا چاہتا ہوں۔ کھجور نے کہا، خدا کی قسم جب تو میرے اوپر اترا تھا میں نے اس وقت کچھ محسوس نہیں کیا تو جب تو اُڑ جائے گا تو کیوں محسوس کرنے لگا؟ حاتم نے کہا: شریف وسخی کی غلطیاں اس کی سخاوت کے باعث معاف کر دیتا ہوں اور کمینہ و ذلیل کی گالیوں سے اعراض اس لئے کرتا ہوں کہ اپنے شرف کی حفاظت کروں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وہ لوگ لغویات سے شریفوں کی طرح گزر جاتے ہیں'' (۲۵:۷۲)

''جب جاہل انہیں خطاب کرتے ہیں تو یہ سلام کر کے آگے بڑھ جاتے ہیں''۔ (۲۵:۶۳)

کنفیوشش نے کہا ہے: غضبناک آدمی ہمیشہ زہر آلود رہتا ہے۔

حدیث میں آیا ہے ''غصہ نہ کرو، غصہ نہ کرو، غصہ نہ کرو'' اسی میں آگے یہ ہے کہ: ''غصہ آگ کا ایک انگارہ ہے۔ شیطان تین اوقات میں بندے پر چھا جاتا ہے: غصہ کے وقت، شہوت کے وقت اور غفلت کے وقت۔''

دُنیا تو ایسے ہی لوگوں سے بھری ہے

رومن ایمپائر کے حکمرانوں میں مارکوس اویلیوس سب سے بڑا عالم ودانا تھا ایک دن اس نے کہا: آج میں کچھ ایسے لوگوں سے ملوں گا جو بہت بولتے ہیں، ایسے لوگ جو انانیت والے، خود پسند اور مغرور ہیں لیکن اس سے مجھے کوئی پریشانی لاحق نہیں ہوگی کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ دنیا تو ایسے ہی لوگوں سے بھری پڑی ہے۔

نیک لوگ عنقا نہیں ہوتے

برے لوگوں کا کثرت سے ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں بلکہ تعجب تو یہ ہے کہ نیک پائے جاتے ہیں اگرچہ کم ہی ہیں۔

ارسطو کہتا ہے: مثالیت پرست آدمی ان اعمال سے خوش ہوتا ہے جو وہ دوسرے لوگوں کے لئے انجام دے۔ اسے اس سے شرم آتی ہے کہ دوسرے اس کا کام کریں۔ وجہ یہ ہے کہ دوسروں سے ہمدردی

بڑائی کی بات ہے لیکن دوسروں کی ہمدردی قبول کرنا ناکامی کی بات ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اونچا ہاتھ نیچے ہاتھ سے بہتر ہے، یعنی دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

خاموشی اچھی غذا ہے

روٹی کا ٹکڑا، پانی کا گھونٹ اور تن ڈھانپنے کے لئے کپڑا میسر ہے تو غم نہ کیجئے۔

بحر الکاہل میں ایک ملاح بھٹک گیا اور ۲۱ دن تک اسے راستہ نہیں ملا۔ اس کے بعد جب اسے نجات ملی تو لوگوں نے اس سے پوچھا کہ اس نے سب سے بڑا اسبق کیا سیکھا، بولا میں نے اس تجربہ سے سب سے بڑا اسبق یہ سیکھا ہے کہ اگر آپ کے پاس صاف پانی اور کافی کھانا ہے تو آپ کبھی شکستہ دل نہ ہوں! ایک کا قول ہے زندگی پوری ایک لقمہ روٹی اور ایک گھونٹ پانی ہے اور جو کچھ ہے وہ فضول ہے۔ ابن الوردی کہتا ہے: کسریٰ کی بادشاہت بھی ایک لقمہ سے بے نیاز نہیں کرسکتی۔ جناتھن سویفٹ کہتا ہے دنیا میں سب سے بڑے ڈاکٹر یہ ہیں۔ ڈاکٹر رحم، ڈاکٹر سکون، ڈاکٹر خوشی۔ خوشی ومسرت کے ساتھ تھوڑا کھانا ایسا کامیاب علاج ہے جس کا کوئی نعم البدل نہیں۔ میں اضافہ کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ موٹاپا ایک مزمن مرض ہے۔ توند آدمی کی ذہانت اور مسرت کو کھا جاتی ہے۔ خاموشی دل وروح کو آرام دیتی ہے خوش رہنے سے سرور ملتا ہے اور یہ اچھی غذا بھی ہے۔

بلاؤں سے نہ گھبرائیے کہ وہ انعام وعطیہ بھی ہوسکتے ہیں

ڈاکٹر صموئیل جانسن کہتا ہے: ہر حادثہ میں مثبت پہلو ڈھونڈ نکالنا سال بھر میں ہزار گنیوں سے زیادہ قیمتی ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "کیا یہ نہیں دیکھتے کہ سال میں ایک یا دو بار ان کی آزمائش ہوتی ہے، پھر بھی یہ توبہ نہیں کرتے، نہ نصیحت حاصل کرتے۔" (۹:۱۲۶)

حضرت معاویہؓ کہتے ہیں بردبار نہیں ہوتا مگر تجربے والا۔ افشین کے بارے میں ابوتمام نے کہا:

ان کے پاس اللہ کی کتنی نعمتیں تھیں، لگتا تھا وہ اجنبیت اور قید کی حالت میں ہیں۔

سلف کے ایک شخص نے عشرت پسندوں میں سے ایک سے کہا تمہارے پاس نعمت ہے اسے شکر کے ذریعہ قید کرلو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا اور اگر تم نے کفر کیا تو میرا عذاب بڑا شدید ہے''(۱۴:۷)

''اور اللہ تعالیٰ نے ایک بستی کی مثال بیان فرمائی جو پر امن و با اطمینان تھی۔ جسے ہر جگہ سے خوب خوب روزی مل رہی تھی۔ اس بستی والوں نے اللہ کی نعمتوں کا کفر کیا تو اللہ نے ان کے کرتوتوں کے باعث انہیں بھوک اور خوف کا مزہ چکھادیا''۔(۱۶:۱۱۲)

انسان عالم اصغر ہے

آپ اگر فلاں کے طرز پر نہیں فلاں کی طرح نہیں تو کیا غم کہ آپ الگ چیز ہیں۔

ڈاکٹر جیمس گورڈن گلکی کہتے ہیں: ''یہ مسئلہ کہ آپ بالکل الگ اور منفرد ہوں اتنا ہی قدیم ہے جتنی تاریخ۔ انسانی زندگی میں یہ ایک عام بات ہے' منفرد ہونے کے رجحان کی کمی نفسیاتی پیچیدگیوں کی سبب ہے۔'' ایک کا حکیم کا قول ہے کہ آپ مخلوق میں سب سے الگ ہیں آپ کے مثل کوئی نہیں نہ آپ کسی سے ملتے جلتے ہیں، کیونکہ خالق دوجہاں نے مخلوقات کے بیچ فرق وامتیاز رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' 'بلاشبہ تمہاری کوشش الگ الگ ہیں''(۹۲:۴)

''بچہ کی تربیت'' پر اینگلو پیٹر نے ۱۳ کتابیں لکھی ہیں ہزاروں مقالات ومضامین لکھے۔ اس کا کہنا ہے کہ ''اس سے زیادہ نامراد اور کوئی نہیں جو غیر کی طرح بننا چاہے اور اپنے جسم اور سوچنے کے انداز کو بدلنا چاہے''۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

''اس نے آسمان سے پانی برسایا جو اس کے مطابق نہریں اور نالے بن کر بہہ پڑا'' ۱۳:۱۷

ہر ایک کے اپنے صفات، قوتیں اور صلاحیتیں ہیں۔ ایک آدمی دوسرے میں جذب نہیں ہو

سکتا۔ آپ کو محدود اور الگ صلاحیتیں ملی ہیں تاکہ آپ سب سے الگ کچھ کر سکیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ ''اپنے آپ کو پڑھیے، اپنی رفتارِ ترقی کو جان جائیے'' خود اعتمادی پر ایمرسن کا جو مقالہ ہے اس میں وہ کہتا ہے: ''ایک وقت آئے گا جب انسان اس نتیجہ تک پہنچ جائے گا کہ حسد جہالت ہے، تقلید خودکشی ہے اور یہ کہ ہر طرح کے حالات میں اپنے آپ کو ویسا سمجھا جائے جیسا کہ فی الواقع ہے۔ اپنے نصیب پر راضی رہیے اور یہ بات سمجھ لیجئے کہ دنیا ہر طرح کی چیزوں سے بھری ہے پھر بھی آدمی ایک دانہ بھی اسی وقت پائے گا جب اپنی زمین پر کاشت کرے گا، اس کی دیکھ بھال کرے گا۔ جو قوتیں اس کے اندر پوشیدہ ہیں وہ فطری ہیں، کوئی بھی آدمی دوسرے کی قوت نہیں جان سکتا جب تک کہ تجربہ نہ ہو اپنی قوت کو آدمی خود ہی پہچان سکتا ہے۔'' ''کہہ دو عمل کرو اللہ اس کا رسول اور اہل ایمان تمہارے اعمال دیکھ رہے ہیں''۔

وقفہ

ذیل میں ہم کچھ آیات کا ترجمہ دے رہے ہیں جو اللہ سے امید و حسنِ ظن کو تقویت دیتی ہیں اور آپ کو مضبوط بناتی ہیں۔

''کہہ دو اے میرے بندو! جنہوں نے اپنے اوپر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ بلاشبہ اللہ تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے وہ غفور الرحیم ہے۔'' ''وہ لوگ جنہوں نے برائی کی یا اپنے اوپر زیادتی کی وہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں، اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں۔ اس کے سوا کون ہے جو گناہوں کو معاف کرے وہ اپنے کیے پر اصرار نہیں کرتے جانتے بوجھتے'' ''جو برائی کرے گا یا اپنے پر زیادتی کرے گا پھر اللہ سے استغفار کرے گا وہ اللہ کو غفور الرحیم پائے گا۔'' ''جب میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں تو بتادو کہ میں بہت قریب ہوں، جب پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی پکار سنتا ہوں۔ لہٰذا وہ میری سنیں مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت یاب ہوں۔'' ''کیا وہ جو مجبور کی پکار سنتا ہے اس کی تکلیف دور کرتا ہے اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے وہ اللہ ہے یا اس کے ساتھ کوئی اور بھی اللہ ہے؟ تم بہت کم نصیحت حاصل کرتے ہو۔'' ''وہ جنہیں یہ کہہ کر ڈرایا گیا کہ لوگوں نے تمہارے لیئے فوج اکٹھا کر رکھی ہے اس سے ڈرو۔ اس نے ان کے ایمان میں اضافہ ہی کیا، وہ بولے ہمیں اللہ

کافی ہے وہ بہترین مددگار ہے۔ لہٰذا وہ اللہ کی نعمت لے کر لوٹے، انہیں کوئی اذیت نہیں پہنچی انہوں نے اللہ کی رضا چاہی اور اللہ عظیم فضل والا ہے۔'' ''اور میں اپنا معاملہ اللہ کے حوالہ کرتا ہوں بلاشبہ اللہ بندوں کو دیکھتا ہے تو اللہ نے اس بندے کو مجرمین کے مکر و کید سے بچالیا۔''

کتنی ہی مصیبتیں فائدہ مند ہوتی ہیں

ولیم جیمس کہتا ہے: ''بہت سی آفتیں غیر متوقع حد تک ہماری مددگار ہوتی ہیں۔ اگر دوستووسکی اور ٹالسٹائی نے المناک زندگی نہ گزاری ہوتی تو وہ اپنے معروف و مشہور ناول نہ لکھ سکتے تھے۔ یتیمی، اندھاپن، اجنبیت اور فقر اُبھرنے اور ترقی کرنے، دین اور دنیا کی کامیابی کا سبب بن سکتے ہیں۔''

''کبھی کبھی اللہ نعمتوں سے اور بعض کو مصائب میں مبتلا کر کے آزماتا ہے۔'' اولاد اور مال و دولت بدنصیبی کا سبب بھی ہو سکتے ہیں جیسا کہ فرمایا ''آپ کو ان کے اموال اور اولاد دھوکہ میں نہ ڈالیں، اللہ چاہتا ہے کہ ان چیزوں کے ذریعہ دنیوی زندگی میں ہی ان کو عذاب دیا جائے۔'' (۹:۵۵)

ابن الاثیر نے اپنی شاہ کار کتابیں مثلاً "جامع الاصول" اور "النھایة" اسی وجہ سے لکھیں کہ وہ چلنے پھرنے سے معذور تھے۔ امام سرخسی نے اپنی کتاب المبسوط کی پندرہ جلدیں اس وقت لکھیں جب انہیں کنویں میں بند کر دیا گیا تھا۔'' ابن القیم نے ''زاد المعاد'' حالت سفر میں لکھی۔ قرطبی نے مسلم کی شرح کشتی کے اوپر لکھی۔ ابن تیمیہ کے تمام فتاویٰ اسیری کی حالت میں لکھے گئے۔ محدثین نے ہزاروں لاکھوں احادیث اکٹھی کیں کیونکہ وہ فقیر، غریب اور اجنبی تھے۔ صالحین میں سے ایک شخص نے مجھے بتایا کہ انہیں جیل میں ڈال دیا گیا تو اُنہوں نے جیل میں پورا قرآن حفظ کر لیا اور ۴۰ بڑی بڑی کتابوں کا مطالعہ کیا ابوالعلاء المعری نے اندھا ہونے کے باوجود اپنی کتاب اور دواوین لکھے۔ طٰہٰ حسین بھی نابینا تھا اسی حال میں اس نے مشہور کتابیں اور ڈائری لکھی۔ کتنے ہی بلند عہدوں والے اپنے منصب سے معزول کر دیئے گئے تو انہوں نے علم کے میدان میں امت کی وہ خدمت کی جو عہدے پر رہ کر نہیں کر سکے۔ فرانسس بیکن کہتا ہے ''تھوڑا سا فلسفہ انسان کو الحاد کی طرف مائل کر دیتا ہے لیکن فلسفہ میں گہرائی انسان کی عقل کو مذہب سے قریب کر دیتی ہے۔''

''اس کوعلم والے ہی سمجھ پاتے ہیں'' بلاشبہ بندوں میں علم والے ہی اللہ سے ڈرر کھتے ہیں۔'' علم اور ایمان والے بولے اللہ کے قانون میں تم لوگ قیامت کے دن تک ٹھہرے ہو'' ''کہہ دو میں تمہیں ایک ہی نصیحت کرتا ہوں کہ تم ایک ایک دو دو کر کے اللہ کے آگے کھڑے ہو پھر سوچو کہ تمہارے صاحب پر جن نہیں آتے''

ڈاکٹر اے اے بریل کہتا ہے''ایک حقیقی ایمان والے کو کبھی نفسیاتی بیماری لاحق نہیں ہو سکتی۔''

''جو ایمان لائے اور عمل صالح کرے، رحمان ان کے لئے محبت رکھ دے گا۔''(۹۶:۱۹)''جو مرد وعورت ایمان کے ساتھ عمل صالح کریں گے ہم انہیں خوش گوار زندگی گزروائیں گے۔''(۹۷:۱۶)

''بلاشبہ اللہ ایمان والوں کو صراط مستقیم کی رہنمائی دیتا ہے۔''(۵۴:۲۲)

ایمان سے شفا ملتی ہے

ماہرین نفسیات میں ایک بڑا نام ڈاکٹر کارل جانگ کاج ہے۔ وہ اپنی کتاب''نیا انسان روح کی تلاش میں'' میں لکھتے ہیں''گزشتہ ۳۰ سالوں میں دنیا بھر سے لوگ مشورہ لینے آتے رہے۔ میں نے سیکڑوں مریضوں کا علاج کیا۔ ان میں زیادہ تر عمر کے بیچ کے حصہ میں تھے۔ یعنی ۳۵ سال سے زیادہ کے تھے۔ ان میں کے ہر شخص کا مسئلہ یہ تھا کہ وہ کسی مذہب کی پناہ گاہ میں تھے۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ ان میں سے ہر ایک کی بیماری یہ تھی کہ مذہب ایمان والوں کو جو کچھ دیتا ہے وہ ان سے چھن گیا تھا۔ جو حقیقی ایمان بحال نہ کر سکے اسے شفا نہیں ملتی۔''

''جو میرے ذکر سے اعراض کرتا ہے اس کی زندگی تنگ ہو جاتی ہے۔''(۱۲۴:۲۰)

''عنقریب کافروں کے دلوں میں ہم رعب ڈال دیں گے۔''(۱۵۱:۳)

''تہہ بہ تہہ تاریکیاں ہیں جب آدمی اپنا ہاتھ نکالتا ہے تو اسے دیکھ بھی نہیں پاتا جسے اللہ روشنی نہ دے اُسے کوئی روشنی نہیں ملے گی۔''(۴۰:۲۴)

اللہ تعالیٰ مجبور مشرک کی بھی سنتا ہے

توحید پرستوں کی کیوں نہ سنے گا؟

بودھ کے بعد ہندوستان میں گاندھی جی کو یہ مقام حاصل ہے کہ وہ پوجا پاٹھ سے قوت حاصل کرتے تھے۔ گاندھی کا کہنا تھا کہ اگر میں لمبے عرصے تک پوجا پاٹھ نہ کروں تو مجھے جنون لاحق ہو جائے۔ حالانکہ گاندھی مسلمان نہ تھا بلکہ ضلالت پر تھا لیکن تھا مذہبی آدمی۔

''جب وہ کشتی میں سوار ہو گئے تو انہوں نے اللہ کو پکارا اس کے لئے اطاعت خالص کرتے ہوئے کہا'' کیا اس ذات کے کوئی برابر ہو سکتا ہے جو پریشان حال کی پکار سنتا ہے جب وہ پکارے'' ''انہوں نے سمجھا کہ انہیں گھیر لیا گیا تو انہوں نے اللہ کو پکارا اس کے لئے اطاعت خالص کرتے ہوئے۔''

میں نے تقریباً تمام علماء اسلام، مؤرخین اور ادباء کے اقوال کھنگال ڈالے لیکن قلق، اضطراب اور نفسیاتی بیماریوں سے متعلق ان کے ہاں کچھ نہیں ملا۔ سبب یہ ہے کہ مذہبی طور پر انہوں نے سکون کی زندگی گزاری اور پیچیدگی و تکلفات سے دور رہے۔

''وہ لوگ جو ایمان لائے جنہوں نے عمل صالح کیا اور محمدؐ پر جو کتاب نازل ہوئی' جو حق ہے ان کے رب کی طرف سے' اس پر بھی ایمان لائے تو اللہ نے ان کے گناہ دور کر دیئے اور ان کے معاملات درست کر دیئے۔'' (۴۷:۲)

ابو حازم کہتے تھے کہ میرے اور بادشاہوں کے درمیان ایک ہی دن ہے۔ گزشتہ کل کی لذت انہیں ملے گی نہیں اور آئندہ کل کے بارے میں انہیں بھی اندیشے ہیں اور مجھے بھی لہٰذا بس آج کا دن بچا جس کے بارے میں پتہ نہیں کہ کیسا ہو؟

حدیث میں آیا ہے:

''اے اللہ میں اس دن کی خیر، برکت، نصرت، نور اور ہدایت کا سوال کرتا ہوں۔'' ثابت بن زہیر جس کا لقب تابط شرا ہے کہتا ہے: جب آدمی پوری کوشش کر لینے کے بعد بھی مقصد نہ پائے تو اس کی محنت ضائع ہوگی، وہ پیٹھ پھیرے گا اور تکلیف اٹھائے گا۔ ہوشیار اور باتدبیر تو وہ ہے جو مشکل آتے ہی اُس سے نکلنے کا راستہ نکالتا ہے۔ ایسا ہی آدمی زندگی میں کامیاب ہوتا ہے ایک راہ بند ہوتی ہے تو دوسرا

راستہ نکال لے گا۔“

”اے اہل ایمان ہوشیاری کا سامان کرلو۔“ ایک جگہ فرمایا ”لطف وکرم سے پیش آؤ اور تمہیں کوئی بھی محسوس نہ کر سکے“

شاعر کہتا ہے :

”اگر ایام زمانہ رحمت وزحمت میں نہ ادلتے بدلتے رہیں‘ حوادث اپنا کام نہ کریں تو ہماری فطرت کی کجی اور سختی بھی دور نہ ہو اور نہ برے وقتوں کے لئے ہم تیار ہوں۔ حادثات سے ہم کرامت نفس کے ساتھ نکلے اور نا قابل برداشت چیزوں کو بھی برداشت کیا۔ صبر وعزیمت کے ذریعہ ہم نے اپنے نفوس کو محفوظ رکھا صحت کمزور ہوگئی مگر ہماری آبرو محفوظ رہی۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

”ان کا کہنا نہیں تھا مگر یہ کہ اے ہمارے رب ہمارے گناہوں کو معاف فرما‘ ہماری زیادتی کو درگزر کر‘ ہمارے پاؤں جمادے اور کافروں پر ہماری مدد کر‘ پس اللہ نے ان کو دنیا وآخرت کا بہترین ثواب دیا۔“ (۳:۱۴۷)

زندگی تصور سے بھی زیادہ چھوٹی ہے‘ غم نہ کیجئے

ڈیل کارنیگی نے ایک شخص کا قصہ لکھا ہے جس کی آنتوں میں زخم ہوگئے تھے۔ اس کی خطرناک حالت اس حد تک بڑھ گئی تھی کہ ڈاکٹروں نے اس کی موت کا وقت متعین کرکے اس کے کفن دفن کے انتظام کے لئے کہہ دیا تھا۔ کارنیگی لکھتا ہے کہ ”اس نے اچانک ایک عجیب وغریب فیصلہ کیا اُس نے اپنے دل میں کہا کہ دنیا میں تھوڑی سی مدت باقی ہے لہٰذا مجھے بہرصورت اس زندگی سے لطف اندوز ہونا چاہئے، میں نے کتنی بار تمنا کی کہ مرنے سے پہلے دنیا کا چکر لگا لوں تو یہی وہ وقت ہے جب میری یہ خواہش پوری ہوسکتی ہے۔ چنانچہ اُس نے ٹکٹ خریدا، ڈاکٹروں کو بے چینی ہوئی انہوں نے کہا کہ ایسا اقدام مت کرو ورنہ سمندر میں ہی تمہیں دفن کرنا پڑے گا۔ لیکن اُس نے کہا کہ ایسا کچھ نہیں ہوگا۔ میں نے عزیزوں کو وصیت کردی ہے کہ میرا جسم فیملی قبرستان میں ہی رکھا جائے۔ ہیمزی نے جہاز پر بیٹھ کر

سفر شروع کر دیا اور خیام کی یہ رباعی پڑھی :

’آ ؤ ہم انسانوں سے ایک قصہ کہیں اور رات کی محفل میں ہی عمر گزار دیں۔ کیونکہ نہ نیند عمر میں اضافہ کرتی ہے اور نہ رَت جگے سے عمر میں کمی آتی ہے۔‘

ہمیں خیام کے اس تصورِ زندگی سے تو اتفاق نہیں کیونکہ منہج ربانی سے انحراف پایا جاتا ہے۔ لیکن اُس آدمی نے ہنسی خوشی اپنا سفر شروع کیا۔ جہاز سے اپنی بیوی کے نام خط میں لکھا کہ جہاز پر جو کچھ بھی لذیذ اور خوشگوار کھانے پینے کو مل رہا ہے وہ لے رہا ہوں حتی کہ ممنوعہ چکنائی بھی خوب کھائی اور پوری زندگی میں اتنا لطف نہیں آیا جتنا اب آ رہا ہے۔ پھر کیا ہوا؟ ڈیل کارنیگی بتاتا ہے کہ آدمی کی بیماری ختم ہوگئی۔ آلام وامراض پر غلبہ پانے اور کنٹرول کرنے کے لئے کارنیگی نے اسی طریقہ کو کامیاب قرار دیا ہے!! مقصودِ قصہ کا یہ ہے کہ خوشی ومسرت، بہت سی جڑی بوٹیوں سے زیادہ کارگر اور سودمند ہوتی ہیں۔

بقدرِ کفاف حاصل ہے تو رونے دھونے کی ضرورت نہیں

ابن الرومی کہتا ہے ”حرص نے آدمی کی بدبختی کا سامان کر دیا ہے، حرص ہے ہی بدبختی کا ذریعہ، وہ کفاف اچھا ہے جو آسانی سے مل جائے، مشقت میں ڈالنے والی چیزیں برباد ہوں۔“

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں ہم سے قریب کرنے والی چیز نہیں ہیں سوائے ان کے جو ایمان لائے اور جنہوں نے عمل صالح کئے۔ ایسوں کو عمل صالح کے بدلے بہترین بدلہ ہے وہ بہترین کمروں میں امن کے ساتھ رہیں گے۔“ (۳۴:۳۷)

ڈیل کارنیگی کہتا ہے: اعداد وشمار سے ثابت ہو چکا ہے کہ قلق امریکہ میں قاتل نمبر ایک ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے آخری سالوں میں ایک تہائی ملین لوگوں کی جان جنگ نے لے لی جب کہ اسی مدت کے اندر دل کی بیماری نے دو ملین لوگوں کو مار ڈالا، جن میں ایک ملین کو دل کی بیماری قلق اور اعصاب کے دباؤ سے لگی تھی۔“ دل کی بیماریاں ہی وہ خاص سبب ہیں جن کے باعث ڈاکٹر ”الیکسس کیرل“ کو یہ کہنے پر مجبور ہونا پڑا کہ ”وہ کارکن جو قلق کا مقابلہ کرنا نہیں جانتے جلدی مر جاتے ہیں۔“ اس کا سبب معلوم ہے اور موت کا وقت متعین ہے ”کوئی بھی ذی روح خدا کی اجازت کے بغیر ہل نہیں

سکتا یہ اللہ کا قانون ہے" امریکہ کے نیگرو اور چینی امراض قلب کا بہت کم شکار ہوتے ہیں کیونکہ یہ لوگ زندگی کو بہت ہلکے پھلکے انداز میں جیتے ہیں اس لئے دیکھا جاتا ہے کہ سکتہ کی بیماری سے جتنے ڈاکٹر مرتے ہیں اس کے مقابلہ میں یہی بیماری نسبتاً پچاس فیصدی سے کم کسانوں کو لاحق ہوتی ہے کیونکہ ڈاکٹر کی زندگی نفسیاتی اور اعصابی دباؤ کا شکار ہوتی ہے!!

جو ہوا اُس پر رضامندی سے حزن ختم ہوتا ہے

حدیث میں آیا ہے کہ "ہم وہی کہیں گے جس سے ہمارا رب راضی ہو" جو مقدر تھا اس کے واقع ہونے پر تسلیم ورضا سے کام لینا ہی ہمارا فرض ہے ایسا کرنے سے ہی نتیجہ ہمارے حق میں اور انجام اچھا ہوگا کہ نا امیدی اور افلاس عمل سے بچا جا سکے گا۔ شاعر کہتا ہے: "میں نے دیکھا کہ سفیدی میرے بالوں میں جھانکنے لگی تو میں نے کہا مرحبا بڑھاپا آ رہا ہے۔ اگر میرے خوش آمدید نہ کرنے سے بڑھاپا رک جاتا تو میں اسے مرحبا نہ کہتا لیکن بات یہ ہے کہ کوئی ناپسندیدہ بات ہو جائے تو اس پر راضی ہو جانے سے دل سے ملال رفع ہو جاتا ہے۔"

تقدیر پر ایمان لانے سے مفر نہیں۔ ہونی تو ہو کر رہے گی چاہے آپ جامہ سے باہر ہو جائیں اور کپڑوں سے نکل جائیں۔ ایمرسن کی کتاب "کارنامہ انجام دینے کی قدرت" میں نقل کیا گیا ہے کہ وہ سوال کرتا ہے، یہ فکر ہماری زندگی میں کہاں سے آیا کہ خوشگوار مطمئن اور پرسکون زندگی جو مشکلات ومسائل سے خالی ہو بڑے اور عظیم لوگ پیدا کرتی ہے؟ حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ بات یہ ہے کہ جو لوگ اپنے اوپر رونے دھونے کے عادی ہیں وہ روئیں گے ہی اگر چہ دیبا وحریر کے بستر پر سوئیں بہترین کپڑے پہنیں۔ تاریخ گواہی دیتی ہے کہ عظمت وسعادت مختلف ماحول اور مختلف فضاؤں میں پلے لوگوں کو ملتی ہے۔ ان کا ماحول اچھا بھی رہا برا بھی۔ اسی طرح کے ماحول وفضا میں ہی ایسے لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے بڑی بڑی ذمہ داریاں اٹھائیں اور کارنامے انجام دیئے۔ انقلاب محمدی کے ابتدائی دور میں ہدایت ربانی کا علم جن لوگوں نے اٹھایا وہ غلام محتاج اور فقیر تھے اور اس مقدس دعوت کی مخالفت میں جو پیش پیش رہے وہ سب قوم کے سردار، ثروت مند اور بڑے لوگ تھے۔ ان کے بارے میں اللہ

نے فرمایا

"جب ان کو ہماری صاف صاف آیات پڑھ کر سنائی جاتیں جنہوں نے کفر کیا وہ اہل ایمان سے کہتے کہ بتاؤ کس کا رتبہ بڑا اور کس کا جتھا زیادہ ہے۔" ۱۹:۷۳ "انہوں نے کہا ہم زیادہ مال و دولت والے ہیں اور ہمیں عذاب نہیں ہو سکتا۔" ۳۴:۳۵ "کیا یہی ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے ہمیں چھوڑ کر فضل کیا ہے۔ کیا اللہ شکر کرنے والوں کو زیادہ جاننے والا نہیں ہے۔" ۶:۵۳ "اور کافروں نے مومنین کی نسبت کہا کہ یہ امر اچھا ہوتا تو یہ ہم سے سبقت نہ کرتے۔" ۴۶:۱۱ "جنہوں نے استکبار کیا انہوں نے کہا جس چیز پر تم ایمان لائے ہو ہم اس کے منکر ہیں۔" ۷:۷۶ "انہوں نے کہا کہ یہ قرآن ان دو بستیوں کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں اترا۔ کیا یہ لوگ تمہارے رب کی رحمت تقسیم کریں گے۔" ۴۳:۳۱

یہاں عنترہ کا ایک شعر یاد کرنے کے قابل ہے جس میں وہ کہتا ہے:

"لوگ اسے غلام سمجھتے ہیں تو کیا ہوا وہ اپنے کارناموں، عزت و شرافت اور بہترین خوبیوں کی بنا پر سردار ہے اور اگر اس کا رنگ کالا ہے تو کیا ہوا اخلاق کے اعتبار سے تو وہ سفید ہے۔"

ایک عضو کھو جانے کا کیا غم دوسرے اعضاء تو سلامت ہیں

ابن عباسؓ کا شعر ہے:

اگر اللہ میری آنکھوں سے نور لے لے تو میری زبان اور کانوں میں تو روشنی ہے۔ میرا دل ذکی ہے۔ عقل میں کجی نہیں، میرے منہ میں تلوار کی طرح چلتی زبان ہے۔ جو تکلیف لاحق ہوتی ہے اُس میں خیر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "ہو سکتا ہے تم کسی چیز کو ناپسند کرو وہ تمہارے لئے خیر ہو۔" ۲:۲۱۶

بشار بن برد نے کہا:

"دشمن مجھے عار دلاتے ہیں حالانکہ عیب تو انہیں کے اندر ہے۔ اندھا کہا جانا کوئی عیب کی بات نہیں، جب آدمی مردانگی اور تقویٰ رکھے تو آنکھوں کا اندھا پن کیا نقصان دے گا۔ اندھے پن میں اجر ہے، ذخیرہ ہے اور عصمت ہے اور میں ان تین چیزوں کا ہی محتاج ہوں۔"

ابن عباسؓ اور بشار بن برد کی باتوں میں فرق ہے اسی طرح صالح بن عبدالقدوس جب اندھا

ہوگیا تو اس نے کہا:

"دنیا کو سلام ہو کہ بوڑھے اور اندھے کے لئے دنیا میں کیا رکھا ہے۔ آدمی جیتے جی مرجاتا ہے چھوٹی امیدیں اسے جھٹلاتی رہتی ہیں جیسے طبیب کہتا ہے کہ میری آنکھیں ٹھیک ہو جائیں گی، بعض بعض سے قریب ہیں۔ قضاء لامحالہ نافذ ہوتی ہے۔ قبول کر دیا انکار کوئی فرق نہیں پڑتا، ہاں جو قضاء پر راضی ہو جاتا ہے اسے ثواب ملے گا، جو انکار کرتا ہے وہ گنہگار رہتا ہے۔" حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے میمون بن مہران کو لکھا: "تم نے عبدالملک پر میری تعزیت کی ہے مجھے اس معاملہ کا برابر انتظار رہا جب ایسا ہو گیا تو میں نے اس کا انکار نہیں کیا۔"

گردش ایام

روایت ہے کہ احمد بن حنبلؒ نے بقی بن مخلد کی بیماری میں زیارت کی اور ان سے کہا "اے ابوعبدالرحمٰن تمہیں ہر حال میں اللہ کے ثواب سے خوش ہونا چاہئے، صحت کا زمانہ یا بیماری کا"۔ مطلب یہ ہے کہ ایام صحت میں بیماری کا خیال بھی نہیں گزرتا۔ اس لئے انسان کے عزائم بڑھ جاتے ہیں، اس کی امیدیں اور آرزوئیں بڑھتی ہیں اور شدید بیماری کے دنوں میں صحت کا خیال نہیں آتا اس لئے امیدیں کمزور ہو جاتیں اور ہمت سست اور مایوسی طاری ہو جاتی ہے۔ امام احمد بن حنبل کی یہ بات ارشاد الٰہی سے ماخوذ ہے جس میں کہا گیا ہے کہ:

"اور اگر ہم انسان کو اپنی رحمت کا مزا چکھا دیتے ہیں پھر اسے اُس سے کھینچ لیں تو وہ مایوس اور ناشکرا ہو جاتا ہے اور اگر اس سختی کے بعد نرمی ونعمت کا مزہ پہنچاتے ہیں تو کہہ اٹھتا ہے کہ میری مشکلات دور ہو گئیں پھر اتراتا اور مست ہو جاتا ہے، سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے صبر کیا، نیک اعمال کئے، ان کے لئے مغفرت اور بہت بڑا اجر ہے۔" (11-9:11)

حافظ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان اور اس کے اندر جو صفات ذمیمہ ہیں ان کے بارے میں بتاتا ہے۔ سوائے ان مومن بندوں کے جن پر اس کی رحمت ہوتی ہے۔ جب انسان کو نعمت کے بعد شدت پہنچتی ہے تو وہ مستقبل کے بارے میں یاس و قنوطیت میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اپنے ماضی و حال

کا انکار کرنے لگتا ہے گویا کہ اس نے کوئی خیر دیکھا ہی نہیں اور کوئی فراخی پائی ہی نہیں۔ ایسے میں اسے شدت کے بعد کوئی نعمت ملے تو کہتا ہے کہ "میری مشکلات دور ہو گئیں۔" مطلب یہ ہے کہ اس کے بعد مجھے کوئی نقصان یا آفت لاحق نہ ہوگی۔ اب وہ "اتراتا ہے، فخر کرتا ہے" دوسروں پر فخر کرتا ہے اور اپنے ہاتھ میں جو ہوتا ہے اس پر خوش ہوتا ہے۔ اللہ نے فرمایا: سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے صبر کیا اعمال صالحہ کئے ان کے لئے مغفرت اور بڑا اجر ہے۔" (۱۱:۱۱)

زمین اور بھی آسمان اور بھی ہیں

لیک کا قول ہے سفر اندیشوں اور تفکرات کو ختم کر دیتا ہے۔ حافظ الرامہرمزی اپنی کتاب "المحدث الفاضل" میں طلب علم کے لئے سفر اور اس کی لذتوں کے وصف اور سفر کی مذمت کرنے والوں کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں "سفر کرنے والوں پر معترض یہ جان لیتا کہ سفر کرنے والے کو سفر میں کتنی لذت ملتی ہے، وطن سے جدائی پر کیا نشاط حاصل ہوتا ہے، منازل، پڑاؤ اور ظاہر و باطن میں مختلف ملکوں کے نشیب و فراز، باغات اور کھیتوں کے مناظر سے آدمی کے اعضاء و جوارح کو کتنا سکون اور لطف ملتا ہے، نئے چہرے دیکھنے، ملکوں کے عجائب کے مشاہدہ، رنگوں اور زبانوں کے فرق واختلاف، گھنے اور سایہ دار درختوں کے سایہ میں بیٹھنے آرام کرنے، مساجد میں کھانے، وادیوں میں پینے اور رات کی نیند میں، نوکر چاکر کو چھوڑ کر ساتھیوں سے للہ فی للہ دوستی کرنے میں کیا مزہ ہے۔ اور جب مسافر اپنے مقصد کو پا لیتا اور اس مجلس میں آ جاتا ہے جس کا سفر کیا تھا اور مشقتیں اٹھائی تھیں تو اسے پتہ چلے کہ دنیا کی لذتیں اور عیش و آرام تو انہیں مشاہد، ان کے محاسن، ان مناظر سے شاد کام ہونے اور ان فوائد کو لوٹنے میں ہیں اور ان لذتوں سے یہ معترض اور اس کے جیسے لوگ محروم ہیں۔"

شاعر نے کہا: "جس جگہ تمہاری اہانت ہو وہاں سے خیمے اٹھالو، ذلت کی جگہ سے بچو، ذلت نپچنے کی ہی چیز ہے۔"

وقفہ

"اللہ تعالیٰ جس سے محبت کرتا ہے انہیں ابتلا میں ڈالتا ہے۔ جو اس پر راضی ہو جائے اس سے

اللہ راضی ہوگا جو اس پر ناراض ہوگا اللہ اس سے ناراض ہوگا۔'' ''سب سے کڑا امتحان انبیاء کا ہوتا ہے پھر ان کے بعد جو افضل ہو پھر ان کے بعد والوں کا۔ جس کا جیسا مذہبی حال ہوتا ہے ویسی ہی ابتلا بھی ہوتی ہے۔ جو دینی طور پر مضبوط ہوتا ہے اُس کی آزمائش زیادہ ہوتی ہے۔ جو کمزور ہوتا ہے اس کی آزمائش اسی حساب سے ہوتی ہے۔ بندہ مصیبت پر صبر کرتا ہے یہاں تک کہ وہ زمین پر اس حال میں چلتا ہے کہ گناہوں سے بالکل پاک ہو جاتا ہے۔'' ''مومن کا معاملہ بھی عجیب ہوتا ہے کہ وہ خیر ہی میں رہتا ہے اگر اسے مصیبت پہنچے تو صبر کرتا ہے یہ اُس کے لئے خیر ہوتا ہے اور اگر اسے آسانی ملے تو شکر کرتا ہے تو شکر بھی اُس کے لئے خیر ہوتا ہے۔'' جان لیجئے کہ سارے لوگ مل کر تم کو کوئی فائدہ پہنچانا چاہیں تو وہی فائدہ دے سکتے ہیں جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے اور اگر سب مل کر بھی تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہیں تو نہیں پہنچا سکتے سوائے اس کے جو اللہ نے تمہاری تقدیر میں لکھ دیا ہے۔'' ''صالحین کی درجہ بدرجہ آزمائش ہوتی ہے'' ''مومن کچی کھیتی کی طرح ہوتا ہے جسے ہوا دائیں بائیں مائل کرتی رہتی ہے۔''

زندگی کے آخری لمحات میں حزن وملال نہ کریں

ابوریحان البیرونی (متوفی ۴۴۰ھ) کو خاصی طویل عمر ملی کہ ۷۸ سال تک علوم کی تحصیل اور کتابوں کی تصنیف میں لگا رہا۔ نئے ابواب وآفاق وا کرتا، علوم کے دقیق اور عمیق مباحث کا احاطہ کرتا، اس کے ہاتھ سے قلم جدا ہی نہیں ہو پاتا' آنکھیں مطالعہ پر اور قلب فکر پر جما رہتا، ضروری کھانے پینے کے علاوہ جس سے زندگی بنی رہے سارے سال اُس کا طریقہ بس یہی تھا کہ نئے نئے معلومات کی کھوج کرتا اور نئی نئی تحقیقات کرتا رہتا۔ فقیہ ابوالحسن علی بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ: میں ابوالریحان سے ملنے کے لئے آیا اس کا آخری وقت تھا سینہ میں سانس پھڑ پھڑا رہی تھی نزع کا عالم تھا اس وقت بھی اُس نے کہا میراث میں جدات فاسدہ کا حساب آپ نے مجھ سے بتایا تھا (یعنی ننھیال کی طرف سے) میں نے البیرونی پر شفقت کرتے ہوئے کہا: کیا اس حال میں بھی یہ سوال وجواب؟ کہا ہاں بھائی کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ دنیا کو اس حال میں چھوڑوں کہ مجھے اس مسئلہ کا علم ہو نہ یہ کہ میں اس سے لاعلم رہوں؟ میں نے مسئلہ دہرا دیا۔ اس نے یاد کر لیا اور جس کا مجھ سے وعدہ کیا تھا وہ مجھے بتا دیا، میں اس کے پاس سے نکلا ہی تھا

کہ رونے چلانے کی آواز آئی!! یہ وہ بلند ہمتیں تھیں جو تمام سخت حالات میں راستہ بنالیتی ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ سکرات موت میں بھی جب کہ زخموں سے خون بہہ رہا تھا صحابہؓ سے یہ پوچھ رہے تھے کہ نماز پوری کرلی یا نہیں؟ ''احد'' میں سعدؓ بن الربیع خون میں لت پت تھے لیکن آخری سانس میں بھی رسول اکرمؐ کے بارے میں معلوم کررہے تھے۔ یہ ثابت قدمی اور دل کے ایمان ویقین سے معمور ہونے کی مثالیں ہیں۔

موت کا ایک اور قصہ

ابراہیم بن الجراح کہتے ہیں: ابو یوسفؒ بیمار پڑے میں ان کی عیادت کے لئے آیا، وہ بے ہوش تھے جب افاقہ ہوا تو مجھ سے کہنے لگے اِس مسئلہ میں تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا ایسے عالم میں پوچھ رہے ہیں؟ کہا کیا حرج ہے ہم اس پر غور کریں ہوسکتا ہے کسی کو اس کی ضرورت ہو، پھر کہا اے ابراہیم رمی جمار میں کیا بہتر ہے، آدمی پیدل رمی کرے یا سوار ہوکر؟ میں نے کہا سوار ہوکر کہا نہیں، میں نے کہا کہ پیدل، کہا نہیں، میں نے پوچھا پھر کس طرح کرے گا؟ فرمایا: اگر وہ جمرات کے قریب ٹھہرا ہے تو پیدل جاکر رمی کرنا افضل ہے اور اگر وہاں نہیں ٹھہرا ہے تو سوار ہوکر رمی کرنے جانا افضل ہے۔ پھر میں آپ کے پاس سے اٹھا، دروازے کے پاس بھی نہ پہنچا تھا کہ ان پر رونے کی آواز آئی۔ ان کی وفات ہوچکی تھی۔ رحمہ اللہ۔ ایک معاصر مصنف نے لکھا: اسلاف ایسے تھے کہ موت سر پر مسلط ہوگئی ہے دم نکلنے والا ہے بے ہوشی طاری ہے لیکن چند لحات کے لئے بھی افاقہ ہوا تو سیکھنا سکھانا شروع کردیا اصول وفروع کی بحث چھیڑ دی وغیرہ۔ اسی حال میں وفات ہوگئی۔ اللہ اللہ! علم ان کے دلوں پر کیسا چھایا ہوا تھا ان کے اذہان وقلوب کو کیسے مشغول رکھتا تھا کہ نزع کے عالم میں اسے فراموش نہ کرپائے اور اس حال میں بیوی بچوں یا کسی عزیز وقریب کو یاد نہیں کرتے بلکہ علم کو یاد کرتے تھے یہی وجہ تھی کہ وہ علم اور دین کے امام بنے۔ ان پر اللہ کی رحمت برسے۔

حالات سے نہ گھبرائیے کیونکہ انجام سے آپ آگاہ نہیں

مصنف ومؤرخ وادیب احمد بن یوسف المصری اپنی شاہکار کتاب ''المکافأۃ وحسن العقبیٰ'' میں کہتے ہیں۔ انسان یہ جانتا ہے کہ شدت وغم کے بادل چھٹ جائیں گے صبح طلوع ہوگی اور دن نکلے گا۔ لیکن حادثات کے وقت انسانی طبیعت میں شکستگی طاری ہوجاتی ہے۔ اگر دوا نہ کی جائے' بیماری بڑھ جائے' تکلیف میں شدت آئے کیونکہ شدائد کے وقت اگر نفس کی تجدید وتقویت نہ ہوگی تو اس پر قنوطیت اور یاس طاری ہوجائے گا اور اسے توڑ کر رکھ دے گا۔ جو لوگ مبتلائے مصیبت ہوئے اور صبر کیا اور صبر کا پھل انہیں حسنِ عاقبت سے ملا' اس پر غور کرنے سے نفس میں بہادری پیدا ہوتی ہے۔ برابر صبر اختیار کرنے کی عادت پڑتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ادب اور حسن ظن ہوتا ہے کہ ابتلا کے آخر میں اللہ تعالیٰ بہترین بدلہ دے گا۔ کتاب کے آخر میں انہوں نے لکھا ''بزرجمہر کا کہنا ہے کہ بخشش وعطا سے پہلے شدائد ایسے ہی ہیں جیسے کھانے سے پہلے بھوک کہ بھوک کے احساس سے کھانا لذیذ ہوجاتا ہے۔

افلاطون نے کہا ہے ''شدائد جتنا عیش و نعمتوں میں کمی کر دیتے ہیں اتنا ہی نفس کی اصلاح بھی کر دیتے ہیں۔'' اس نے یہ بھی کہا کہ مصائب وشدائد نے جو دوست تمہیں دیا ہے اس کی حفاظت اور قدر کرو اور نعمت وراحت نے جو دوست دیئے ہیں انہیں بھول جاؤ۔'' اس کا یہ بھی قول ہے تعیش رات کی مانند ہے جس میں تم جو کرتے ہو یا لیتے ہو اس پر غور نہیں کر سکتے، شدت دن کی مثل ہے جس میں تم اپنی اور غیر کی کوششوں کو دیکھ سکتے ہو۔'' اردشیر کہتا ہے ''شدت ایسا سرمہ ہے جس سے تم وہ دیکھ سکتے ہو جو نعمت سے نہیں دیکھ سکتے اُس نے یہ بھی کہا کہ شدت کی حالت میں اصل مصلحت دو چیزوں میں ہے۔ نمبر ایک یہ مصیبت جھیلنے والے کا دل مضبوط ہو اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ معاملہ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے جو مالک اور رازق ہے۔''

جب آدمی اپنا رُخ اللہ تعالیٰ کی طرف کر لے تو اسے معلوم ہوگا کہ جو بھی ابتلا ہے اُس پر اس کو ثواب ملے گا یا وہ کسی گناہ کا کفارہ ہوگا' ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے برابر اور مستقل فائدے بھی ملیں گے۔ برعکس اس کے خدا سے تعلق کم ہو مخلوق [illegible] تو آفتیں بھی بڑھیں گی' تصنع میں اضافہ ہوگا وہ

شدائد اور بلائیں آپڑیں گی جو ختم ہونے کا نام نہ لیں گی اور وہ اندیشے لاحق ہوں گے جن سے بچنا مشکل ہوگا۔ ایسی حالت میں تو بس بندہ اور اس کے رب کے مابین سرگوشیاں ہی کام آسکتی ہیں کیونکہ رب تعالیٰ ہی بھیدوں کو جانتا اور بصیرت عطا کرتا ہے۔ اللہ کے بجائے بندوں سے زیادہ تعلق رکھا جائے تو اس میں پریشانیاں بڑھیں گی فائدہ نہیں ہوگا۔ مایوسی کے وقت اللہ کی جانب سے ایک روحانی وقلبی سکون کا جھونکا آتا ہے جو بندوں میں سے جسے وہ چاہے اس کو نصیب ہوتا ہے۔ فراخی لانے اور معاملہ کو آسان کرنے کے لئے اللہ سے ہی رجوع کرنا چاہئے۔ وہی بہترین مرجع ہے۔ ہمارے لئے وہی کافی ہے، وہ بہترین کارساز ہے۔ میں نے تنوخی کی کتاب 'الفرج بعد الشدۃ' کا کئی بار مطالعہ کیا اس سے تین خاص فائدے حاصل ہوئے۔ ایک اس بات کا یقین کہ تکلیف کے بعد فراخی کا ہونا سنت الٰہی ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے جیسے رات کے بعد صبح کا آنا یقینی ہے۔ دوسرے' مصائب زیادہ تر بندے کے دین ودنیا میں فائدوں کا باعث ہوتے ہیں جب کہ راحتیں برعکس ہوتی ہیں۔ تیسری بات' نقصان کو دفع کرنے والا فائدے پہنچانے والا حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہے جو پریشانی ہمیں لاحق ہوئی ہے وہ چوک نہیں سکتی تھی اور جو چوک گئی وہ لاحق نہیں ہوسکتی تھی۔

دُنیا اس سے بہت حقیر ہے کہ اس پر غم کیا جائے

ابن المبارک مشہور ومعروف عالم دین ہیں۔ فرماتے ہیں کہ عدی بن زید کا قصیدہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ امیر طاہر بن الحسین کا محل مجھے دے دیا جائے۔ عدی کا قصیدہ مشہور ہے اس میں یہ مصرعے بھی ہیں جن کا مفہوم یوں ہے:

''دوسروں کی مصیبتوں پر خوشی منانے والے کیا تجھ سے اس بات کا کوئی پیمان باندھا گیا ہے کہ ان جیسی مصیبت تجھ پر نہیں پڑے گی؟ کیا زمانہ نے تجھ سے کوئی معاہدہ کرلیا ہے کہ تو پریشانیوں اور مصیبتوں سے محفوظ رہے گا؟ پھر یہ خوشی کس لئے؟''

صحیح حدیث میں آیا ہے: ''اگر دنیا اللہ کے نزدیک مچھر کی ایک ٹانگ کے برابر بھی قیمت رکھتی تو وہ کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی اس میں سے نہ پلاتا۔'' یہی دنیا کی قیمت اور اس کا وزن ہے لہٰذا

اس پر اور اس کی وجہ سے گھبراہٹ کس لئے؟

خوش بختی کی بات تو یہ ہے کہ آپ اپنے اوپر، اپنے مستقبل پر، گھر والوں پر اور اپنی معیشت پر امن وامان کا احساس کریں۔ یہ چیزیں اللہ پر ایمان اور اس کی قضاوقدر پر خوئے تسلیم ورضا' قناعت اور صبر جیسی صفات سے ہی حاصل ہوتی ہیں۔

ایمان باللہ کے ساتھ حزن کی کیا گنجائش؟

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''بلکہ اللہ تم پر احسان کرتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی دولت دی ہے۔'' (۴۹:۱۷)

یہ بڑی نعمت کی بات ہے اور اسے اہل نظر ہی سمجھتے ہیں کہ مسلمان کافر کو دیکھ کر یہ یاد کرے کہ اسے اللہ نے ہدایت دی اور نعمت اسلام سے بہرہ ور کیا اور یہ کہ اللہ نے اسے کافر جیسا نہیں بنایا جو رب تعالیٰ سے کفر کرتا ہے اور سرکش ہے۔ اس کی آیات کے معاملے میں الحاد سے کام لیتا ہے اس کی صفات کا انکاری ہے اور اپنے آقا ومولیٰ، خالق ورازق سے لڑتا ہے اس کے رسولوں، اس کی کتابوں کی تکذیب کرتا اور اس کے احکامات سے روگردانی کرتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں آپ دیکھیں کہ آپ مومن ومسلم ہیں، موحد ہیں، اللہ ورسول اور یوم آخرت پر ایمان لاتے ہیں، فرائض ادا کرتے ہیں گرچہ کچھ کوتاہی ہو جاتی ہو کیونکہ یہ اپنے آپ میں اتنی بڑی نعمت ہے جو انمول ہے، جسے مال کے ذریعہ خریدا نہیں جاسکتا، نہ سوچا جاسکتا ہے اور نہ مادی چیزوں میں اس کی کوئی شبیہ ہے ''کیا وہ جو ایمان والا ہے اور جو فاسق ہے برابر ہو سکتے ہیں' نہیں یہ دونوں یکساں نہیں ہو سکتے۔'' بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اہل جنت کی نعمتوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اہلِ نار کو دیکھیں گے اور اس نعمت پر اللہ کا شکر ادا کریں گے۔ اشیاء اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہیں۔

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہدے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

لا الٰہ الا اللہ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ الوہیت کی صفات اور صفات کمال میں منفرد ہے۔اس کلمہ کی روح یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو ہی تمہارا رب مانا جائے، وہی اللہ واحد ہے۔محبت، اجلال، تعظیم، خوف اور اُمید اور ان کے جو توابع ہیں یعنی توکل انابت، رغبت اور خوف سب اسی کے لئے خاص کئے جائیں۔اس کے سوا کسی سے محبت نہ ہو' ساری محبتیں اس کی محبت کے تابع ہوں اور ان سے اس کی محبت میں اضافہ ہوتا ہو، اس کے سوا نہ کسی سے خوف ہو نہ امید، نہ اس کے علاوہ کسی پر توکل ہو، رغبت صرف اسی سے ہو، خوف بس اسی کا، قسم بس اسی کے نام کی کھائی جائے۔نذر صرف اسی کی مانی جائے۔توبہ اسی سے کی جائے، حکم اسی کا مانا جائے، ثواب کی اُمید اسی سے ہو، شدائد میں اسی سے استغاثہ کیا جائے ، پناہ اسی کی پکڑی جائے، سجدہ اسی کو ہو، ذبح اسی کے لئے اور اسی کے نام سے کیا جائے اور ان تمام باتوں کا جامع یہ کلمہ ہے کہ عبادت کی تمام تر اقسام صرف اور صرف اسی کے ساتھ خاص ہیں۔

کسی آفت کا لاحق ہو جانا آپ کو تفوق سے نہیں روک سکتا

عکاظ شمارہ ۱۰۲۶۲ مورخہ ۷/۴/۱۴۱۵ھ کے ضمیمہ میں ایک نابینا ادیب کا انٹرویو شائع ہوا ہے جس کا نام محمود بن محمد المدنی ہے۔انہوں نے ادب کی کتابیں دوسروں کی آنکھوں سے پڑھیں۔تاریخ کی کتابوں، مجلّات' ششماہی رسالوں اور اخبارات کا مطالعہ کیا۔ایسا بھی ہوتا کہ ایک دوسرے کو پڑھ کر سنتے سناتے رات کے تین تین بھی بج جاتے، پھر وہ زمانہ آیا کہ یہ صاحب علم وفن، علم وادب اور صحافت کے میدان میں مرجع خلائق ہو گئے۔

مصطفیٰ امین نے الشرق الاوسط کے اپنے کالم ''فکرۃ'' کے تحت لکھا:

''ظالموں کے ظلم' مکاروں کے مکر اور جابروں کے جبر پر صرف پانچ منٹ صبر کرلو' کوڑا جلد ہی ٹوٹ جائے گا' بیڑیاں کٹ جائیں گی' محبوس باہر نکل آئے گا' اندھیرا چھٹ جائے گا' آپ بس صبر وانتظار کریں۔شاعر کے بقول:

''کتنی ہی مصیبتیں ہوتی ہیں جن سے آدمی دل تنگ ہو جاتا ہے جب کہ اللہ کے یہاں اس سے خلاصی ملنے والی ہوتی ہے۔''

ریاض میں میری ملاقات البانیہ کے مفتی اعظم سے ہوئی جنہیں کمیونسٹوں نے ۲۰ سال تک قید بامشقت میں رکھا تھا۔ انہیں ٹارچر کیا جاتا، بھوکا پیاسا رکھا جاتا اور زدوکوب کیا جاتا' وہ پنج وقتہ نماز بھی پانی کی ٹنکی کے ایک گوشہ میں پڑھتے تھے۔ ان ساری زیادتیوں کے باوجود انہوں نے صبر کیا اللہ سے لو لگائے رکھی حتی کہ کشادگی پیدا ہوئی اور انہیں رہائی ملی، وہ اللہ کی نعمت اور فضل کے ساتھ لوٹے۔

نیلسن منڈیلا کی مثال بھی تازہ ہے جو جنوبی افریقہ کے صدر بنے۔ قوم کی آزادی کا علم اٹھانے کے باعث افریقہ پر مسلط نسلیت پسند حکومت نے ان کو ۲۷ سال جیل میں رکھا لیکن انہوں نے پس دیوارِ زنداں بھی پورے خلوص، ثابت قدمی واستقلال سے قوم کی آزادی اور ظلم و جبر اور ستبداد سے اسے نجات دلانے کی مہم جاری رکھی حتی کہ دنیا میں کامیابی مل گئی۔ ان کا بڑا نام ہوا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''ہم یہیں ان کے اعمال کا پورا بدلہ دے دیں گے۔'' (۱۱:۱۵) اور فرمایا ''اگر تمہیں زخم لگے ہیں تو تمہاری طرح دوسرے لوگ بھی اذیتوں سے دوچار ہوئے ہیں لیکن ایک فرق یہ ہے کہ تم اللہ سے ثواب کی امید بھی رکھتے ہو یہ لوگ نہیں رکھتے۔'' (۴:۱۰۴) ''اگر تمہیں زخم پہنچے تو لوگوں کو بھی اسی طرح کے زخم لگے ہیں۔'' (۳:۱۴۰)

اسلام کو پہچان لیا تو غم کی کوئی بات نہیں

وہ لوگ کیسے بد بخت ہیں جو اسلام کو نہیں جانتے نہ اس کی ہدایت پاتے ہیں۔ اسلام کو ضرورت ہے کہ اس کے پیرو اور علمبردار اس کے تعارف کی ایک زبردست عالمی مہم چھیڑ دیں۔ کیونکہ وہ ایک عظیم پیغام ہے لہذا اس کی دعوت بھی ترقی یافتہ، مہذب اور جاذب نظر ہونی چاہئے۔ کیونکہ انسانیت کی سعادت دین حق کی پیروی میں ہے

''جو لوگ اسلام کے علاوہ دین چاہتے ہیں تو وہ ان سے قبول نہ کیا جائے گا۔'' (۳:۸۵)

ایک مشہور مسلمان داعی نے جرمنی کے میونخ شہر میں سکونت اختیار کی جب وہ شہر میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ جرمن میں ایک بڑا سائن بورڈ لکھا ہے "کیا تم یوکو ہاما کی کفریات کو نہیں جانتے" اس داعی نے پاس میں ہی ایک اور سائن بورڈ لگا دیا اور اس پر لکھ دیا "کیا آپ اسلام کو نہیں جانتے اگر اس کی معلومات چاہتے ہیں تو فلاں فلاں فون نمبر پر رابطہ کریں" اس کے بعد تو جرمنی کے طول وعرض سے فون ان پر ٹوٹ پڑے حتیٰ کہ ان کے ہاتھ پر ایک سال کے اندر اندر ایک لاکھ سے زیادہ جرمن مسلمان ہو گئے جن میں مرد وعورت دونوں تھے۔ انہوں نے ایک مسجد، ایک اسلامی مرکز اور ایک درسگاہ بنائی۔

انسانیت حیران وسرگشتہ ہے، اُس کو اِس عظیم دین کی ضرورت ہے جو اُسے امن اطمینان اور سکون دے سکے۔

"اللہ اُس کے ذریعہ ہدایت دیتا ہے ان کو جو اس کی خوشنودی چاہتے ہیں سلامتی کے راستے دکھاتا ہے، اور انہیں اندھیروں سے نکال کر اجالا دکھاتا ہے اور انہیں صراط مستقیم کی ہدایت دیتا ہے۔" (۱۶:۵)

ایک بزرگ کا کہنا ہے کہ "میں نہیں سمجھتا کہ دنیا میں کوئی ہے جو غیر اللہ کی عبادت کرتا ہو" لیکن اللہ نے فرمایا "میرے بندوں میں کم لوگ ہیں جو شکر گزار ہوں" اور اگر تم لوگوں کی اکثریت کی بات ماننے لگو تو تمہیں اللہ کے راستہ سے بھٹکا دیں گے۔ یہ ظن وگمان کی پیروی کرتے ہیں" "زیادہ تر لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں اگر چہ تمہیں اس کی آرزو ہو۔"

ایک عالم نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک سوڈانی مسلمان بادیہ سے راجدھانی خرطوم آیا۔ ان دنوں انگریزی استعمار کا دور تھا۔ وسط شہر میں ایک برطانوی ٹریفک مین کو دیکھ کر لوگوں سے پوچھا یہ کون ہے انہوں نے جواب میں بتایا کہ یہ کافر ہے۔ کہنے لگا۔ یہ کس کا کفر کرتا ہے لوگوں نے کہا اللہ کا، اس نے کہا "کیا کوئی اللہ کا کفر بھی کر سکتا ہے۔ اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر تے کی جو دیکھا اور سنا تھا اس پر نعوذ باللہ پڑھتا ہوا بادیہ کی طرف لوٹ آیا۔ "انہیں کیا ہوا یہ ایمان نہیں لاتے !!"

اصمعی کہتے ہیں کہ ایک اعرابی نے کسی قاری کو پڑھتے سنا فهو رب السماء و الارض انه

لحق مثل ما أنكم تنطقون (زمین وآسمان کے رب کی قسم وہ ایسے ہی حق ہے جیسے تمہارا بولنا۔‘‘
اعرابی یہ سن کر بولا’ سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کو کس نے قسم کھانے پر مجبور کر دیا؟ یہ حسنِ ظن ہے اور اللہ تعالیٰ کے احسان اور لطف وکرم اور رحمت کی امید ہے۔ صحیح حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا "يضحك ربنا" ایک اعرابی بولا ہمارا رب ہمیشہ رہے جو خیر کی ہنسی ہنستا ہے۔

’’وہی ہے جو بارش نازل فرماتا ہے جب کہ لوگ اس سے مایوس ہو جاتے ہیں۔‘‘ بلاشبہ تمہارے رب کی رحمت محسنین سے قریب تر ہے۔‘‘ ’’جان لو کہ اللہ کی نصرت جلد ہی آنے والی ہے‘‘
جو شخص لوگوں کی سوانح اور تذکرۂ رجال کا مطالعہ کرے گا وہ ان سے کئی مسلمات سیکھے گا۔ مثلاً:

(۱) انسان کی قدر و قیمت اس کے اچھے عمل میں ہے یہ حضرت علیؓ کا قول ہے۔ مفہوم یہ ہے کہ انسان کی صورت اس کے روپ یا منصب سے اس کی پہچان نہیں ہوتی اس کی امتیازی شان تو اس کے علم، ادب، عبادت، کرم اور اخلاق ہیں۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ’’اُس نے منہ بنایا اور تیوری چڑھائی اس وجہ سے اس کے پاس اندھا آ گیا۔‘‘ (۸۰:۱-۲)

’’ایمان والا غلام آزاد مشرک سے بہتر ہے گرچہ تمہیں مشرک اچھا لگے۔‘‘ (۲:۲۲۱)

(۲) جتنی انسان کی ہمت، قربانی، اس کا اہتمام اور انفاق فی سبیل اللہ ہو گا اتنی ہی اس کی قیمت ہو گی بلندی یونہی نہیں مل جاتی۔‘‘
بلندی کوئی کھجور نہیں!! ’’اگر یہ نکلنے کا ارادہ کرتے تو اُس کے لئے ضروری تیاری کر لیتے۔‘‘
’’اللہ کے راستہ میں جہاد کرو جتنا کہ جہاد کا حق ہے۔‘‘

(۳) انسان اپنی تاریخ خود بناتا ہے۔ اپنے اچھے یا برے اعمال سے خود اپنی کتاب زندگی لکھتا ہے ’’ہم ان کے اعمال و حرکات کو لکھ رہے ہیں‘‘

(۴) انسان کی عمر تھوڑی سی ہوتی ہے۔ اس کی زندگی جلد ہی ختم ہو جاتی ہے، عجلت میں چلی جاتی ہے تو گنا ہوں، تفکرات اور رنج والم سے اس کو اور کم نہ کرے۔ ’’وہ لوگ نہیں رہے مگر ایک شام یا ایک چاشت تک‘‘ ’’انہوں نے کہا ہم تو بس ایک دن یا اس کا کچھ حصہ رہے ہیں گننے والوں سے پوچھ

جائیں تب بھی خوش نصیبی اسی وقت حاصل ہوگی جب ان چیزوں کو پختہ ارادہ کے ساتھ محسوس اور اختیار کریں، انہیں حاصل کریں ان کی تلاش کریں اور ان کے خلاف عوامل کے ازالے کی کوشش کریں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد:

''جو میرے پاس چل کر آئے گا میں اس کے پاس دوڑ کر آؤں گا۔''

اسی طرح یہ بھی ہونا چاہئے کہ بندہ اپنے رازوں کو چھپائے اور اپنے معاملات درست رکھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک اعرابی سے دس دینار کے بدلے ایک راز چھپانے کا معاملہ کیا گیا، لیکن وہ راز اسے ہضم نہیں ہوا۔ چنانچہ دینار والے کے پاس گیا اور اس کے دینار واپس کر دیئے کہ وہ راز افشاء کر دے گا۔ وجہ یہ ہے کہ راز چھپانے کے لئے ثبات، صبر اور عزیمت کی ضرورت ہوتی ہے۔

''اپنا خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا''

لوگوں سے اپنے راز کی بات کہہ دینا، اپنے بھید انہیں دے دینا، یہ کمزوری کی علامت ہے۔ یہ انسانوں کا ایک پرانا اور گہرا مرض ہے۔ نفس سے راز پر صبر نہیں ہوتا وہ دوسروں سے خبریں نقل کرتا اور بھید بتایا کرتا ہے۔ خوش بختی کے موضوع سے اس کا تعلق یہ ہے کہ جو اپنے راز افشاء کرتا ہے وہ زیادہ تر ندامت اٹھاتا اور رنج وغم کرتا ہے۔ راز داری کے سلسلہ میں جاحظ نے اپنے ادبی رسائل میں نہایت موثر گفتگو کی ہے جو پڑھنے کے لائق ہے۔ قرآن پاک میں اصحاب کہف کے قصہ میں آیا ہے

''چاہئے کہ لطف سے کام لے اور کوئی تمہیں محسوس نہ کر سکے۔''

راز داری کی اصل یہی ہے کہ لطیف حیلہ سے کام لیا جائے۔ اعرابی کہتا ہے:

''میں ایسا راز چھپا رہا ہوں جس میں گردن ماری جا سکتی ہے۔''

موت کا ایک دن معین ہے

''جب ان کی اجل آ جائے گی ان کو ایک ساعت کی بھی تقدیم وتاخیر نہیں ہوگی'' (۳۴:۷)

یہ آیت ان بزدلوں کے لئے تسلی کی چیز ہے جو موت سے پہلے بھی کئی بار مر جاتے ہیں۔ ان کو جاننا چاہئے کہ موت کا وقت متعین ہے جس میں کوئی تقدیم وتاخیر نہیں ہوسکتی، نہ کوئی اسے جلدی لا سکتا ہے

اخلاص، انابت' توکل' محبت' اللہ کی خشیت' اس کا خوف اور اس کی رغبت تھی جب کہ ان کے ہاں نفل نمازوں اور روزہ وغیرہ میں زیادہ تشدد نہ تھا بلکہ ظاہری نوافل میں تو بعض تابعین بھی ان سے زیادہ تشدد برتتے تھے

''ان کے دلوں میں جو کچھ تھا وہ اللہ نے جان لیا'' (۱۸:۴۸)

چوتھی چیز دنیا اور اس کی متاع سے بے زاری' کم سے کم تعلق اور اس کی سجاوٹ اور آرائشوں سے اعراض تھا۔ آلائش زندگی سے دوری نے ان کو راحت، سعادت' طمانیت اور سکینت بخشی تھی۔

''جو شخص ایمان کے ساتھ آخرت کو چاہے اور اس کے لئے کوشش کرے تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہیں۔'' (۱۹:۱۷)

پانچویں چیز یہ تھی کہ ان کے ہاں دوسرے اعمال صالحہ پر جہاد کو غلبہ حاصل تھا۔ حتی کہ جہاد ان کا شعار ان کی پہچان اور علامت بن گیا۔ جہاد کے ذریعہ ہی انہوں نے اپنے تفکرات ہموم واحزان اور الجھنوں پر قابو پالیا کیونکہ جہاد بیک وقت ذکر، عمل، انفاق اور حرکت سبھی کچھ ہے۔ اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والا سب سے بڑا خوش نصیب اور سب سے زیادہ مطمئن اور پاکیزہ نفس والا ہوتا ہے

''جو لوگ ہمارے راستہ میں جہاد کرتے ہیں ہم انہیں اپنے راستہ کی ہدایت دیتے ہیں بلاشبہ اللہ نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔'' (۶۹:۲۹)

قرآن کریم ایسے حقائق اور سنن حیات کا گنجینہ ہے جنہیں نہ زوال ہے نہ تبدیلی، انسان کی خوش نصیبی اور اطمینان قلب سے جو حقائق جڑے ہیں یہاں ان کا ذکر کرتے ہیں۔ ان سنن ثابتہ میں یہ ہے کہ جو اللہ سے مدد چاہے گا اللہ اُس کی مدد کرے گا ''اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدمی عطا کرے گا۔ جو اس سے مانگے گا وہ دے گا ''مجھے پکارو میں تمہاری پکار سنوں گا۔'' جو اس سے مغفرت چاہے گا اللہ اسے معاف کردے گا ''بار الٰہ مجھے معاف فرما تو اس نے اسے بخش دیا۔'' جو اس سے توبہ کرے گا اُس کی توبہ قبول کرے گا ''وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔'' جو اس پر بھروسہ کرے گا وہ اس کے لئے کافی ہوجائے گا۔ ''جو اللہ پر توکل کرے گا تو وہ اس کے لئے کافی ہوگا۔''

تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان کا بدلہ اور سزا اللہ جلد ہی دیتا ہے: بغاوت وعدوان جیسا کہ فرمایا ''تمہاری بغاوت تمہارے ہی خلاف پڑے گی۔'' دوسری عہد کی خلاف ورزی: فرمایا ''جو شخص عہد توڑتا ہے وہ اپنے خلاف ہی کرتا ہے'' تیسری چیز مکر و فریب ہے۔ فرمایا ''برا مکر مکاروں کو ہی گھیر لیتا ہے'' ظالم اللہ کے قبضہ سے بھاگ کر کہیں نہیں جاسکتا۔ فرمایا ''ان کے گھر دیکھو، ان کے ظلم کی وجہ سے اوندھے منھ پڑے ہیں۔ یاد رکھئے کہ عمل صالح کا نتیجہ جلد بھی ملتا ہے دیر میں بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا اور شکر قبول کرنے والا ہے: ''تو اللہ نے ان کو دنیا کا ثواب اور آخرت کا اچھا انجام عنایت کیا۔'' جو لوگ اللہ کی اطاعت کرتے ہیں وہ ان سے محبت رکھتا ہے'' تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا'''' جب بندہ کو یہ معلوم ہوجاتا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے کیونکہ اس کا معاملہ اس رب کے ساتھ ہے جو روزی دیتا اور نصرت فرماتا ہے'' اللہ ہی رازق ہے'''' نصرت اللہ کے پاس سے ہی آتی ہے'' وہی توبہ قبول کرنے والا ہے'' وہی تو رب اور رحیم ہے'' وہ اپنے دوستوں کے دشمنوں سے انتقام لیتا ہے۔'' ہم ہیں انتقام لینے والے لہٰذا اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑا اور سب سے برتر ہے'' کیا اس کا کوئی ہم نام تمہیں معلوم ہے؟''

شیخ عبدالرحمٰن بن سعدی کا ایک بہترین رسالہ ہے جس کا عنوان ہے "الوسائل المفیدۃ فی الحیاۃ السعیدۃ" اُس میں انہوں نے ذکر کیا ہے کہ اسباب سعادت میں سے یہ ہے کہ بندہ اس بات کو دیکھے کہ اللہ کی اُس پر کیا نعمتیں ہیں۔ وہ پائے گا کہ وہ کتنے ہی لوگوں سے فائق ہے جنہیں شمار نہیں کیا جاسکتا۔ اس وقت بندہ یہ محسوس کرے گا کہ اللہ کا اس پر بڑا فضل ہے، میں سمجھتا ہوں کہ آدمی اگر باجماعت نماز پڑھ رہا ہے، قرآن کی تلاوت اور ذکر اذکار کی پابندی کرتا ہے تو وہ بہت سے لوگوں سے دینی معاملات میں بھی فائق ہے۔ یہ ایسی نعمت جلیلہ ہے جو انمول ہے'' اس نے تمہارے اوپر اپنی ظاہری و باطنی نعمت مبذول فرمائی۔''

ذہبی نے محدث کبیر ابن عبدالباقی کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے بغداد میں جامع دارالسلام سے نکلنے کے بعد جائزہ لیا تو پایا کہ کوئی بھی ایسا نہیں تھا جو یہ تمنا کرتا کہ وہ اپنی جائے نماز پر ہوتا۔ ان کی اس بات میں ایجابی اور منفی دونوں پہلو ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' اور ان کو اپنی بہت سی مخلوقات پر نمایاں فوقیت بخشی۔'' (۱۷:۷۰)

وقفہ

اسماء بنت عمیس فرماتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں چند ایسے کلمات نہ سکھا دوں جنہیں تم مصیبت کے وقت کہو؟ وہ یہ کہ اللہ میرا رب ہے میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتی۔'' ایک روایت میں یوں ہے: ''جسے کوئی پریشانی، فکر، غم، بیماری یا شدت لاحق ہو اور وہ کہے اللہ ربی لاشریك له تو اس کی مصیبت ختم کر دی جائے گی۔'' بہت سے معاملات ہوتے ہیں جو تہہ بتہہ تاریکیوں کی مانند آدمی کے دل پر چھا جاتے ہیں۔ جب وہ اپنے رب کی طرف لپکتا ہے، اپنا معاملہ اس کے حوالے کر دیتا ہے اور اپنے آپ کو اس کے سامنے ڈال دیتا ہے اور مخلوق میں سے کسی کو شریک نہیں کرتا تو اس کی پریشانی دور ہو جاتی ہے، لیکن اس طرح کی دعائیں جو آدمی غفلت بھرے اور سست دل سے ادا کرے گا تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔'' شاعر کہتا ہے:

''مال اور تعلقات کے فوت ہونے کا ہمیں کوئی غم نہیں اگر ہماری روحیں سلامت ہیں۔ مال کمایا جا سکتا ہے، عزت بھی حاصل ہو جائے گی اگر اللہ نفوس کو ہلاکت سے بچا لے۔

حاسد سے حفاظت کا نسخہ

(۱) معوذات (وہ آیتیں اور اذکار جن میں اللہ سے پناہ لی گئی ہے)، اذکار اور عام دعائیں: اللہ نے فرمایا' کہو' حاسد کے شر سے تیری پناہ لیتا ہوں۔'' (۵:۱۱۳)

(۲) حاسد سے اپنے معاملات چھپایئے: جیسا کہ حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں سے فرمایا تھا ''تم ایک دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ مختلف دروازوں سے آنا۔'' (۶۷:۱۲)

(۳) حاسد سے دور رہئے: فرمایا کہ آپ کہہ دیجئے ''اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو مجھے چھوڑ دو۔''

(۴) حاسد کی اذیت سے بچنے کے لئے اُس کے ساتھ احسان کریں۔ جیسا کہ فرمایا گیا: ''احسن طریقے سے برائی کو دفع کرو۔'' (۹۶:۲۳)

لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آیئے

حسن اخلاق برکت وسعادت کا باعث ہے، بداخلاقی بدبختی اور بدنصیبی کی بات ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ ''آدمی اپنے حسن اخلاق سے نمازی وروزہ دار کا درجہ پالیتا ہے۔'' ''کیا میں نہ بتاؤں کہ تم میں مجھے سب سے زیادہ محبوب اور قیامت میں سب سے قریب بیٹھنے والا کون ہے؟ وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق زیادہ اچھے ہیں'' تم اخلاق کے بلند مرتبہ پر فائز ہو۔'' ''اللہ کی رحمت ہی تو ہے کہ اس نے آپ کو ان کے لئے نرم بنایا ہے اگر آپ سخت دل ترش رو ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے بھاگ جاتے'' لوگوں سے بھلی بات کہو۔'' ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف میں فرماتی ہیں کہ ''آپ کا اخلاق قرآن تھا۔'' کشادہ دلی اور حسن اخلاق جلد ملنے والی نعمت اور خوشی ہے جو انہیں کو عطا ہوتی ہے جن کے ساتھ اللہ خیر چاہے۔ سرعت انفعال، مزاج کی حدت اور شدت غضب مستقل برائی اور ہمیشہ کا عذاب ہے۔

پریشان نہ ہوں اس پر عمل کریں

جس کو نیند نہ آتی ہو وہ کیا کرے؟ بے خوابی میں نیند مشکل سے آتی ہے آدمی بستر پر کروٹیں بدلتا ہے۔

(۱) شرعی اذکار پڑھیں فرمایا ''اللہ کے ذکر سے ہی قلوب کو اطمینان ملتا ہے'' (۲۸:۱۳)

(۲) دن میں نہ سوئیں الا یہ کہ بہت ضروری ہو جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''دن ہم نے معاشی دوڑ بھاگ کے لئے بنایا ہے۔'' (۱۱:۷۸)

(۳) سونے تک لکھتے پڑھتے رہیں ''اور کہو اے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔'' (۱۱۴:۲۰)

(۴) دن میں مفید کام کر کے جسم کو تھکا دیں ''اور اللہ نے دن اٹھنے کے لئے بنایا ہے۔'' (۴۷:۲۵)

(۵) بیدار کن چیزیں مثلاً قہوہ اور چائے کم لیجئے۔ شاعر کہتا ہے ؎

''ہم نے اپنے دوستوں سے رات کے طویل ہونے کی شکایت کی تو کہنے لگے ہمارے نزدیک

تورات بڑی چھوٹی ہوتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ان کو نیند آتی ہے اور ہماری آنکھوں سے دور رہتی ہے۔"

آدمی گناہ کرتا ہے تو اس سے تلخی پیدا ہوتی ہے۔ جب کہ اطاعت میں حلاوت' ایمان میں بشاشت اور خوشی کا احساس ہوتا ہے۔ ابن تیمیہ فرماتے ہیں "معاصی دل کو توحید کی جولان گاہ میں جانے سے روک دیتے ہیں" "کہئے دیکھو کیا ہے آسمانوں میں اور زمین میں۔"

معصیت کے برے نتائج

(۱) بندے اور اس کے رب کے بیچ پردہ حائل ہو جاتا ہے "ہرگز نہیں یہ (برے لوگ) اُس دن اپنے رب (کے دیدار) سے محجوب ہوں گے۔" (۸۳:۱۵)

(۲) مخلوق کو خالق سے وحشت ہوتی ہے کیونکہ جب آدمی کے اعمال اچھے نہ ہوں تو برے گمان پیدا ہوتے ہیں۔

(۳) مستقل رنج رہتا ہے: "جو عمارت انہوں نے بنائی وہ ان کے دلوں میں شک وشبہ ڈالتی ہے۔"

(۴) دل میں خوف واضطراب پیدا ہوتا ہے: "ہم کافروں کے دل میں رعب ڈال دیں گے کیونکہ یہ اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔" (۳:۱۵۱)

(۵) معیشت میں تنگی آتی ہے "بلاشبہ اس کے لئے تنگ زندگی ہے۔" (۲۰:۱۲۴)

(۶) دل میں سختی اور ظلمت چھا جاتی ہے "ہم نے ان کے دل سخت کر دیئے۔" (۵:۱۳)

(۷) چہرے میں تاریکی اور ترشی پیدا ہوتی ہے "پس وہ لوگ جن کے چہرے کالے پڑ گئے۔ کیا تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا ہے؟" (۳:۱۰۶)

(۸) مخلوق کے دلوں میں بغض پیدا ہو جاتا ہے "تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔"

(۹) رزق میں تنگی ہوگی "اگر انہوں نے تورات وانجیل کو قائم کیا ہوتا اور جوان پر ان کے رب کی طرف سے اتارا گیا تو اپنے اوپر اور پیروں کے نیچے سے رزق پاتے۔" (۵:۶۶)

(۱۰) معصیت اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لینا ہے۔ اس سے ایمان میں کمی اور مصائب کا نزول ہوتا ہے۔ "وہ لوٹے اللہ کے غضب پر غضب کو لے کر" ۲:۹۰" ان کے اعمال کی وجہ سے دلوں پر

زنگ لگ گیا'' ۸۳:۱۴ ''انہوں نے کہا کہ ہمارے دلوں پر تو ٹھپہ لگ گیا ہے۔'' ۸۸:۲

روزی کی طلب میں حرص سے کام نہ لیں

مٹی میں جو کیڑا ہوتا ہے اسے بھی اللہ رب العالمین روزی دیتا ہے۔ ''زمین میں جو بھی چوپایہ ہے اس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے'' (۶:۱۱) ان چڑیوں کو جو گھونسلوں میں ہوتی ہیں اللہ غفور وشکور کھلاتا ہے۔ اسی طرح تمام پرندوں کو رزق رسانی کرتا ہے جو صبح میں خالی پیٹ نکلتے اور شام کو بھرے پیٹ واپس آتے ہیں۔ پانی میں جو مچھلی ہوتی ہے اسے بھی زمین وآسمان کا پالن ہار رزق دیتا ہے ''وہ کھلاتا ہے اسے کھلایا نہیں جاتا'' (۱۴:۶) آپ تو کیڑے، پرندے، اور مچھلی سب سے بڑھ کر ہیں اس لئے روزی کے لئے کیوں پریشان ہوں۔

بہت سے لوگوں کو میں جانتا ہوں جنہیں فقر، کدورت اور تنگ دلی اس لئے لاحق ہوئی کہ وہ اللہ سے دور ہو گئے۔ تم پاؤ گے کہ آدمی مالدار ہے۔ کشادگی سے روزی روٹی مل رہی ہے، اللہ کی طرف سے خیر میں ہے کہ اللہ کی اطاعت سے منہ موڑ لیا، نماز میں سستی برتی' بڑے بڑے گناہ کرنے لگا تو اُس کے رب نے بدن کی عافیت اور رزق کی کشادگی چھین لی، اسے فقر اور رنج وفکر میں مبتلا کر دیا اب وہ پریشانیوں کا شکار ہے۔ ایک مصیبت سے نکلتا ہے دوسری میں پھنس جاتا ہے۔ ''جو میرے ذکر سے اعراض کریں گے ان کی زندگی تنگ ہو جائے گی۔'' (۱۲۴:۲۰)

''یہ اس لئے کہ اللہ کسی نعمت میں تبدیلی کرنے والا نہ تھا جو اس نے لوگوں کو دی ہو جب تک وہ خود اپنے آپ کو نہ بدل لیں۔'' (۵۳:۸)

''تمہیں جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی ہے۔ بہت سی چیزوں کو اللہ معاف کر دیتا ہے۔'' (۳۰:۴۲)

''وہ اگر صحیح طریقہ پر چلتے تو ہم ان کو ٹھنڈا میٹھا پانی پلاتے۔''

بقول شاعر :

'' اے عاشق زار بہت آسانی سے لیلیٰ کو تم نے قتل کر دیا اور اب اسے رو رہے ہو۔''

ناکام ہوا" اللہ نے اسے پکڑ لیا اور دنیا و آخرت کی سزا دے دی"، "ایک چھوٹا کلمہ سعادت کی کنجی ہے، چھوٹی سی عبارت ملت کی میراث ہے اور فوز و فلاح کا جھنڈا یہ کلمہ ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ جو زمین میں یہ کلمہ کہے گا وہ خوش نصیب ہوگا کہ آخرت میں کہا جائے گا۔ "تو نے سچ کہا"۔ "جو صدق لے کر آیا اور سچائی کی تصدیق کی وہ متقیوں میں سے ہے" جو اس کلمہ پر عمل کرے گا اس کی خوش نصیبی یہ ہے کہ وہ تباہی، بربادی، ذلت و رسوائی اور دوزخ سے بچ جائے گا" اللہ ان کو نجات دے گا جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور وہ کامیاب ہوں گے۔" جو اس کلمہ کی طرف بلائے اس کی خوش نصیبی یہ ہے کہ اس کی مدد و نصرت کی جائے گی اس کی کوشش کامیاب ہوگی" ہماری فوج ہی یقینی غلبہ پانے والی ہے۔" اس کلمہ کو چاہنے والے کا حق ہے کہ اس کا درجہ بلند ہو اس کی تکریم و عزت افزائی ہو" عزت اللہ اس کے رسول اور مومنین کے لئے ہے" غلام بلال نے یہ کلمہ کہا تو وہ آزاد ہو گئے۔ "اللہ انہیں ظلمتوں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔" اس کو بولنے سے ہاشمی ابولہب نے انکار کیا تو غلامی، ذلت و حقارت کی موت مرا" جسے اللہ ذلیل کر دے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں" یہ کلمہ وہ اکسیر ہے جو فانی انسانی وجود کو پاک کرتا اور ربانی اور ایمانی بلندیوں میں بدل دیتا ہے" لیکن ہم نے اسے ایسا نور بنا دیا جس سے ہم جن بندوں کو چاہیں ہدایت دے دیں۔" دنیا پر خوش مت ہو جب کہ آخرت سے اعراض کر رکھا ہو کیونکہ تباہ کن عذاب تمہارے راستہ میں ہے اور سزا و فریب تمہارا انتظار کر رہے ہیں" مجھے میرے مال نے فائدہ نہیں پہنچایا میرا اقتدار تباہ ہو گیا۔ تمہارا رب گھات میں لگا ہے۔ اولاد اگر اللہ تعالیٰ سے روگرداں ہے تو اس سے خوش نہ رہئے۔ کیوں اُس سے اعراض بڑی حماقت کی بات ہے بلکہ یہ ذلت کی انتہا ہے" ان پر ذلت اور مسکنت مسلط کر دی گئی۔"

وقفہ

"یا حی یاقیوم برحمتك أستغيث" اس پیاری دعا میں ایک عجیب و غریب مناسبت ہے۔ صفت حیات تمام صفات کمال کو متضمن اور مستلزم ہے، قیومیت کی صفت تمام صفات افعال کو متضمن ہے۔ اس لئے اللہ کا اسم اعظم جس سے اللہ کو پکارا جائے تو وہ سنتا اور جس سے مانگا جائے تو دیتا

ہے الحی القیوم ٹھہرا۔حیات تامہ بیماریوں اور آلام کی ضد ہے اہل جنت کی زندگی چونکہ مکمل ہوگی اس لئے انہیں کوئی رنج کوئی فکر، حزن یا آفت لاحق نہ ہوگی۔ناقص حیات کے کام ناقص رہ جاتے ہیں اور وہ قیومیت کے منافی ہے کمال قیومیت کمال حیات ہے۔حی مطلق تام الحیاۃ ہوتا ہے' اُس سے کوئی بھی صفت کمال نہیں چھوٹی ۔قیوم کے لئے کوئی بھی کام دشوار نہیں ہوتا لہٰذا صفت حیاۃ اور قیومیت تسلسل حیات کو نقصان دہ چیزوں سے بچانے میں بڑا موثر ہے۔بقول شاعر :

''بخدا ہر وہ چیز جس سے تم خوف کھاتے اور ڈرتے ہو مکروہ نہیں ، نہ ہر وہ چیز جسے تم چاہتے ہو محبوب ہے۔جس بات سے زیادہ ڈرا جاتا ہے وہ ہوتی ہی نہیں اس لئے اس فکر کا کیا فائدہ جو فائدہ مند نہ ہو۔''

امر واقعہ کو قبول کر لیں تو حزن نہ ہوگا

مشکل امر کو آسان سمجھ لیں تو آسان ہو جائے گا۔کسی چیز سے مایوس ہو جائیں گے تو آپ کے دل کو تسلی مل جائے گی۔''عنقریب اللہ اور اس کا رسول ہمیں اپنے فضل سے نوازیں گے۔بلا شبہ ہم اللہ کی طرف رغبت رکھتے ہیں۔'' میں نے پڑھا ہے کہ ایک شخص کھڑکی سے کودا اس کی بائیں انگلی میں انگوٹھی تھی۔انگوٹھی کھڑکی کی ایک کیل میں گڑ گئی جیسے ہی وہ نیچے آیا وہ کیل انگلی میں لگی اور اس کو جڑ سے اکھاڑ دیا اور ۴ انگلیاں رہ گئیں۔وہ کہتا ہے کہ مجھے یہ یاد ہی نہیں کہ میرے بس چار انگلیاں ہیں ہاں جب وہ واقعہ یاد آتا ہے تب خیال آتا ہے کہ میں ایک انگلی کھو چکا ہوں، میرا کام چل رہا ہے اور جو ہوا اس پر میں دل سے راضی ہوں۔

''اللہ نے جو مقدر میں لکھا وہ ہوا اور وہ ہونا ہی تھا۔''

مجھے یاد ہے کہ ایک شخص کا بایاں بازو کسی بیماری کے سبب کندھے سے اکھڑ گیا۔اس نے لمبی عمر پائی، شادی کی اور کئی بیٹے ہوئے وہ بہت آسانی سے اپنی کار چلاتا تھا اور اطمینان سے اپنا کام کر لیتا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے اللہ نے اس کے ایک ہی ہاتھ بنایا ہے۔''جو اللہ نے دیا اس پر راضی رہو آپ کو غنا کی دولت مل جائے گی۔'' بقول شاعر

''ایسا آدمی بھی بلند رتبہ ہوتا ہے جس کی چادر پرانی اور قمیص کی جیب میں پیوند لگا ہو۔''

اس قصہ سے یہ سبق ملتا ہے

بڑائی اور عظمت ظاہری سج دھج اور ٹیپ ٹاپ کی چیز نہیں، مال کم ہونا بدبختی کی علامت نہیں، اسی طرح خوش نصیبی یہ نہیں کہ آدمی کے پاس تعیش اور آسائش کی ڈھیر ساری چیزیں ہوں۔

''انسان کو جب اس کا رب آزماتا ہے اور اس کو عزت و نعمت سے نوازتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے میری عزت افزائی کی اور جب روزی تنگ کر کے اسے آزماتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے میری اہانت کی۔'' (۸۹: ۱۵-۱۶)

صلاحیتیں اور اچھی صفات ہی انسان کی قیمت ہیں، اس کا کپڑا، جوتا، محل یا کوٹھی نہیں۔ اس کا وزن علم، کرم، حلم اور عقل میں ہے

''تم میں اللہ کے نزدیک زیادہ معزز وہ ہے جو زیادہ تقویٰ والا ہے۔'' ہمارے موضوع سے اس بحث کا تعلق یہ ہے کہ سعادت و خوش نصیبی بہت زیادہ مال داری، بہترین محل اور سونے چاندی میں نہیں ہے، خوش نصیب وہ اہل دل ہے جو ایمان والا ہے، راضی بقضا ہے محبت والا ہے جسے روشنی حاصل ہے۔

''تمہیں ان کے مال اور ان کی اولاد مبہوت نہ کر دے'' کہہ دو اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر لوگوں کو خوش ہونا چاہئے جو مال یہ جمع کر رہے ہیں اس سے بہتر اللہ کا فضل ہے۔'' اپنے کو خوئے تسلیم ورضا کا عادی بنائیے۔ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ کیا آپ زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں سیڑھی لگالیں گے، یہ بھی آپ کو فائدہ نہ دے گا۔ نہ قضا وقدر سے بچا سکے گا۔ پھر حل کیا ہے؟ حل یہ ہے کہ راضی ہوں اور مان لیں، ''جہاں بھی تم رہو گے تمہیں موت پالے گی اگرچہ تم مضبوط بنائے ہوئے برجوں میں کیوں نہ ہو'' میری زندگی کے سخت اور مشکل ترین اوقات میں وہ ساعت بھی تھی جب ڈاکٹر نے مجھے خبر دی کہ میرے بھائی محمد کا ہاتھ کندھے سے کاٹا جائے گا۔ یہ خبر مجھ پر صاعقہ بن کر گری لیکن میں نے اپنے اوپر قابو پالیا، میری روح اللہ کے اس فرمان کی طرح متوجہ ہوگئی کہ ''جو بھی مصیبت آتی ہے وہ اللہ کے اذن سے آتی ہے جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے اللہ اُس کے دل کو ہدایت دیتا ہے۔'' اور یہ کہ ''صبر کرنے

والوں کو بشارت دے دیجئے'' وہ لوگ جنہیں کوئی مصیبت لاحق ہوتی ہے تو کہتے ہیں "انا للّٰه وانا الیه راجعون" یہ آیات میرے لئے ٹھنڈک' سلامتی اور سکون و بشاشت بن گئیں۔ بقول شاعر :

''خدا نہ کرے کہ تم دنیا کے پیچھے اتاولے ہو جاؤ' جس کا انجام خاتمہ ہے' جہاں آدمی کو چھوٹا سا گڈھا رہنے کے لئے ملے گا۔ دو گز زمین کا ٹکڑا تیرا مکان ہوگا۔

اللہ نے اپنے پاس بلا کر تھوڑی سی عمر میں تمہارا محنتانہ دے دیا۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی حیلہ و تدبیر نہیں، تدبیر تو بس یہی ہے : سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

''کیا فیصلہ یہ کرتے ہیں یا ہم'' ''اللہ اپنے فیصلے نافذ کرتا ہے'' ''وہ جب کسی معاملہ کا ارادہ کر لیتا ہے تو بس 'کن' کہہ دیتا ہے اور وہ ہو جاتا ہے۔'' قادسیہ کے میدان میں حضرت خنساءؓ نخعیہ کو بیک ساعت چار چار بیٹوں کے شہید ہونے کی اطلاع ملی لیکن انہوں نے اللہ کی حمد کی اس کا شکر بجالائیں کہ اس نے اس اعزاز کے لئے ان کا انتخاب کیا کیونکہ ان کے پاس ایمان کا سرچشمہ اور یقین کی دولت تھی، ایسی ہی عورت کامیاب ہوتی ہے، انہیں دنیا و آخرت میں کامیابی ملتی ہے۔ اور اگر وہ یہ نہ کرتیں تو کیا کرتیں، ناراضگی، اضطراب، اعتراض اور انکار' نتیجہ میں دنیا و آخرت کا خسارہ!'' جو راضی ہوا اسے اللہ کی رضا اور جو ناراض ہوا اسے اللہ کی ناراضگی ملے گی۔''

مصائب کا مرہم اور بحرانوں کا علاج یہ ہے کہ انا للّٰه وانا الیه راجعون کہا جائے۔ مطلب یہ ہے کہ ہم سب اللہ کے ہیں ہم اُس کی مخلوق اور اس کی ملکیت ہیں اُسی کی طرف واپس جانا ہے۔ مبدأ اور معاد وہی ہے۔ معاملہ سب اس کے ہاتھ میں ہے۔ ہمارے اختیار میں کچھ نہیں ہے۔ ''ہر شئی ہلاک ہو جائے گی صرف اُس کی ذات باقی رہے گی۔'' کائنات میں ہر چیز فانی ہے۔'' تم بھی مرو گے یہ بھی مرنے والے ہیں۔'' اگر آپ کو اچانک یہ خبر ملے کہ آپ کا گھر جل گیا ہے، یا بیٹا مر گیا ہے یا مال ختم ہو گیا ہے، تو آپ کیا کریں گے؟ ابھی سے اپنے کو عادی بنائیے۔ راہ فرار کام نہ دے گی۔ قضا و قدر سے بچ نہیں سکتے۔ معاملہ جو بھی ہے مان لیجئے۔ تقدیر پر راضی ہو جائیے، واقعہ کا اعتراف کیجئے، اجر کمائیے کیونکہ اس کے علاوہ چارہ نہیں۔ ہاں ایک چیز اور ہے لیکن وہ درست نہیں ہے، اُس سے آپ کو خبردار کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ آپ اکتائیں، پریشانی و اضطراب کا اظہار کریں، ناراض و غضب ناک

ہیں جو عالم علوی، عالم سفلی اور عرش کا رب ہے جو سب سے بڑا اور اونچا ہے۔ ربوبیت تامہ اس کی توحید کو مستلزم ہے کہ وہی ذات واحد عبادت، خوف رجاء، اطاعت حب اور اجلال کے لائق ہے۔ اُس کی عظمت مطلقہ اسے مستلزم ہے کہ ہر کمال کا اثبات اس کے لئے ہو۔ ہر نقص اور تمثیل کی اُس سے نفی کی جائے۔ اس کا حلم اس کے کمال رحم اور مخلوقات پر احسان کو مستلزم ہے۔ ان باتوں کو دل جان جائے، ان کی معرفت پالے تو اس سے اس کی محبت، اجلال اور توحید واجب ہوتی ہے اور اس سے وہ خوش وسرور اور لذت ملتی ہے جس کے ذریعہ کرب، غم اور فکر کے آلام دور ہو سکتے ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ جب مریض کو خوش کن خبر ملتی ہے تو نہ صرف اسے تقویت ملتی بلکہ حسی مرض بھی اس سے دور ہو جاتا ہے۔ قلب کے لئے اس شفاء کا حصول زیادہ مناسب اور زیادہ لائق ہے۔

افسردہ نہ ہوں یہ بدنصیبی کا راستہ ہے

جریدہ المسلمون اپنے شمارہ نمبر ۲۴۰ صفر ۱۴۱۰ھ میں لکھتا ہے کہ دنیا بھر میں ۲۰۰ ملین لوگ افسردگی میں مبتلا ہیں۔ یہ بیماری روئے ارض پر چھا رہی ہے۔ اس میں مالدار یا غریب ملک، مغربی یا مشرقی کی کوئی تفریق نہیں۔ یہ سب کو لاحق ہے اور اکثر اوقات خودکشی پر منتج ہوتا ہے۔ خودکشی بڑے ناموں، القاب عہدوں اور مملکتوں کو نہیں دیکھتی ہاں اہل ایمان سے اسے خوف لاحق ہے بعض اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ دنیا بھر میں ۲۰۰ ملین مریض اس کا نشانہ ہیں۔ جدید ترین اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ دس افراد میں سے کم از کم ایک ضرور اس کا شکار ہے۔ اس مرض کی خطرناکی کا عالم یہ ہے کہ یہ صرف بڑوں کو لاحق نہیں ہوتا بلکہ ماں کے پیٹ میں پل رہے بچے کو بھی نشانہ بنا لیتا ہے۔

افسردگی خودکشی کا دروازہ ہے

اللہ نے فرمایا ''اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔'' ''اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو'' خبر رساں ایجنسیوں کے حوالہ سے یہ خبریں آتی رہیں کہ افسردگی کا مرض سابق صدر امریکہ رونالڈ ریگن کو بھی لاحق ہو گیا تھا۔ جس کا سبب یہ تھا ان کی عمر نوے سے تجاوز کر چکی تھی جب کہ کئی اور بھی امراض انہیں لاحق تھے

اور جلدی جلدی ان کے کئی آپریشن بھی ہوئے تھے ''اگر چہ تم مضبوط برجیوں میں کیوں نہ ہو۔'' ان کے علاوہ اور بھی کئی مشاہیر ہیں خاص طور پر وہ جو آرٹ سے جڑے ہیں انہیں یہ بیماری لاحق ہو جایا کرتی ہے۔ شاعر صلاح جاہین کی موت کا بنیادی سبب اکتاہٹ وافسردگی کو ہی بتایا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نپولین بوناپارٹ بھی جلاوطنی میں افسردہ دلی کا شکار ہو کر مر گیا تھا ''ان کی روحیں نکلتی ہیں کفر کی حالت میں۔''

گزشتہ دنوں ایجنسیوں کے حوالہ سے ایک خبر بھی دنیا بھر کے اخبارات نے نقل کی اور چرچا کا موضوع بنی رہی کہ ایک جرمن ماں نے ایک گھناؤنے جرم کا ارتکاب کیا کہ اُس نے اپنے تین بچوں کو مار ڈالا۔ پتہ چلا کہ اس کا سبب یہ تھا کہ وہ افسردگی کا شکار تھی۔ اسے اپنے بچوں سے شدید محبت تھی۔ اسے خوف ہوا کہ ان بچوں کو بھی اس کی افسردگی لاحق ہو جائے گی اس لئے اُس نے فیصلہ کیا کہ ان تینوں کو قتل ہی کر دیا جائے تا کہ انہیں یہ عذاب نہ لگے۔ اس کے بعد اپنے آپ کو بھی مار ڈالا! عالمی ادارہ برائے صحت کے اعداد وشمار معاملہ کی نزاکت بتاتے ہیں چنانچہ ۱۹۷۳ء میں دنیا بھر میں افسردگی کا شکار تین فیصد تھے ۱۹۷۸ء میں یہ تناسب بڑھ کر ۵ فیصد ہو گیا۔ ایک تحقیق یہ بھی بتاتی ہے کہ ہر چار امریکیوں میں سے ایک شخص افسردگی کا شکار ہے۔ جب کہ ۱۹۸۱ء کو شکاگو میں منعقدہ نفسیاتی اضطراب سیمینار کے صدر نے اعلان کیا کہ دنیا میں ۱۰۰ ملین لوگ افسردگی کا شکار ہیں جن میں زیادہ تر ترقی یافتہ ممالک سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک اور رپورٹ بتاتی ہے کہ دنیا میں دو سو ملین افسردگی کے مریض ہیں۔

''کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہر سال ایک بار یا دو باران کو آزمایا جاتا ہے۔''

ایک حکیم نے کہا: لیموں سے میٹھا شربت بنائیے۔ ایک نے کہا: ''ذکی اور عقلمند وہ نہیں جو اپنے فائدوں میں اضافہ کر لے بلکہ وہ ہے جو اپنے نقصان کو بھی فائدہ میں بدل لے۔''

''یہ وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی رحمت وسلامتی ہے اور جو ہدایت یاب ہیں۔'' ایک مثال ہے کہ ''دیوار سے سر نہ ٹکراؤ'' مفہوم یہ ہے کہ ایسے شخص سے تصادم مول مت لیجئے جس کی دشمنی سے آپ کو کوئی فائدہ نہ ہو۔'' بقول شاعر :

''جس چیز کو آپ نہ کر سکیں اُسے چھوڑ دیں اور اُسے چھوڑ کر جو کر سکتے ہوں اس میں لگیں۔''

ایک کہاوت یہ بھی ہے کہ ''آٹے کو نہ پیسو''

''تو اس نے تمہیں غم پر غم پہنچایا تا کہ تم فوت شدہ پر اداس نہ ہو اور جو تکلیف تمہیں پہنچی ہے اس پر افسردہ نہ ہو۔'' مفہوم یہ ہے کہ جو معاملات پیش آ چکے اور گزر گئے اب ان کو نہ دہرایا جائے کیونکہ اس قلق، اضطراب اور بے چینی سے تضییع اوقات کے علاوہ کوئی فائدہ نہ ہوگا'' ایک انگریزی کہاوت ہے کہ ''آرے کو مت چیرو۔'' یعنی جو لکڑی چیری جا چکی اب دوبارہ مت چیرو۔'' یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب آدمی معمولی باتوں میں لگتا ہے، تفکرات کی جگالی کرتا اور ماضی کو کریدتا ہے۔'' وہ جنہوں نے گھر بیٹھے رہ کر اپنے بھائیوں کے بارے میں کہا اگر انہوں نے ہمارا کہا مانا ہوتا تو یوں قتل نہ ہوتے کہیے تم اپنے آپ سے موت کو ٹال کر دکھاؤ اگر سچے ہو۔''

بقول شاعر:

سلگتی یادو! کریدو نہ میرے ماضی کو
جراحتوں کا کوئی وہ بھی سلسلہ ہوگا

(اسلام پرویز)

جو لوگ بے کار بیٹھے ہیں ان کے لئے کرنے کے بہت سے کام ہیں مثلاً اچھے اعمال کریں' لوگوں کو فائدہ پہنچائیں، مریضوں کی عیادت کریں، قبروں کی زیارت کرلیں، مسجدوں پر توجہ دیں، اچھی سوسائٹیوں میں شرکت کریں۔ احباب کی مجلسوں میں شرکت کریں، گھر اور لائبریری کو ترتیب دیں، نفع بخش ورزش کریں، فقیروں، بیواؤں اور محتاجوں کو فائدہ پہنچائیں

''تم اپنے رب سے ملنے کے لئے کوششیں اور محنتیں کر کے اس سے ملنے والے ہو۔'' تاریخ کا مطالعہ کریں تا کہ مصیبت زدوں، محروموں اور آفت کے ماروں کے بارے میں پتہ چلے۔ چند ابواب کے بعد ان کے بارے میں بعض تفصیلات عرض کی جائیں گی۔ بقول شاعر: تاریخ پڑھئے اس میں عبرتیں ہیں جو لوگ حالات نہیں جانتے وہ گمراہ ہو گئے۔

''انبیاء کے وہ قصے ہم آپ کو سنا رہے ہیں جن سے آپ کے دل کو ڈھارس ملے'' ''ان کے قصوں میں عبرت ہے'' انہیں گزشتہ قوموں کے قصے سنائیے تا کہ یہ سوچیں'' حضرت عمرؓ نے فرمایا' میں

اس حال میں صبح کرتا ہوں کہ تقدیر کے فیصلوں سے تمتع کے سوا اور کوئی چاہت نہیں :

مجھے موت جہاں چاہیں پھینک دے، میں تو شجاعت میں ہی پلا بڑھا ہوں۔

مطلب یہ ہے کہ وہ قضا وقدر کے سامنے سر تسلیم خم کرتے تھے، چاہے ان کے حق میں ہوں یا ان کے لئے کڑوے ہوں۔ ایک سے یہ بھی منقول ہے:

''مجھے پرواہ نہیں کسی سواری پر بیٹھوں گا فقر ملے گا تو صبر کروں گا مالداری ہوگی تو شکر کروں گا۔''

ابوذ ئیب الہذلی کے آٹھ لڑکے طاعون سے ایک ہی سال میں مر گئے اس سے کیا کہنے کی امید کی جا سکتی تھی؟ اس نے ایمان کا ثبوت دیا اور تسلیم ورضا سے کام لیا اور کہا :

''حاسدوں کے سامنے میں استقامت کا مظاہرہ کرتا ہوں تا کہ انہیں پتہ چلے کہ گردش زمانہ سے میں اکھڑ نہیں جاتا جب موت نے اپنے پنجے گاڑ دیئے تو میں نے پایا کہ کسی تعویذ نے فائدہ نہیں دیا۔''

''جو بھی مصیبت ہوتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔''

ابن عباسؓ کی بینائی چلی گئی، انہوں نے اپنے کو تسلی دینے کے لئے کہا:

''اگر اللہ نے میری آنکھوں کی روشنی لے لی ہے تو میرے دل اور روح میں تو نور ہے۔ میرا دل ذکاوت سے مالا مال ہے، میری عقل میں کجی نہیں، میرے منہ میں تلوار کی طرح چلتی زبان ہے۔''

اللہ کی بہت سی نعمتوں میں سے ایک نعمت انہوں نے کھوئی تو دوسری نعمتوں کو یاد کر کے تسلی حاصل کی۔ عروہ بن الزبیر کا پاؤں کٹ گیا۔ ان کا بیٹا احد کے میدان میں کام آیا تو فرمایا:

''اے اللہ ساری حمد تیرے لئے ہے، اگر تو نے لیا ہے تو تو نے ہی دیا تھا، تو نے آزمایا ہے تو تو نے ہی عافیت دی تھی، تو نے چار اعضا دیئے ایک عضو لے لیا اور چار بیٹے دیئے ایک بیٹا لے لیا''

''ان کے صبر کے بدلے انہیں جنت اور ریشم ملے گا۔'' ''تمہارے صبر کی وجہ سے تم پر سلام ہو۔''

درید کا بھائی عبداللہ قتل کر دیا گیا تو درید نے اپنے آپ کو یوں تسلی دی کہ پہلے یہ یاد کیا کہ اس نے مقدور بھر اس کا دفاع کیا لیکن قضا وقدر کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ اس نے اپنے بھائی کے مرثیہ میں کہا :

’’میں نے لشکر سے اس کا دفاع کیا حتیٰ کہ مجھے چاروں طرف سے کالے رنگ کے نیزوں نے ڈھانپ لیا میں نے ایسی نیزہ بازی کی جیسے بھائی کا غم خوار کرسکتا ہے۔ یہ جانتے ہوئے کہ آدمی ہمیشہ رہنے والا نہیں ہے۔ اپنا غم یوں غلط کرتا ہوں کہ میں نے کبھی اسے جھوٹا نہیں کہا، کبھی اس پر مال خرچ کرنے میں بخل نہیں کیا۔‘‘

مصیبت زدوں کی تسلی کے لئے امام شافعیؒ سے یہ منقول ہے۔ فرمایا:

’’گردش زمانہ کو اپنا کام کرنے دو، جو تقدیر ہو اُس پر راضی رہو۔ جب کسی قوم کے بارے میں کوئی فیصلہ ہو جاتا ہے تو نہ زمین اسے پناہ دے سکتی ہے نہ آسمان۔‘‘

ابوالعتاھیہ کے ایک شعر کا مفہوم یہ ہے کہ کتنے ہی نامساعد حالات تمہیں گھیر لیتے ہیں جن کو تم پسند نہیں کرتے حالانکہ اللہ نے ان میں خیر رکھا ہوتا ہے؟ کتنی ہی مرتبہ ہم موت سے ڈرتے ہیں لیکن موت نہیں آتی، کتنی ہی بار ہم سمجھتے ہیں بس اب خاتمہ ہوا چاہتا ہے لیکن وہ عودۃ جدیدہ، قوت اور استمرار ثابت ہوتی ہے؟ کتنی ہی بار ہمارے راستے بند اور رسیاں کٹ جاتی ہیں۔ آفاق تاریک ہو جاتے ہیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ فتح ونصرت، اچھی خبر اور بشارت آ جاتی ہے۔

’’کہہ دو اللہ ہی ہے جو تم کو ہر ایک کرب وبلاء سے نجات دیتا ہے۔‘‘(٦:٦٤)

کتنی ہی بار ہمارے سامنے ہماری دنیا تاریک ہوگئی، ہمارے نفس اور دنیا اپنی وسعتوں کے باوجود ہم پر تنگ ہوگئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ خیر کثیر، آسانی اور تائید حاصل ہوئی۔

’’اور اگر اللہ تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو اس کو اس کے علاوہ کوئی دور نہیں کرسکتا۔‘‘ ٦:١٧

جو جانتا ہے کہ اللہ اس کے معاملہ پر غالب ہے وہ کسی دوسرے سے نہیں ڈر سکتا جو یہ جان لے کہ ہر ایک اللہ سے کم تر ہے تو کون کسی سے ڈرا سکتا ہے؟ جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ اس کے غیر سے کیوں ڈرے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

’’تم ان سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو‘‘(٣:١٧٥)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پاس ہی عزت ہے، اللہ اس کا رسول اور مومنین ہی معزز ہیں۔ اس نے فرمایا ’’ہمارے ہی لشکر غالب ہیں‘‘ ’’ہم اپنے رسولوں کی مدد کریں گے اور اہل ایمان کی دنیاوی زندگی

آئے جو اتنے دراز لگتے تھے جیسے ایک دن سال بھر کا ہو پھر یہ اور وہ سب دن گزر گئے گویا کہ ۔خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا۔"

"یہ ایام ہیں جن کو ہم لوگوں کے مابین الٹتے پلٹتے رہتے ہیں" (۳:۱۴۰)

"گویا کہ جب انہوں نے اس کو دیکھا تو وہ بس ایک شام یا صبح ٹھہرے تھے" (۷۹:۴۶)

مجھے تاریخ کے بڑے لوگوں پر حیرت ہے کہ وہ مصائب کا ایسے استقبال کرتے تھے جیسے وہ بارش کی بوندیں یا شبنم کے قطرے ہیں۔ان میں بھی سب سے آگے سید الخلائق محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو غار میں اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ "گھبراؤ نہیں یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے" ہجرت کے راستہ میں جب کہ اپنا گھر چھوٹ گیا تھا لوگ تعاقب میں تھے اس پر بھی عالم یہ تھا کہ سراقہ کو کسریٰ کے کنگن پہنائے جانے کی بشارت دے رہے تھے۔شاعر نے کہا :

"غار کے اندر غیب کی طرف سے وہ بشارت آئی کہ اس نے دنیا کے لئے سربستہ راز کھول دیئے۔بدر کے معرکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم زرہ پہنے میدان کارزار میں یہ آیت پڑھتے ہوئے آتے ہیں کہ سیھزم الجمع ویولون الدبر جلد ہی یہ شکست خوردہ ہو کر بھاگ جائیں گے۔" میدان احد میں زخمی ہونے اور قتل کی خبر اڑ جانے کے باوجود صحابہؓ سے فرماتے ہیں "میرے پیچھے صف بندی کرو تاکہ رب تعالیٰ کی حمد وثنا کروں۔" یہ نبوی شجاعت تھی جو ثریا کو چھو رہی تھی نبوی ارادہ تھا جو پہاڑوں کو ہلا ڈالتا تھا۔قیس بن عاصم المنقری عرب کے حلیم لوگوں میں تھے ایک دن بیٹھے لوگوں سے کوئی قصہ کہہ رہے تھے کہ ایک آدمی آیا اور اُس نے کہا: ابھی ابھی آپ کے بیٹے کو فلاں نے قتل کر دیا۔انہوں نے نہ اپنا حلقہ توڑا نہ قصہ ختم کیا۔بات پوری ہو جانے کے بعد کہا' بیٹے کو غسل دو تکفین کرو پھر نماز کے لئے مجھے بتانا!'

"یہ لوگ خوش حالی وتنگی ہر حال میں صبر کرتے ہیں" (۲:۱۷۷)

حضرت عکرمہؓ بن ابی جہل کو سکرات موت میں پانی دیا جاتا ہے تو کہتے ہیں پہلے فلاں بھائی کو پانی دو (یعنی حارث بن ہشام کو) اس طرح یکے بعد دیگرے ان لوگوں کے پاس پانی لے جایا گیا حتی کہ سب کی روح پرواز کر گئی۔بقول شاعر :

مال کے خرچ کرنے میں میانہ روی اختیار کرو

ایک عربی شاعر کے قول کا مفہوم ہے کہ مال جمع کرو، مال سے عزت ملتی ہے۔ مال ہو تو تمہیں ددھیال ونھیال کی محتاجی نہ رہے گی، وہ فلسفہ جو اس کا قائل ہے کہ مال کو اسراف میں اڑا دیا جائے فضول خرچی کی جائے یا مال سرے سے جمع ہی نہ کیا جائے صحیح نہیں بلکہ یہ ہندو جوگیوں اور جاہل صوفیوں کی خرافات ہے۔ اسلام کی دعوت تو یہ ہے کہ کمائی بھی پاکیزہ ہو۔ مال بھی پاک ہو اور اسے صحیح راستہ میں خرچ کیا جائے تاکہ بندے کو مال سے عزت ملے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اچھا مال اچھے آدمی کے ہاتھ میں ہو تو کیا خوب بات ہے۔'' یہ حدیث حسن ہے۔ کثرت سے قرض لینے اور مار ڈالنے والی غربت سے تفکرات بے چینی اور غم پیدا ہوتا ہے۔

''کیا تمہیں انتظار ہے سرکشی میں ڈالنے والی مالداری یا بھلا دینے والی محتاجی کا'' ایک حدیث میں نبی کریمؐ نے کفر اور فقر دونوں سے پناہ مانگی اور فرمایا کہ ''فقر کفر تک پہنچا سکتا ہے۔'' آپ کے یہ فرمان اس روایت سے متعارض نہیں جو ابن ماجہ کی روایت کردہ ہے کہ فرمایا:

''دنیا سے زہد برتو اللہ تم سے محبت کرے گا، لوگوں کے مال سے بے رغبتی برتو لوگ تم سے محبت کریں گے۔''

اگرچہ یہ حدیث کمزور ہے البتہ معنیٰ صحیح ہے کہ تمہارے پاس بقدر کفاف مال ہونا چاہئے۔ اتنا ہو کہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانے کی ضرورت نہ پڑے آدمی شریفانہ باوقار زندگی گزارے ''جو آدمی مستغنی ہوگا اللہ اسے لوگوں سے بے نیاز کر دے گا۔''

بقول شاعر: ''میں ہاتھ اس مالک کے آگے ہی پھیلاتا ہوں، لیکن اللہ تعالیٰ سے میں درہم و دینار کی فرمائش نہیں کرتا۔''

صحیح حدیث میں وارد ہے کہ ''اگر تم اپنے وارثوں کو ثروت مند چھوڑ دو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں لوگوں کا محتاج بنا کر چھوڑ دو۔'' بقول شاعر:

''مال کے ذریعہ میں لوگوں کے وہ حقوق ادا کرتا ہوں جن کی حق تلفی لوگ کرتے ہیں، جتنی بھی

میری استطاعت ہے۔“

ایک نے عزت نفس کے سلسلہ میں کہا ہے۔ سب سے اچھی بات یہ ہے کہ میں کہوں ”لو“ اور سب سے خراب بات ”نہیں اور اگر مگر ہے“ قرآن وحدیث کے مطابق ”دینے والا ہاتھ لینے والے سے بہتر ہے۔“ نہ مانگنے والوں کی تعریف میں فرمایا ”وہ عفت برتتے ہیں اور اس وجہ سے لوگ انہیں مال دار سمجھ لیتے ہیں“

مطلب یہ ہے کہ انسانوں کی چمچہ گیری کر کے ان سے روزی یا مال مت مانگو۔ روزی، عمر اور افزائش کی ضمانت اللہ نے لی ہے۔ ایمان کی عزت سینہ چوڑا کرتی ہے اہل ایمان شرفاء ہوتے ہیں انہیں عزت ملتی ہے، ان کے سر بلند اور ان کی ناک اونچی ہوتی ہے فرمایا گیا:

”لوگ ان کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں عزت تو ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کے لئے ہے“

ابن الوردی نے کہا:

میں ان ہاتھوں کو بوسہ دینے کی رغبت بالکل نہیں رکھتا جن کا کاٹ دینا میرے نزدیک بوسہ سے اچھا ہے۔ اگر کوئی مجھے نوازے تو میں ان کا غلام بن جاؤں اگر ایسا نہیں تو پھر مجھے شرمندگی ہی ہوگی۔

غیر اللہ سے تعلق نہ رکھیں

جب اللہ ہی مارنے جلانے والا اور روزی دینے والا ہے تو پھر لوگوں سے کیا خوف اور کیا ڈر ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ لوگوں سے تعلق، ان کی رضا جوئی اور تقرب کی کوشش، ان کی تعریف اور یہ اندیشہ کہ ان کی مذمت کی تو نقصان ہوگا، ان چیزوں سے نہ صرف یہ کہ رنج وغم پیدا ہوتے ہیں بلکہ یہ توحید کی کمزوری کی بھی دلیل ہے۔ بقول شاعر :

زندگی کڑوی ہو لیکن کاش تم میٹھے رہو۔ لوگ چاہے ناراض ہوں پر تم راضی رہو، اگر تمہاری سچی محبت حاصل ہے تو سب آسان ہے۔ زمین پر جو کچھ ہے سب مٹی کا ہی تو ہے۔

انشراح صدر کے اسباب

علامہ ابن قیمؒ نے شرح صدر کرنے والی کئی چیزیں بتائی ہیں: ان میں اہم ترین توحید ہے، جتنا صاف ستھرا عقیدہ توحید ہوگا اتنا ہی سینہ کشادہ ہوگا۔ جس کی وسعت دنیا و مافیھا سے زیادہ ہوگی۔ مشرک وملحد کی کیا زندگی؟ اللہ فرماتا ہے

''جو میرے ذکر سے اعراض کرتے ہیں ان کی زندگی تنگ ہوگی، قیامت میں ہم انہیں اندھا اٹھائیں گے'' (۲۰:۱۲۴) ''جس کو اللہ ہدایت دینا چاہتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔'' (۶:۱۲۵) اور فرمایا ''وہ شخص جس کا سینہ ہم نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے اور وہ اپنے رب کی طرف سے روشنی میں ہے۔'' (۳۹:۲۲)

اللہ نے دشمنوں کو ضیق صدر، رعب وخوف اور قلق واضطراب کی دھمکیاں دی ہیں ''کافروں کے دل میں ہم عنقریب رعب ڈال دیں گے ان کے شرک باللہ کی پاداش میں جس کی اللہ نے کوئی دلیل نہیں اتاری'' تباہی ہے ان کے لئے جن کے دل اللہ کی یاد سے محروم ہیں'' ''جسے اللہ گمراہ کرنا چاہتا ہے اس کے سینہ میں تنگی ڈال دیتا ہے گویا کہ وہ آسمان میں چڑھ رہا ہے۔'' (۶:۱۲۵)

انشراح صدر کے اسباب میں نفع بخش علم بھی ہے۔ علم والے سب سے زیادہ شرح صدر کے حامل، سب سے زیادہ خوش اور مسرور ہوا کرتے ہیں کیونکہ ان کے پاس میراث نبوت محمدی ہوتی ہے۔ ''اللہ نے تمہیں وہ سکھایا جو تم جانتے نہ تھے۔'' ''جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے''

انہیں چیزوں میں سے عمل صالح بھی ہے کیونکہ نیکی سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے، چہرہ میں نورانیت، رزق میں وسعت اور مخلوق کے دلوں میں محبت ہوتی ہے ''ہم ان کو پلاتے ٹھنڈا میٹھا پانی۔''

انہیں اسباب میں سے شجاعت بھی ہے، شجاع کا دل بڑا، سینہ چوڑا ہوتا ہے، اس کے پاس قوت ہوتی ہے کیونکہ اس کا مرجع رحمان ہوتا ہے لہٰذا نہ حادثات زمانہ اس پر اثر انداز ہوتے نہ بھونچال اسے ہلا مارتے اور نہ تکلیفیں اسے گراں گزرتی ہیں۔ بقول شاعر:

''اس نے موت کے سرخ کپڑے پہن لئے تو اس کی رات ہری اور ریشمی بن گئی وہ نہیں مرا

جب تک کہ اس کی تلوار کی دھار کند نہ پڑ گئی جو کہ خون سے سرخ نیزوں کو توڑ دیا کرتی تھی۔"

انہیں اسباب میں سے معاصی سے بچنا بھی ہے۔ کیونکہ معصیت سے دل میلا ہوتا، سینہ میں وحشت بیٹھتی اور ظلمت چھا جاتی ہے۔ ایک شاعر نے کہا ہے:

"میری رائے میں گناہ دل کو مار دیتے ہیں اور گناہ کرتے چلے جانے سے ذلت نصیب ہوتی ہے۔"

انہیں میں یہ ہے کہ مباحات کی کثرت سے بھی اجتناب ہو مثلاً، کھانا پینا، بات چیت، نیند اور میل جول کم ہو۔ فرمایا "وہ جو لغویات سے اعراض کرتے ہیں" "جو بھی بات آدمی کرتا ہے اسے ایک مستعد نگراں اچک لیتا ہے" "اور کھاؤ پیو اور اسراف نہ کرو۔"

شاعر نے کہا:

بھائی تم بہت سوتے ہو، کیا نہیں معلوم کہ زندگی کے بعد ایک بہت لمبی و دراز نیند سونا ہے۔ خلق و تدبیر کے امور فیصل ہو چکے ہیں، جو بھی حرکت ہوتی ہے، پتہ کھڑکتا ہے وہ اللہ کے اذن سے ہوتا ہے۔ تو رنج و فکر کس بات پر؟ حدیث میں ہے کہ اللہ نے مخلوق کی تقدیریں آفرینشِ عالم سے ۵۰ سال پہلے لکھ دی تھیں۔ متنبّی کہتا ہے:

"چھوٹے آدمی کی نظر میں چھوٹے امور ہی بڑے ہوتے ہیں جب کہ بڑا آدمی بڑے امور کو بھی چھوٹا سمجھتا ہے۔"

آزادی کا مزہ لطیف ہے

شیخ راشد اپنی کتاب "المسار" میں کہتے ہیں: جس آدمی کے پاس تین سو ساٹھ روٹیاں، زیتون کا گھڑا اور ۱۶۰۰ کھجوریں ہوں اُسے کوئی غلام نہیں بنا سکتا۔ سلف میں ایک نے کہا جو پانی اور سوکھی روٹی پر اکتفا کر لے وہ اللہ کے علاوہ کسی کا غلام نہیں ہو سکتا "اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں جسے جتایا جائے" ایک شاعر کے قول کا مفہوم ہے:

"میں نے اپنے حرص و آز کی پیروی کی جس نے مجھے غلام بنا دیا۔ اگر میں نے قناعت سے کام

لیا ہوتا تو میں آج آزاد ہوتا۔ جو لوگ مال جمع کر کے یا منصب اور نوکری کے ذریعہ خوشیاں حاصل کرنا چاہتے ہیں، انہیں جلد ہی معلوم ہو جائے گا کہ وہ تو درحقیقت گھاٹے کا سودا کر رہے ہیں اور اس کا نتیجہ انہیں صرف رنج و تفکرات کی شکل میں ملے گا"

"تم ہمارے پاس تنہا تنہا آتے ہو جیسا کہ ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا تمہیں جو کچھ ہم نے دیا اسے پیٹھ پیچھے چھوڑ آئے ہو" (۹۴:۶)

"تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت بہتر اور زیادہ باقی رہنے والی ہے۔" ۱۶:۸۷

سفیان ثوریؒ نے مٹی کا تکیہ بنالیا

سفیان ثوریؒ حج کرنے گئے۔ مزدلفہ میں انہوں نے مٹی کے ایک ڈھیر کا تکیہ بنالیا لوگوں نے ان سے کہا: ایسی جگہ میں آپ اور مٹی کا تکیہ جب کہ آپ دنیا کے سب سے بڑے محدث ہیں؟ فرمایا یہ تکیہ خلیفہ ابو جعفر المنصور کے تکیہ سے بہتر ہے۔ شعر:

"خدا کرے وہ ہاتھ جو تجھے ذلیل کرنے کے لئے اٹھیں تم تک پہنچنے سے پہلے ہی تلوار سے کاٹ ڈالے جائیں۔"

"کہہ دو ہمیں وہ پہنچے گا جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دیا ہے۔" (۹:۵۱)

افواہ بازوں کی طرف کان نہ دھریں

جھوٹے وعدے، فضول قسم کے غلط تخمینے اور قیاسات جن سے اکثر لوگ خوف کھاتے ہیں صرف اوہام ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"شیطان تم کو محتاجگی سے ڈراتا ہے اور برے کاموں کا حکم دیتا ہے، اللہ تم سے مغفرت اور فضل کا وعدہ کرتا ہے، اللہ وسعت والا اور علیم ہے" (۲:۲۶۸)

قلق، بے خوابی اور السر یہ سب قنوطیت، مایوسی، ناکامی و نامرادی کے نتائج ہیں۔ بقول شاعر:

"ہمیں سزا نہ دو ہمیں تو ایسا قلق لاحق ہے جو رات بھر سونے نہیں دیتا۔"

سب وشتم سے آپ کو نقصان نہ ہوگا

امریکی صدر ابراہیم لنکن کہا کرتا تھا: سب وشتم سے بھرے جو خطوط مجھے بھیجے جاتے ہیں میں ان کا لفافہ کھول کر نہیں دیکھتا' نہ پڑھتا ہوں۔ ان کا جواب تو کیا دوں گا۔ وجہ یہ ہے کہ قوم کے لئے جو کچھ میں کر رہا ہوں اس سے اتنی فرصت نہیں کہ ان چیزوں میں پڑوں۔''

''آپ ان سے اعراض کیجئے'' ''اور بہتر درگزر سے کام لیجئے'' ''ان سے درگزر کیجئے اور انہیں دور سے سلام کہہ دیجئے۔''

حسانؓ فرماتے ہیں :

''میں پروانہیں کرتا کہ غم کے مارے کوئی سانڈ چلایا یا پیٹھ پیچھے کسی کمینے نے میری برائی کی۔''

مطلب یہ ہے کہ کمینوں، رذیلوں اور حقیروں کی گالی اور لوگوں کی آبرو پر حرف رکھنے والوں کی باتیں کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ کسی مسلمان کو انہیں اہمیت نہ دینی چاہئے کسی بہادر کو ان کی بنیاد پر کوئی اقدام نہیں کرنا چاہئے۔ دوسری جنگ عظیم میں امریکی امیر البحر ایک شاندار اور مشہور آدمی تھا لیکن اس کے ماتحت اسے ناپسند کرتے اور گالیاں دیتے تھے ایک دن بولا کہ اس تنقید سے میرا کیا بگڑے گا۔ اب میں بڑا ہو گیا، عمر خاصی ہو گئی، میں جانتا ہوں کہ باتوں سے بلندی نہیں ڈھیتی نہ وہ مضبوط دیوار کو اُڑا سکتیں۔ بقول شاعر: یہ شاعر مجھ سے کیا چاہتے ہیں جب کہ میں ۴۰ کی حد بھی پار کر چکا، حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں منقول ہے کہ فرمایا: دشمنوں سے پیار کرو'' مطلب یہ ہے کہ دشمنوں کو پورے طور پر معاف کر دو تا کہ تمہیں شقاوت، جذبۂ انتقام اور حسد سے نجات ملے، یہ آزار زندگی کے دشمن ہیں۔

''اور لوگوں سے درگزر کرنے والے محسن ہیں جنہیں اللہ محبوب رکھتا ہے'' جاؤ تم سب آزاد ہو آج تمہارے اوپر کوئی ملامت نہیں' جو گزر را اسے اللہ معاف کرے۔''

کائنات کی کتاب جمال پڑھئے

اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں جمال کا مطالعہ اور کائنات میں غور کر کے لطف اٹھانے سے بھی

ہے۔اللہ فرماتا ہے:

''چاند سورج بھی ایک حساب سے چل رہے ہیں'' ''نہ سورج کو چاند پکڑ سکتا ہے نہ رات دن سے پہلے آتی ہے یہ سب ایک دائرہ میں گردش کر رہے ہیں۔''

حرص سودمند نہیں ہوتی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی نفس اس وقت تک نہیں مرسکتا جب تک اپنے مقدر میں لکھی روزی اور عمر کی تکمیل نہ کرلے۔'' تب جزع فزع کیوں ہو؟ حرص اور لالچ کیوں آئے؟ جب ہر چیز طے شدہ اور مقدر ہے

''اللہ کے نزدیک ہر چیز ایک اندازہ سے ہے'' ''اللہ کا حکم ہو کر ہی رہتا ہے۔''

پریشانیاں آپ کے گناہوں کا کفارہ بن جائیں گی

ابن المعتز شاعر کے بارے میں منقول ہے کہ کہا کرتا تھا: جو اللہ پر توکل کرتا ہے اس سے اچھی سواری کسی کی نہیں ہوتی۔ جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اس سے تیز سفر کسی کا نہیں ہوتا!! صحیح حدیث میں وارد ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن کو جو بھی رنج فکر، پریشانی، تکان اور دُکھ تکلیف پہنچتی ہے حتی کہ کوئی کانٹا بھی اسے لگتا ہے تو اللہ اس کے ذریعہ اُس کے گناہوں کا کفارہ کردے گا۔'' یہ وہی کرسکتا ہے جو صبر کرے، ثواب کی اُمید رکھے، انابت اختیار کرے اور یہ یقین رکھے اس کا معاملہ اللہ واحد، وہاب سے ہے۔ متنبّی نے اپنے حکیمانہ ابیات میں بعض ایسی چیزیں لکھی ہیں جن سے انسان کو قوت ملتی اور انشراح حاصل ہوتا ہے :

''زمانہ سے بے پروائی سے ملو جب تمہاری جان میں جان ہے، جو چیز خوش کن ہے وہ ہمیشہ نہیں رہ سکتی اور غم کسی غائب کو لوٹا نہیں سکتا'' تاکہ فوت شدہ پر تم افسوس نہ کرو اور جو اللہ نے دیا ہے اس پر اتراؤ نہیں۔''

ہمیں اللہ کافی ہے

''ہمیں اللہ کافی ہے وہ بہترین کارساز ہے'' یہ جملہ حضرت ابراہیمؑ نے اس وقت کہا جب آگ میں ڈالے جارہے تھے تو آگ ان کے لئے ٹھنڈک اور سلامتی بن گئی۔ میدان اُحد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کہا تو اللہ نے آپ کو نصرت سے نوازا۔ ابراہیمؑ کو منجنیق میں رکھا گیا جبریل حاضر ہوکر بولے کیا مجھ سے کوئی ضرورت ہے؟ فرمایا تم سے تو نہیں مگر اللہ سے یقیناً ہے! سمندر کی خاصیت ڈبونا اور آگ کی جلانا ہے لیکن حسبنا اللہ ونعم الوکیل کہنے کے سبب ایک خشک ہوگیا دوسری بجھ گئی۔ حضرت موسیٰؑ نے سامنے دریا اور پیچھے دشمن کو دیکھا تو فرمایا ''ہرگز نہیں میرے ساتھ میرا رب ہے وہ مجھے ہدایت دے گا'' چنانچہ وہ اللہ کے اذن سے نجات پا گئے۔ سیرت میں آتا ہے کہ اللہ کے رسولؐ جب غار میں داخل ہوئے تو اللہ نے کبوتر کو خدمت پر لگا دیا اس نے گھونسلہ رکھ لیا مکڑی نے غار کے منہ پر جالا بن دیا مشرکین وہاں تک آئے اور دیکھ کر کہنے لگے یہاں محمد نہیں داخل ہوئے ہوں گے بقول شاعر :

انہوں نے مکڑی کے جالے اور کبوتر کے گھونسلہ کو دیکھا یہ نہیں دیکھا کہ اللہ نے اپنی عنایت سے بہت سی زرہوں اور بڑے بڑے قلعوں سے بھی بے نیاز کردیا۔ عنایت ربانی اس وقت حاصل ہوتی ہے جب بندہ یہ یقین کرکے کہ رب تعالیٰ قدیر ناصر اور سچا دوست ومددگار ہے اس کی طرف یکسوئی سے متوجہ ہوجائے، شوقی نے اس مضمون کو یوں ادا کیا ہے:

اگر اللہ کی عنایت ہوجائے تو سارے کے سارے حادثے اور الیے امن وامان بن جائیں

''آپ ہماری نگرانی میں ہیں۔'' (۴۸:۵۲)

''اللہ بہترین محافظ اور ارحم الرحمین ہے'' (۶۴:۱۲)

خوش نصیبی کے عناصر

ترمذی نے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ''جو اپنے گھر میں مامون ہوکر سوئے، صحت مند ہو، دن بھر کی روزی اس کے پاس ہو تو گویا دنیا تمام آرائشوں کے ساتھ اُسے مل گئی'' معنی یہ ہے کہ جب

غذا مل رہی ہو، مکان موجود ہو، امن سے آدمی رہتا ہو تو وہ سب سے بڑا خوش نصیب ہے، اسے بہترین ثمرات مل گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے حوالہ سے فرماتا ہے "میں نے اپنی نعمت تم پر تمام کر دی۔" سوال یہ ہے کہ رسول اللہؐ پر کون سی نعمت اتری۔ کیا مادی آسائش؟ غذا؟ یا محلات اچھے مکانات اور سونا چاندی؟ حالانکہ آپ کے پاس یہ سب نہیں تھا۔ پیغمبر اعظم و آخر تو مٹی کے بنے کمرہ میں سوتے تھے جس کی چھت پر کھجور کی ٹہنیاں ڈال دی گئی تھیں۔ آپ اپنے پیٹ پر دو دو پتھر باندھتے تھے۔ کھجور کی چھال سے بنا بستر استعمال کرتے جس سے بدن میں نشان پڑ جاتے، اپنی زرہ یہودی کے پاس جو کے تیس صاع کے عوض میں گروی رکھی' تین دن ایسے بھی گزرے کہ خراب کھجور بھی بھوک مٹانے کے لئے نہیں ملی۔ بقول شاعر:

"آپ دنیا سے اس حال میں رخصت ہوئے کہ تھوڑے سے جو کے بدلے زرہ رہن رکھی تھی رہن کی مدت ختم ہونے سے پہلے آپ دنیا کو خیر باد کہہ گئے۔ یتیمی کے معنیٰ و مفہوم کو آپ سے بہتر کس نے جانا' میرے آقا! آپ کو یتیموں کا والی کہا گیا۔"

میرے ایک قصیدہ میں اس مفہوم کو یوں ادا کیا گیا ہے:

"اونچے اور شاندار محلات سے آپ کو ایک کچے گھر یا ایک غار نے بے نیاز کر دیا آپ نے فضائل کے مضبوط برج تعمیر کئے اور شاندار خیموں تک کا مرکز ان کو بنا دیا"

"یقیناً آخرت آپ کے لئے دنیا سے بہتر ہے۔" (۴:۹۳)

"آپ کا رب آپ کو جلد ہی دے گا جس سے آپ خوش ہو جائیں گے" (۵:۹۳) "ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا۔" (۱:۱۰۸)

جاہ و منصب

زندگی کے بوجھل کاموں میں جاہ و منصب بھی ہے ابن الوردی کہتے ہیں:

"اس جاہ و مرتبہ نے تو میری جلد بھی کمزور کر دی۔ رذیلوں کی مدارات میں بہت ہی زحمت

وراحت خطرہ میں پڑ جاتی ہے۔ان ٹیکسوں سے چند ہی لوگ بچ پاتے ہیں۔اس میں آدمی کو روزانہ اپنے خون پسینے سے اپنی شہرت، راحت، عزت اور شرف وکرامت کا ٹیکس دینا پڑتا ہے"امارت کا سوال مت کرنا"

"دودھ پلانے والی کیا خوب ہوتی ہے اور دودھ چھڑانے والی کتنی خراب ہوتی ہے۔" "میرا اقتدار مجھ سے چھن گیا"

شاعر کہتا ہے :

"فرض کرلو کہ دنیا تمہیں مفت میں مل جائے لیکن کیا اس کا انجام زوال نہیں ہے؟"

سوچئے کہ دنیا کی ہر چیز آپ کو مل جائے لیکن اُس کا انجام کیا ہوگا؟ فنا اور زوال

"اور تیرا اجلال وعظمت والا رب باقی رہے گا"

صالحین میں ایک نے اپنے بیٹے سے کہا:

"بیٹے سرداری کی تمنا نہ کرو کیونکہ سرداری بہت تکلیف دہ چیز ہے۔مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ سرداری نہ چاہو کیونکہ سب وشتم، ہڑتالیں اور ناراضگی قائد اور ذمہ داروں کے خلاف ہی ہوتی ہے۔ ایک شاعر کے نزدیک تو معاملہ یہ ہے:

"جو برسر اقتدار ہو اگر وہ عدل وانصاف بھی کرے تب بھی آدھے لوگ اس کے دشمن ہوتے ہیں۔"

آؤ نماز کی طرف

"اے ایمان والو! صبر وصلوٰۃ سے استعانت حاصل کرو۔" (۲:۴۵) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی اہم معاملہ پیش آتا تو آپؐ فرماتے "اے بلال نماز کا اعلان کر کے ہمیں آرام پہنچاؤ" اور فرماتے نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک رکھی گئی ہے۔" جب سینہ تنگ ہوجائے، معاملہ مشکل ہوجائے، سازشیں زیادہ ہوں تو نماز سے مدد لو، جب ایام تاریک ہوجائیں' راتیں مشکل پڑ جائیں، دوست بدل جائیں تو نماز پڑھو۔

روشن ہوتا اور عزت بڑھتی ہے۔ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: سب سے بہتر درودؑ درود ابراہیمی ہے۔یعنی "اللھم صلی علی محمد وعلیٰ آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم وبارك علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انك حمید مجید :

"آپؐ کی محبت میں ہم ہر قیمتی چیز کو فراموش کر چکے، اب تو ہماری سب سے قیمتی متاع آپؐ ہی ہیں۔آپؐ کی محبت پر ہمیں ملامت کی جاتی ہے جو ہمارے لئے شرف کی بات ہے، ہمیں اس ملامت کی پرواہ نہیں ہے۔"

صدقہ سے سینے میں کشادگی پیدا ہوتی ہے

خوش نصیبی کے اسباب اور تکدر اور رنج کا ازالہ کرنے والے عوامل میں یہ بھی داخل ہے کہ لوگوں پر احسان کیا جائے، صدقہ، نیکی وغیرہ اعمال کئے جائیں۔ان چیزوں سے بھی کشادہ ظرفی پیدا ہوتی ہے "جو ہم نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرو۔" "وہ لوگ جو صدقہ کرتے ہیں مرد ہو یا عورت" نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بخیل اور کریم کی مثال دو ایسے لوگوں سے دی ہے جو جبہ پہنے ہوں، کریم خرچ کرتا اور سخاوت کرتا ہے جبہ اور لوہے کی زرہ بھی اس کے لئے وسیع ہو جاتی ہے حتیٰ کہ اس کا نشان بھی نہیں رہتا۔بخیل روکتا اور منع کرتا ہے تو اس کی زرہ سکڑتی رہتی ہے حتیٰ کہ اس کی روح بھی تنگ آ جاتی ہے "ان کی مثال جو اپنے مال اللہ کی خوشنودی کے حصول میں اور اپنے آپ کو جمانے کے لئے خرچ کرتے ہیں اس باغ کی سی ہے جو کسی ٹیلہ پر ہو جس پر بارش پڑی تو دوگنا پھل پیدا ہوا اگر زور کی بارش نہ پڑے تو ہلکی پھوار تو اسے لگتی ہی ہے" مزید اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اپنے ہاتھ کو گردن سے باندھ کر نہ رکھو" روح کا باندھنا بھی ہاتھ کے باندھنے کا ایک جز ہے۔بخیل لوگ سب سے زیادہ تنگ دل اور بداخلاق ہوتے ہیں کہ اللہ نے جو عنایتیں کی ہیں وہ ان میں بھی بخل سے کام لیتے ہیں، اگر انہیں پتہ چلتا کہ لوگوں کو جو کچھ دیتے ہیں اُس سے انہیں کی خوش نصیبی میں اضافہ ہوتا ہے تو وہ اس نیک کام میں جلدی کرتے "اگر تم اللہ کو قرض حسنہ دو گے تو وہ تمہیں دوگنا اجر دے گا۔اور تمہاری مغفرت کر دے گا" اور فرمایا "جو نفس کی تنگی

سے بچالیا گیا تو وہ کامیاب وکامران لوگوں میں ہوگا'' ''ہم نے انہیں جو عطا کیا ہے اُس میں سے خرچ کرتے ہیں۔'' بقول شاعر : ''اللہ نے جو عطا کیا ہے اس میں سے خرچ کرو' مال عاریت ہے' عمر کوچ کر جانے والی ہے۔ مال پانی کی مانند ہے اس کے سرچشمے روک دو تو سڑ جائے گا اور اگر وہ جاری رہے تو پانی صاف اور میٹھا جاری رہے گا''

حاتم کہتا ہے:

''اس عالم الغیب کی قسم جو گلی سڑی ہڈیوں کو بھی زندہ کر دیتا ہے۔ میرا پیٹ تو بھر گیا تھا لیکن کھانے اور کھلانے پر اُبھارتا تھا اس ڈر سے کہ کسی دن کمینہ نہ کہہ دیا جاؤں۔''

یہ سخی روز اپنی بیوی کو حکم دیتا تھا کہ مہمانوں کی ضیافت کا انتظام کرے اور انتظار کیا کرے کہ کوئی بھولا بھٹکا مسافر آ جائے، ان کے ساتھ خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آئیں تاکہ اس کا سینہ ٹھنڈا ہو وہ کہتا ہے :

''جب تم کھانا بنالو تو ایک کھانے والا بھی ڈھونڈ و کیونکہ میں اکیلا اُسے نہیں کھایا کرتا۔''

اگلے شعر میں وہ اپنے نظریہ کی وضاحت یوں کرتا ہے۔

''مجھے دکھاؤ کہ کوئی سخی آدمی اپنے وقت سے پہلے مرگیا ہو یا کوئی بخیل ہمیشہ رہا ہوتا کہ میرے دل کو سکون ملے۔''

حاتم کا یہ قول ایک صاف صاف ریاضیاتی منطق پر مبنی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کی صداقت میں شبہ نہیں۔ کیا مال جمع کرنا مال دار کی عمر میں کچھ اضافہ کرتا ہے؟ کیا آدمی کا انفاق اس کی عمر گھٹا دیتا ہے؟ ہرگز نہیں!

غصہ نہ کریں

''اور اگر شیطان کبھی تمہیں کچوکا لگائے تو اللہ سے پناہ مانگو بے شک وہ سننے والا جاننے والا ہے۔'' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی کو نصیحت فرمائی ''غصہ نہ کرو غصہ نہ کرو'' آپ ؐ کے پاس ایک شخص کو غصہ آیا تو آپ ؐ نے اسے حکم دیا کہ شیطان الرجیم سے اللہ کی پناہ لو۔ دعا فرمائی ''میرے رب! میں

تیری پناہ مانگتا ہوں کہ شیاطین میرے پاس آئیں۔" بے شک وہ لوگ جو تقویٰ والے ہیں جب شیطان کی طرف سے ان پر یلغار ہوتی ہے تو وہ خدا کو یاد کرتے ہیں تو روشنی میں آجاتے ہیں" حدت اور غضب ان چیزوں میں سے ہیں جو رنج و فکر اور غم پیدا کرتی ہیں۔ نبی کریمؐ نے ان کی دوا یہ تجویز کی ہے: غصہ وغضب چھوڑنے کا طبیعت کو عادی بنائیں "اپنے غصہ کو پی جانے والے" "جب انہیں غصہ آتا ہے تو وہ مغفرت کی دعا کرتے ہیں" دوسری چیز وضو ہے۔ چونکہ غضب آگ کا ایک انگارہ ہے اور آگ کو پانی بجھاتا ہے "طہارت ایمان کا ایک حصہ ہے، وضو مومن کا ہتھیار ہے۔" غصہ کم کرنے کی تدبیر میں یہ بھی ہے کہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے، بیٹھا ہو تو لیٹ جائے ایک چیز یہ ہے کہ خاموشی اختیار کرے۔ غصہ آئے تو کلام نہ کرے اور یہ یاد کرے کہ غصہ پی جانے والوں اور درگزر کرنے والوں کو کیا ثواب ملے گا۔

صبح سویرے پڑھی جانے والی دُعائیں

ذیل میں ہم بعض وہ اذکار اور دعائیں لکھتے ہیں جنہیں آپ روز صبح صبح پڑھیں۔ ان دعاؤں سے خوشی و مسرت بھی حاصل ہوگی۔ شیاطین، انس وجن سے بھی آپ محفوظ رہیں گے دن بھر یہ اذکار آپ کی حفاظت کریں گے۔ بعض اذکار جو صحیح احادیث سے ثابت ہیں یہ ہیں:

(۱) "أمسينا وأمسى الملك لله، والحمدلله، ولا اله الا الله وحده لاشريك له، له الملك وله الحمد وهو على كل شئي قدير رب أسالك خير مافى هذه الليلة وخير مابعدها، وأعوذ بك من شر هذه الليلة وشر مابعدها، رب أعوذبك من الكسل وسوء الكبر رب أعوذبك من عذاب فى النار وعذاب فى القبر۔"

(۲) ایک حدیث میں یہ دعا آئی ہے: "اللّٰهم عالم الغيب والشهادة، فاطر السماوات والأرض، رب كل شئي ومليكه أشهد أن لا إله إلا أنت، أعوذبك من شرنفسي، وشرالشيطان وشركه، وأن أقترف على نفسي سوءً ا أو أجرّه إلى مسلم۔" ایک حدیث میں یہ دعاء آئی ہے:

(۳) بسم اللّٰه الذى لايضرمع إسمه شئى فى الأرض ولا فى السماء وهو السميع العليم، تین مرتبہ پڑھیں۔

(۴) اللهم إنى أصبحت أشهدك وأشهد حملة عرشك وملائكتك وجميع خلقك إنك أنت اللّٰه لا إله إلا أنت وحدك لاشريك لك، وأن محمداً عبدك ورسولك ، اسے چار مرتبہ پڑھیں۔

(۵) اللهم إنى أعوذبك أن أشرك بك شيئاً وأنا أعلم واستغفرك لما لا أعلم۔ تین بار۔

(۶) أصبحنا علىٰ فطرة الإسلام وعلى كلمة الإخلاص، وعلى دين نبينا محمد صلى اللّٰه عليه وسلم وعلى ملة أبيناء إبراهيم حنيفا مسلما وماكان من المشركين۔ تین مرتبہ۔

(۷) سبحان اللّٰه وبحمده، عدد خلقه ورضانفسه، وزنة عرشه ومداد كلماته ۔ تین بار۔

(۸) رضيت بالله رباوبالإسلام دينا وبمحمدصلى الله عليه وسلم نبياً ۔ تین بار۔

(۹) أعوذ بكلمات اللّٰه التامات من شر ماخلق۔ تین بار۔

(۱۰) اللهم بك أصبحنا وبك أمسينا، وبك نحيا وبك نموت، وإليك النشور

(۱۱) لا إله إلا اللّٰه وحده لاشريك له، له الملك وله الحمد، وهو على كل شئى قدير۔ سو بار۔

وقفہ

ابن القیمؒ کہتے ہیں کہ ''تمام صوفیاء کا اتفاق ہے کہ بے توفیقی یہ ہے کہ اللہ تمہیں تمہارے نفس کے سپرد کردے اور درمیان سے ہٹ جائے اور توفیق یہ ہے کہ اللہ تمہیں نفس کے حوالہ نہ کرے بلکہ

ساتھ رہے۔ بندے اسی توفیق اور بے توفیقی کے مابین ہیں بلکہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ توفیق سے بے توفیقی ہو جائے چنانچہ بندہ اللہ کی عطا پر اس کا ذکر وشکر کرتا ہے تو مزید توفیق ملتی ہے اور اگر معصیت، مخالفت اور ناشکری وغفلت کا رویہ اختیار کرتا ہے تو اللہ اسے تنہا چھوڑ دیتا اور بے توفیق کر دیتا ہے۔ جو بندہ اس حقیقت کو کما حقہ جان لے اُسے معلوم ہوگا کہ توفیق کی شدید ضرورت ہر لمحہ اور ہر آن ہوتی ہے۔ اس کا ایمان اور اس کی توحید سب اللہ رب العالمین کے ہاتھوں میں ہے۔ اگر پلک جھپکنے کے برابر بھی اللہ اس کو چھوڑ دے تو اس کی توحید اور ایمان سب جاتا رہے گا اسے تھامنے والا وہی ہے جو آسمان کو زمین پر گرنے سے بچائے ہوئے ہے۔''

قرآن ایک بابرکت کتاب

خوش بختی اور انشرح صدر کے اسباب میں سے ایک یہ ہے کہ تدبیر اور گہرائی سے اللہ کی کتاب کی قرأت اور تلاوت کی جائے کیونکہ اللہ نے اسے ہدایت، رحمت، نور اور قلب کو شفا بخشنے والا قرار دیا ہے:

''تمہارے پاس تمہارے رب کے پاس سے موعظت اور سینوں کو شفا بخشنے والا نسخہ آ گیا ہے۔'' (۱۰:۵۷) ''یہ قرآن پر غور نہیں کرتے؟ ان کے دلوں پر تالے پڑ گئے ہیں۔'' (۴۷:۲۴) ''یہ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے اگر وہ اللہ کے پاس سے نہ ہوتا تو یہ اس میں بہت سا اختلاف دیکھتے۔'' (۴:۸۲) ''ایک ایسی کتاب ہے جو ہم نے آپ پر اس لئے اتاری ہے کہ لوگ اس میں تدبر کریں یہ کتاب برکت والی ہے۔'' (۳۸:۲۹)

بعض اہل علم کہتے ہیں کہ تلاوت کے لحاظ سے مبارک ہے۔ اس پر عمل کرنا اسے حکم بنانا اور اس سے استنباط کرنا بھی بابرکت ہے۔ صالحین میں سے ایک نے کہا کہ: مجھے ایک نامعلوم غم اور فکر کا احساس ہوا تو میں نے قرآن شریف لے کر تلاوت شروع کر دی، خدا کی قسم وہ غم دفعتاً زائل ہو گیا۔ تکدر کی جگہ اللہ نے مجھے خوشی وشادمانی عطا فرمائی۔

''بلاشبہ یہ قرآن اس راستہ کی رہنمائی کرتا ہے جو سب سے سیدھا ہے۔'' (۱۷:۹) اس کے

ذریعہ اللہ ان کو ہدایت دیتا ہے جو سلامتی کے راستوں پر چلتے اور اللہ کی رضا جوئی چاہتے ہیں۔" اُسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے روح کو اتارا ہے۔" (۵۲:۴۲)

شہرت کی حرص نہ کریں

شہرت کی حرص کی قیمت تکدر اور رنج وفکر ہیں۔ وہ دل کی صفائی اور سکون وچین اُڑا دیتی ہے۔ لوگوں کی رضا جوئی کا تکلف کرنا پڑتا ہے۔ اہل ایمان کی صفت یہ ہے کہ "وہ زمین میں تکبر وفساد نہیں برپا کرتے۔" (۸۳:۲۸) ایک شاعر نے کہا ہے:

نفس کو گمنام کر دینے والا اسے زندہ اور روحانی بنا دیتا ہے۔ اس کی راتیں مضطربانہ پہلو بدلتے نہیں گزرتیں۔ ہوائیں جب تیز وتند ہوتی ہیں تو اونچے درختوں کو ہی اکھاڑ پھینکتی ہیں۔

ایک اثر ہے "جو ریاکاری کرے گا اللہ اس کے ساتھ دکھاوا کرے گا جو شہرت چاہے گا اُسے شہرت مل جائے گی۔"

"یہ لوگوں سے دکھاوا کرتے ہیں۔" (۱۴۲:۴) "یہ چاہتے ہیں کہ جو کچھ انہوں نے نہیں کیا اس پر بھی ان کی تعریف ہو۔" (۱۸۸:۳) "ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے گھروں سے اتراہٹ اور دکھاوا کرتے ہوئے نکلے۔" (۴۷:۸)

بقول شاعر:

ریاکاری کا لباس پردہ فاش کر دیتا ہے۔ اگر تم اُس سے لپٹو گے تو ننگے ہو جاؤ گے۔"

اچھی زندگی

یہ ایک تسلیم شدہ بات ہے کہ خوش نصیبی کے اسباب میں ایمان باللہ بہت اہم ہے۔ خوشی کے جو عوامل واسباب اوپر گزرے ایمان باللہ کے بغیر وہ کسی کام کے نہیں۔ اصل تو یہ ہے کہ اللہ کو رب مانا جائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی اور اسلام کو دین۔ اقبالؒ کہتے ہیں :

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے۔ مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق

اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے فرمایا:

''جو مومن مرد و عورت بھی نیک عمل کرے گا ہم اس کی زندگی خوشگوار بنادیں گے اور ان کی نیک عملی کی بدولت ان کا اجر پورا پورا دیا جائے گا۔'' (۹۷:۱٦)

تاہم اس کی شرط یہ ہے کہ ایمان باللہ بھی ہو اور ساتھ میں عمل صالح بھی۔

''وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے اللہ ان کو محبوب بنادے گا'' (۹٦:۱۹)

اس کے دو فائدے ہوں گے دنیا و آخرت میں خوشگوار زندگی اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر عظیم۔

''ان کے لئے خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔'' (٦۴:۱۰)

مصیبت سے فائدہ ہوتا ہے

مصائب وحوادث سے نہ گھبرائیں نہ ان کی زیادہ پرواہ کریں۔ حدیث کے مطابق ''جن کو اللہ پسند کرتا ہے اُنہیں مبتلائے مصیبت کرتا ہے، جو اس پر راضی ہو جائے اللہ بھی اس سے خوش ہوگا جو ناراض ہوا اللہ بھی اس سے ناراض۔

کسی شاعر نے کہا ہے:

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

عبودیت کا تقاضا

اچھی بری تقدیر پر راضی ہونا اور سر تسلیم خم کرنا ایمان و بندگی کا تقاضا ہے فرمایا:

''ہم تم کو کچھ خوف، بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں میں کمی کر کے آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو بشارت دے دیجئے۔'' (۱۵۵:۲)

تقدیر ہمیشہ ہماری خواہشات کے مطابق نہیں ہو سکتی۔ یہ ہمارا قصور ہے کہ ہم قضاء قدر کو نہ مانیں ہم تجویز پیش کرنے کی پوزیشن نہیں رکھتے، ہمارا مقام تو صرف عبودیت وتسلیم ہے۔ اسی ایمان کی نسبت سے بندے کی آزمائش ہوتی ہے۔'' مجھے اتنی تکلیف ہوتی ہے جتنی تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتی'' لوگوں میں سب سے زیادہ آزمائش نبیوں کی اور پھر صالحین کی ہوتی ہے۔'' پس صبر کرو جیسا کہ اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا ہے'' (۳۵:۴۶)

اللہ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرے اسے آزماتا ہے

'' ہم تمہیں آزمائیں گے تمہارے حالات جانچیں گے تا کہ پتہ چلے کہ تم میں مجاہد اور صبر کرنے والے کون ہیں۔'' (۳۱:۴۷) '' ہم نے ان سے پہلے کے لوگوں کو بھی آزما کر دیکھا۔'' (۳:۲۹)

علی بن المامون عباسی، شہزادہ اور خلیفہ کا بیٹا عظیم الشان قصر میں رہتا تھا۔ دنیا کی ہر آسائش میسر تھی۔ اُس نے ایک دن محل کی کھڑکی سے جھانکا' کیا دیکھتا ہے کہ ایک مزدور دن بھر کام کرتا ہے۔ دن ڈھلے اُس نے وضو کیا اور دجلہ کے کنارے دو رکعت نماز پڑھی۔ جب دن چھپنے کا وقت ہو گیا تو وہ گھر چلا گیا۔ ایک دن شہزادہ نے اسے بلایا اور اس سے حال چال پوچھا۔ اس نے بتایا کہ اُس کی ایک بیوی دو بہنیں اور ایک ماں ہے۔ جن کے لئے وہ محنت کر رہا ہے۔ اور یہ کہ اس کے پاس بازار میں مزدوری کی کمائی کے علاوہ اور آمدنی نہیں۔ وہ روزانہ روزہ رکھتا ہے اور جو کماتا ہے اس سے افطار کرتا ہے۔ پوچھا کیا تمہیں کسی شئی کی شکایت ہے؟ کہا نہیں۔ والحمد للہ۔ یہ سب سن کر شہزادہ نے محل چھوڑ دیا۔ امیرانہ ٹھاٹھ چھوڑ دیئے اور مضطربانہ دور نکل گیا اور کئی سال بعد خراسان کی طرف لکڑی کا کام کرتے ہوئے انتقال کر گیا۔ اسے اس کام میں مسرت ملی تھی جو قصر میں حاصل نہ ہوئی تھی۔

'' جو لوگ ہدایت پا جائیں اللہ ان کی ہدایت میں اضافہ کرتا اور انہیں تقویٰ مرحمت کرتا ہے۔'' (۱۷:۴۷)

اسی سے مجھے اصحاب کہف کا قصہ یاد آیا جو بادشاہ کے ساتھ محلوں میں رہتے تھے لیکن وہاں کفر کے باعث انہیں تنگی، انتشار اور اضطراب لاحق ہوا، وہ ان محلوں سے نکل گئے۔'' ان میں سے ایک بولا '' چلو غار میں چلے چلتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے تمہیں نوازے گا اور تمہارے معاملات کو

آسان کر دے گا۔"(۱۸:۱۶)

بقول شاعر:

وہ جگہ جہاں تازہ ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں، میرے لئے شاندار محل سے بھی زیادہ بہتر ہے۔

بقول شاعر :

حباب کے لئے تو سوئی کا ناکہ بھی میدان ہے ہماری پلکیں مہمانوں کے لئے فرش راہ ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ محبت اور ایمان کے ساتھ تنگ جگہ بھی وسیع اور الفت سے بہت چیزیں قابل برداشت ہو جاتی ہیں۔

احمقوں کی ہم نشینی سے بھی حزن وملال ہوتا ہے

امام احمدؒ کہتے ہیں: "سخت دل اہل بدعت اور احمق ہوتے ہیں جو مشرب میں مختلف ہوں جن کے تصرفات اچھے نہ ہوں"۔ گویا کہ وہ لکڑی کے کھوکھلے گٹھے ہیں۔ "انہیں کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی۔" ایسے لوگوں کے بارے میں امام شافعیؒ کہتے ہیں: سخت دل آدمی میرے پاس بیٹھتا ہے تو مجھے لگتا ہے زمین اس کی جہت میں ڈانواڈول ہو رہی ہے۔ اعمش ایسے کسی آدمی کو دیکھتے تو یہ آیت پڑھتے: ربنا اکشف عنا العذاب إنا مؤمنون "اے ہمارے رب ہم تو مومن ہیں ہم سے اس عذاب کو دور فرما دے۔" ایسے لوگوں کے بارے میں ایک شاعر نے کہا ہے کہ ان کی طول قامتی یا پست قامتی کو نہ دیکھو، ان کے جسم خچروں کے اور عقل چڑیوں جتنی ہے۔" ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ سخت دلوں کی ہم نشینی ایک بخار ہے جسے الربع کہتے ہیں" جب آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیات میں گھستے ہیں تو ان سے اعراض کر لیں۔" "ان کے ساتھ نہ بیٹھیں" "برے ہم نشین کی مثال ایسی ہے جیسے بھٹی جھونکنے والا" ایسا شخص جو فضائل سے خالی ہو۔ جو قدروں کا لحاظ نہ کرتا ہو۔ جو اپنی شہوتوں اور خواہشات کے پیچھے چلتا ہو، دلوں پر گراں گزرتا ہے۔" ان کے ساتھ نہ بیٹھو۔ یہاں تک کہ یہ کسی دوسری بات میں نہ لگ جائیں تب تم انہیں کی طرح ہو گے۔" ایسے آدمی سے خطاب کر کے ایک شاعر نے اسے کہا کہ تم دیکھنے میں انسان لگتے ہو لیکن تمہارا شمار ہاتھیوں میں ہوتا ہے۔ ابن قیمؒ کہتے ہیں ایسے آدمی سے پالا

کرتا ہے تو ان کو ابتلاء میں ڈالتا ہے جو راضی ہو جائے اس سے اللہ راضی ہو گا جو ناراض ہوا اس سے اللہ ناراض ہو گا۔'' (ترمذی)

مصائب میں صبر' تقدیر اور اجر تین چیزیں ہیں۔ آدمی کو جاننا چاہئے کہ جس نے دیا اُسی نے لے لیا جس نے لیا اسی نے دیا تھا۔ ''اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں امانت والوں کو لوٹا دو۔'' بقول شاعر: مال اور اہل وعیال سب امانت ہیں اور ایک دن سب امانتیں واپس ہونی ہیں۔

توحید کی تجربہ گاہیں

جن مقامات پر توحید کا امتحان ہوتا ہے ان میں یہ ہے کہ لوگوں کی تکلیف کو برداشت کیا جائے۔ درگزر سے کام لیا جائے۔ درگزر میں دل کی صفائی وسلامتی بھی داخل ہے اور یہ بھی کہ جو برا کرے اُس کا بھلا چاہا جائے۔ اسے نفع اور فائدہ پہنچایا جائے یہی بڑا اور اعلیٰ مقام ہے جس کی ابتداء غصہ کو پی جانے سے ہوتی ہے یعنی جو آپ کو تکلیف دے رہا ہے آپ اسے تکلیف نہ دیں۔ پھر یہ کہ اس سے درگزر کریں اس کی لغزش کو معاف کر دیں اس کے بعد احسان کا درجہ ہے یعنی اس کی برائی کی جگہ آپ اس سے اچھائی کا سلوک کریں، فرمایا ''جو لوگ اپنا غصہ پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں' اللہ تعالیٰ ان نیکو کاروں سے محبت کرتا ہے۔'' (۱۳۴:۳) ''پس جو معاف کر دے اور اصلاح کرے تو اسے اللہ کے ہاں بدلہ ملے گا۔'' (۴۰:۴۲) ''چاہئے کہ لوگ معاف کر دیا کریں اور درگزر سے کام لیں'' (۲۲:۲۴)

ایک اثر میں آیا ہے ''بے شک اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ جو مجھ سے کٹے میں اس سے جڑوں، جو مجھ پر ظلم کرے اس کو معاف کر دوں۔ اور جو مجھے محروم رکھے اس کو دوں۔''

اس کے بعد تقدیر کا معاملہ ہے یعنی جو تکلیف آپ کو پہنچی وہ اللہ کی قضاء وقدر سے ہے۔ آدمی تو محض سبب بن جاتا ہے ورنہ فیصلہ کرنے والا تو تنہا اللہ تعالیٰ ہے۔ لہٰذا اس کے فیصلہ کو مان لیجئے اور اُس کے آگے سر جھکا دیجئے۔

پھر یہ مقام ہے کہ پہنچنے والی تکلیف اور اذیت کو آدمی اپنے گناہوں اور خطاؤں کا کفارہ سمجھ

لے۔اس سے آپ کی بداعمالیاں ختم ہوں گی، درجات بلند ہوں گے۔

''وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور انہیں ان کے گھروں سے نکالا گیا، میری راہ میں اذیتیں دی گئیں انہیں جنگ کرنی پڑی وہ قتل ہوئے تو میں یقیناً ان کے گناہوں کا کفارہ کردوں گا۔'' (۳:۱۹۵)

بہت سے مومنین کو حاصل ہونے والی نعمت وحکمت میں یہ بھی ہے کہ عداوت کا بیج دل سے نکال دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''برائی کو بہت ہی احسن طریقے سے دفع کرو۔ کیا ہوگا کہ آپ کے اور دشمن کے بیچ عداوت بالکل ختم ہوکر دلی دوستی ہوجائے گی۔'' (۴۱:۳۴)

''مسلم وہ ہے کہ جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔'' مطلب یہ ہے کہ دشمن سے آپ خندہ پیشانی، خوشی اور نرمی کے ساتھ ملیں تاکہ اُس کی دشمنی کی آگ بجھ جائے، عداوت کا آتش داں ٹھنڈا پڑ جائے۔

''اور میرے بندوں سے کہہ دیجئے کہ وہ بہت ہی اچھی بات منہ سے نکالا کریں کیونکہ شیطان آپس میں فساد ڈلواتا ہے۔'' (۱۷:۵۳)

ایک مقام یہ ہے کہ اپنی غلطی جان لی جائے یہ سمجھا جائے کہ فلاں جو نقصان پہنچا رہا ہے وہ ہمارے گناہوں کے باعث ہے۔

''جب بھی تمہیں کوئی مصیبت لاحق ہوتی ہے اس سے دونی تو پہلے بھی لاحق ہوئی ہے تو تم پکار اٹھتے ہو یہ کیوں ہے، کہہ دو یہ تمہارے اپنے پاس سے ہے۔'' (۳:۱۶۵) ''جو بھی مصیبت تمہیں پہنچتی ہے وہ تمہارے کرتوتوں کا نتیجہ ہوتی ہے۔'' (۴۲:۳۰)

اس سے بھی بڑی بات یہ ہے کہ اذیت پر اللہ کا شکر ادا کیا جائے کہ اس نے آپ کو مظلوم بنایا ظالم نہیں۔ سلف میں بعض لوگ یہ دعا کرتے تھے کہ **اللھم اجعلنی مظلوماً لا ظالماً**۔ یہ آدمؑ کے دونوں بیٹوں کی مثال بھی ہے کہ ان میں جو بہتر تھا اس نے بھائی سے کہا تھا ''اگر تم مجھے قتل کرنے کے لئے میری طرف اپنا ہاتھ بڑھاؤ گے تو میں تمہیں قتل کرنے کے لئے دست درازی نہیں کرسکتا، بے شک میں اللہ رب العالمین سے خوف رکھتا ہوں۔''

اس سے بھی بڑا اور لطیف مقام یہ ہے کہ جو تم پر ظلم کرے اور ایذاء پہنچائے اس پر رحم کرو کیونکہ وہ قابل رحم ہی ہے۔ ایک مسلمان کو اذیت دینے، اس پر اصرار کرنے اور دھڑلے سے تکلیف پہنچانے والا قابل رحم ہی ہوتا ہے۔ اس کے لئے نرم گوشہ رکھئے اور اس غلط تصور سے اسے نجات دلایئے حدیث میں آیا ہے "اپنے بھائی کی مدد کرو ظالم ہو یا مظلوم" روایات کے مطابق مسطح سے غلطی ہوئی۔ حضرت عائشہؓ کے سلسلہ میں ان کے رویہ سے حضرت ابوبکرؓ کو تکلیف پہنچی۔ حضرت ابوبکرؓ ہی مسطح کے اخراجات اٹھاتے تھے۔ اب انہوں نے ان پر خرچ نہ کرنے کی قسم کھالی۔ تو اللہ کا یہ قول نازل ہوا۔

"تم میں جو وسعت والے ہیں وہ قرابت داروں، مساکین اور مہاجرین پر اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے کی قسم نہ کھائیں، انہیں معاف کردیں درگزر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہاری غلطیوں کو معاف کردے۔" (۲۲:۲۴)

آیت سن کر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کیوں نہیں میں تو یہی چاہتا ہوں کہ اللہ میری لغزشیں معاف فرمائے۔ چنانچہ مسطح کا خرچہ پھر سے دینے لگے اور ان کو معاف کردیا۔" عیینہ بن حصن نے حضرت عمرؓ سے کہا: اے عمر اللہ کی قسم تم نہ ہمیں ڈھنگ سے دیتے ہو نہ ہم میں عدل سے کام لیتے ہو۔ حضرت عمرؓ نے اسے مارنے کا ارادہ کیا الحر بن قیس بولے: امیر المومنین اللہ کا ارشاد ہے کہ درگزر کرو معروف کا حکم کرو اور جاہلوں سے اعراض کرو۔ راوی کہتا ہے کہ یہ سن کر حضرت عمرؓ رُک گئے کہ وہ اللہ کی کتاب پر مضبوطی سے جم جاتے تھے۔ رضی اللہ عنہ۔ حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کو معاف کرتے ہوئے کہہ دیا تھا "آج تم پر ملامت نہیں اللہ تمہاری کوتاہی معاف کرے وہ ارحم الراحمین ہے" یہی بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجمع عام میں قریش کے اپنے جانی دشمنوں کے لئے کہی جنہوں نے آپ کو اذیتیں دیں، شہر بدر کیا اور لڑائیاں لڑیں۔ فتح مکہ کے دن ان سے آپ نے فرمایا "جاؤ تم سب آزاد ہو" حدیث میں یہ بھی آیا ہے "پہلوان وہ نہیں جو کشتی میں پچھاڑ دے، پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے اوپر قابو رکھے۔"

ابن المبارک کے ایک شعر کا مفہوم ہے:

"جن سے تمہاری دوستی ہو جائے ان کے ساتھ شفقت اور قرابت کا سلوک کرو۔ ہر آدمی کی

لغزش پکڑ کر نہ بیٹھ جاؤ۔ ایسا کرو گے تو دنیا میں کوئی دوست نہیں ملے گا۔"

بعض کہتے ہیں کہ انجیل میں لکھا ہے" جو تمہارے ساتھ زیادتی کرے اسے سات بار معاف کردو۔" "جو شخص عفو و درگزر اور اصلاح سے کام لے گا اُس کا اجر اللہ پر ہوگا۔" گنہگار کو معاف کر دینے سے تمہارا دین، آبرو، دل سب محفوظ رہیں گے، کیونکہ بدلہ لینے کا خیال تمہارے اعصاب، خون، نیند، راحت اور عزت سب پر اثر ڈالے گا دوسروں سے پہلے تمہیں نقصان پہنچے گا۔

ایک ہندی مثل ہے کہ" جو آدمی اپنے آپ پر قابو پالے وہ اس سے زیادہ بہادر ہے جو شہر فتح کرتا ہے۔" فرمایا گیا" بلاشبہ نفس انسانی برائی سے بھرا ہے۔ سوائے اس کے جس پر میرا رب رحم فرمائے۔" (۱۲:۵۳)

وقفہ

جہاں تک حضرت یونسؑ کی دعا کا تعلق ہے تو اس میں اللہ کی توحید و تنزیہ بدرجہ کمال پائی جاتی ہے۔ اس میں بندہ عاجزی و انکسار سے اپنے ظلم و گناہ کا اعتراف کرتا ہے، جو کہ کرب اور رنج و فکر کے ازالہ کا سبب ہے اور اللہ تعالیٰ سے ضرورتیں پوری کرانے کا سب سے بلیغ وسیلہ ہے۔ کیونکہ توحید و تنزیہ میں اللہ کے لئے تمام کمالات کا اثبات اور ہر نقص و عیب اور تمثیل کی نفی ہے، اپنے ظلم کے اعتراف کے معنی یہ ہیں کہ بندہ شرع اور ثواب و عقاب پر ایمان رکھتا ہے اور عاجزی سے اللہ کی طرف رجوع کر رہا ہے، اپنی غلطی مان رہا ہے اور اپنی بندگی اور رب تعالیٰ کے سامنے اپنی محتاجی کا اعتراف کر رہا ہے۔ یعنی اس دعا میں چار امور یکجا ہو گئے۔ توحید تنزیہ عبودیت اور اعتراف۔ "صبر کرنے والوں کو بشارت دو" جن کو اگر مصیبت پہنچ جائے تو وہ بول پڑیں إنا لله وإنا إليه راجعون، یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کی رب کی رحمت اور کرم ہوگا یہی راہ یاب ہیں۔"

ظاہر و باطن دونوں پر توجہ دیں

تک نے کہا ہے کہ جس کا کپڑا میلا ہوگا اس کا نفس بھی مکدر ہوگا۔ یہ ایک ظاہر بات ہے۔ ایسے بہت سے ہیں جن کی طبیعت اس لئے مکدر ہو جاتی ہے کہ ان کے کپڑے میلے ہیں ان کی وضع وقطع بدل گئی ہے۔ لائبریری میں ترتیب نہیں۔ اوراق بکھرے پڑے ہیں۔ وعدوں کی پابندی نہیں ہوتی اور روزانہ کا پروگرام بھی مرتب نہیں۔ حالانکہ دنیا نظام پر ہی چل رہی ہے۔ جو دین اسلام کی حقیقت سے واقف ہو جائے اُسے پتہ چلے گا کہ یہ دین بندہ کی زندگی کی تنظیم کے لئے آیا ہے، قلیل ہو یا کثیر، کم ہو یا زیادہ ہر چیز اس کے نزدیک حساب سے ہے۔ ''ہم نے اس کتاب میں کچھ نہیں چھوڑا'' ترمذی کی ایک حدیث ہے ان اللہ نظیف یحب النظافة اللہ تعالیٰ پاک ہے پاکیزگی پسند کرتا ہے۔'' صحیح مسلم میں اس کے الفاظ یوں ہیں کہ ''اللہ جمیل ہے جمال کو پسند کرتا ہے۔'' ایک حدیث حسن میں یوں آیا ''خوبصورتی اختیار کرو تاکہ لوگوں میں ممتاز نظر آؤ۔'' جمال اختیار کرنے کا پہلا مرحلہ ہے غسل کا اہتمام۔ بخاری کی روایت کردہ حدیث ہے ''سات دن میں ایک دن غسل کرنا مومن کے لئے ضروری ہے جس میں اپنا سر اور جسم دھوئے۔'' یہ کم از کم مقدار ہے ورنہ بعض صالحین روزانہ ایک بار غسل کرتے تھے جیسے کہ حضرت عثمان بن عفانؓ کے بارے میں آتا ہے۔

''یہ نہانے کے لئے ٹھنڈا پانی ہے اور پینے کے لئے بھی۔'' (۴۲:۳۸)

جمال اختیار کرنے کے چند فطری امور ہیں۔ یعنی ڈاڑھی بڑھانا، مونچھ کتروانا، ناخن ترشوانا، جسم سے زائد بال ہٹادینا' مسواک کرنا، خوشبو لگانا، دانتوں میں خلال کرنا، کپڑے صاف کرنا اور اپنے ظاہر پر توجہ دینا۔ اس سے سینہ میں کشادگی اور وسعت پیدا ہوگی۔ اسی میں سفید رنگ کا کپڑا پہننا بھی ہے۔ حدیث میں ہے ''سفید کپڑے پہنو اور اسی میں اپنے مردوں کو دفن بھی کرو۔''

امام بخاریؒ نے ایک باب ہی باندھا ہے باب لبس البیاض :اس میں یہ بھی نقل کیا ہے کہ ملائکہ سفید کپڑوں میں آتے ہیں، ان کے عمامے بھی سفید ہوتے ہیں۔ انہیں اسباب میں یہ بھی ہے کہ کاموں کے اوقات کاپی میں لکھ لئے جائیں وقت کی تنظیم ہو۔ پڑھنے کا وقت الگ، عبادت کا الگ، مطالعہ کا الگ اور آرام کا الگ ہو۔

''ہر ایک کام کے لئے وقت متعین ہے'' (۳۸:۱۳) ''تمام چیزوں کے خزانے ہمارے پاس

ہیں ہم اسے معلوم مقدار میں ہی نازل کرتے ہیں۔" (۲۱:۱۵)

کانگریس کی لائبریری میں ایک بورڈ ہے جس پر لکھا ہے "کائنات ایک نظام پر مبنی ہے۔" یہ بالکل درست ہے آسمانی شریعتوں میں تنظیم وتربیت کی تعلیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے متعدد جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ کائنات فضول اور بےکار پیدا نہیں کی گئی ہے۔ بلکہ وہ ایک اندازہ و اسکیم پر مبنی ہے۔

"سورج چاند سب مقررہ نشانہ پر چلے آ رہے ہیں" "نہ سورج کو چاند چھو سکتا ہے نہ رات دن سے پہلے آ سکتی ہے۔ یہ سب اپنے دائرہ میں گھوم رہے ہیں۔" چاند کی ہم نے منزلیں طے کر دی ہیں حتی کہ وہ ایک مقام پر کھجور کی سوکھی ٹہنی کی مانند نظر آتا ہے۔ "ہم نے رات اور دن دونوں کو نشانی بنایا ہے جب رات کی نشانی ختم ہو جاتی ہے تو دن کو لے آتے ہیں تاکہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو اور سالوں کی گنتی اور حساب جان لو ہم نے ہر چیز کو کھول کھول کر بیان کر دیا ہے۔" "اے ہمارے رب تو نے یہ سنسار یونہی نہیں بنا دیا۔" "ہم نے آسمان و زمین اور ان کے بیچ کی چیزوں کو کھلواڑ کے لئے نہیں بنایا۔" "اگر ہم کھیل ہی چاہتے تو اپنی طرف سے کچھ اور کھیل اختیار کر لیتے۔"

مشغولیت بہترین علاج ہے

یونانی حکماء اوہام وخرافات اور نفسیاتی بیماریوں کے لئے کام کاج علاج تجویز کرتے تھے ایسے مریضوں کو وہ کھیتی اور باغبانی کے کاموں میں لگا دیتے تھوڑے وقت کے بعد یہ مریض اچھے ہو جاتے "زمین کے اوپر چلت پھرت رکھو" "کہہ دو کہ کام کرو" واقعہ یہ ہے کہ دستکار اور محنت کش سب سے زیادہ آرام وراحت سے رہتے ہیں ان سے زیادہ خوش کوئی نہیں ہوتا۔ ان لوگوں کو دیکھئے کہ حرکت ونشاط اور مستقل کام کرنے کے باعث قوی بھی رہتے ہیں اور پرسکون بھی "میں تیری پناہ مانگتا ہوں سستی اور عاجزی سے۔"

❁

اللہ ہی پناہ گاہ ہے

اللہ ایک عظیم وجلیل نام ہے، وہ کائنات کی سب سے بڑی حقیقت اور سچائی ہے اس کے معنی بھی بہت لطیف ہیں، کہا گیا ہے کہ وہ أَلِهَ سے ماخوذ ہے اس معنی میں کہ دل اس کی طرف کھنچتے ہیں، اس سے محبت کرتے اس سے راضی رہتے ہیں اور اسی سے سکون پاتے ہیں، اس کے بغیر کسی سے لو لگا کر دل کو کبھی امن، چین اور راحت نہیں مل سکتی۔ اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چہیتی بیٹی حضرت فاطمہ کو دعا الکرب سکھائی کہ اللہ اللہ ربی لاأشرك به شيئا، حدیث صحیح ہے قرآن میں فرمایا: کہہ دو اللہ ہے، پھر ان کو چھوڑ دو یونہی کھلواڑ کرتے ہیں۔'' ''اللہ ہی اپنے بندوں پر قاہر ہے'' ''وہ اپنے بندوں کے ساتھ لطف سے پیش آتا ہے۔'' ''انہوں نے اللہ کی کما حقہ قدر نہیں کی حالانکہ زمین ساری اس کے قبضہ میں ہے۔ قیامت کے دن تمام آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوں گے اللہ جو یہ اس کے شریک کرتے ہیں اس سے بہت بالا ہے۔'' ''جس دن ہم آسمان کو ایسے لپیٹ دیں گے جیسے اوراق فائل میں لپیٹتے ہیں۔'' آسمان وزمین کو اپنی جگہ سے بے جگہ ہونے سے اللہ روکے رہتا ہے۔

میں اللہ پر ہی بھروسہ کرتا ہوں

بندہ کو جس چیز سے سب سے زیادہ خوشی ملتی ہے وہ ہے اس کا رب تعالیٰ کی طرف جھکنا، اس پر بھروسہ کرنا، اس کی حفاظت، خبر گیری اور سرپرستی کو اپنے لئے کافی سمجھنا فرمایا:

''کیا اُس کا کوئی ہم نام جانتے ہو؟''

''میرا ولی تو اللہ ہے جس نے کتاب نازل کی جو صالحین کا دوست ہے'' (۷:۹٦) ''جان رکھو اللہ کے دوستوں کو نہ خوف ستاتا ہے نہ وہ غم گین ہونگے۔'' (۱۰:٦۲)

تین متفق علیہ چیزیں

قلق واضطراب سے بحث کرنے والی بہت سی کتابیں میں نے پڑھی ہیں جن میں سلف

محدثین، ادیبوں، ماہرین تربیت اور مورخین وغیرہ کی کتابیں بھی ہیں اور جدید دور کے مجلّات، اور مشرق ومغرب میں لکھی جانے والی کتابیں، رسائل اور جرائد بھی۔ تین نکتوں پر سب کو متفق پایا کہ جو شفاء' عافیت اور انشراح صدر کا طالب ہو وہ ان پر عمل پیرا ہو۔

(۱) اللہ تعالیٰ سے تعلق، اس کی بندگی واطاعت اس کی پناہ۔ یہ ایمان کے مہمات مسائل میں سے ہے۔ ''اس کی عبادت کرو اور عبادت پر جمے رہو۔''

(۲) ماضی کے فائل' اُس کے البیوں آنسوؤں غم وفکر اور مصائب وآلام سمیت' بند کر کے الگ ڈال دیں' نئے دن کے ساتھ نئی زندگی شروع کریں:

یاد ماضی عذاب ہے یا رب
چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

(۳) مستقبل جو نظروں سے اوجھل ہے اس کی فکر نہ کی جائے اس کی توقعات، انتظار اور اندیشوں میں نہ پڑیں، بس آج کے دن کا خیال کر کے زندگی گزاری جائے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: لمبی امید ہرگز نہ باندھو کیونکہ وہ غفلت پیدا کرتی ہے۔ ''انہوں نے سمجھا کہ وہ ہماری طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے۔'' سالوں پہلے سے بہت سے لوگوں کو جانتا ہوں جو مختلف امور، حوادث اور واقعات کے انتظار میں بیٹھے ہیں جن سے اپنے اوپر غیروں کا خوف طاری کرتے رہتے ہیں۔ اللہ کی پناہ ان کی زندگی بالکل تنگ ہے۔ ان کی مثال ایسی ہے جیسے چین کے قیدیوں کی جن کو پانی کی نالی کے نیچے بیٹھا کر لحہ بہ لحہ قطرہ قطرہ پانی ان پر گرایا جاتا ہے۔ قیدی بے چارہ ہر آن ایک قطرہ کا انتظار کرتا ہے آخر کار اسے جنون لاحق ہو جاتا ہے، عقل کھو جاتی ہے یہی حال اہل دوزخ کا بھی ہوگا جیسا کہ فرمایا:

''نہ ان کو موت دی جائے گی نہ عذاب میں تخفیف ہوگی۔'' (۳۶:۳۵)
''وہ اس میں نہ مریں گے نہ جئیں گے۔'' (۱۳:۸۷)
''جب بھی ان کی کھالیں آگ سے پک جائیں گی ہم ان کی کھال بدل دیں گے۔'' (۵۶:۴)

جو آپ پر ظلم کرے اس کا معاملہ اللہ کے حوالہ کردیں

حشر کے دن جزا کے مالک کے پاس جانا ہے اسی کے پاس تمام اختلاف کرنے والوں کی پیشی ہوگی۔ بندے کو عدل وانصاف کے بارے میں یہ کافی ہے کہ وہ ایسے دن کا انتظار کرے جس میں اللہ اولین وآخرین کو جمع کرے گا۔ اس دن کسی پر ظلم نہ ہوگا۔ فیصلہ کرنے والا تنہا اللہ ہوگا۔ گواہ فرشتے ہوں گے۔ ''قیامت کے دن ہم میزان رکھیں گے، کسی نفس پر کچھ بھی ظلم نہ ہوگا۔ رائی کے دانہ کے برابر بھی عمل ہوگا تو ہم اُسے لے آئیں گے اور ہم حساب کے لئے کافی ہیں۔'' (۲۱:۴۷)

کسریٰ اور ایک بوڑھیا

ایرانی حکیم بزرگ چمہر نے ذکر کیا ہے کہ ایک ایرانی بوڑھیا کے پاس مرغی تھی اس کا جھونپڑا کسریٰ کے محل کے پڑوس میں تھا۔ اُس نے دوسری بستی کا سفر کیا اور یہ کہہ گئی 'اے رب! مرغی تیرے حوالے کرتی ہوں، جب وہ چلی گئی تو کسریٰ نے اپنے محل میں توسیع کے لئے اس کے جھونپڑے کو توڑ دیا اس کے فوجیوں نے مرغی کو ذبح کر دیا، بوڑھیا لوٹی اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہنے لگی 'میرے رب! میں تو غائب تھی لیکن تو کہاں تھا!' تو اللہ نے اُسے انصاف دلوایا اور اس کا انتقام یوں لیا کہ کسریٰ کے اپنے بیٹے نے باپ کو سوتے میں چھری سے قتل کر دیا۔

''کیا اللہ اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے'' ''یہ آپ کو ان سے ڈراتے ہیں جو اللہ سے بہت کم تر ہیں۔''

ہمیں آدم کے دو بیٹوں میں اچھے والے کا رویہ اختیار کرنا چاہئے جس نے کہہ دیا کہ تھا میں تجھ پر دست درازی نہ کروں گا۔'' حدیث میں ہے ''اللہ کا مقتول بندہ بن جاؤ قاتل نہ بنو۔'' مسلمان کا مشن اور پیغام انتقام، حسد اور کراہت جیسی چھوٹی چیزوں سے بہت بڑا ہے۔

احساس کمتری سے فائدہ بھی ہوسکتا ہے

''تم اسے اپنے لئے شر نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔'' (۲۴:۱۱) بعض عبقری اس لئے بڑے ہوئے کہ انہیں کمتری کا احساس تھا۔ مثلاً بہت سے علماء آزاد کردہ غلام یا معمولی انسان تھے۔ جیسے عطاء، سعید بن جبیر، قتادہ، بخاری، ترمذی، ابوحنیفہ، دنیا کے بہت ذہین ترین اور شریعت کے ماہرین کو کور چشمی لاحق تھی جیسے ابن عباسؓ، قتادہ، ابن ام مکتوم، اعمش یزید بن ہارون، علماء متاخرین میں شیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ، شیخ عبداللہ بن حمید، شیخ عبدالعزیز بن باز نابینا تھے۔ اسی طرح متعدد عرب عبقری شخصیتیں، موجدین اور اذکیاء ایسے تھے جنہیں آزار لاحق تھے کوئی اندھا تھا کوئی گونگا کوئی بہرا، کوئی لنگڑا، کوئی چلتے پھرنے سے معذور اس کے باوجود انہوں نے اپنے علوم، اختراعات وتحقیقات سے انسانی زندگی میں اثر ڈالا:

''اللہ تمہیں ایسا نور دے گا جس سے تم چلو گے۔'' (۵۷:۲۸)

بہت بڑی علمی سند ہی سب کچھ نہیں ہوتی۔ اگر آپ نے یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی یا ایم اے یا بی اے کی ڈگری نہیں لی تو کوئی خاص بات نہیں۔ آپ آگے نکل سکتے ہیں ڈگری کے بغیر ہی موثر ہو سکتے اور امت کو بہت فائدہ دے سکتے ہیں۔ کتنے بڑے اور اہم آدمی ڈگری نہیں رکھتے لیکن اپنی ثابت قدمی حوصلہ وارادہ اور عزیمت واستقلال سے انہوں نے راستہ بنالیا۔ عصر حاضر میں دعوت، تربیت فکر وشعور، دینی علم اور ادب وغیرہ میں جن لوگوں کا بڑا کردار ہے ان کے پاس بڑی بڑی ڈگریاں نہ تھیں۔ مثلاً ابن باز، مالک بن نبی، العقاد، طنطاوی، ابوزہرہ، ابوالاعلیٰ مودودی، ابوالحسن علی ندوی وغیرہم۔ قرون اولی کے علماء سلف اور عبقری شخصیتوں کی تو بات ہی دیگر ہے۔

اس کے برخلاف دنیا میں لکھوکھا ڈاکٹریٹ کی ڈگری لئے پھر رہے ہیں جن کا دنیا میں کوئی نام ونشان نہیں :

پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں

''کیا تم ان میں سے کسی کے وجود کا احساس کرتے ہو یا ان کا کوئی چرچا ہوتا ہے''

(۹۸:۱۹) قناعت ایک عظیم خزانہ ہے۔ حدیث صحیح میں آیا ہے ''اللہ نے جو کچھ دیا ہے اُس پر راضی رہو سب سے بڑے غنی ہو جاؤ گے'' اپنی بیوی، اپنی آمدنی اپنی سواری اپنے بچوں اور اپنی نوکری سے مطمئن رہئے آپ کو سعادت اور طمانیت ملے گی۔ حدیث صحیح میں یہ بھی ہے کہ ''غنا اصلاً نفس کا غنا ہے۔''

غنا کثرت مال وزر اور منصب سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس سے کہ اللہ نے جو قسمت میں لکھ دیا ہے اُس پر قناعت کی جائے۔'' صحیح حدیث میں ہے کہ ''بلاشبہ اللہ غنی تقویٰ والے اور اپنا حال چھپانے والے بندے کو دوست رکھتا ہے۔'' ایک حدیث ہے کہ اے اللہ اس کا غنا اُس کے دل میں ڈال دے'' ایک نے بتایا: میں ایک کاروالے کے ساتھ ہوائی اڈے سے بیٹھا۔ شہر کا قصد تھا میں نے دیکھا کہ ڈرائیور شاداں وفرحاں اور صابر وشاکر تھا اللہ کی حمد وذکر کرتا تھا۔ میں نے اس کے کنبہ کے بارے میں معلوم کیا تو بتایا کہ اس کے پاس دو بیویاں ہیں۔ دس سے زائد بچے ہیں، مہینہ بھر کی آمدنی صرف آٹھ سو ریال ہے۔ گھر میں پرانے کمرے ہیں، جن میں اس کے بیوی بچے رہتے ہیں لیکن وہ اپنی قسمت پر راضی وہ خوش تھا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے اس شخص کے اوران لوگوں کے بیچ موازنہ کیا جو اربوں روپے رکھتے ہیں جن کے پاس محل اور شاندار مکانات ہیں۔ لیکن بدحالی کا شکار ہیں یہیں سے مجھے سمجھ میں آیا کہ حقیقی خوشی ومسرت مال میں نہیں ہے۔

ایک بڑے تاجر اور ثروت مند کو میں جانتا ہوں جس کی آمدنی کروڑوں میں تھی اور جس کے پاس دسیوں محل اور کوٹھیاں تھیں۔ لیکن بداخلاق تھا۔ مغلوب الغضب اور تنگ دل اس کی موت گھر والوں سے دور ہوئی، کیونکہ قسمت پر راضی نہ تھا'' پھر بھی مزید کی طمع کرتا ہے۔ ہرگز نہیں وہ ہماری آیات کو جھٹلاتا ہے۔'' قدیم زمانہ کے عرب اطمینان وسکون کے لئے صحراء میں تنہا نکل جاتے اور لوگوں سے الگ رہتے ایسے ایک آدمی کا شعر ہے: ''بھیڑیا بولا مجھے اُس کی آواز سے انسیت ہوئی لیکن انسان کی آواز آنے پر میں اڑنے کے قریب ہو گیا۔'' حضرت ابوذرؓ لوگوں کو چھوڑ کر ربذہ نکل گئے سفیان ثوری کہتے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ کسی ایسی وادی میں چلا جاؤں جہاں مجھے کوئی پہچان نہ سکے۔ حدیث میں ہے ''بہت جلد آئے گا وہ دن جب مسلمان کا بہترین مال اس کی بکریاں ہوں گی جنہیں وہ پہاڑوں اور بارش کی جگہوں میں لے جا کر چرائے گا اور فتنوں سے بچے گا۔''

رہیئے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو
ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہم زباں کوئی نہ ہو
پڑیے گر بیمار تو کوئی نہ ہو تیمار دار
اور جب مرجایئے تو نوحہ خواں کوئی نہ ہو
(غالبؔ)

چنانچہ حضرت عثمانؓ کی شہادت پر جب فتنے برپا ہو گئے تو بہت سے لوگ بادیہ نشینی اور ہجرت اختیار کر گئے۔ ان میں ابن عمرؓ' اسامہؓ بن زید' اور محمد بن مسلمہ بھی تھے۔

میں بہت سے لوگوں کو جانتا ہوں کہ جنہیں فقر، تکدر اور تنگی لاحق ہے۔ اس کا سبب اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ وہ اللہ سے دور ہو گئے ہیں۔ آپ پائیں گے کہ ان میں مالدار لمبی کمائی والا ہے جسے ہر طرح کی عافیت حاصل ہے۔ لیکن اُس نے اللہ کی اطاعت سے اعراض کیا، نماز میں کوتاہی کی، بڑے بڑے گناہ کیے تو اللہ نے جسم کی عافیت اور رزق کی کشادگی چھین کر اسے فقر و فاقہ اور رنج و غم میں ڈال دیا۔ اب ایک بلاء ختم ہوتی نہیں کہ دوسری آ گئی ایک مصیبت سے چھٹکارا ملا نہیں کہ دوسری میں پھنس گیا ''جو میرے ذکر سے اعراض کرے گا تو اُس کی زندگی تنگ ہو جائے گی۔'' ''یہ اس لئے کہ اللہ کسی قوم سے اپنی نعمت ختم نہیں کرتا جب تک وہ خود اپنے کو نہ بدل لیں۔'' اور فرمایا ''تمہیں جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی ہے بہت سی چیزوں کو وہ معاف کر دیتا ہے'' اور ''اگر وہ سیدھے رستہ پر چلتے رہتے تو ہم ان کو ٹھنڈا میٹھا پانی پلاتے۔''

میں چاہتا تھا کہ میرے پاس کوئی جادوئی نسخہ ہوتا جس سے آپ کے رنج و بلاء اور غم و فکر کو زائل کر دیتا لیکن میرے بس میں یہ کہاں؟ تاہم علماء ملت اور ماہرین شریعت کے شفاخانہ کا ایک طبی نسخہ ضرور آپ کو بتاؤں گا وہ یہ ہے کہ خالق کی عبادت کیجئے، روزی پر راضی رہئے۔ قضا و قدر کے آگے سر تسلیم خم کیجئے، دنیا سے دل نہ لگایئے، امیدیں کم رکھئے، بس یہی نسخہ ہے۔

ایک مشہور امریکی ماہر نفسیات ولیم جیمس جو علم نفسیات کا باوا آدم کہا جاتا ہے، کی بات پڑھ کر بڑا تعجب ہوا وہ کہتا ہے، ہم انسان ان چیزوں کے بارے میں سوچتے ہیں جو ہماری ملکیت میں نہیں۔ جو

ہماری ملک میں ہیں ان پر اللہ کا شکر ادا نہیں کرتے۔ ہماری زندگی میں جو المناک پہلو ہیں ان پر ہماری نظر خوب جاتی ہے، جو روشن اور تابناک گوشے ہیں وہ دکھائی نہیں دیتے۔ جو ہم میں کمی ہے اس پر حسرت ہوتی ہے۔ جو ہمیں حاصل ہے اس سے خوش نہیں ہوتے ''اگر تم شکر کرو تو میں ضرور بڑھا کر دوں گا۔'' ''اللہ کی پناہ ہے اس نفس سے جو ظالم کبھی سیراب نہ ہو'' حدیث میں یہ بھی ہے ''جس نے صبح اس حال میں کی کہ اس کو آخرت کی فکر تھی، اللہ اُس کے انتشار کو دور کر دے گا، اس کے دل کو غنا عطا کرے گا، دنیا اُس کے پیروں پڑتی آئے گی۔ جو اس حال میں صبح کرے گا کہ دنیا کی فکر ہوگی تو اللہ اس کے انتشار کو بڑھا دے گا اُسے آنکھوں کے آگے محتاجگی دکھائی دے گی، دنیا میں اسے وہی ملے گا جو اُس کے لئے لکھ دیا گیا ہوگا۔'' ''اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمان وزمین کو کس نے پیدا کیا، سورج چاند کو کس نے مسخر کیا تو یہ ضرور کہیں گے اللہ نے، پھر یہ کہاں بہکے جا رہے ہیں۔'' (٢٩:٦١)

اعتراف کے بغیر چارہ نہیں

سخروف مشہور روسی سائنس داں تھا جسے جزیرہ سائبریا جلاوطن کر دیا گیا تھا۔ اس کے خیالات کمیونزم کے خلاف تھے وہ والحاد و کفر کی مخالفت کرتا اور اس کا قائل تھا کہ دنیا کو چلانے والی ایک مافوق الفطرت ہستی کا وجود ہے۔ کمیونسٹ یہ کہتے تھے کہ کوئی خدا نہیں زندگی مادہ کا نام ہے۔ سخروف کی اس مثال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسانی فطرت توحید پر مبنی ہے۔

''یہ اللہ کی فطرت ہے جس پر اُس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے''

جب کہ ملحد کی کہیں بھی کوئی جگہ نہیں، اُس کی فطرت الٹی ہے۔ اس کا ضمیر مردہ، اس کا وجود بے مقصد ہے، اس کا ارادہ اللہ کے نظام کے خلاف ہے۔ کمیونزم کے سقوط اور زوال سے دو سال پہلے واشنگٹن کے معہد الفکر الاسلامی میں ایک مسلمان پروفیسر سے میری ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مجھے یہ آیتیں سنائیں کہ ''ہم ان کے دل اور نگاہیں ایسے ہی پلٹ دیں گے جیسا کہ وہ پہلی بار اس پر ایمان نہ لائے اور انہیں ان کی سرکشی میں حیران رہنے دیں گے'' (٦:١١٠) کہنے لگے کمیونسٹوں پر یہ آیتیں لاگو ہوں گی۔ ''پس اللہ نے ان کی عمارت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا اس کی چھت ان کے اوپر آ گری'' ''انہوں

نے اعراض کیا تو ہم نے ان پر بھیانک سیلاب بھیج دیا۔ تو ہر ایک کو ہم نے اس کی دم سے پکڑ لیا'' ''اللہ کا عذاب ان پر اچانک ٹوٹ پڑے گا انہیں پتہ بھی نہ چل پائے گا۔''

احمقوں کے ساتھ چند لمحے

روسیوں نے چاند کی جانب ایک راکٹ بھیجا وہ واپس آیا تو کمیونزم کے ایک چمپئن نے روسی جریدہ ''بریویڈو'' میں ایک مقالہ لکھا اور اُس میں کہا کہ ہم تو آسمان تک ہو آئے۔ ہمیں وہاں کوئی خدا، جنت دوزخ اور فرشتے نہیں ملے'' اس پر احمد حسن الزیات نے مجلّہ الرسالہ میں کمیونزم پر ایک جاندار مقالہ لکھا انہوں نے لکھا' احمق سرخو! تعجب ہے تم سمجھتے ہو کہ رب تعالیٰ کو یونہی عرش پر بیٹھا دیکھ لو گے۔ اور جنت کے باغات میں حوریں تمہیں دیباوحریر میں ملبوس نظر آ جائیں گی، تم کوثر کے بہنے کی آواز سن لو گے، جہنم میں جلنے والوں کی بو سونگھ لو گے۔ اگر تم نے یہ سمجھا ہے تو تمہاری سمجھ کا ستیاناس ہو۔ تمہاری اس ضلالت پسندی کی توجیہ اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ تمہارے سروں میں کمیونزم والحاد کا خناس بھرا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کمیونزم ایسا دن ہے جس کا کوئی کل نہیں ایسی زمین ہے جس کا آسمان نہیں۔ ایسا عمل جس کا کوئی انجام نہیں ایسی کوشش جو بے نتیجہ ہے۔'' الخ

''کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ان میں اکثر سنتے یا عقل رکھتے ہیں۔ یہ تو بس چوپائے ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے۔'' ''ان کے دل سمجھتے نہیں، آنکھیں دیکھتی نہیں، کان سنتے نہیں۔'' ''جسے اللہ ذلیل کردے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں'' ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے چٹیل میدان میں سراب'' ان کے اعمال راکھ کا ڈھیر ہیں جسے تیز تند آندھی اُڑائے پھرتی ہے۔''

عقاد نے اپنی کتاب ''بیماروں کا مذہب'' میں کمیونزم پر غصہ سے ابلتے اور اس الحاد پر دانت پیستے ہوئے لکھا ہے: فطرت سلیمہ دین اسلام کو قبول کرتی ہے جو دین حق ہے۔ رہے وہ جو عقلی طور پر بیمار ہیں پسماندہ ہیں، جن کی جھولی میں سڑے بسے افکار ہیں، وہی الحاد کے مرتکب ہو سکتے ہیں۔

''ان کے دلوں پر ٹھپہ لگ گیا ہے اس لئے یہ سمجھتے نہیں۔''

الحاد فکر کو کچلنے والا خیال ہے، اس سے بڑا گناہ دنیا میں کوئی نہیں، یہ نہایت بچکانہ بات ہے۔

اسی لئے قرآن کہتا ہے

''کیا اللہ کے بارے میں بھی شک ہے......''

مطلب یہ ہے کہ اللہ کے وجود میں تو شک ہو ہی نہیں سکتا۔ ابن تیمیہؒ نے لکھا ہے کہ خالق کا انکار تو کسی نے بھی نہیں کیا، صرف فرعون نے ظاہراً کیا تھا حالانکہ اندر سے وہ بھی اس کے وجود کا قائل تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا تھا ''تو جانتا ہے کہ ان کو رب السمٰوٰت والارض نے ہی نازل کیا ہے میں جانتا ہوں اے فرعون تو تباہ ہوگا۔'' لیکن انجام کار فرعون بھی دل کی آواز کو زبان پر لے آیا اور بول پڑا۔

''میں ایمان لایا کہ اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان رکھتے ہیں۔ میں بھی مسلمین میں سے ہوں۔'' (۱۰:۹۰)

ایمان ہی راہِ نجات ہے

کتاب "اللّٰہ یتجلیٰ فی عصر العلم" اور کتاب "الطب محراب الایمان" میں ایک حقیقت کا بیان ہے کہ بندے کہ تفکرات اور رنج وفکر سے چھٹکارے کے لئے سب سے بڑا مددگار اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے اور اپنے معاملات اس کے حوالے کر دینا ہے۔ فرمایا ''میں اپنے معاملات اللہ کے حوالہ کرتا ہوں'' ''تمہیں جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے جو اللہ پر ایمان رکھے گا اللہ اس کے دل کو ہدایت دے گا''

جو یہ سمجھ لے گا کہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ قضاء وقدر کا فیصلہ ہے تو اس کا دل تسلیم ورضا کی جانب مائل ہوگا فرمایا

''ان سے ان کے بوجھ اور بیڑیاں اتار پھینکے گا۔'' (۷:۱۵۷)

بقول شاعر

''میں جانتا ہوں کہ اللہ کی جانب سے جو چیز بھی مجھے لاحق ہوتی ہے وہ پہلے کے لوگوں کو بھی لاحق ہوئی ہے۔''

مغرب کے بڑے بڑے نفسیات کے مصنفین مثلاً کریسی مارسین، الیکسس کارلائل اور ڈیل کارنیگی اِس کا اعتراف کرتے ہیں کہ مادی مغرب جو تیزی سے اخلاقی طور پر زوال پذیر ہو رہا ہے، اس کو صرف ایمان باللہ ہی بچا سکتا ہے۔ وہ یہ بھی مانتے ہیں کہ مغرب میں خودکشیوں کی بڑھتی تعداد کا سب سے بڑا سبب الحاد اور اللہ رب العالمین سے بے زاری و بے پروائی ہے

''یہ یوم حساب کو بھول گئے اِس لئے ان کو شدید تکلیف ہوگئ'' ''جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے تو گویا وہ آسمان سے گرا تو اُسے پرندوں نے اُچک لیا' یا ہوا اسے اڑائے پھرتی ہے اور دور دراز مقام میں پہنچا دیتی ہے۔'' (۳۱:۲۲)

جریدہ شرق اوسط نے اپنے شمارہ نمبر ۲۱/۴/۱۴۱۵ھ میں سابق امریکی صدر جارج بش کی بیوی کی ڈائری کے حوالے سے لکھا کہ: اس نے کئی بار خودکشی کی کوشش کی اور کار کو اوپر سے کھائی میں گرانا چاہا، پھانسی کا پھندا لگانے کی کوشش کی۔

قزمان جنگ احد میں مسلمانوں کے ہمراہ قتال کر رہا تھا اُس نے اتنی جرأت و شجاعت کا مظاہرہ کیا کہ لوگوں نے کہا: اسے جنت ملے گی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر کہا: نہیں وہ اہل دوزخ میں سے ہے!! قزمان کو شدید زخم لگے اُس سے صبر نہیں ہوا اور اُس نے تلوار سے اپنے آپ کو مار لیا۔ فرمایا: ''وہ جن کی محنت دنیاوی زندگی میں اکارت ہوگئی اور جو یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ اچھا عمل کر رہے ہیں۔'' یہی اللہ کے قول ''جو میرے ذکر سے اعراض کرے گا تو اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی۔'' کا مفہوم ہے۔ صحیح ایمان والا ایسا نہیں کر سکتا، چاہے جو ہو جائے۔ وہ وضو کر کے دو رکعتیں خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھ لے تو کافی ہوگا کہ اس کا سارا غم کدورت اور رنج و فکر مٹ جائے۔

''رات کے وقت میں اور دن کے اطراف میں اللہ کی تسبیح بیان کرو یقیناً تمہیں خوشی ہوگی۔''

قرآن اس بات پر افسوس کا اظہار کرتا ہے کہ دُنیا ایمان کی طرف کیوں نہیں آتی اور انحراف وضلالت کی شکار کیوں ہے۔

بات واضح کر دی گئی، دلیل سامنے آ چکی، حق ظاہر ہو گیا، حجت پوری ہوگئی، پھر لوگوں کو کیا ہو گیا، وہ ایمان کیوں نہیں لاتے۔

''ہم آفاق وانفس میں ان کو اپنی نشانیاں دکھائیں گے حتیٰ کہ حق ان کے سامنے واضح ہوجائے۔'' (۵۳:۴۱)

یہ بات سامنے آجائے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں، اللہ ہی تنہا معبود ہے :

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق

زباں اور دل کی شہادت کے لائق

اسلام ہی دین کامل ہے ''اور جس نے بہت خوبی کے ساتھ اپنی اطاعت اللہ کے حوالہ کردی تو اُس نے مضبوط سہارا پکڑ لیا۔'' (۲۲:۳۱)

کافروں میں بھی درجات ہیں

صدر جارج بش کی ڈائری ''آگے کا سفر'' میں لکھا ہے کہ انہوں نے سوویت یونین کے صدر برجنیف کے جنازہ میں ماسکو میں شرکت کی۔ جارج بش کا کہنا ہے کہ: میں نے اس جنازہ کو تیرہ وتاریک اور منحوس دیکھا۔ اس میں ایمان، روح اور حرارت کچھ بھی نہ تھا۔ بش عیسائی ہے روسی ملحدین تھے اِس لئے بش کے تاثرات یہ رہے۔ قرآن نے ان کے بارے میں کہا ہے ''تم پاؤ گے کہ ایمان والوں سے قریب تر عیسائی ہیں'' (۸۲:۵) معاملہ اصل میں داخلی احساس کا ہے، اگر بش دین حق اسلام کو جانتا تو اُس کا تاثر اور گہرا ہوتا؟ ''جو لوگ اسلام کے علاوہ دین چاہیں گے وہ ان سے قبول نہ کیا جائے گا۔ اور آخرت میں وہ خسارہ میں رہیں گے۔'' (۸۵:۳)

اس سے مجھے یاد آیا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ سے ایک بار ایک بطائحی کی گفتگو ہوئی۔ بطائحیہ ایک منحرف وگمراہ صوفی گروہ ہے۔ اس بطائحی نے ابن تیمیہ سے کہا آخر کیا بات ہے کہ ہم تمہارے یعنی اہلسنّت کے پاس آتے ہیں تو ہماری کرامتیں ختم ہوجاتی ہیں لیکن جب ہم مغل تاتاری کافروں کے پاس جاتے ہیں تو ہماری کرامت ظاہر ہوجاتی ہے؟ جواب میں ابن تیمیہؒ نے کہا تمہاری ہماری اور تاتاریوں کی مثال تم نہیں جانتے؟ ہم تو سفید گھوڑے ہیں، تم چتکبرے اور تاتاری کالے سیاہ۔ چتکبرا کالوں کے بیچ جائے وہ بالکل سفید معلوم ہوگا لیکن جب سفیدوں کے درمیان آئے گا تو کالا سا لگے گا۔ بات یہ

ہے کہ تمہارے پاس کچھ نہ کچھ روشنی ہے۔ اگر تم اہل کفر میں جاؤ تو یہ نور ظاہر ہو جائے گا لیکن ہمارے پاس بڑا اور برتر نور ہے قرآن وسنت کا نور، ہمارے پاس آؤ گے تو تمہاری تاریکی اور سیاہی ظاہر ہو جائے گی۔ ہماری تمہاری اور تاتاریوں کی مثال بھی بس ایسی ہے:

''وہ لوگ جن کے چہرے اجلے ہوں گے وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے جس میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔'' (۳:۱۰۷)

فولادی ارادہ

عالم اسلام کا ایک مسلمان طالب علم مغرب میں خاص طور پر لندن پڑھنے کے لئے گیا۔ طالب علم دیندار اور نمازی تھا روز علی الصباح اٹھ کر ٹھنڈے پانی سے وضو کرتا اور نماز پڑھتا۔ گھر کی ایک بڑھیا روز اُسے پابندی سے ایسا کرتے دیکھتی۔ کچھ دنوں کے بعد اُس سے رہا نہیں گیا تو اُس سے پوچھ لیا کہ تم یہ روز اتنے سویرے کیا کرتے ہو؟ اُس نے جواب دیا 'میرے خدا نے مجھے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔' کہنے لگی وہ تو ٹھیک ہے لیکن یہاں کی زمستانی فضا میں تم اپنی عبادت موخر کر سکتے ہو، پوری نیند لے کر پڑھ لیا کرو۔ اُس نے کہا کہ نمازوں کے اوقات متعین ہیں میں تاخیر سے پڑھوں گا تو قبول نہ ہوگی۔ بوڑھیا نے اپنا سر ہلا کر کہا

''کیا فولادی ارادہ ہے اس سے تو لوہا بھی ٹوٹ جائے گا!!''

زمستانی ہوا میں گرچہ تھی شمشیر کی تیزی
نہ چھوٹے مجھ سے لندن میں بھی آداب سحر خیزی

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''کچھ ایسے لوگ ہیں جنہیں اللہ کی یاد سے کوئی تجارت اور خرید و فروخت نہیں روکتی' نہ نماز سے غافل کرتی۔''

یہ ایمانی ارادہ قوت یقین اور توحید کے غلبہ کی بات ہے۔ یہی ارادہ تھا جس نے لمحہ بھر میں فرعون کے ساحروں کو بدل دیا۔ پہلے وہ ذلیل تھے، جیسے ہی ایمان لائے فوراً موسیٰ وفرعون کے بیچ عالمی

معرکہ میں حق کے ساتھی اور فریق بن گئے۔ اعلان کر دیا:

''فرعون! ہمیں رب تعالیٰ نے جو روشن دلیل دی ہے اُس پر اور اللہ پر تجھے ترجیح نہیں دے سکتے۔ لہٰذا تجھے جو کچھ کرنا ہو کر لے۔''

یہ ایسا چیلنج تھا جسے فرعون نے سنا ہی نہ تھا۔ اس کا یا پلٹ پر پور اور بار سکتہ میں رہ گیا۔ اس ملحد اور جبار کو کلمہ حق سنا دیا گیا۔ حبیب بن زیدؓ مسیلمہ کے پاس اُسے توحید کی دعوت دینے گئے تھے۔ اس نے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کاٹ کر مارنا شروع کیا لیکن تلوار سے جسم کٹتا رہا' نہ اُف کی نہ چلائے حتی کہ جان' جان آفریں کے سپرد کر دی

''شہیدوں کے لئے ان کے رب کے پاس بڑا اجر اور نور ہے''

(۱۹:۵۷)

خبیبؓ بن عدی کو سولی کے پھندی پر چڑھایا گیا۔ خوشی خوشی یہ شعر پڑھتے ہوئے شہید ہو گئے:

ولست ابالی حین اقتل مسلماً
علی أی جنب کان فی اللّٰہ مصرعی

''ایمان کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہوں تو کیا پروا کہ کس پہلو پر موت آئے گی۔''

اللہ کی طرف

جب تاریکی شدید ہوتی ہے' بجلی کڑکتی اور تیز وتند ہوا چلتی ہے تو فطرت جاگ پڑتی ہے۔ قرآن میں فرمایا ''اس کشتی پر تیز وتند آندھی آ گئی، ہر جگہ موج اٹھنے لگی اور انہوں نے سمجھ لیا کہ بس اب تو گھر گئے تب انہوں نے خلوص دل سے اللہ تعالیٰ سے دعا کی'' (۱۰:۲۲)

لیکن مسلمان اپنے رب کو خوشحالی وتنگ حالی ہر صورت میں پکارتا ہے

''اگر ایسا نہ ہوتا کہ یونسؑ تسبیح کرنے والوں میں سے ہوں تو وہ مچھلی کے پیٹ میں قیامت تک ٹھہرے رہتے۔'' (۳۷:۱۴۳-۱۴۴)

زیادہ تر لوگوں کا شیوہ یہ ہے کہ کسی تنگی ومصیبت میں گرفتار ہوئے تو لگے اللہ کے آگے گڑ

گڑانے اور رونے چلانے، جوں ہی ان کا مقصد حاصل ہوا تو وہ اعراض کر لیتے اور منہ موڑ لیتے ہیں ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مناجات کو بازیچۂ اطفال نہیں بنایا جا سکتا' نہ اُسے بہلایا اور دھوکہ دیا جا سکتا جیسے بچوں کو بہلا لیتے ہیں۔

''یہ اللہ کو فریب دینا چاہتے ہیں اللہ ان کو فریب دے گا'' (۱۴۲:۴)

جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ گویا فرعون کی نقل کرتے ہیں، اس کے شاگرد ہیں جس نے وقت گزرنے کے بعد ایمان کا اعلان کیا تو اُس سے کہا گیا

''اب ایمان لا رہے ہو پہلے تو نافرمانی کرتے رہے اور فساد پھیلاتے رہے۔'' (۹۱:۱۰)

میں نے سنا ہے کہ جب عراق نے کویت پر قبضہ کر لیا تو بی بی سی نے یہ خبر نشر کی کہ اس کی اطلاع پا کر سابق وزیر اعظم برطانیہ مارگریٹ تھیچر جو اُس وقت امریکی ریاست کولوراڈو میں تھی فوراً ہی گرجا کی طرف بھاگی اور سجدہ میں گر گئی۔ ظاہر ہے کہ اس طرح کے واقعات کی توجیہ اس کے علاوہ اور کیا کی جا سکتی ہے کہ کفر و ضلالت کے باوجود مشکل اوقات میں فطرت خداوندی عود کر آتی ہے کیونکہ انسان اُسی فطرت پر پیدا کیا گیا ہے جیسا کہ حدیث ہے ''ہر بچہ فطرتِ توحید پر پیدا ہوتا ہے۔ اس کے ماں باپ اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔''

روزی میں تاخیر ہو جائے تو غم نہ کریں

روزی اپنے وقت پر ضرور ملے گی۔ جو اپنے مقدر کی روزی جلد پانا اور وقت سے آگے نکلنا چاہتا ہے جب اس کی خواہشات پوری نہیں ہوتی تو شدید رنج و قلق کا شکار ہو جاتا ہے۔ جیسے آدمی نماز میں امام سے آگے بڑھے تو کیا فائدہ ہوگا، سلام تو امام کے بعد ہی پھیرے گا! رزق کا معاملہ بھی یہی ہے، رزق اور دوسرے تمام امور مقدر ہیں جو آفرینشِ خلق سے بھی ۵۰ صدی پہلے لکھ دیے گئے تھے:

''اللہ کا معاملہ آ رہا ہے اُس کی جلدی نہ مچاؤ۔'' (۱:۱۶) ''اور اگر وہ تمہیں کوئی خیر پہنچانا چاہے تو اُس کے فضل کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔'' (۱۰۷:۱۰)

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں ''اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں فاجر کی سخت کوشی اور ثقہ کی دون ہمتی

سے'' یہ اپنے آپ میں ایک بہت عظیم اور سچی بات ہے۔ پوری تاریخ دیکھ ڈالئے کتنے ہی اللہ کے دشمن سخت کوشی، جدوجہد، مضبوط ہمتی، ارادہ پیہم، کوشش اور مقصد کی لگن سے سرشار ملیں گے جب کہ بہت سے مسلمان سستی، کاہلی، فتور، پست ہمتی اور باہمی عدم تعاون کے شکار ملیں گے۔ اسی سے عمرؓ کے قول کی گہرائی اور گیرائی سمجھ میں آتی ہے۔

ولید بن مغیرہ، امیہ بن خلف اور العاص بن وائل نے اپنے مال اللہ کے رسولؐ سے دشمنی اور حق کے مقابلہ میں صرف کیے۔

''یہ اپنے مال اِس راہ میں خرچ کریں گے لیکن اِن کو حسرت ہوگی جب یہ مغلوب ہوں گے۔''

کتنے مسلمان اپنے مال فضائل اور ایمان کے راستوں میں خرچ کرنا نہیں چاہتے۔

''جو بخل کرتا ہے تو یہ بخل اس کے ہی خلاف پڑے گا۔'' (۴۷:۳۸)

یہ مثال ہے فاجر کی سخت کوشی اور ایمان والوں کی کمزوری کی۔

گولڈا مائیر یہودن تھی۔ اس کی یادداشتوں میں عداوت کے عنوان سے یہ لکھا ہے کہ زندگی کے ایک مرحلہ میں وہ ۱۶-۱۶ گھنٹے لگاتار کام کرتی تھی۔ اپنی منحرف فکر اور باطل مقاصد کی خدمت کا یہ عالم! اسی کے ذریعہ تو وہ بن گوریان کے ساتھ مل کر یہودی ریاست قائم کرنے میں کامیاب ہوگئی۔ جو چاہے اس کی کتاب دیکھ لے۔ اس کے مقابل ہزارہا مسلمان ایک گھنٹہ بھی کام نہیں کرتے بس ان کا محبوب مشغلہ لہوولعب، کھانا پینا، سونا اور وقت ضائع کرنا ہے۔

''تمہیں کیا ہوا جب تم سے اللہ کے راستہ میں نکلنے کے لئے کہا جاتا ہے تو سستی کے مارے زمین سے چپکے جاتے ہو۔'' (۹:۳۸)

حضرت عمرؓ رات دن کام کرتے تھے، کم سوتے تھے، اُن کے گھر والوں نے کہا 'آپ سوتے کیوں نہیں؟' فرمایا:

''میں رات کو سوؤں تو میں ضائع ہوں گا دن میں سو جاؤں تو رعایا ضائع ہوگی۔'' قاتل یہودی موشے دایان کی یادداشتوں میں ''تلوار اور حکومت'' کے عنوان سے یہ ملتا ہے کہ ہمہ وقت چلت پھرت میں رہتا، آج ایک ملک میں کل دوسرے میں۔ آج اس شہر کل اس شہر میں، میٹنگ اور اجلاسوں میں

شرکت کرتا، کانفرنسیں کرتا، سودے بازی اور معاہدات کرتا اس نے رات دن ایک کر رکھے تھے پھر اپنی ڈائری بھی لکھتا۔ میں نے دل میں کہا، ہائے افسوس ملعون یہودی کتنی محنت کر رہے ہیں اور مسلمان کیسے عاجز و لاچار بنے ہوئے ہیں۔ یہ بھی فاجر کی جدوجہد اور ثقہ کی عاجزی و بے بسی کی ایک مثال ہے۔

بے کاری، نکمے پن اور خالی رہنے سے حضرت عمرؓ کو اتنی نفرت تھی کہ مسجد میں آ کر پڑے ہوئے کچھ نوجوان کو وہاں سے نکال دیا اور پٹائی کی اور فرمایا: نکلو روزی تلاش کرو، آسمان سے سونا چاندی نہیں برسے گا۔ بے کاری اور نکمے پن کے ساتھ وسوسے، کدورت اور نفسیاتی امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ رنج وفکر سے عصبی نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ عمل، نشاط اور چستی سے خوشی و سرور ملتا اور مسرت حاصل ہوتی ہے۔ زندگی میں ہر آدمی اپنا کردار ادا کرنے لگے تو ہمارے رنج وفکر، حزن وملال اور عقلی عصبی اور نفسیاتی بیماریاں سب ختم ہو جائیں۔ کارخانے قائم ہوں، ورکشاپ چلیں، دعوتی امدادی اور رفاہی کام کرنے والی سوسائٹیاں قائم ہوں۔ کیمپ لگائے جائیں۔ اور ادبی مراکز نیز علمی تربیت گاہیں اور اجلاس انعقاد پذیر ہوں۔ ''کہہ دو عمل کرو۔'' ''زمین میں پھیل جاؤ'' آگے بڑھو'' ''مقابلہ کرو'' حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام دست کاری کے ذریعہ روزی کماتے تھے۔

شیخ راشد نے اپنی کتاب ''زندگی کا بناؤ'' میں اس مسئلہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور بتایا ہے کہ بہت سارے لوگ زندگی میں اپنی ذمہ داریاں ادا نہیں کرتے۔ کتنے ہی لوگ زندہ ہیں مردوں کی طرح رہتے ہیں، انہیں زندگی کا راز معلوم نہیں۔ وہ نہ اپنے مستقبل کی تعمیر کرتے نہ اپنی امت کا کچھ بھلا کرتے بلکہ ''انہوں نے پیچھے رہ جانے والوں میں ہونا پسند کر لیا۔'' (۸۷:۹)

''وہ مومنین جو بیٹھے ہیں جن سے کفر کو کوئی نقصان نہیں وہ اور مجاہدین فی سبیل اللہ برابر نہیں ہو سکتے۔'' (۹۵:۴)

وہ کالی عورت جو مسجد نبوی کی صفائی کرتی تھی اُس نے بھی اپنا کردار ادا کیا اور اسی کی بدولت جنت میں جگہ بنالی۔

''ایک ایمان والی باندی آزاد مشرکہ سے بہتر ہے گرچہ تمہیں یہ مشرکہ اچھی لگے۔'' (۲۲۱:۲) اس لڑکے نے اپنا کردار ادا کیا جس نے رسول اللہ ﷺ کا منبر بنایا کیونکہ اس کا کام بڑھئی کا

ہی تھا۔ ''جو لوگ اپنی کمائی سے ہی کھاتے ہیں''

۱۹۸۵ء میں امریکہ نے اس بات کی اجازت دی کہ مسلمان داعی اس کی جیلوں میں جا کر اصلاح وتبلیغ کا کام کریں۔ کیونکہ امریکہ کو معلوم ہے کہ اگر یہ مجرم، قاتل اور پیشہ ور اسلام کی ہدایت پا جائیں گے تو اپنے اپنے سماج کا صالح اور کار آمد عنصر بن جائیں گے

''کیا اس کے کوئی برابر ہے جو مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندہ کر دیا اسے نور عنایت کیا جس کے ذریعہ وہ کارگاہِ حیات میں کام سے لگا ہے۔'' (۱۲۲:۶)

حادثات کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھنے اور معاملات کو سنبھالنے کے تعلق سے دو بڑی مفید اور نفع بخش دعائیں حدیث میں آتی ہیں۔ (۱) حدیث علیؓ ہے جس کو مسلمؒ نے روایت کیا ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا ''یہ کہا کرو: اللهم اهدني وسددني'' (اے اللہ مجھے راستہ دکھا اور صحیح رہنمائی کر) دوسری دعا ابوداؤد کی روایت کردہ حدیث میں یوں منقول ہے: اللهم ألهمني رشدي، وقني شر نفسي''

شاعر کا کہنا ہے کہ اگر اللہ بندے کی مدد نہ کرے تو بندہ کا اپنا اجتہاد غلط ثابت ہوتا ہے۔

زندگی سے لگاؤ، بقاء کی آرزو، ہمیشہ رہنے کی تمنا اور موت سے ڈر، وہ چیزیں ہیں جن سے زندگی میں کدورت، سینہ کی تنگی، رنج وملال، بے خوابی، قلق اور اضطراب جیسی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ یہودیوں کے دنیوی زندگی سے پیار پر اللہ نے ان کی ملامت کی اور فرمایا:

''انہیں تم زندگی کا سب سے زیادہ حریص پاؤ گے، مشرکین سے بھی زیادہ' ان کا ہر آدمی چاہتا ہے کہ کاش اُسے ہزار سال کی زندگی مل جائے''۔ (۹۶:۲) حالانکہ کتنی ہی دراز زندگی ہو عذاب سے تو پھر بھی نہیں بچ سکتے ''جو کچھ کر رہے ہیں اللہ سب جانتا ہے''

آیت کریمہ میں حیاۃ کو نکرہ استعمال کیا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ معمولی سی زندگی بھی چاہے چوپایوں اور جانوروں کی ہو وہ بھی ان کو بہت پیاری ہے۔ اسی طرح ألف سنة لایا گیا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ یہودی ایک دوسرے سے ملتے تو سلام یوں کرتے کہ ''تم ہزار سال جیو'' اسی کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ بہت لمبی عمر چاہتے ہیں۔ اچھا اگر ان میں ہزار سال مل بھی جائیں پھر کیا ہوگا؟

انجام تو وہی دوزخ ہے۔ ''آخرت کا عذاب شدید ہوگا وہاں کوئی ان کے کام نہ آسکے گا۔''

عام عربوں میں ایک جملہ یہ رائج ہے کہ "لا ھمَّ و اللّٰہ یدعی" مفہوم یہ ہے کہ آسمان میں خدا موجود ہے جو دعا سنتا ہے پھر رنج و ملال کیوں کرتے ہو۔ تم اپنا معاملہ اس کے حوالہ کرو گے تو وہ اسے حل کر دے گا۔ ''مضطر جب پکارتا ہے تو کون ہے اس کی پکار سننے اور اس کی پریشانی دوُر کرنے والا'' ''جب میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں تو بتایئے کہ میں ان سے قریب ہوں۔ اور پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں۔'' (۱۸۶:۲)

یہ لمحے زندگی میں بار بار آیا نہیں کرتے

شیخ علی طنطاوی کی یادداشتوں میں ان کی زندگی کے دو خاص واقعات ملتے ہیں۔ نمبر ایک وہ بتاتے ہیں کہ بیروت کے ساحل پر تیر رہے تھے کہ ڈوبنے کے قریب ہوگئے۔ بے ہوشی کی حالت میں انہیں اٹھایا گیا۔ اس وقت وہ آہ وزاری کے ساتھ دعا کرنے لگے کہ اگر ایک گھنٹہ بھی اور زندگی مل جائے گی تو ایمان کی تجدید کریں گے اور عمل صالح کریں گے تاکہ ایمان کی بہار آ جائے۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ شام سے ایک قافلہ کے ساتھ حج کے لئے روانہ ہوئے، ابھی صحرائے تبوک میں ہی پہنچے تھے کہ یہ لوگ راستہ بھول گئے۔ تین دن ہوگئے۔ کھانے پینے کا سامان ختم ہوگیا، موت سامنے دکھائی دینے لگی۔ طنطاوی اٹھے اور لوگوں کو الوداعی خطبہ دیا۔ توحید سے لبریز حرارت سے سرشار خود بھی روئے دوسروں کو بھی رلایا یہ احساس ہوا کہ ایمان میں بلندی آ گئی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور معین و مددگار نہیں ہے۔ ''اسی سے سوال کرتے ہیں جو آسمان میں ہیں اور جو زمین میں ہیں ہر روز اس کی نئی شان ہوتی ہے۔'' (۲۹:۵۵) اللہ فرماتا ہے: '' کتنے ہی نبی گزرے جن کے ساتھ بہت سے صالحین دشمنوں سے لڑے ہیں وہ نہ کمزور پڑے نہ انہوں نے عاجزی دکھائی، اللہ کے راستہ میں جو پیش آیا اس پر صبر کیا اور اللہ صبر کرنے والوں کو چاہتا ہے۔'' (۱۴۶:۳)

اللہ کو وہ قوی ایمان والے پسند ہیں جو اس کے دشمنوں کو صبر و استقلال سے چیلنج دیتے ہیں نہ کمزور پڑتے نہ ان پر مایوسی طاری ہوتی، نہ ان کے قویٰ شل ہوتے نہ ذلت' ضعف اور ناکامی کا احساس

طاری ہوتا ہے' بلکہ ڈٹ جاتے ہیں۔ جہد وجہد جاری رکھتے اور محاذ پر جمتے ہیں۔ یہ اللہ اور رسول پر ایمان کا تقاضا ہے۔ ''قوی مومن کمزور مومن سے بہتر ہے، خیر دونوں میں ہے۔'' حضرت ابوبکرؓ کی انگلی فی سبیل اللہ زخمی ہوگئی تو فرمایا: تو انگلی ہی تو ہے جو خون آلود ہوگئی اور جو کچھ تجھے تکلیف ہوئی وہ اللہ کے راستے میں ہوئی۔ غار کے منہ پر بھی حضرت ابوبکرؓ نے اپنی انگلی رکھ دی تھی تا کہ اُس کے کیڑوں سے رسول اللہؐ کی حفاظت کریں۔ بچھو نے ڈنک مار دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر دَم فرمایا تو وہ ٹھیک ہوگئی۔ عنترہ سے کسی نے پوچھا: تمہاری شجاعت اور لوگوں پر غالب آ جانے کا راز کیا ہے؟ کہا: ابھی معلوم ہو جائے گا اپنی انگلی میرے منہ میں رکھو اور میری اپنے منہ میں اس نے ایسا ہی کیا پھر دونوں نے ایک دوسرے کی انگلی میں دانت سے کاٹ لیا عنترہ نے برداشت کر لیا۔ اس آدمی سے برداشت نہ ہوا اور وہ بلبلا اُٹھا۔ عنترہ نے اپنی انگلی نکال کر کہا' اسی صبر و برداشت کے ذریعہ میں لوگوں پر غالب آ جایا کرتا ہوں۔'

مومن کو جس بات سے فخر و مسرت ہونی چاہیے وہ یہ ہے کہ اللہ کا لطف، رحمت اور درگزر اس سے قریب ہیں۔ وہ ایمان کے مطابق ہی اللہ کے لطف و کرم کو محسوس کر سکتا ہے۔ ساری کائنات، ذی روح، بے زبان مخلوقات، پرندے، چوپائے وغیرہ سبھی یہ جانتے ہیں کہ ان کا ایک پالن ہار اور مالک ہے۔

''ہر چیز اُس کی تسبیح بیان کرتی ہے لیکن تم اُس کی تسبیح کو سمجھ نہیں پاتے۔'' (۱۷:۴۴)

بقول شاعر: اے رب صرف تیری ہی حمد کی جاتی ہے، ساری مخلوقات تیری ہی چوکھٹ پر کھڑی ہوتی ہے۔

ہمارے ہاں جوتائی کے وقت کسان اپنے ہاتھوں سے زمین کی لائنوں میں دانے ڈالتے اور پکارتے جاتے ہیں: حَبٌّ یا بسٌ " فی بلدیابسٍ بین یدیك یافاطر السمٰوٰت والأرض، یہ توحیدی احساس ہے اور نفوس کا اس کی طرف متوجہ ہونا ہے، فرمایا: ''جو تم کاشت ہو اس کے بارے میں بتاؤ، کیا تم اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں۔'' (۵۶:۶۴)

عبدالحمید کشک بہترین خطیب تھے، نابینا تھے، ایک دن خطبہ دینے کھڑے ہوئے، منبر پر پہنچ

کر اپنی جیب سے کھجور کا ایک چوڑا سا پتہ نکالا جس پر قدرتی طور پر اللہ جلی حرفوں اور خوبصورت کوفی خط میں لکھا ہوا تھا۔ انہوں نے لوگوں کو وہ دکھلایا اور بے ساختہ کہا:

أنظر لتلك الشجرة ذات الغصون النضره

من الذی أنبتها وزانها بالخضره

ذاك هوالله الذی قدرته مقتدره

اس تروتازہ پودہ کو دیکھو، اسے کس نے اُگایا اور کس نے سرسبز کر دیا۔ وہ اللہ نے ہی کیا جس کی قدرت جو چاہے کر سکتی ہے۔

یہ سن لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ فاطر السماوات والارض کی نشانیاں کائنات میں بکھری ہوئی ہیں۔ جو اس کی وحدانیت صمدیت، ربوبیت اور الوہیت کی گواہی دیتی ہیں، ''اے ہمارے رب تو نے یہ سب یونہی پیدا نہیں کر دیا۔'' (۳:۱۹۱)

خوشی ومسرت کے حصول کی بنیادی بات یہ احساس ہے کہ ہمارا ایک رب ہے جو رحم کرتا، مغفرت کرتا اور توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اس رب عظیم کی رحمت کی بشارت آپ کو بھی ہے جس کی رحمت آسمان وزمین پر چھائی ہوئی ہے۔ فرمایا ''میری رحمت ہر چیز کو وسیع ہے۔'' اللہ سبحانہ وتعالٰی کے لطف وکرم کے کیا ٹھکانے ہیں؟ ایک صحیح حدیث میں وارد ہے کہ ایک اعرابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ تشہد میں بیٹھ کر اس نے یہ دعا کی کہ یا اللہ! مجھ پر اور محمدؐ پر رحم فرما اور ہمارے ساتھ کسی پر رحم نہ کر۔ آپؐ نے فرمایا تم نے ایک وسیع چیز کو تنگ کر دیا۔ فرمایا ''اللہ مومنین پر بڑا مہربان ہے'' ایک حدیث میں ہے کہ اللہ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ رحم کرتا ہے جتنا ایک ماں اپنے بچے پر کرتی ہے۔''

ایک آدمی نے اللہ کے عذاب کے خوف سے اپنے آپ کو (موت کے بعد) جلوا لیا اللہ نے اس کے جسم کو اکٹھا کر کے پوچھا۔ بندے! تو نے ایسا کیوں کیا؟ بولا میرے رب مجھے تیرا خوف تھا اور اپنے گناہوں پر پشیمانی، تو اُسے اللہ نے جنت میں داخل فرما دیا۔ یہ واقعہ صحیح حدیث میں آیا ہے۔ فرمایا ''جو اپنے رب کی عظمت سے ڈرا اور اپنے آپ کو خواہشات سے بچایا تو اُس کا ٹھکانہ جنت ہے''

(۷۹:۴۰-۴۱) اللہ نے ایک موحد لیکن مسرف آدمی کا حساب لیا اُس کے پاس کوئی نیکی نہ پائی البتہ وہ دنیا میں تجارت کرتا تھا اور محتاجوں کو معاف کر دیا کرتا تھا۔ تو اللہ نے فرمایا تجھ سے زیادہ کرم کرنا تو ہمارے لئے زیبا ہے۔ فرمایا اس کو معاف کر دو۔ چنانچہ اُسے بھی جنت میں داخل کر دیا گیا" جس سے مجھے اُمید ہے کہ وہ روز جزا میرے گناہ معاف کر دے گا۔" "اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔": مایوس نہ ہو اس سے اے ہمت مردانہ

امام مسلم نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو ایک آدمی کھڑا ہوا اور اُس نے کہا یا رسول اللہ میں نے گناہ کر لیا ہے اس لئے مجھ پر حد جاری فرمایئے آپ نے فرمایا: کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے؟ اس نے کہا جی ہاں! فرمایا تب جاؤ اللہ نے تجھے معاف کر دیا"

"جو کوئی برائی کرے گا یا اپنے اوپر ظلم کرے گا پھر اللہ سے استغفار کرے گا وہ اللہ کو غفور الرحیم پائے گا۔" (۴:۱۱۰)

ایک لطف خفی بندے کو اوپر نیچے دائیں بائیں اور آگے پیچھے ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ یہ لطف خفی اللہ رب العالمین کا ہے اُس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو غار میں محفوظ رکھا۔ اہل کہف کو غار میں میٹھی نیند سلا دیا۔ ان تینوں کو رہائی دی جو غار کے اندر بند ہو گئے تھے۔ ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے نجات دی، موسیٰ علیہ السلام کو ڈوبنے سے اور نوح علیہ السلام کو طوفان سے بچایا، یوسف علیہ السلام کو کنویں سے نکالا اور ایوب علیہ السلام کو بیماری سے شفا دی۔

طور پر جس نے موسیٰ کو اونچا کیا
نار نمرود کو جس نے ٹھنڈا کیا

وقفہ

حضرت اُم سلمہؓ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جس مسلمان کو بھی کوئی تکلیف پہنچتی ہے اور وہ ان کلمات کو زبان سے نکالے جن کا حکم اللہ نے دیا ہے یعنی

"انا للہ وإنا إلیه راجعون" اللّٰھمّ أجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیراً منها ۔تو اللہ اس نقصان کا بہترا جراور نعم البدل عطا فرمائے گا۔" شاعر نے کہا:

دوستو! خدا کی قسم آدمی کو کتنی ہی بڑی مصیبت پیش آئے وہ ہمیشہ نہیں رہتی۔ جب وہ لاحق ہو جائے تو اس کے آگے سپر انداز نہ ہو۔ اگر پاؤں پھسل جائے تو شکوہ وشکایت نہ کرو کہ کتنے ہی شرفاء مصائب میں گرفتار ہوئے جنہیں انہوں نے برداشت کیا چنانچہ وہ مصیبتیں ماند پڑ گئیں اور گزر گئیں۔ گردش زمانہ مجھے تر نوالہ سمجھ رہی تھی لیکن اس نے میری استقامت دیکھی تو وہ بھی کمزور پڑ گئی۔"

ایک اور شاعر نے کہا :

"کوئی حادثہ ہوتا ہے تو میرا سینہ تنگ نہیں ہو جاتا۔ رنج وفکر میں میرا امتحان ہوتا ہے۔ کسی دن شروع میں غم ہوتا ہے اور آخر میں مسرت اور شادمانی، کوئی مصیبت پڑے تو میں دل شکستہ نہیں ہوتا کہ اس کے خاتمہ یا اس سے چھٹکارے کا وقت قریب آ چکا ہوتا ہے۔

اچھے کاموں سے خوشی ملتی ہے

حاتم طائی کے دیوان کے آغاز میں اس کا ایک بہترین جملہ ہے

"اگر برائی کا چھوڑ دینا کافی ہوتو اسے چھوڑ دو"

مفہوم یہ ہے کہ شر سے اجتناب اور خاموشی ہی برتنی چاہئے" آپ ان سے اعراض کریں" "یہ جو تکلیف دے رہے ہیں اس پر نہ جائیں۔"

خیر سے محبت ایک ربانی عطیہ اور الفتاح العلیم کی بخشش ومہربانی ہے۔ ابن عباسؓ اللہ کی نعمتیں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تین چیزوں میں نعمت ہے کہیں بارش ہوتی ہے تو مجھے خوشی ہوتی ہے میں اللہ کی حمد کرتا ہوں اگرچہ میری وہاں نہ کوئی بکری ہے نہ اونٹ۔ کسی انصاف پسند قاضی کے بارے میں سنتا ہوں تو اس کے لئے اللہ سے دعا کرتا ہوں۔ حالانکہ اس کے پاس میرا کوئی قضیہ نہیں ہوتا۔ اللہ کی کتاب کی کسی آیت کا مفہوم کھلتا ہے تو میری خواہش ہوتی ہے کہ جو میں جانتا ہوں اور بھی جان جائیں۔ یہ لوگوں کے ساتھ بھلائی چاہنا اور ان کے درمیان اچھائی پھیلانا ہے کہ سینہ ان کے لئے

کھلا رہے اور مخلوق خدا کی پوری پوری خیر خواہی ہو۔ شاعر کہتا ہے:

''میرے اور میری زمین کے اوپر وہ بادل نہ برسیں جو سارے ملک کو سیراب نہ کرتے ہوں۔''

مطلب یہ ہے کہ میرے لئے ہی کیوں بادل برسیں وہ تو سب کے لئے ہونے چاہئیں کہ میں انانیت پرست اور ان میں سے نہیں جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا:

''وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بخل کا حکم دیتے ہیں اور اللہ نے جو فضل انہیں دیا ہے اسے چھپا لیتے ہیں۔''

حاتم طائی کے ذیل کے اشعار پڑھیے اس کی فیاضی اور دریا دلی اور مردانگی کی بنیاد اُس کی بلند فکری ہے۔ کہتا ہے:

''اس عالم الغیب کی قسم جو مردہ اور بوسیدہ ہڈیوں کو بھی زندہ کرے گا میں لذیذ کھانے بھی پیٹ بھر کر اس لئے نہیں کھاتا کہ کسی دن کمینہ نہ کہلاؤں۔''

علم را بر دل زنی یارے بود

اگر علم اللہ کی معرفت سکھائے تو کیا کہنے ''اہل علم اور ایمان والے بولے تم اللہ کی کتاب کے مطابق قیامت تک ٹھہرو گے'' ایک علم ایمانی ہوتا ہے ایک کافرانہ جیسا کہ فرمایا ''وہ دنیاوی زندگی کے ظاہر کو جانتے ہیں آخرت سے غافل ہیں'' اور فرمایا ''بلکہ آخرت کے بارے میں ان کا علم محض اٹکل ہے بلکہ یہ اس کے بارے میں شک میں مبتلا ہیں بلکہ اندھے ہیں۔'' اور فرمایا ''بس یہی ان کا مبلغ علم ہے'' اور فرمایا ''ان کو اس کا قصہ تو سنایئے جسے ہم نے اپنی آیات دیں لیکن وہ پستی کی طرف مائل ہوا۔ اپنی خواہشات کی پیروی کی تو اس کی مثال کتے کی سی ہے۔ اسے پھٹکارو تو زبان نکال دے گا چھوڑ دو تب بھی زبان نکالے گا۔ یہ ان لوگوں کی مثال ہے جنہوں نے ہماری آیات جھٹلائیں اب ان کی باتیں لوگوں کو بتا دیجئے تاکہ یہ کچھ غور و فکر سے کام لیں۔'' یہودیوں اور ان کے علم کے بارے میں فرمایا ''ان کی مثال گدھے کی سی ہے جس پر کتابیں لدی ہوں ''۔ چارپائے بر و کتابے چند۔ یہ علم تو ہے لیکن ہدایت دینے والا نہیں دلیل ہے جس سے تشفی نہیں ہوسکتی، حجت ہے لیکن حجت قاطعہ نہیں۔ نقل ہے لیکن

سچی نہیں' کلام تو ہے لیکن اس میں حقیقت نہیں بلکہ انحراف کی طرف پہنچانے اور ضلالت کی رہنمائی کرنے والی دلیل ہے۔ تب اس علم والوں کو حقیقی مسرت کہاں ملے گی جو اسے اپنے پیروں تلے روندر ہے ہوں۔

''انہوں نے تو ہدایت پر اندھے پن کو ترجیح دی ہے۔'' ''یہ کہتے ہیں ہمارے دل بند ہیں نہیں بلکہ اللہ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان پر ٹھپا لگا دیا ہے۔''

واشنگٹن میں کانگریس کی لائبریری میں ہر فن، ہر قوم، ہر نسل اور ہر تہذیب سے متعلق لاکھوں کتا بیں جمع ہیں۔ لیکن جس قوم کے پاس اتنی عظیم لائبریری ہے وہ اللہ تعالیٰ کی منکر ہے، وہ محض محسوس ومشاہد دنیا کو دیکھتی ہے اس کے بعد نہ سمع نہ بصر نہ عقل اور نہ دل جیسا کہ فرمایا ''ہم نے انہیں کان، آنکھ اور دل دئے لیکن ان کے کانوں، آنکھوں اور دلوں نے ان کو کوئی فائدہ نہ دیا۔'' (۲۶:۴۶)

باغیچہ ہرا بھرا ہو لیکن بکری بیمار ہو، کھجوریں خوب پیدا ہوں لیکن اگر اہل مرو کا سا بخل پیدا ہو جائے پانی ٹھنڈا ہو لیکن منھ ہی کڑوا ہو تو کیا فائدہ ہوگا فرمایا:

''ہم نے ان کو کتنی ہی نشانیاں دکھائیں۔'' ''ان کے پاس ان کے رب کی جو بھی نشانی آتی بس اس سے اعراض ہی کرتے۔''

معلومات بھی ہونی چاہیے غور وفکر بھی

شرح صدر کرنے والی چیزوں میں یہ بھی ہے کہ زیادہ سے زیادہ معلومات، معارف اور علوم حاصل ہوں، ثقافتوں کا وسیع مطالعہ ہو ساتھ ہی فکر میں گہرائی اور گیرائی ہو، نظر میں اصابت ہو، دلیل کو دقت نظر سے دیکھیں، مسئلہ کی تہہ تک پہنچیں امور واشیاء کی حقیقت اور مقاصد تک رسائی حاصل ہو:

''اللہ سے اس کے جاننے والے بندے ہی زیادہ ڈرتے ہیں۔'' (۲۸:۳۵)

''ان کے علم میں جو نہ آیا اُس کی یہ تکذیب ہی کرتے ہیں۔'' (۳۹:۱۰) عالم تو وہ ہوتا ہے جو کشادہ ظرف بڑے دل والا ہو، اسے شرح صدر حاصل ہو، اس کا دل مطمئن ہو، بقول شاعر:

''جتنا ہی اسے خرچ کرو گے بڑھے گا۔ اور جتنا ہی اسے ہاتھ باندھ کر رکھو گے اس میں کمی آئے گی۔'' مغرب کا ایک مفکر لکھتا ہے:

''آفس کی دراز میں ایک فائل میں نے بنا کر رکھی ہوئی ہے جس میں مَیں اپنی روزانہ کی کارستانیاں، لغزشیں اور غلطیاں جو رات دن سرزد ہوتی رہتی ہیں لکھا کرتا ہوں۔''

اس بارے میں علمائے اسلام اور سلف امت احتساب نفس اور باریک بینی سے اپنی ہی غلطیوں کو پکڑنے میں مفکر مذکور سے بھی بڑھے ہوئے تھے

''اور نہیں میں ملامت کرنے والے نفس کی قسم کھاتا ہوں۔'' (۷۵:۲)

حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ مومن اپنا احتساب اس سے بھی زیادہ کرتا ہے جتنا ساجھی دار اپنے ساجھی کا کرتا ہے۔ ربیع بن خثیم جمعہ سے جمعہ تک کی اپنی باتیں لکھا کرتے تھے اگر ٹھیک پاتے تو اللہ کی حمد کرتے اور برا پاتے تو استغفار کرتے۔

سلف میں ایک نے کہا میں نے ۴۰ سال پہلے ایک گناہ کیا جس کی مغفرت کی دعا میں برابر کرتا رہتا ہوں۔

''وہ لوگ جو اپنے مال میں سے دیتے ہیں اور ان کے دل ڈرتے رہتے ہیں۔''

اپنا احتساب کیا کیجئے

اپنے پاس ایک ڈائری رکھئے اور اس کے ذریعہ اپنا احتساب کرتے رہئے اس میں اپنی منفی عادتیں لکھئے اور ان کے معالجہ میں پیش رفت ہوئی ہو اسے بھی نوٹ کیجئے، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں: ''اپنا احتساب کر لیا کرو قبل اس کے کہ تمہارا حساب لیا جائے۔ اعمال کو تولے جانے سے پہلے وزن دار بنا لو اور خدا کے سامنے پیشی کے لئے اچھی طرح تیار ہو جاؤ۔''

ہماری روزمرہ کی زندگی میں تین غلطیاں برابر ہوتی رہتی ہیں۔

نمبر ایک: وقت کی بربادی۔ نمبر ۲: لایعنی باتیں کرنا۔ ''آدمی کے اچھے مسلمان ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ لایعنی باتیں چھوڑ دے'' تیسری بات یہ کہ ہم کمترین اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر بہت توجہ دیتے ہیں۔ مثلاً افواہ بازوں کی بات پر کان دھرنا، حوصلہ شکنی کرنے والوں کی پیشین گوئیوں اور وسوسہ اندازوں کے وہم و خیال کو سننا۔ اس سے فوری کدورت اور رنج و غم تو پیدا ہوتے ہی ہیں خوش بختی اور طمانیت قلب

کی دولت بھی چھن جاتی ہے۔امرءالقیس کہتا ہے: ’’پرانے ٹیلے تجھے صبح صبح سلام کرتا ہوں، کیا پرانے زمانوں کے لوگ سلامت ہیں۔ سلامتی تو بس اس کو ملتی ہے جسے نعمت حاصل ہو جس کی امیدیں کم ہوں اور جس کی راتیں خوشگوار گزرتی ہوں۔‘‘

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کو ایسی دعا سکھائی جو دنیا و آخرت دونوں کی خوشی کی جامع ہے۔ یہ جامع مانع اور کافی شافی دعا جس میں دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی مانگی گئی ہے یہ ہے۔ "اللّٰھم إنی أسألك العفو والعافية" ۔فرمایا گیا ہے: ’’اللہ نے ان کو دنیا کا ثواب اور آخرت کا بہترین اجر عنایت کیا‘‘ (۱۴۸:۳) ’’وہ نہ گمراہ ہوگا نہ بدبختی کا شکار۔‘‘ (۱۲۳:۲۰)

دفاع کا سامان کرلیں

بندے کو اس سے بھی خوشی ملتی ہے کہ وہ اللہ پر توکل کے ساتھ احتیاط کا دامن نہ چھوڑے اسباب کو کام میں لائے، نبی اکرمؐ نے جنگوں میں مقابلہ کے لئے نکلے آپ نے زرہ بھی زیب تن کی حالانکہ آپ تو متوکلین کے سردار ہیں، ایک نے آپؐ سے پوچھا کہ میں اپنی سواری کو کھونٹے سے باندھ دوں یا توکل کرلوں، فرمایا: اسے باندھو اور توکل کرو۔‘‘ یعنی اسباب اختیار کرنا اور ساتھ ہی اللہ پر توکل یہی توحید کی جان ہے جب کہ اسباب اختیار نہ کرنا محض توکل کرنا شریعت سے ناواقفیت ہے جیسے کہ سبب اختیار کرنا اور توکل چھوڑ دینا بھی توحید میں کمی کی بات ہے۔ اس سلسلہ میں ابن الجوزی نے لکھا ہے کہ ایک شخص نے ناخن کاٹا، جو بڑھ کر زخم بن گیا اُس نے احتیاط نہ کی حتی کہ مرگیا۔ ایک شخص سردان کے گدھے پر چڑھا اور اس کا پیٹ بھینچ دیا وہ مرگیا۔ بتایا جاتا ہے کہ مشہور مصری مصنف طٰہٰ حسین اپنے ڈرائیور سے کہتا تھا:

’’ جلد بازی نہ کرو تبھی ہم جلدی پہنچیں گے۔‘‘ ایک مثال میں جو کہا گیا ہے کہ بسا اوقات جلدی مچانے سے دیر ہو جاتی ہے۔ یہی اس کا مفہوم ہے۔ شاعر بھی کہتا ہے:

کبھی کبھی صبر سے کام لینے والا ضرورت پوری کرلیتا ہے اور جو جلدی مچاتا ہے وہ لغزش کھا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بچاؤ اور احتیاط تقدیر کے منافی نہیں بلکہ اسی کا ایک حصہ ہے اس کی روح ہے،

فرمایا" چاہئے کہ احتیاط و نرمی برتے۔"" ایسے لباس تمہیں دیے جو گرمی سے بچاتے ہیں اور ایسے لباس جو تمہاری توانائی کو محفوظ رکھتے ہیں۔"

لوگوں کو اپنا بنایئے

آدمی کی خوشی کے اسباب میں سے یہ بھی ہے کہ اس میں لوگوں کو اپنا بنانے، ان کی محبت حاصل کرنے اور ان کا دل جیت لینے کی صلاحیت ہو، حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا" بعد والوں میں میرا اچھا تذکرہ کردے، مفسرین نے لسان صدق سے مراد اچھا تذکرہ اور ذکر خیر لیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ کے بارے میں فرمایا" تیرے لئے میں نے محبت پیدا کردی" بعض اس آیت کا مفہوم یوں بیان کرتے ہیں کہ جو بھی تجھے دیکھتا ہے تجھ سے محبت کرتا ہے۔ حدیث صحیح میں آیا ہے" تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔" یعنی حق کی زبان اور اس کا قلم ہو۔ یہ بھی حدیث صحیح میں آیا ہے کہ حضرت جبریلؑ آسمان والوں میں پکارتے ہیں کہ اللہ فلاں سے محبت کرتا ہے لہٰذا اُس سے محبت کرو تو آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر زمین میں بھی اس کے لئے قبولیت رکھ دی جاتی ہے۔" محبت کے اسباب میں سے خندہ پیشانی، نرم کلامی اور حسن اخلاق ہے۔ سب سے زیادہ جو چیز لوگوں کو آپ کی طرف کھینچ کر لائے گی وہ نرم خوئی ہے۔ اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں" نرم خوئی جس چیز میں بھی ہوا ُسے زینت دے گی اور جس چیز سے نکال لی جائے اُسے بدنما کردے گی۔" اور فرمایا" جو نرم خوئی سے محروم ہوا وہ ہر بھلائی سے محروم ہوگیا" ایک حکیم تو یہ بھی کہتا ہے کہ چمکارنے سے تو سانپ بھی اپنے بھٹ سے نکل آتا ہے۔ یورپ والے کہتے ہیں کہ" شہد توڑو لیکن چھتہ نہ توڑو۔" حدیث صحیح میں ہے کہ مؤمن اس شہد کی مکھی کی طرح ہے جو پاک چیز کھاتی اور پاک چیز پیدا کرتی ہے اور جب کسی خوشبودار پودے پر بیٹھتی ہے تو اسے توڑ نہیں دیتی۔"

ملکوں ملکوں گھومئے اور قدرت کی نشانیاں دیکھئے

مسرت کے اسباب میں ایک سفر بھی ہے، ملکوں ملکوں کی سیر اور شہروں کا مشاہدہ ہے۔ اس کے

بارے میں آغاز کتاب میں بھی کچھ عرض کیا جا چکا ہے۔ اللہ فرماتا ہے ''کہہ دو دیکھو کہ آسمانوں اور زمین میں کیا ہے'' ''کہہ دو زمین میں چل پھر کر دیکھو'' ''کیا یہ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ دیکھتے۔''

شاعر کہتا ہے:

''کسی ایسے مقام میں مت ٹھہرو، جہاں رسوائی ہو جو دلوں پر اثر ڈالے۔ مغرب و مشرق میں چلو پھر و اسی میں فائدہ ہے۔''

جو شخص سفرنامۂ ابن بطوطہ پڑھے گا اسے ابن بطوطہ کے مبالغوں سے قطع نظر اللہ تعالیٰ کی بہت سی نشانیاں دنیا کے عجائبات اور ساتھ ہی عبرتیں معلوم ہوں گی۔ کائنات کی کھلی کتاب کو پڑھنے کے لئے مناسب ہوگا کہ آدمی خود سفر کرے، اپنی آب وہوا، دانہ پانی اور مکان بدلے۔ ایسے ہی آدمی کے بارے میں تو ابو تمام کہتا ہے:

شام میں میرے گھر والے ہیں، بغداد کی آرزو ہے
رقمتین میں میں ہوں فسطاط میں میرے پڑوسی ہیں

''کہہ دو زمین میں چلو'' ''تو زمین کی سیاحت کرو'' ''حتی کہ ذوالقرنین وہاں پہنچ گیا جہاں سورج نظر سے اوجھل ہو جاتا ہے۔'' ''میں برابر چلوں گا تا آنکہ دونوں دریاؤں کے سنگم پر پہنچ جاؤں ورنہ چلتا ہی رہوں گا۔''

کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

نفس کو سعادت دینے اور شرح صدر کی نعمت دینے والی ایک چیز قیام لیل بھی ہے۔ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ بندہ جب تہجد کے لئے اٹھتا ہے، اللہ کا ذکر کرتا پھر وضو کر کے نماز پڑھتا ہے تو اُس کی صبح نشاط اور خوشگواری کے ساتھ ہوتی ہے۔ ''وہ رات میں تھوڑا سا ہی سوتے تھے'' ''رات میں اٹھ کر تہجد کے نوافل پڑھا کرو'' قیام لیل سے جسم کی بیماری ختم ہوتی ہے۔ حدیث صحیح میں ہے جو ابوداؤد نے روایت کی ہے کہ فرمایا ''عبداللہ فلاں کی طرح نہ ہو جانا جو قیام لیل کرتا تھا لیکن اب نہیں کرتا۔'' ''عبداللہ بڑا اچھا آدمی ہے، کاش کہ رات میں تہجد بھی پڑھا کرتا۔''

فانی اشیاء پر افسوس نہ کریں کہ دنیا میں تو جو کچھ بھی ہے سب فنا ہو جائے گا سوائے اللہ کی ذات کے۔ فرمایا "ہر چیز کو فنا ہے بقا صرف اسی کو ہے۔" دنیا میں جو بھی ہے فنا ہوگا بس رب ذوالجلال والاکرام کو ہی بقا ہے۔" جو آدمی دنیا کے لئے روتا ہے وہ بچہ کی طرح ہے جو کھلونا کھو جانے پر روتا ہے۔

وقفہ

رنج اور فکر دونوں میں دوستی ہے اور دونوں ہی روح کو تکلیف دیتے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ فکر مستقبل کی پریشانی ہے تو رنج ماضی کی مصیبت یا محبوب کے فوت ہونے پر ہوتا ہے۔ دونوں ہی سوہانِ روح ہیں، عربی میں ماضی سے متعلق دکھ کو حزن اور مستقبل کی تکلیف کو "ھم" کہتے ہیں۔ ماثور دعا میں یوں وارد ہے:

"اے اللہ میں دنیا و آخرت میں تجھ سے عافیت کا طالب ہوں، اپنے دین، دنیا، اہل اور مال سب میں عافیت چاہتا ہوں، یا اللہ میرے عیوب کی پردہ پوشی کر، خوف کو دُور کر دے۔ اوپر نیچے دائیں بائیں سامنے اور پیچھے ہر طرف سے میری حفاظت فرما۔ میں تیری عظمت کی پناہ لیتا ہوں۔"

ایک عربی شاعر نے کہا کہ اللہ اپنے قدیم و جدید احسانات کو نہیں گنتا۔ اس لئے رنج و غم میں نہ پڑو کہ رنج ہمیشہ نہیں رہے گا۔ امید ہے کہ مصیبت کے بعد نظر رحمت سے مجھے دیکھیں:

قید حیات و بند غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں

آپ کی قیمت جنت ہے

شاعر کہتا ہے:

جب میرا نفس، جو اشیاء کا مالک ہے، یہی دنیا سے جانے والا ہے تو پھر کسی چیز کے چلے جانے پر میں کیوں روؤں، دنیا اپنے سونے چاندی، منصب، محلوں اور کوٹھیوں کے باوجود ایک قطرۂ آنسو کے

برابر بھی نہیں۔ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا ''دنیا اور اشیاء دنیا ملعون ہیں۔ سوائے اللہ کے ذکر کے اور متعلقات ذکر کے اور عالم یا طالب علم کے'' دنیا تو اصلاً امانت ہے جیسا کہ لبید کہتا ہے:

''مال اور رشتہ دار تو سب امانتیں ہیں ایک دن سب کو لوٹانا پڑے گا۔''

کروڑوں روپے جائدادیں، گاڑیاں یہ سب بندے کی موت میں ایک لمحہ کی تاخیر نہیں کرا سکتے۔ حاتم طائی کہتا ہے:

''تیری قسم مالداری سے آدمی کو ذرا بھی فائدہ نہیں ہوتا جب سینہ میں سانس پھڑ پھڑائے اور دم نکلنے لگے۔''

اسی لئے حکماء کہتے ہیں:

''ہر چیز کی ایک معقول قیمت رکھئے کہ دنیا و مافیہا مومن کی جان کے برابر نہیں۔'' ''یہ دنیوی زندگی لہو ولعب ہی تو ہے'' حسن بصریؒ کہتے ہیں جنت کے علاوہ اپنی قیمت مت لگاؤ کیونکہ مومن کا نفس قیمتی ہوتا ہے حالانکہ بعض لوگ اسے بہت سستا بیچ دیتے ہیں۔ جو لوگ مال ختم ہو جانے، گھر ڈھے جانے، گاڑی جل جانے وغیرہ پر تو ماتم مچا ڈالتے ہیں لیکن اپنے ایمان کی کمزوری، برائیوں، گناہوں اور رب کی نافرمانی پر متاسف نہیں ہوتے انہیں جلد ہی معلوم ہو جائے گا کہ ان کا نوحہ و ماتم بے کار تھا۔ اسی چیز سے اقدار، موقف اور مشن سے واقفیت و ناواقفیت کا پتہ چل جاتا ہے:

''بلاشبہ یہ لوگ جلدی ملنے والی (دنیا) کو چاہتے ہیں اور اپنے پس پشت ایک بڑے دن کو ڈال رہے ہیں۔'' (۷۶:۲۷)

حقیقی محبت

اللہ کے ولیوں اور پیاروں میں سے بننے کی کوشش کرو تاکہ تمہیں خوشی ملے۔ سب سے بڑا خوش نصیب وہ ہے جو اللہ کی محبت کو اپنا سب سے بڑا مقصد اور غایت اولیٰ بنا لے، اسی کو اللہ نے لطیف تعبیر میں یوں کہا ''اللہ ان سے محبت کرتا ہے وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں'' (۵:۵۴) بعض کہتے ہیں کہ

اس آیت میں "یحبونه "تعجب خیز نہیں، تعجب خیز تو" یحبهم " ہے۔ کیونکہ اُس نے پیدا بھی کیا۔ رزق بھی دیا۔ ان کو راہ دکھائی، سب کچھ دیا بھی، پھر محبت بھی کرتا ہے، فرمایا ''کہہ دو اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اطاعت کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔'' دیکھئے کہ حضرت علیؓ کی تعریف میں زبان رسالت سے کیا نکلا جس نے ان کے سر پر فخر کا تاج رکھ دیا کہ ''یہ وہ آدمی ہے جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے تو اللہ اور رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔'' ایک صحابی کو "قل هو الله احد" اتنی پسند تھی کہ ہر رکعت میں اسے دہراتے، اسے پڑھ کر بے خود ہوتے اور زبان سے دہراتے دل کو آرام دیتے ان کا وجدان اُس سے حرکت میں رہتا۔ ان کی کیفیت دیکھ کر رسول اکرمؐ نے فرمایا ''تمہاری اس سورہ سے محبت نے تمہیں جنت میں داخل کر دیا۔''

ایک عالم کے حالات پڑھتے ہوئے دو مصرعے مجھے ملے اور بڑے پسند آئے، وہ کہتے ہیں:

''جب لوگوں کو لیلیٰ اور سلمیٰ کی محبت ہی پاگل بنا ڈالتی ہے۔ تو وہ عاشق کیا نہ کرے گا جس کا دل محبوب حقیقی (اللہ) میں اٹکا ہوا ہو۔''

''یہودی اور نصرانی کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور چہیتے ہیں کہو پھر کیوں وہ تمہیں عذاب دیتا ہے تمہارے گناہوں کی پاداش میں'' (۵:۱۸)

لیلیٰ کے دیوانے قیس کو ایک عورت کی محبت نے مار ڈالا، قارون کو مال کی محبت لے ڈوبی، فرعون منصب کی چاہت میں مارا گیا لیکن حمزہؓ، حنظلہؓ اور جعفرؓ اللہ اور رسول کی محبت میں قتل ہوئے۔ دونوں موتوں میں کتنا فرق ہے۔ ببیں تفاوت رہ از کجا تا کجاست

وقفہ

امریکہ میں ہر سال ۳۰۰ پولیس والے خودکشی کر لیتے ہیں جن میں دس تو صرف نیویارک میں کرتے ہیں۔ جب کہ ۱۹۸۷ء سے وہاں پولیس والوں میں خودکشی کا گراف بڑھتا جا رہا ہے، افسران اس صورت حال سے پریشان ہیں۔ پولیس کی قومی یونین نے اس کے اسباب کی تحقیق کی تو پتہ چلا کہ ان کی خودکشی کا سب سے بڑا سبب دائمی اعصابی بے چینی تھی کہ ان کو بحرانوں میں تو ثابت قدمی کی

ٹریننگ دی جاتی ہے جب کہ جرائم کا گراف بڑھتا ہی جارہا ہے لیکن مجرموں کے ساتھ نبرآزمائی میں بہت سی مشکلات پیدا ہوتی ہیں، بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کی لاشیں دیکھنی پڑتی ہیں۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ ان کے پاس ہمیشہ اسلحہ رہتا ہے جس سے ان کو خودکشی کرنا بہت آسان ہوجاتا ہے کیونکہ تحقیق سے یہ بات بھی سامنے آئی کہ ۱۰۰ میں سے ۸۰ کیسوں میں خودکشی اپنے ہی ہتھیار سے کی گئی۔ ایک بار تو لگاتار تین دنوں تک پولیس افسران نے اپنے میرین ریوالور سے خودکشی کی، تین دنوں میں تین افسران مر گئے۔

شریعت سادہ اور آسان ہے

مسلمان کے لئے یہ امر بھی طمانیت بخش ہے کہ شریعت آسانی اور رواداری پر مبنی ہے فرمایا ''طٰہٰ ہم نے تمہارے اوپر قرآن اس لئے نہیں اُتارا کہ تم مشقت میں پڑھاؤ'' (۲۰:۱) ''ہم آسان راستہ کی تمہیں رہنمائی کردیں گے'' (۸۷:۸) ''اللہ ہر نفس کو اس کی طاقت کے برابر ہی مکلّف بناتا ہے'' (۲:۲۸۶) ''اللہ نے ہر آدمی کو جتنا دیا ہے اسی کا مکلّف بنایا ہے۔'' (۶۵:۷) ''تمہارے دین میں اُس نے کوئی تنگی نہیں رکھی'' (۲۲:۷۸) ''پیمبران سے ان اُغلال اور بوجھوں کو ختم کردیتا ہے جوان پر تھے'' (۷:۱۵۷) ''تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔ عسر کے ساتھ یسر ہے۔'' (۹۴:۵) ''اے اللہ اگر ہم بھول جائیں یا ہم سے خطا ہوجائے تو ہمارا مواخذہ نہ کرنا، ہمارے اوپر وہ بوجھ نہ ڈال جو ہم سے پہلوں پر ڈالا، رب کریم! جس کی ہمیں طاقت نہ ہو اس کا مکلّف نہ بنانا، ہمیں معاف کردے، ہمیں بخش دے، ہم پر رحم فرما، تو ہی ہمارا مولیٰ ہے۔ تو کافروں پر ہمیں فتح ونصرت دے'' (۲:۲۸۶)

''میری امت کے لئے خطا، نسیان اور جبراً جو کام کرایا جائے وہ معاف ہے'' دین آسانی کا نام ہے، دین پر جو بھی شدت برتنا چاہے گا وہ ناکام ہوگا'' صحیح راستہ دکھاؤ تقریب پیدا کرو بشارت دو'' میں آسان اور سادہ دین لے کر آیا ہوں'' تمہارے دین میں یسر کا سب سے زیادہ خیال رکھا گیا ہے۔''

ایک ہم عصر شاعر کو ایک حکومت میں وزارت پیش کی گئی اس شرط پر کہ وہ اپنے پیغام حق، اپنے مشن اور تمناؤں سے دست بردار ہوجائے تو اُس نے اشعار کی زبان میں جواب دیا اور کہا:

''اپنی دنیا اپنے پاس ہی رکھو، میرے دل کو آزاد چھوڑ دو۔ تم مجھے غریب الوطن، تنہا بے یارومددگار سمجھتے ہو حالانکہ تم سے بڑی دولت میرے پاس ہے۔''

راحت کی بنیادیں

۱۴۱۵/۴/۳ھ کے مجلّہ ''اہلاً وسہلاً'' کے شمارہ میں ایک مقالہ بعنوان ''قلق سے بچاؤ کے بیس اصول'' شائع ہوا ہے لکھنے والے ہیں ڈاکٹر حسان شمسی پاشا۔ اس مقالہ میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ تقدیر لکھی جا چکی ہے۔ ہر چیز قضاوقدر سے ہوتی ہے، مخلوق کی روزی تو آسمان میں خدا کے ہاں ہے، اس کا کوئی مالک نہیں۔ لہٰذا بندہ کیوں افسوس کرے اور جو واقع ہو اس پر کیوں ملول ہو کہ تقدیر پر کسی کا بس نہیں چل سکتا۔ ماضی اپنے غموں وتفکرات کے ساتھ چلا گیا اب کبھی وہ واپس نہ آئے گا۔ ساری دنیا بھی اکٹھی ہو کر اسے واپس نہیں لا سکتی۔ مستقبل عالم غیب میں ہے۔ ابھی نہیں آیا نہ اس نے دستک دی تو اس کے آنے سے پہلے مت بلاؤ۔ لوگوں سے احسان وسلوک دل کو مسرت بخشتا ہے۔ سینہ ٹھنڈا کرتا ہے۔ ان کے لئے بڑی برکت، ثواب اور اجر وراحت کا سبب ہوتا ہے۔ مومن کا شیوہ ہوتا ہے کہ وہ ظالمانہ تنقید کی پرواہ نہ کرے۔ کیونکہ سب وشتم سے اللہ رب العالمین بھی نہیں بچا جو کامل واکمل ہے۔ جلیل وجمیل ہے، جس کے اسماء مقدس ہیں۔ میں نے شعر کی زبان میں یوں کہا ہے:

تم گرم گرم آنسو کیوں بہاتے ہو تمہارا دل دہشت گردی سے ہول رہا ہے۔ معاملہ رب جلیل کے حوالہ کر دو اور دیکھو کہ کیسے راہیں کھلتی ہیں۔

عشق ایک آفت ہے

عشق مجازی سے دور رہئے یہ وہ آگ ہے کہ لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بنے۔ وہ مسلمان خوش نصیب ہے جو شعراء کے عشق، آہ وبکا، نالہ ہائے فراق اور ہجر ووصال کے شکووں سے محفوظ ہے۔ یہ چیزیں دل کو خالی کر دیتی ہیں۔

''کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہشات کو خدا بنا لیا ہے اسے اللہ نے گمراہ کر دیا

اس کی نگاہ پر پردہ ڈال دیا اس کے کان اور دل پر ٹھپہ لگا دیا" (۲۳:۴۵)

شاعر کہتا ہے:

میں ہی تو وہ ہوں جس کی نگاہ نے موت کو دعوت دی، میں ہی موت کا ذمہ دار ہوں اور قتل کا ذریعہ بھی ہوں۔ یعنی مجھے جو حیرت اور حسرت و یاس ہے میں اس کا مستحق ہوں کہ جو کچھ میرے ساتھ ہوا اس کا سبب اعظم میں خود ہوں۔

ایک اور اندلسی شاعر ہے جو اپنے عشق، کثرت دیوانگی، شوق اور وارفتگی پر فخر کرتے ہوئے کہتا ہے:

"مجھ سے پہلے لوگوں نے فراق کے نالے پڑھے، زندوں اور مردوں کو ان کے نالوں نے بے چین کر دیا۔ جہاں تک میری بات ہے تو:

عشق سے طبیعت نے زیست کا مزا پایا
درد کی دوا پائی درد لا دوا پایا

حالانکہ اُس کے پہلو میں جو دل تھا وہ اگر تقویٰ، ذکر، روحانیت و ربانیت سے بھرا ہوتا تو حق تک پہنچتا، صحیح راستہ پر چلتا:

"اگر شیطان تمہیں کچوکے لگائے تو اللہ کی پناہ مانگو" (۷:۲۰۰) "جو لوگ تقویٰ والے ہیں جب انہیں شیطان کچوکے لگاتا ہے تو وہ نصیحت حاصل کرتے اور صاحب بصیرت ہو جاتے ہیں۔" (۷:۲۰۱) اس مسئلہ کا علاج ابن القیمؒ نے کیا ہے اور اس کے لئے دوائے شافی و کافی تجویز کی ہے ان کی کتاب ہی کا نام ہے "الداء والدواء" یا "الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی" اسے دیکھئے۔

عشق مجازی کے کئی اسباب ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

(۱) دل محبوب حقیقی اللہ تعالیٰ کے ذکر، شکر اور عبادت سے خالی ہو۔

(۲) بد نگاہی، کہ اس سے دل رنج و غم کا شکار ہو جاتا ہے۔ "کہہ دو ایمان والوں سے کہ اپنی نگاہیں جھکاؤ اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو" (۲۴:۳۰) نظر بد ابلیس کے تیروں میں سے ایک

تیر ہے۔" شاعر کہتا ہے:

"جب تم اپنی آنکھوں سے ہر چیز کو دیکھو گے تو مناظر تمہیں تھکا دیں گے اور وہ دیکھو گے جس کے کامل پر قادر ہو سکتے ہو نہ ناقص پر صبر آئے گا۔"

(۳) عبادت و بندگی اور ذکر، دعا اور نوافل میں کوتاہی "نماز فحش باتوں اور منکر سے روکتی ہے" بیماری عشق کا علاج ہو سکتا ہے جیسا کہ فرمایا "اسی طرح ہم نے اس سے برائی اور فحشاء کو دور کر دیں کیونکہ وہ ہمارے مومن و مخلص بندوں میں تھا۔" (۱۲:۲۴) اس علاج کی تدبیر یہ ہے کہ:

(۱) اللہ تعالیٰ کی چوکھٹ پر بندہ اپنے کو گرا دے، اسی مولیٰ سے شفاء اور عافیت کا طالب ہو۔

(۲) غض بصر کرے، شرم گاہ کی حفاظت کرے، "وہ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں" (۳۰:۲۴) "اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔" (۵:۲۳)

(۳) جس میں دل اٹکا ہوا اس کے گھر و دیار اور شہر کو چھوڑ دے اس کا ذکر نہ کرے۔

(۴) اعمال صالحہ میں لگ جائے "یہ وہ لوگ ہیں جو خیر کے کاموں میں سبقت کرتے تھے اور خوشی و غمی میں ہمیں پکارتے تھے۔" (۲۱:۹۰)

(۵) شریعت کے مطابق شادی کر لے "جو عورت تمہیں پسند آئے اس سے شادی کر لو" (۴:۳)

"اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے تاکہ تم سکون حاصل کرو۔" (۳۰:۲۱)

"اے جوانو! تم میں سے جو شادی کے لائق ہو وہ ضرور شادی کرے۔" (حدیث شریف)

برادرانہ حقوق کی ادائیگی

ایک مسلمان بھائی اس سے خوش ہوگا کہ اُسے اس کے پسندیدہ تر نام سے پکارو۔ بقول شاعر میں اپنے دوست کو لقب سے نہیں کنیت سے پکارتا ہوں تاکہ وہ خوش ہو کیونکہ لقب سے پکارنا اچھا نہیں لگتا۔ کوئی مسلمان بھائی آئے تو خندہ جبینی سے اس سے ملاقات کرو۔" بھائی سے خندہ پیشانی سے ملنا بھی ایک صدقہ ہے" اسے بات چیت پر اُبھارو یعنی یہ موقع دو کہ وہ اپنے بارے میں بتائے اپنے

حالات اور عام وخاص امور زندگی بتائے، جن کے پوچھنے میں کوئی حرج نہ ہو، اس کے امور ومعاملات پر توجہ دو کہ ''جو مسلمانوں کے امور سے دلچسپی نہ لے وہ ان میں سے نہیں'' ''مومن مرد اور مومن عورتیں سب ایک دوسرے کے ولی ہیں۔'' (۹:۷۱) ایک حق یہ بھی ہے کہ کسی پرانی بات پر اسے ڈانٹو ڈپٹو نہیں۔ طنز سے اسے تنگ نہ کرو فرمایا ''اپنے بھائی سے نہ جھگڑا کرو نہ طنز کرو، جب اس سے کوئی وعدہ کرو تو اس کی خلاف ورزی نہ کرو۔''

گناہ سے دور رہیں

بعض اہل علم کہتے ہیں کہ گناہ کر کے بندہ اپنے دل پر ٹھپہ لگا لیتا ہے۔ لیکن جب توبہ کر لیتا ہے تو اس کا گناہ تکبر توڑنے کا ذریعہ بن جاتا ہے، کثرت استغفار، توبہ انابت، توجہ الی اللہ، انکسار اور ندامت کا باعث ہو جاتا ہے، آدمی قضاء وقدر کو مان لیتا ہے اور توبہ کرنے سے اللہ کے اسماء وصفات حسنہ مثلاً رحیم، غفور اور تواب ہونا ظاہر ہو جاتا ہے۔

رزق ضرور تلاش کریں لیکن حرص نہ ہو

اللہ خالق ومالک کی کیا شانِ رزاقیت ہے کہ کیڑے کو مٹی میں، مچھلی کو پانی میں، پرندے کو فضا میں چیونٹی کو اندھیرے میں اور سانپ کو سخت چٹانوں میں روزی دیتا ہے۔ ابن الجوزیؒ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ کھجور کے درخت پر ایک اندھا سانپ رہتا تھا تو ایک چڑیا اپنی چونچ میں لے کر اس کے منہ میں گوشت ڈال دیتی۔ کیا شان ہے اس پروردگار کی جس نے اسے اس کام پر لگا دیا۔ ''کوئی بھی پرندہ اللہ کے اشارہ کے بغیر اپنے پروں سے نہیں اڑ سکتا۔ صرف تم جیسے لوگ اس کی اطاعت سے روگرداں ہو۔''

شاعر کہتا ہے:

''جب تم سانپ کو منہ سے زہر نکالتے دیکھو تو اس سے پوچھنا کہ کس نے تیرے منہ میں زہر بھر دیا ہے اور پوچھنا کہ اے سانپ تو کیسے رہتا ہے جب کہ تیرے منہ میں زہر بھرا ہوتا ہے۔''

''اے مریم یہ کہاں سے آتا ہے فرمایا وہ اللہ کے پاس سے ہے۔ بلاشبہ بغیر حساب کے جسے چاہتا ہے عنایت کرتا ہے۔''

آپ کی روزی کی بھی ضمانت اللہ نے لی ہے لہٰذا آپ پریشان نہ ہوں۔:

''اپنے بچوں کو فاقہ کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں ان کو بھی دیں گے''

انسانوں کو یہ کیوں نہیں معلوم کہ باپ کو بیٹے کو سب کو وہ رزق دیتا ہے جس نے نہ کسی کو جنا نہ وہ جنا گیا۔

''اپنے بچوں کو غربت کے خوف سے مت مار ڈالو ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں ان کو بھی دیں گے۔''(۱۷:۳۱)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ بڑے خزانوں کا مالک ہے، اُس نے روزی کی ضمانت لی ہے تو قلق کیوں جب کہ ذمہ دار اللہ ہے؟

''اللہ کے پاس روزی تلاش کرو اس کی عبادت کرو اور اس کا شکر ادا کرو۔''(۱۷:۲۹)''وہی ہے جو مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔''(۲۶:۷۹)

وقفہ

جہاں تک نماز کی بات ہے تو دل کو راحت دینے، تقویت پہنچانے، شرحِ صدر اور خوشی و عزت دینے میں اس کی کوئی مثال نہیں۔ نماز میں دل اور روح کا تعلق اللہ سے ہوتا ہے۔ اس کے ذکر، مناجات اور اس کے در پر جانے اور اس کی بندگی میں اپنے پورے بدن کو لگا دینے میں، جس میں کہ ہر عضو شریک رہتا ہے، اور ماسوا سے سارے رشتے و علائق کاٹ کر رب کائنات کی طرف متوجہ ہو جانے میں جو کیف و سرور ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ نماز دشمن سے راحت دیتی ہے وہ ان مفرحات اور مقوی دواؤں میں سے ہے جو قلوب کو راس آتی ہے، مریض قلب تو بیمار جسموں کی مانند ہوتے ہیں جنہیں صرف کثرت خوری سے ہی مزہ ملتا ہے۔ اس لحاظ سے نماز دنیا و آخرت کے مصالح کے حصول میں بڑی مددگار ہے۔ دنیوی و اخروی مفاسد کو دُور کرنے میں بھی وہ بے خطا نسخہ ہے نماز ہی تو ہے جو گناہوں سے روکے

دلوں کو شفا دے، جسم سے بیماری کو بھگائے دلوں کی انگیٹھی گرم کر دے' چہرہ کو روشن کرے، جوارح کو چست بنائے' رزق کا ذریعہ بنے' ظلم کو دفع کرے' مظلوم کی مددگار رہو، شہوتوں کی آگ بجھائے، نعمت کی حفاظت کرے، بدبختی دور کرے، رحمت لائے اور زحمت کو بھگائے۔

آسان شریعت

بندۂ مومن کو اس سے بھی خوش ہونا چاہئے کہ شریعت میں بے پناہ ثواب ہے۔ عطاء کا کوئی ٹھکانہ نہیں، توحید اور اس جیسی مکفرات عشر اور کفارات گناہ میں یہ چیز واضح ہے مثلاً نماز، جمعہ کی نماز، ایک عمرہ سے دوسرا عمرہ، حج، روزہ وغیرہ اعمال صالحہ، ان کے علاوہ یہ ہے کہ اعمالِ صالحہ کا بدلہ کئی گنا زیادہ ہوتا ہے مثلاً دس گناہ سے لے کر سات سو گنا اور اس سے بھی زیادہ تک۔ پھر توبہ ہے جو ماقبل کی ساری خطاؤں اور گناہوں کو معاف کراتی ہے۔ مصیبتیں ہیں جو گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں۔ مسلمانوں کی ایک دوسرے کے لئے غائبانہ دعائیں ہیں۔ موت کی تکلیف بھی گناہ کا کفارہ بنتی ہے۔ جب آدمی کی نماز جنازہ ہوتی ہے تو لوگ اُس کے لئے دعا کرتے ہیں۔ سید الخلائق صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور ارحم الراحمین کی رحمت ہے ''تم اگر اللہ کی نعمت کو گننا چاہو تو انہیں شمار نہیں کر سکتے'' (۱۶:۱۸) ''اس نے تمہارے اوپر ظاہری اور باطنی نعمتیں انڈیل دی ہیں۔''

تم سربلند ہو پھر ڈر کس کا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے دل میں تین بار خوف محسوس ہوا: پہلی بار جب ظالم فرعون کے دربار میں داخل ہوئے تو کہا: اے رب ہمیں ڈر ہے کہ وہ ہمارے اوپر سرکشی یا زیادتی نہ کرے فرمایا: ''تم نہ ڈرو ہم تمہارے ساتھ ہیں اور دیکھتے اور سنتے ہیں۔'' (۲۰:۴۶) اس قول کو تو مومن کو حرز جاں بنا لینا چاہئے اور اپنے حافظہ میں ڈال لینا چاہئے۔ دوسری مرتبہ جب ساحروں نے اپنے ڈنڈے پھینکے تو موسیٰ علیہ السلام کو خوف محسوس ہوا تو فرمایا ''تم ہی سربلند ہو ڈرو مت۔'' تیسری مرتبہ جب فرعون نے اپنے لشکر کے ساتھ آپ علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں کا پیچھا کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اپنا ڈنڈا

مارو‘‘اور موسیٰ نے فرمایا’’ہرگز نہیں میرا رب مجھے ضرور راستہ بتلائے گا۔‘‘(۲۶:۶۲)

چار چیزوں سے دور رہیں

چار چیزیں زندگی میں تنگی، کدورت اور ضیق صدر پیدا کرتی ہیں، پہلی اللہ کے فیصلہ وتقدیر پر اظہار ناراضگی اور اس سے راضی نہ ہونا دوسری: معاصی میں پڑ جانا اور توبہ نہ کرنا’’کہہ دو وہ تمہارے اپنے کرتوت کا نتیجہ ہے‘‘’’تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے۔‘‘ تیسری لوگوں سے حسد، انتقام کا جذبہ اوران کو جو کچھ اللہ نے دیا ہے اس پر حسد’’کیا یہ اللہ کے‘لوگوں کے اوپر‘فضل پر بھی حسد کرتے ہیں۔‘‘ ’’حاسد کبھی خوش نہیں رہتا‘‘چوتھی چیز اللہ کے ذکر سے اعراض’’جو بھی میرے ذکر سے اعراض کرے گا تو اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی۔‘‘

اللہ تعالیٰ سے لو لگائیے

بندے کو سکون تبھی ملتا ہے جب وہ خدائے تعالیٰ سے لو لگائے۔اس بات کو قرآن کریم میں کئی جگہ بیان کیا ہے۔فرمایا’’تو اس نے سکینت نازل کی اپنے رسول اور مومنین پر‘‘(۴۸:۲۶)’’پھر اللہ نے سکینت نازل کی اپنے رسول پر‘‘(۹:۲۶)

سکینت یہ ہے کہ بندہ پورے طور پر رب تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو‘اس پر کامل بھروسہ کی وجہ سے دل مطمئن ہو جائے اور اس پر توکل سے آدمی کا دل ماسوا سے بے نیاز ہو جائے۔سکینت اس کو کہتے ہیں کہ نفس کے خدشات ختم ہوں وہ سکون وثبات کی حالت میں آ جائے‘ گمانوں کے لشکر چھٹ جائیں۔یہ وہ حالت امن ہے جو اہل ایمان کو حاصل ہوتی ہے۔یہ ان کو حیرت واضطراب سے نجات دیتی ہے۔شکوک وشبہات ختم کر دیتی ہے، یہ کیفیت مختلف ہوتی ہے، جتنا بندے کی اللہ سے ولایت، تعلق، ذکر وشکر اور استقامت ہوگی جتنا وہ اتباع رسول اور اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے گا‘ خالق سے محبت کرے گا‘ مالک کے احکام مانے گا‘ ماسوا سے بے نیاز ہوگا صرف اللہ کو پکارے گا تنہا اس کی عبادت کرے گا اسی اعتبار سے سکینت کی کیفیت حاصل ہوگی۔’’اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیا وآخرت کی

زندگی میں قولِ ثابت کے ذریعہ سے ثابت قدمی عطا کرتا ہے۔'' (۲۷:۱۴)

دو بڑی باتیں

امام احمدؒ فرماتے ہیں: دو باتوں نے آزمائش میں مجھے زبردست فائدہ پہنچایا:
پہلی بات یہ ہے کہ ایک شخص جسے شراب پینے کے جرم میں قید کیا گیا تھا۔ اس نے کہا اے احمد! ثابت قدم رہنا تمہیں سنت کے راستہ میں کوڑے لگائے جاتے ہیں جب کہ مجھے شراب پینے پر کئی بار کوڑے مارے گئے اور میں نے صبر کیا۔

''اگر تمہیں تکلیف پہنچی ہے تو تمہاری طرح دوسروں کو بھی تکلیف پہنچی ہے جب کہ تم کو اللہ سے وہ امید ہے جو دوسروں کو نہیں ہے'' (۱۰۴:۴)

'' لہٰذا صبر کیجئے اللہ کا وعدہ حق ہے اور جو ایمان والے نہیں ہیں وہ تمہارا استخفاف نہ کریں۔'' (۶۰:۳۰) دوسری بات یہ تھی کہ جب امام احمدؒ کو قید کر کے جیل کی طرف لے جایا جا رہا تھا تو ایک دیہاتی نے کہا احمد صبر کرنا کیونکہ تم یہاں قتل ہوئے نہیں کہ فوراً جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔'' اُن کا رب اُنہیں اپنی رحمت، رضامندی، باغات اور ہمیشہ رہنے والی نعمتوں کی بشارت دیتا ہے۔'' (۲۱:۹)

مصیبتوں کے فوائد بھی ہیں

ان فائدوں میں یہ ہے کہ دعا میں بندگی کی شان پیدا ہو جاتی ہے، ایک کا قول ہے کہ کتنی عظیم ہے وہ ذات جس نے مصیبت میں دعا کی توفیق دی، ایک اثر یوں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی نیک بندے کو مصیبت میں مبتلا کیا اور ملائکہ سے فرمایا میں اس کی دعا اور آہ و زاری سن رہا ہوں۔'' ایک فائدہ یہ ہے کہ نفس کی سرکشی ٹوٹ جاتی ہے کیونکہ اللہ فرماتا ہے ''ہرگز نہیں یقیناً انسان سرکشی کر بیٹھتا ہے جب اپنے آپ کو بے نیاز دیکھتا ہے'' ایک فائدہ یہ ہے کہ مصیبت زدہ سے لوگ اظہار ہمدردی کرتے ہیں، اُس سے ان کو محبت ہو جاتی ہے، اس کے لئے دعا کرتے ہیں، اس کا ساتھ دیتے ہیں۔ ان فائدوں میں یہ ہے کہ اس مصیبت سے کوئی بڑی بلا ٹل جاتی ہے، پھر یہ کہ وہ بہت سے گناہوں اور

غلطیوں کا کفارہ بن جاتی ہے، اللہ کے نزدیک اس پر اجر ملتا ہے۔ جب بندے کو معلوم ہو جائے کہ مصیبت کے یہ اچھے ثمرات ہیں تو وہ مایوس و دل گیر نہ ہوگا بلکہ خوش اور پر امید ہوگا ''صبر کرنے والوں کو ہی ان کا اجر بغیر حساب کے ملتا ہے۔''

علم ہدایت اور شفاء ہے

''نفوس کے علاج'' میں ابن حزم نے ذکر کیا ہے کہ علم کے فائدوں میں سے یہ ہے کہ نفس سے وسوسے دور ہو جاتے ہیں اور رنج و غم اور تفکرات ختم ہو جاتے ہیں۔ یہ بات صحیح ہے لیکن ان کے حق میں جو علم سے محبت رکھیں، اُس سے انہیں شغف ہو، اس پر عمل کریں اور اس کے اثرات ان پر ظاہر ہوں۔ لہٰذا طالب عالم کو اپنا وقت متعین کر لینا چاہئے، حفظ و تکرار اور مراجعہ کے لئے الگ وقت، عام مطالعہ کے لئے الگ، جمع و ترتیب اور غور و فکر و استنباط کے لئے الگ وقت۔ بقول شاعر :

ایسے آدمی بنو جس کا پاؤں اگر زمین پر ہو تو اس کے حوصلہ کی بلند پروازی ثریا کو چھو رہی ہو۔

شر میں خیر ہو سکتا ہے

سیوطیؒ کی ایک کتاب ہے جس کا نام ہے "الأرج فی الفرج" اس میں اہل علم کے اقوال اس سلسلہ میں نقل کئے ہیں کہ ناخوشگواریوں میں خوش گواریاں ہوتی ہیں۔ مصیبتوں سے وہ عجائب اور اچھے نتائج برآمد ہوتے ہیں جن کا تصور بھی آدمی کو نہیں ہوتا جب تک وہ کھل کر سامنے نہیں آ جاتے۔ بقول شاعر :تمہاری قسم آدمی نہیں جانتا کہ زمانہ کے حادثات سے کیسے بچے یا کیسے دور رہو، وہ بچنے والی چیز کو دیکھ کر اس سے ڈرتا ہے لیکن بہت سی چیزیں زیادہ خطرناک ہوتی ہیں ان کا اسے پتہ ہی نہیں ہوتا ،اللہ ان سے بچاتا ہے۔

خوش بختی عطیہ ربانی ہے

پلیٹ فارم پر ایسے بہت سے لوگ بیٹھے ملیں گے جو مزدور ہیں دن میں جو کماتے ہیں وہی

کھاتے ہیں۔ اس کے باوجود وہ ہنستے مسکراتے گزر بسر کرتے ہیں۔ ان کے سینے کھلے اور ان کے جسم مضبوط اور دل مطمئن ہوتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ زندگی بس آج کی ہے وہ ماضی و مستقبل کی یاد میں کھوئے نہیں رہتے بلکہ اپنے کاموں میں اپنی زندگیاں ختم کر دیتے ہیں : مجھے کوئی پروا نہیں جب کہ میرا نفس زندہ یا مردہ چیزوں سے نجات کے لئے میرا ساتھ دیتا ہے۔ ان کے اور محلوں وکوٹھیوں میں رہنے والوں کا موازنہ کیجئے کہ یہ شاندار محلوں میں رہنے کے باوجود وسوسوں اور انتشار ذہنی کا شکار ہوتے ہیں جس کے باعث رنج وملال ان کو پراگندہ دل کر دیتا ہے۔ بقول شاعر :

لعنت ہو اس دنیا کے سوار کے لئے اس کا ماحول ٹھیک نہیں' ہر حوصلہ مند اس میں مبتلائے مصیبت رہتا ہے۔

یادگار سے آدمی امر ہو جاتا ہے

مومن کی خوش نصیبی میں یہ بھی ہے کہ اس کا ذکر خیر کیا جائے۔ یہ اس کے لئے دوسری زندگی ہوتی ہے۔ جو آدمی چاہتا ہے کہ بغیر مال، منصب' کوشش اور عمل کے اس کا ذکر خیر ہوتا رہے' وہ نادان ہے۔ پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رب تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ بعد والوں میں ان کا تذکرہ خیر ہو اور ان کے لئے دعا کی جائے۔ کیا ہی خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کا نام کرم وسخاوت اور اچھے کارناموں کے باعث زندہ جاوید ہو گیا۔ حضرت عمرؓ نے ہرم بن سنان کے ایک بیٹے سے پوچھا تمہیں زہیر نے کیا دیا اور تم نے اُسے کیا دیا۔ اس نے کہا اس نے ہماری مدح کی ہم نے اسے مال دیا، فرمایا: بخدا تم نے جو دیا وہ تو ختم ہو گیا اُس نے جو تمہیں دیا وہ باقی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ زہیر نے اپنی مدح سے ان کا نام زندہ جاوید کر دیا۔ بقول شاعر :

خوشی کے وقت تمام مخلوق میں مواسات کا مستحق وہ شخص ہے جس نے غمی میں تمہارا ساتھ دیا ہو شرفاء مصیبت سے نجات کے بعد برے وقتوں میں کام آنے والے کو یاد کرتے ہیں۔

❁

عظیم مرثیے

تین مرثیے ایسے ہیں کہ جن کے بارے میں کہے گئے انہیں زندہ جاوید بنا دیا۔ مشہور وزیر ابن بقیہ کو عضد الدولۃ نے قتل کر دیا۔ اس کا مرثیہ ابوالحسن الانباری نے اپنے شاندار و جاندار قصیدہ میں کہا جس کے بعض ابیات کا ترجمہ یہ ہے:

''زندگی اور موت دونوں میں بلندی کا ہونا ایک معجزہ سے کم نہیں۔ لوگ تمہارے اردگرد کھڑے ہوئے ایسے لگ رہے تھے کہ سخاوت کے دن ہوں اور لوگ وفود بنا کر آئے ہوں۔ یوں لگتا تھا کہ وہ نماز کے قیام میں کھڑے ہیں اور تم انہیں خطبہ دے رہے ہو۔ تمہارے دونوں ہاتھ ان کی طرف بڑھے ہوئے تھے اور انہیں عطیے اور انعام دے رہے تھے۔ زمین کا پیٹ جب ان کارناموں کو چھپانے سے عاجز ہو گیا تو انہوں نے فضا کو تمہاری قبر بنا دیا اور تمہارے ماتم کے لئے رونے والیاں بلا لیں۔ تمہاری کس زمین کو کہوں کہ سیراب کی جائے تم تو موسلہ دھار بارشوں کا نشانہ ہو۔ اللہ کی رحمتیں تم پر برابر ہو رہی ہیں اور خوشبوئیں بکھری ہوئی ہیں جن سے دل ٹھنڈا ہو۔ دلوں میں تمہاری عظمت بیٹھی ہوئی ہے جس کو حافظانِ روایت اور ثقات محافظ ملے ہیں۔ رات میں تمہارے اطراف میں آگ جلتی ہیں جیسا کہ تمہاری زندگی میں ہوا کرتا تھا۔''

کتنی خوبصورت عبارت ہے' کیا حسین اشعار ہیں اور کیسی شاندار اقدار کی ترجمانی کرتے ہیں، کتنے بلند معانی پنہاں ہیں، سبحان اللہ! شاعر نے کیا عمدہ تحفہ ممدوح کو دیا ہے، اس کے سر پر کیا تاج پہنا دیا ہے کہ جب ممدوح کے قاتل عضد الدولۃ نے یہ اشعار سنے تو اس کی آنکھوں میں آنسو گئے۔ کہنے لگا کاش کہ میں قتل کیا جاتا، یا مجھے سولی دی جاتی اور یہ مرثیہ میرے بارے میں کہا جاتا۔

محمد بن حمید الطّوسی جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے تو ابوتمام نے مرثیہ کہا:

''اسی طرح اس معاملہ کو بڑا سمجھو اور آسان نہ لو، جو آنکھ نہ روئے اس کے پاس کوئی عذر نہیں۔ محمد کے بعد تو امیدیں ختم ہو گئیں۔ تلوار نے سفر سے روک دیا۔ محمد نے شہادت کے سرخ جوڑے پہن لئے۔ جو تاریک رات میں ریشم لگتے ہیں۔''

آخر تک پورا قصیدہ یونہی ہے۔ معتصم نے اسے سن کر کہا کہ جس کے بارے میں یہ مرثیہ کہا گیا ہے وہ مر نہیں سکتا۔ مشہور سپہ سالار قتیبہ بن مسلم کے خاندان میں ایک کریم و شریف آدمی تھا جس نے اپنا مال اور مرتبہ مصیبت زدوں کی غم خواری میں لگایا، آفت کے ماروں کے ساتھ کھڑا ہوا۔ مسکینوں کو دیا، بھوکوں کو کھلایا، خوف زدوں کی پناہ گاہ بنا۔ جب وہ مر گیا تو ایک شاعر نے کہا:

''ابن سعید اس حال میں رخصت ہوا کہ مشرق و مغرب میں ان کے گن گائے جا رہے تھے۔ میں اس کی سخاوت کے بارے میں نہیں جانتا تھا حتی کہ اس کی وفات ہوگئی۔ وہ زمین کے ایک چھوٹے سے حصہ میں سکون سے لیٹ گیا۔ زندہ تھا تو اُس کی سمائی سے بڑے بڑے میدان عاجز تھے۔ جب تک میری آنکھوں میں آنسو بھرے ہیں میں اسے روؤں گا۔ آنسو خشک ہوگئے تو دل روئے گا۔ میں کتنی ہی بڑی مصیبت میں ہوں اس سے گھبرایا نہیں کرتا اور تمہاری موت کے بعد تو خوشی بھی نہیں ہوتی۔ مجھے لگتا ہے کہ تمہارے علاوہ کوئی مرا ہی نہیں' نہ کسی کا ماتم ہوا۔ اگر تمہارے مرثیے زبردست ہیں تو موت سے پہلے تمہاری تعریف میں بھی زبردست قصیدے کہے گئے تھے۔''

ابونواس مصر کے امیر الخصیب کی تاریخ لکھتا ہے اور اس کا نام جریدۂ عالم پر ثبت کر دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے:

''اگر خصیب کے بلاد میں ہم نہ جائیں تو کہاں جائیں گے۔ سخاوت اس سے بچ کر جا نہیں سکتی بلکہ جہاں وہ جاتا ہے اس کے ساتھ ساتھ ہی سخاوت چلتی ہے۔ وہ ایسا آدمی ہے کہ مال سے نیک نامی خریدتا ہے اور جانتا ہے کہ زمانہ الٹتا پلٹتا رہتا ہے۔ لوگ خصیب کی زندگی اور کارناموں کو ان ابیات کے حوالے سے ضرور یاد رکھیں گے۔''

وقفہ

'اے اللہ ہمارے دل میں اپنا اتنا ڈر پیدا فرما جو ہمیں معصیت سے روکے اور تیری اطاعت پر آمادہ کرے تاکہ ہم جنت کے مستحق ہو جائیں۔ ہمیں اتنا یقین عنایت کر جس سے ہم مصائب دنیا کو برداشت کر لیں۔ اپنے کانوں، نگاہوں اور قوتوں میں نئی زندگی دے سکیں۔ اس زندگی کو ہمارا وارث

بنادے، ظالموں سے ہمارا انتقام لے۔ دشمنوں پر ہماری مدد کر، دین میں نہ آزما' دنیا کو ہمارا سب سے بڑا مقصد اور مبلغ علم نہ بنا' ہمارے گناہوں کے باعث ایسے لوگ ہم پر مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کریں'

علی بن مقلہ کہتے ہیں :

''جب دلوں پر یاس طاری ہو اور مشکلات سے سینے بھی تنگ ہو جائیں، آفتیں جم کر بیٹھ جائیں، بربادیاں مسلط ہوں اور ان کے ازالہ کا کوئی طریقہ سمجھ میں نہ آتا ہو' ہوشیار کو بھی کوئی تدبیر نہ سوجھے تو ایسی نامرادی کے عالم میں اللہ تعالیٰ کی مدد آئے گی جو قریب ہے اور سنتا ہے، کیسے ہی حادثات ہوں کیسی ہی ان کی ہمہ گیری ہو ان سے خلاصی جلد ہی ہوگی۔''

یہاں سے ہاتھ خالی کوئی بھی جایا نہیں کرتا

جب آپ کو معلوم ہے کہ آسمان میں ایسا فرمانروا ہے جو عادل منصف اور بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ جس نے ایک کتے کی وجہ سے ایک عورت کو جنت میں داخل کر دیا اور ایک بلی کے باعث ایک عورت کو دوزخ میں ڈال دیا تو کیا آپ کو اللہ کے وعدے پر بھروسہ رکھتے ہوئے پرسکون اور مطمئن اور خوش نہیں ہو جانا چاہئے۔ بنی اسرائیل کی ایک فاحشہ عورت تھی اس نے پیاسے کتے کو پانی پلا دیا۔ اللہ نے اسے معاف کر دیا اور جنت میں داخل کر دیا کیونکہ اس کے دل میں اخلاص تھا۔ دوسری عورت کا قصہ یہ ہے کہ اس نے بلی کو ایک کمرہ میں بند کر دیا تھا نہ اسے کھلایا پلایا نہ آزاد چھوڑا کہ خود کچھ کھا پی لے حتیٰ کہ وہ مر گئی۔ تو اللہ نے اس عورت کو دوزخ میں داخل کر دیا۔ تو یہ بات کہ اللہ تعالیٰ تھوڑے سے پر بھی بدلہ دیتا ہے بندہ کے تھوڑے سے عمل کا بھی معاوضہ ملتا ہے۔ بخاری نے مرفوعاً روایت کی ہے:

''۴۰ عادتیں ایسی ہیں جن میں سرفہرست بکری ہبہ کرنا ہے۔ ان میں سے کسی بھی خصلت پر آدمی عمل کرے، اس امید میں کہ اسے ثواب ملے گا تو اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔''

''جو شخص ذرّہ برابر بھی نیکی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا اور جو ذرّہ برابر برائی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا۔'' (۹۹:۷-۸) ''اچھائیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔'' (۱۱:۱۱۴)

کسی آفت میں مبتلا کی تکلیف دور کیجئے، کسی محروم کو دیجئے، مظلوم کی مدد کیجئے، بھوکے کو کھلایئے

پیاسے کو پلائیے، مریض کی عیادت کیجئے، جنازہ کے ساتھ چلئے، بے ہوش مصیبت زدہ کی غم گساری کیجئے، بھٹکتے کی رہنمائی کیجئے، مہمان کا اکرام کیجئے، پڑوسی پر مہربان رہیے، بڑے کا احترام کیجئے، چھوٹے پر رحم، اپنا مال خرچ کیجئے، درہم لٹائیے، اچھی بات بولئے اور کسی کو تکلیف نہ دیجئے یہی آپ کے لئے صدقہ ہوگا۔ یہ خوبصورت معانی، بلند صفات بہت زیادہ مسرت اور انشراح صدر لاتی ہیں، رنج وغم اور افسردگی وکبیدہ خاطری کو دور کرتی ہیں۔

حسن اخلاق بھی کیا چیز ہے، اگر اس کی تجسیم کی جاتی تو یقیناً ایک خوبرو، پرکشش، مسکراتا اور اچھی شہرت کا حامل آدمی ہوتا۔

اپنی دُنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے

ظہر کی نماز سے ایک گھنٹہ پہلے میں شدید گرمی میں حرم میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک بوڑھا آدمی اُٹھا اور لوگوں کو ٹھنڈا زمزم کا پانی پلانے لگا۔ اس کے دائیں ہاتھ میں ایک پیالہ تھا اور بائیں میں ایک پیالہ تھا وہ انہیں زمزم کا پانی پلا رہا تھا جب ایک کو پلا دیتا تو دوسرے کو پلانے لگتا۔ اس نے بہت سارے لوگوں کو پلا دیا۔ وہ پسینے میں شرابور تھا لوگ اپنی اپنی باری کا انتظار کر رہے تھے کہ اس بوڑھے کے ہاتھ سے پی لیں، مجھے حیرت ہوئی کہ بوڑھا کتنا مضبوط، صابر اور خیر پسند ہے اور مسکرا مسکرا کر لوگوں کو پانی دے رہا ہے۔ میں نے جان لیا، بھلائی اور خیر کے کام ان کے لئے آسان ہیں جن کے لئے اللہ آسان کرے۔

اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں
عرفان محبت عام تو ہے فیضان محبت عام نہیں

اللہ تعالیٰ بھلائی کے کاموں کو اہل خیر کے لئے مقدر کر دیتا ہے جو لوگوں کے ساتھ نیکی کرنا چاہتے ہیں اور کسی کا برا نہیں چاہتے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہجرت میں اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے ہیں۔ حاتم اپنے مہمانوں کو کھلانے کے لئے بھوکا سو جاتا ہے۔ حضرت ابوعبیدہؓ مسلم لشکر کے آرام کی خاطر رات میں جاگا کرتے ہیں۔ حضرت عمرؓ اس وقت شہر میں چکر لگاتے ہیں جب

پاس سے نبی کریمؐ گزرتے اور اس کی قرأت دروازے کے پیچھے کھڑے ہو کر سنتے جب وہ پڑھتی "هل اتاك حديث الغاشيه" تو اسے بار بار پڑھتی اور دہراتی تو آپؐ فرماتے "ہاں میرے پاس وہ خبر آئی ہاں میرے پاس آئی۔" واقعہ ہے کہ سننے سے کانوں میں رس گھلتا اور سکون محسوس ہوتا ہے۔ ایک ممتاز مسلمان مصنف نے یوروپ کا سفر کیا اور بحری جہاز پر بیٹھے۔ ان کے ساتھ یوگوسلاویہ کی ایک کمیونسٹ عورت بھی سوار ہوئی جو مارشل ٹیٹو کے ظلم سے بھاگ کر آئی تھی۔ راستے میں جمعہ کی نماز کا وقت ہو گیا۔ اس مسلمان مصنف نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور ساتھیوں کو نماز پڑھائی نماز میں سورۂ اعلیٰ اور سورۂ غاشیہ پڑھی۔ عورت عربی اچھی طرح نہیں جانتی تھی لیکن اُس نے اس عجیب کلام کو سنا اس کی نغمگی اور زیر و بم کی طرف کان لگائے۔ پھر ان آیات کے بارے میں مؤلف مذکور سے استفسار کیا۔ انہوں نے اسے بتایا کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ وہ حیران و ششدر کھڑی رہ گئی۔ مؤلف کہتے ہیں کہ زبان نہ جاننے کی وجہ سے اسے اسلام کی دعوت نہ دے سکا سچ یہ ہے

"اگر تمام انس و جن بھی قرآن کی مثل لانے پر ایکا کر لیں اور ایک دوسرے کا تعاون کریں تو بھی ایسا نہیں کر سکتے۔" (۸۸:۱۷)

قرآن قلوب پر چھا جاتا ہے، روحوں پر اُس کی ہیبت طاری ہو جاتی ہے وہ دلوں پر ایک زبردست اثر ڈالنے والی قوت ہے۔ سلف صالحین اور قدیم بزرگوں میں کتنے لوگ ہیں جو قرآن کی تاثیر سے پگھل جاتے اس کی سچی اور موثر لے اور زمزموں سے جھک جھک جاتے تھے۔

"اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم دیکھتے کہ اللہ کی خشیت سے وہ پہاڑ بھی پگھلا جاتا ہے۔" (۲۱:۵۹)

دیکھیں کہ علی بن فضیل بن عیاض کی روح پرواز کر گئی جب انہوں نے اپنے باپ کو یہ آیت پڑھتے سنا "وقفوهم إنهم مسؤلون مالكم لاتناصرون" (۲۵:۳۷) حضرت عمرؓ نے آیت کریمہ کہ "اگر ایسا قرآن بھیجا جاتا جس سے پہاڑ چل پڑے۔ زمین کٹ کٹ جاتی مردے بول اٹھتے۔" (۳۱:۱۳) سنی تو اس کے اثر سے بے قرار ہو گئے اور پورے ایک مہینے تک بیمار رہے ابن کثیر کے مطابق لوگ ان کی عیادت کے لئے ایسے ہی آتے رہے جیسے جسمانی بیمار کی عیادت کرتے ہیں۔

ذہبی نے ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن وہب جمعہ کے دن گزرے انہوں نے ایک لڑکے کو آیت کریمہ "واذیتحاجون فی النار" پڑھتے ہوئے سنا تو ہوش جاتے رہے انہیں گھر لایا گیا تین دن بیمار رہے اور چوتھے دن دنیا کو خیر باد کہا۔ ایک عالم نے مجھے بتایا کہ مدینہ میں انہوں نے نماز پڑھی قاری نے سورہ واقعہ پڑھی وہ کہتے ہیں کہ اتنا ذہول اور گہرا خوف طاری ہوا کہ میں بغیر ارادہ کے کانپ گیا آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے اور آہ وزاری کے ساتھ رونے لگا" اس کے بعد کس بات پر یہ ایمان لائیں گے۔"

لیکن اس سب کا ہمارے موضوع خوش نصیبی کے اسباب سے کیا تعلق ہے۔

۲۴ گھنٹے لاحق رہنے والی تشویش کافی ہے کہ آدمی کے عقل وشعور کو زنگ لگا دے اور اسے مایوسی میں مبتلا کر دے۔ لیکن اگر وہ رب کریم کی طرف رجوع کرے اور مولیٰ تعالیٰ کی بات پر کان لگائے' کسی اچھے قاری سے اس کا پیارا کلام سنے اور اس پر غور کرے تو اس کا شعور واپس آ جائے گا' دل مضبوط ہوگا' اضطراب ختم ہو جائے گا اور سینہ کے اُبال میں ٹھہراؤ آئے گا۔ میں اس بات سے آپ کو ان لوگوں کے بارے میں آگاہ کر رہا ہوں جو میوزک میں خوشی ومسرت اور راحت سمجھتے ہیں۔ انہوں نے اس بارے میں کتابیں بھی لکھی ہیں۔ بہتیروں کا تو دعویٰ ہے کہ جب موسیقی سنتے ہیں وہی سب سے خوبصورت لمحہ اور بہترین وقت ہوتا ہے۔ مغرب میں ایسے مصنفین کی کمی نہیں جو میوزک کو بھی خوشی ومسرت کے اسباب میں شمار کرتے ہیں انہوں نے اس موضوع پر لکھا ہے کہ رنج اور قلق کو دُور کرنے میں موسیقی کا بڑا ہاتھ ہے۔" کعبہ کے پاس ان کی نماز کیا تھی؟ محض تالی پیٹنا اور چلانا" "یہ مدہوشی کے عالم میں ہذیان بک رہے ہیں۔"

واقعہ یہ ہے کہ میوزک ایک گناہ آلود متبادل ہے، اس کا سننا حرام ہے ہمارے پاس تو اس سے بہت بہتر وہ چیز ہے جو محمد ﷺ پر نازل ہوئی جو سچائی کا خزانہ اور بہترین رہنمائی کا نسخہ ہے، جس کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "یہ ایسی کتاب ہے جس میں باطل آگے پیچھے کہیں سے نہیں آ سکتا وہ ایک حکیم وحمید کی نازل کردہ ہے" لہٰذا ہمارا قرآن کو سننا ایمانی، شرعی اور محمدی سماع ہے۔

"تم دیکھو گے کہ حق کی معرفت کے باعث ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں" (۸۳:۵)

ان کا میوزک کو سننا فضول عبث اور کار لایعنی ہے جسے جاہل احمق اور کم ظرف انجام دیتے ہیں

''کتنے ہیں جو اللہ کے راستے سے بھٹکانے کے لئے لہو ولعب کے خریدار بنتے ہیں۔'' (۶:۳۱)

خوشی کی تلاش ہر کسی کو ہے لیکن......

علامہ اسکافی کی ایک کتاب بعنوان ''لطف التد بیر'' ہے۔ وہ نہایت مفید' بہت ہی جاذب، پرکشش اور توجہ کھینچنے والی کتاب ہے۔ کلام کی غرض وغایت اس میں یہ ہے کہ لوگ خوش بختی امارت وقیادت اور ثروت مندی کے لئے کیا اسباب اختیار کرتے ہیں۔ چال بازیاں، مکاریاں، منافقت وعیاری اور سیاست بازی، جن کے مرتکب بادشاہ، امراء سے لے کر ادیب اور شاعر بھی ہوتے ہیں۔ حتی کہ بعض علماء بھی مستثنیٰ نہیں رہے، یہ سب چاہتے تھے کہ آرام راحت اور خوشی حاصل کر لیں، اپنے مطلوب کو پا جائیں، کتاب میں الگ الگ عنوانوں کے تحت اس کو بیان کیا گیا ہے۔ لطف التد بیر میں یہ ہے کہ ہنگامہ کو فرو کیا جائے، نفرت کی آگ بجھائی جائے، تفرقہ بندی ختم ہو۔ شکست خوردہ دشمنوں کے مقابلہ میں کیا کرے۔ جیسے کمزور طاقتور کے مقابلہ میں کرتا ہے کہ برائی کو بات سے دفع کر دے۔ یا شر کو شر کے ذریعہ دفع کرے یا شر کو نرمی سے ختم کر دے۔ لطف التد بیر میں یہ بھی ہے کہ بادشاہ کی مدارات کر کے شر کو ٹال دیا جائے اور یہ بھی ہے کہ بادشاہ کے ظلم کا انتقام کیسے لیا جائے اس کی سزا سے کیسے بچا جائے۔ اس سے راز کی حفاظت کیوں کر ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس کتاب میں میں نے پایا کہ سبھی عزت خوشی اور اطمینان چاہتے ہیں لیکن کم ہی لوگ ہیں جنہوں نے مقصد پا لیا ہو اور اپنی غرض پوری کر لی ہو اس کتاب سے مجھے تین خاص باتوں کا فائدہ ہوا۔

(۱) یہ کہ جس شخص نے اللہ کی رضا کو نصب العین نہ بنایا اس کے فائدے خسارے میں، اس کی خوشیاں غموں میں اور اس کی نیکیاں بدی میں بدل گئیں

''ہم ان کو وہاں سے پکڑ لیں گے جہاں ان کو پتہ بھی نہ چلے۔''

(۲) خوش بختی کے لئے لوگ ٹیڑھے میڑھے راستے پر چلتے ہیں جو غیر شرعی ہوتے ہیں۔ حالانکہ شریعت کی راہ پر چل کر اسی کو وہ آسان طریقوں سے بھی پا سکتے ہیں

''جو نصیحت انہیں کی جا رہی ہے اگر یہ اس پر عمل کرتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا اور زیادہ

پائیدار ہوتا'' (۶۶:۴) انہیں دنیا وآخرت کی بھلائی مل جاتی۔

(۳) بہتیرے ایسے ہیں کہ ان کی دنیا وآخرت دونوں برباد ہوگئیں لیکن وہ سمجھتے ہیں کہ وہ اچھا ہی کر رہے ہیں اور خوشی پا جائیں گے لیکن ---- نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم، کے مصداق ہو گئے۔
وجہ یہ ہے کہ اُس طریق صحیح کو انہوں نے چھوڑ دیا جس پر اللہ نے اپنے رسولوں کو بھیجا اور اپنی کتابیں نازل کیں، یعنی حق کی جستجو اور سچی بات۔
''صدق وعدل میں تیرے رب کی بات ہی سب سے مکمل ہے اس کے کلمات کو کوئی بدل نہیں سکتا۔'' (۱۱۵:۶)

ایک وزیر صاحب لہو ولعب میں مبتلا رہا کرتے تھے یک بارگی انہیں شدید رنج والم لاحق ہوا ہمہ وقتی فکر لاحق ہو کر رہ گئی تو مارے حیرت کے پکار اٹھے:
''ارے کہیں موت بک رہی ہے کہ میں اسے خرید لوں۔ اس زندگی میں تو کچھ نہیں رکھا، مجھے دور سے بھی کوئی قبر نظر آتی ہے تو جی چاہتا ہے کہ اسی میں ہوتا۔ خدایا بندہ آزاد پر رحم کر جس نے اپنے بھائی کی موت کا غم اٹھایا ہے'':

چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیری رات ہے

وقفہ

''خوش حالی میں اور امن وعافیت کی حالت میں زیادہ سے زیادہ دعا کرنی چاہئے کیونکہ شکر گزار اور باتدبیر مومن کی علامت یہ ہے کہ وہ تیر پھینکنے سے پہلے ہی نشانہ درست کر لے۔ اضطرار کی حالت سے پہلے اللہ کی پناہ لے۔ بدبخت کافر اور غبی مومن اس کے برخلاف کرتے ہیں جیسا کہ فرمایا ''جب انسان کو کوئی مضرت لاحق ہوتی ہے تو وہ اپنے رب کو انابت کے ساتھ پکارتا ہے پھر جب اسے نعمتوں سے نواز دیتا ہے تو جو دعا کی تھی اُسے بھول کر اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک کرنے لگتا ہے۔'' (۸:۳۹)

جو لوگ شدائد اور غموں کے گرداب سے نکلنا چاہتے ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ اپنے دل

اور زبان سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف توجہ اس کی حمد اور اس سے گریہ وزاری سے غفلت نہ برتیں۔ کیونکہ بقول امام حلیمی خوش حالی کے وقتوں میں، دعا، ثناء، شکر، اور اس کے احسانات کا اعتراف، غلطیاں اور خامیاں پیش آتے رہنے کے باوجود توفیق، اعانت، تائید اور استغفار کے لئے کی جاتی ہے، کیونکہ بندہ کتنی ہی کوشش کر لے اللہ کے تمام حقوق ادا نہیں کر سکتا۔ تو جو اس سے غافل رہے اپنے فراغ، صحت اور امن کے دنوں میں اس کا خیال نہ رکھ سکے تو وہ اللہ کے اس قول کا مصداق ہوگا۔

''جب وہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں اللہ سے دعا کرتے ہیں اطاعت کو اس کے لئے خاص کرتے ہوئے جب ان کو نجات دے دیتا ہے تو اس کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں۔'' (۶۵:۲۹)

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

صدر متراں کے زمانہ میں فرانس کے وزیر اعظم کی خودکشی کی خبر عالمی اخبارات نے شائع کی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ بعض فرانسیسی اخبارات نے ان پر شدید تنقیدیں کیں، گالیاں دیں۔ غریب کے پاس ایمان ویقین کی کوئی دولت نہ تھی جو اس مصیبت میں سہارا بنتی۔ سکون کا کوئی ذریعہ نہ ملا تو پریشانی کے عالم میں اُس نے اپنی ہی جان لے لی۔ اس خودکشی کرنے والے بے چارے کو وہ ہدایت ربانی حاصل نہیں تھی جو اللہ کے اس قول میں بیان کی گئی ہے کہ ''ان کے مکر وفریب سے آپ تنگی میں نہ پڑیں۔'' اور فرمایا ''یہ تمہیں بس تھوڑی ہی تکلیف دے سکتے ہیں۔'' اور فرمایا ''جو یہ کہتے ہیں اسے چھوڑ دو بھلی طرح اور صبر کرو۔'' کیونکہ اس کو سعادت کی کنجی، بھلائی کا راستہ اور رشد کا طریقہ نہیں مل سکا۔ ''جس کو اللہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔'' دوسری قوموں میں غمگین اور افسردہ خاطر کو نہر کے کنارے بیٹھنے، موسیقی سننے، نرد کھیلنے اور برف پر پھسلنے کی تلقین کی جاتی ہے۔ لیکن اہل اسلام اور حقیقی بندگی والوں میں ایسے لوگوں کو سکھایا جاتا ہے کہ وہ اذان واقامت کے بیچ نماز کا انتظار کریں تو جنت کے روضوں میں سے ایک روضہ میں بیٹھیں گے۔ اللہ اللہ کریں، قضا وقدر پر راضی رہیں اور اللہ پر توکل کریں۔

کیا ہم نے تمہارا سینہ نہیں کھول دیا

یہ کلام اللہ ہے جو رسول پر اترا اور آپ کے حق میں یہ کلمہ پورا ہو گیا۔ چنانچہ آپ نرم دل، کشادہ ظرف، پرامید، بیدار قلب اور جذبہ انقلاب کے حامل ہو گئے۔ آپ اپنے امور میں آسانی اختیار کرتے' دلوں سے قریب رہتے، عظمت کے باوجود سادگی کے پیکر تھے' بلند ہمت تھے لیکن لوگوں سے قریب تھے، مسکراتے مگر وقار کے ساتھ۔ بلندی کے باوجود لوگوں کے محبوب، شہری دیہاتی سب سے مانوس' خوش اخلاق، خندہ جبیں، تابناک چہرہ، انتہائی حد تک باحیا، مزاح لطیف سے خوش ہونے والے، آنے والے کا استقبال کرتے، اللہ کی عطا سے خوش اور ربانی عطیوں پر شاداں، مایوسی آپ کو چھو کر نہ گئی ناکامی کو آپ جانتے ہی نہ تھے، ساتھ چھوڑ دینے یا قنوطیت طاری ہونے کا خیال بھی نہ آ سکتا تھا۔ چلا کر بات کرنے، حلق پھاڑنے، تکلف کرنے اور بال کی کھال نکالنے کو آپ پسند نہ کرتے کیونکہ آپ ایک مشن کے حامل، ایک فکر کے رہبر، ایک امت کے لئے نمونہ اور نسلوں کے قائد اور قوموں کے معلم بھی تھے۔ آپؐ پر خاندان اور سماج کی ذمہ داری بھی تھی۔ آپؐ اعلیٰ اقدار کا سرچشمہ فضائل کا مجمع، عطایا کا سمندر اور نور کی ندیاں رواں کرنے والے تھے۔

اختصار کے ساتھ آپ آسان راستہ ہموار کرنے آئے تھے۔ آپ کا امتیاز تھا کہ "یہ نبی ان کی بیڑیوں اور بوجھ کو جو ان پر پڑا ہوا تھا ہٹاتے ہیں۔" دوسرے لفظوں میں، آپؐ رحمت للعالمین تھے۔ آپ کی فضیلت کے لئے یہ کافی ہے کہ آپ "شہادت دینے والے، بشارت دینے والے اور ڈرانے والے اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والے اور روشن چراغ تھے۔

خوارج کی کھود کرید، منطقیوں کا زندقہ، متصوفین کی حماقت، متکبرین کا نک چڑھا پن، شعراء کی فریفتگی، دنیاداروں کا تکبر' علم سے دشمنی کرنے والوں کا انحراف آپؐ کے آسان اور سہل مشن کے خلاف تھا۔

"تو اللہ نے ایمان والوں کو ہدایت دی جس میں وہ اختلاف کر رہے تھے اور اللہ جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی رہنمائی کرتا ہے۔" (۲:۲۱۳)

خوشگوار زندگی کا مفہوم

ایک انگریز مفکر کا قول ہے کہ ''جیل میں آہنی سلاخوں کے پیچھے سے بھی تمہارے لئے افق کے پار دیکھنا ممکن ہے اور یہ بھی کہ اپنی جگہ رہتے ہوئے جیب سے پھول نکال کر سونگھو اور مسکراؤ اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم محل میں رہتے ہوئے دیبا وحریر پہن کر بھی چراغ پا ہو جاؤ' ناراض رہو اور بھڑکو اور اپنے گھر، کنبہ اور اہل خانہ پر ناراض ہو کر چلاؤ۔''

خوش نصیبی کا تعلق زمان ومکان سے نہیں ایمان سے ہوتا ہے۔ اللہ کی اطاعت اور دل کی کیفیت میں خوشی کا راز پوشیدہ ہے۔ اللہ دل کو دیکھتا ہے۔ دل میں یقین ہوگا تو خوش نصیبی حاصل ہوگی جس سے دل وجان کو سکون، راحت اور انشراح کی کیفیت حاصل ہوگی۔ پھر اس کا اثر پھیلے گا اور وسیع ہوگا اور پہاڑوں، وادیوں اور نخلستان تک دراز ہوگا۔

امام احمد بن حنبلؒ نے سعادت کی زندگی گزاری جب کہ ان کا کپڑا سفید اور پیوند لگا ہوتا تھا۔ اپنے ہاتھ سے اسے سی لیتے تھے۔ تین مٹی کے کمرے تھے جن میں سکونت تھی۔ غذا کیا تھی زیتون کے تیل کے ساتھ روٹی کے ٹکڑے، آپ کے سوانح نگاروں نے لکھا ہے کہ سترہ سال تک جوتوں میں پیوند لگا کر اور ٹانک کر استعمال کرتے رہے۔ مہینہ میں ایک بار گوشت کھاتے، زیادہ تر روزہ رکھتے، طلب حدیث میں کثرت سے سفر کرتے اس کے باوجود سکون واطمینان قلب اور راحت حاصل تھی کیونکہ ثابت قدمی وخودداری تھی، انجام پر نظر' ثواب کی امید' اجر کے طالب' آخرت کے لئے کوشاں اور جنت کے طلب گار تھے۔ آپ ہی کے زمانہ میں جن خلفاء نے ایک دنیا پر حکومت کی یعنی مامون، واثق، معتصم اور متوکل نے، ان کے پاس، محلات، قصر، سونا چاندی، خزانے، لشکر، جھنڈے، نشانات اور جائدادیں تھیں، خواہشات تھیں۔ اس کے باوجود زندگی کدورت بھری تھی، رنج وملال، شورشیں، جنگیں، بغاوتیں اور شور وہنگامے تھے۔ بعض سکرات موت میں اپنی کوتاہیوں پر نادم اور اللہ کے حضور سے شرمسار تھے۔

ابن تیمیہؒ شیخ الاسلام تھے۔ لیکن نہ بیوی بچے، نہ گھربار، نہ کنبہ، نہ مال اور منصب، جامع بنی امیہ کے پاس ایک کمرہ میں رہتے تھے۔ دن میں ایک روٹی کھاتے، دو کپڑے تھے جنہیں اَدل بدل کر

پہنا کرتے، کبھی مسجد میں سو جاتے، پھر بھی جیسا کہ خود ہی بیان فرماتے ہیں کہ ان کی جنت ان کے سینہ میں تھی۔ ان کا قتل ان کے لئے شہادت تھا۔ جیل میں تنہائی میسر آتی، شہر سے ان کا اخراج سیاحت ہوگئی کیونکہ ان کے دل میں ایمان کا پودا بڑھ کر تناور درخت بن گیا تھا اور برگ و بار لا رہا تھا، عنایت ربانی کا پانی اسے مل رہا تھا۔

''وہ ایسا چراغ ہے جو بغیر آگ کے چھوئے روشن ہو رہا ہے۔ نور کے اوپر نور ہے۔ اللہ جسے چاہتا ہے اپنے نور کی ہدایت سے نوازتا ہے۔'' ''اللہ نے ان کی خطاؤں کا کفارہ کر دیا اور ان کا حال درست کر دیا۔'' ''جو ہدایت یاب ہوئے اللہ نے ان کی ہدایت میں اضافہ کر دیا اور انہیں تقویٰ مرحمت فرمایا'' ''تم ان کے چہروں میں نعمتوں کی شادابی پاؤ گے۔''

ابوذر رضی اللہ عنہ مقام ربذہ کی طرف نکلے، اپنا خیمہ وہاں گاڑا، اپنی بیوی اور بیٹیوں کو وہاں لے آئے۔ سال کے زیادہ دنوں میں روزہ رکھتے، اللہ کو یاد کرتے، خالق کی تسبیح بیان کرتے، عبادت کرتے قرآن کی تلاوت کرتے اور اس میں غور فرماتے۔ دنیوی چیزوں میں ان کے پاس کیا تھا، ایک چادر، ایک خیمہ، چند بکریاں، ایک سینی، ایک پیالہ اور ایک ڈنڈا، ساتھیوں نے ایک روز زیارت کی اور کہنے لگے بھائی دنیا سے کوئی سروکار نہیں؟ فرمایا: دنیا کی جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ میرے گھر میں ہیں۔ نبی کریم ﷺ ہمیں خبر دے چکے ہیں کہ ہمارے سامنے ایک تنگ گھاٹی ہے جسے وہی پار کر سکتا ہے جو زیادہ سے زیادہ ہلکا ہوگا۔

حضرت ابوذر شرح صدر کے ساتھ مطمئن دل والے تھے۔ اتنی دنیا رکھتے تھے جتنی کی ضرورت تھی۔ ضرورت سے زیادہ کو وہ بوجھ، ذمہ داری اور رنج و فکر کا باعث سمجھتے تھے۔ میں نے ایک قصیدہ لکھا ہے بعنوان ''ابوذر فی القرن الخامس عشر'' جس میں ابوذرؓ کی غریب الوطنی، توحید اور روح و فکر کے راستہ میں ہجرت کے باوجود ان کی خوش نصیبی کے بارے میں گفتگو کی ہے:

انہوں نے میرے ساتھ لطف و کرم کیا میں نے ان کو دھمکایا۔ انہوں نے موت کی دھمکی دی میں نے لطف کا معاملہ کیا۔ انہوں نے مجھے سوار کیا میں اتر پڑا کہ اپنے ارادہ کو پورا کروں تو انہوں نے مجھے ارادہ سے روکا، میں حق کے راستہ میں چل پڑا، میں موت کا پیچھا کر رہا ہوں وہ بھاگ رہی ہے' میں موت

کی گھاٹی کو عبور کر رہا ہوں وہ سو رہی ہے، صحراء میری غربت پر روتا ہے اور کہتا ہے ابوذر! ڈرو نہیں حوصلہ رکھو۔ میں نے اس سے کہا جب تک میرا ایمان توانا اور مضبوط ہے میں مر نہیں سکتا۔ میں نے اپنے دوست اور آقاﷺ سے عہد کیا ہے اور ان سے تعلیم پائی ہے۔

خوش بختی کی حقیقت کیا ہے؟

''دنیا میں اجنبی اور مسافر بن کر رہو'' پس خوش خبری ہے اجنبیوں کے لئے، خوش بختی عبدالملک بن مروان کا محل، ہارون رشید کی فوجیں، ابن الجصاص کی کوٹھیاں، قارون کے خزانے، ابن سینا کی کتاب الشفاء یا متنبی کا دیوان نہیں۔ نہ قرطبہ کے باغات اور الزہرا کے مرغزار۔ خوش نصیبی صحابہؓ کے ہاں کم آمدنی، سادہ زندگی، قلت ذرائع اور کفایت شعاری تھی۔ خوش نصیبی ابن المسیب کے ہاں خدا سے محبت امام بخاریؒ کے ہاں ان کی الصحیح حسن بصریؒ کے ہاں صدق اور امام شافعیؒ کے ہاں اجتہاد، امام مالکؒ کے ہاں مراقبہ، امام احمد بن حنبلؒ کے ہاں تقویٰ اور ثابت بنانیؒ کے ہاں عبادت تھی۔'' یہ اس لئے کہ انہیں اللہ کے راستہ میں جو پیاس، تکان اور مشقت لاحق ہوئی اور کفار کو غیظ وغضب میں مبتلا کرنے والا جو بھی قدم اٹھا اور ان کا جو بھی نقصان ہوا اس کے بدلے ان کے حق میں عمل صالح کا اندراج کرلیا گیا۔''

خوش بختی بھنائے جانے والے چیک میں نہیں' خریدے جانے والے جانور میں نہیں۔ نہ وہ کوئی پھول ہے جسے سونگھا جائے' نہ تولا جانے والا گیہوں اور پھیلایا جانے والا کپڑا ہے۔ خوشی تو یہ ہے کہ دل اس حق پر مطمئن ہو جس کا آدمی حامل ہے۔ جو فکر اس نے اختیار کی ہے اس پر سینہ کھلا رہے اور قلب خیر کے کام پر راحت محسوس کرے۔

ہم سمجھا کرتے ہیں کہ جتنے زیادہ ہمارے پاس مکان ہوں گے۔ زیادہ چیزیں ہوں گی، سہولیات، مرغوبات اور پسندیدہ چیزیں میسر ہوں گی اتنا ہی ہم خوش وخرم اور شادمان ہوں گے، لیکن یہ چیزیں کدورت، فکر اور اندوہ کا سبب ہی بنتی ہیں۔ کیونکہ کوئی بھی چیز کدورت رنج، اندوہ اور مشقت کے بغیر نہیں ملتی۔

''اپنی آنکھیں ان دنیاوی اسباب کی طرف مت اٹھاؤ جو ہم نے ان کو دے رکھی ہیں تاکہ ہم

انہیں آزمائیں۔" (۱۳۱:۲۰)

دنیا کے سب سے بڑے مصلح اور ہادی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فقر کی زندگی گزاری، آپ بھوک سے کروٹیں بدلتے۔ اتنی کھجوریں بھی نہ پاتے جس سے بھوک مٹ جائے۔ اس کے باوجود آپ جس نعمت، آرام، راحت، انبساط اور قلبی سکون وطمانیت کے ساتھ رہتے اس کی حد اللہ ہی جانتا ہے۔

"ہم نے تمہارا بوجھ اتار دیا جس نے تمہاری کمر توڑ رکھی تھی۔" (۹۴:۲-۳) "اللہ کا فضل آپ پر بڑا عظیم تھا" (۴:۱۱۳) "اللہ کے علم میں ہے کہ رسول کسے بنایا جائے۔" (۶:۱۲۴)

حدیث صحیح میں ہے "نیکی حسن اخلاق کا نام ہے، گناہ وہ ہے جو تمہارے دل میں کھٹکے اور تم یہ پسند نہ کرو کہ لوگ اسے جان لیں۔" نیکی سے ضمیر کو راحت اور نفس کو سکون ملتا ہے۔ حتیٰ کہ بعض لوگوں نے کہا :

زمانہ کتنا ہی دراز ہو جائے نیکی باقی رہتی ہے۔ گناہ سب سے بری زادراہ ہے، حدیث میں یہ بھی ہے: "نیکی سے سکون اور گناہ سے خلش پیدا ہوتی ہے۔" نیکوکار صاف طور پر اطمینان وسکون سے رہتا ہے اور شک وشبہ میں مبتلا آدمی حادثات، اندیشوں اور حرکات وسکنات سے ہی خوف زدہ رہتا ہے۔ "یہ ہر آواز کو اپنے ہی خلاف سمجھتے ہیں۔" اس کا سبب بس اس کا گناہ ہے کیونکہ گنہگار کو تو قلق، اضطراب اور اندیشوں کا گرفتار ہونا ہی ہے:

جب آدمی کے کام برے ہوں تو اس کے گمان بھی برے ہو جاتے ہیں۔ اور اسے جو وہم وگمان ہوتا ہے اسے وہ سچ سمجھ بیٹھتا ہے۔ خوشی کی جستجو کا ایک ہی نسخہ ہے کہ ہمیشہ بھلائی کی جائے اور برائی سے بچا جائے تا کہ امن وچین ملے:

"وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم (شرک) سے آلودہ نہیں کیا ایسوں کے لئے ہی امن ہے اور وہی ہدایت یاب ہیں۔" (۶:۸۲)

ایک سوار گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اس کا سر بھی گردوغبار سے اٹا ہوا تھا، اسے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی تلاش تھی جنہوں نے جنگل میں ڈیرہ ڈال رکھا تھا، جہاں شہر کے ہنگاموں اور تمدن کی آلودگیوں سے

بالکل الگ تھلگ وہ اپنے بال بچوں اور بکریوں کے ریوڑ کے ساتھ مقیم تھے۔ سوار قریب آیا تو پتہ چلا کہ وہ ان کا بیٹا عمر ہے۔ بیٹے نے باپ سے کہا ابا جان آپ بکریاں چرا رہے ہیں اور لوگ حکومت کے لئے چھینا جھپٹی میں لگے ہیں۔ فرمایا: شرک کرنے والوں سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ بلاشبہ میں خلافت کا اس سے بھی زیادہ مستحق ہوں جتنا اس چادر کا جو میں نے اوڑھ رکھی ہے۔ لیکن میں نے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: ''اللہ اس بندے سے محبت رکھتا ہے جو صاحب تقویٰ بے نیاز اور گمنام ہو۔'' مسلمان کے لئے ایمان کی سلامتی قیصر وکسریٰ کی شہنشاہیت سے بھی بڑی ہے۔ کیونکہ آپ کے ساتھ دین ہی رہے گا جو آپ کو جنت میں داخل کرا دے گا حکومت وسلطنت تو لامحالہ زائل ہو جائے گی۔

اچھے کلمے اُسی کی طرف جاتے ہیں

صحابہؓ کرام کے پاس بہت سے مبارک کلمات طیبات تھے جنہیں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سکھایا تھا۔ ان میں سے ہر ایک کلمہ کو وہ دنیا ومافیہا سے بہتر سمجھتے تھے یہ بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت ہے کہ اشیاء کی قدر وقیمت کی انہیں پوری معرفت حاصل تھی۔ حضرت ابوبکرؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی فرمائش کی آپ نے فرمایا: تم یہ الفاظ کہا کرو، رب إني ظلمت نفسي ظلماً كثيراً ،ولا يغفرالذنوب إلا أنت فاغفرلي من عندك وارحمني، إنك أنت الغفور الرحيم۔" حضرت عباسؓ سے آپؐ نے فرمایا: "اسئال الله العفو والعافية" کہا کرو۔ حضرت علیؓ کو یہ دعا سکھائی: "اللهم اهدني وسددني "عبید بن حصین کو یہ دعا: "اللهم ألهمني رشدي وقني شرنفسي" شداد بن اوس کو یہ دعا سکھائی: اللهم إني أسئالك الثبات في الأمر، والعزيمة على الرشد، وشكر نعمتك وحسن عبادتك وأسئلك قلبا سليما ولسانا صادقا وأسئلك من خير ما تعلم واعوذبك من شرما تعلم، واستغفرك لما تعلم،إنك انت علام الغيوب" حضرت معاذ سے فرمایا: یہ کہا کرو "اللهم أعنّي على ذكرك وشكرك وحسن عبادتك" حضرت عائشہؓ سے فرمایا یہ کہا کرو: "اللهم إنك عفوتحب العفو فاعف عني" ان دعاؤں میں ایک قدر مشترک یہ ہے کہ اللہ کی رضا مندی اور آخرت میں اس کی

بدعادی تھی چنانچہ اللہ نے اس پر ایسا آدمی مسلط کردیا جس نے اسے پکڑ کر آگ کے تنور میں ڈال دیا اور اس کے سر میں کیلیں گاڑ دیں۔ جمال عبدالناصر نے صالح مسلمانوں کو جیل میں ڈال دیا جہاں موذی حمزہ البسیونی انہیں طرح طرح کے عذاب دیتا اور گستاخی سے کہتا تمہارا خدا کہاں ہے میں اسے بھی زنجیر میں جکڑ دوں گا۔ (نعوذ باللہ) وہ قاہرہ سے اسکندریہ جا رہا تھا کہ اس کی کار ایک ٹرک سے ٹکرا گئی ٹرک میں لوہا بھرا ہوا تھا۔ اس کے جسم میں سر سے پاؤں تک لوہا گھس گیا جسے بڑی مشقت سے اس کے جسم سے نکالا گیا نکالنے میں پورا جسم ادھڑ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

''اس نے اور اس کے لشکر نے زمین میں استکبار کیا انہیں اس کا حق نہ تھا انہوں نے سمجھ لیا کہ وہ ہماری طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے'' (۲۸:۳۹) '' کہنے لگے ہم سے زیادہ قوت والا کون ہے، کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس نے انہیں پیدا کیا وہ ان سے زیادہ قوت والا ہے۔'' (۱۵:۴۱)

صلاح نصر بھی جمال عبدالناصر کے جرنلوں میں سے اور زمین میں ظلم و فساد کرنے والوں میں سے تھا اُسے بھی دسیوں مزمن امراض لاحق ہو گئے اسے اپنی عمر کے کئی سال بدبختی میں گزارنے پڑے۔ وہ لاعلاج ہو گیا۔ انہیں آقاؤں کے جیلوں میں سڑتا ہوا مر گیا جن کی زندگی بھر خدمت کی تھی

''وہ جنہوں نے ملکوں میں سرکشی کی ان میں خوب فساد پھیلایا تیرے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا'' (۸۹:۱۱-۱۳) اللہ ظلم کو ڈھیل دیتا رہتا ہے حتی کہ جب اسے پکڑ لیتا ہے تو چھوڑتا نہیں۔

''مظلوم کی بددعا سے بچو کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے۔'' (حدیث شریف)

مظلوم کی دُعا

شاعر نے کہا:

بہت سے راتوں کو چلنے والے کسی جگہ کی تلاش میں نہیں چلے اور نہ انہوں نے صحرائی میدانوں کو قطع کیا۔ وہ وہاں چلے جہاں سواریاں دوڑائی نہیں جاتیں۔ گھاٹ پر پہنچ کر رکا نہیں جاتا، راستہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی، رات پوری طرح چھائی ہوئی ہے، سونے والے اور باتیں کرنے والے سبھی لیٹے ہوئے ہیں تب وہ چلتے چلے جاتے ہیں۔

ابراہیم التیمی کہتے ہیں جو آدمی مجھ پر ظلم کرتا ہے میں اس پر رحم کرتا ہوں۔خراسان کے ایک مرد صالح کے دینار چوری ہوگئے وہ رونے لگا، فضیل بولے ارے بھئی! کیوں روتے ہو کہنے لگے جس نے دینار چرائے ہیں قیامت میں اللہ اسے میرے ساتھ اکٹھا کرے گا، مجھے اس پر رحم آیا اس لئے رونے لگا۔ایک شخص نے علماء سلف میں سے کسی کی غیبت کی تو انہوں نے اسے ھدیہ میں کھجور بھیجے کہا: اس نے میرے ساتھ نیکی کی ہے اس لئے یہ ہدیہ دے رہا ہوں۔

ترے در پہ میں کھڑا ہوں

نیویارک میں اقوام متحدہ کے دفتر میں ایک بورڈ لگا ہے جس میں عالمی شاعر سعدیؔ شیرازی کا ایک خوبصورت قطعہ لکھا ہوا ہے۔جس کا انگریزی میں بھی ترجمہ کیا گیا ہے۔یہ مصرعے اخوت، بھائی چارے اور میل ملاپ پر ابھارتے ہیں۔اس میں شاعر کہتا ہے :

''جب میں درِ محبوب پر پہنچا تو وہ مجھ سے بولا 'میرے دروازے پر کون ہے؟' میں نے کہا 'میں ہوں، اس نے کہا 'تم محبت کو جانتے ہی نہیں کیونکہ تم نے اپنے اور میرے درمیان فرق کیا، ایک سال گزرا پھر میں آیا اور عاجزی سے دروازہ کھٹکھٹایا، کہنے لگا 'تم کون ہو' میں نے کہا 'دیکھ لو یہاں بھی تم ہو وہاں دروازہ پر بھی تم ہو۔جہاں دیکھتا ہوں وہاں تم ہی تم ہو۔' کہنے لگا 'ہاں اب تمہیں محبت کی قدر ہوئی اس کی معرفت ہوئی آؤ اندر آجاؤ۔''

بندہ کے لئے ضروری ہے کہ اس کا ایک دوست ہو جس سے اسے انسیت ہو، اس کی شادی و غمی میں شریک رہے، اس سے محبت کرے۔

''میرے گھر والوں میں سے میرا ایک وزیر بنادے' میرے بھائی ہارون کو۔اس سے میری پیٹھ مضبوط کر، اسے میرے معاملہ میں شریک کردے۔تاکہ ہم تیری خوب خوب حمد وثنا اور ذکر کریں۔'' (۲۰:۲۹-۳۴)

بقول شاعر:

ضروری ہے کہ کوئی قربت والا ہو جو تیرا غمگسار ہو، تجھے تسلی دے، اور تیرے درد پر اسے بھی درد

ہو۔

''وہ ایک دوسرے کے مددگار اور دوست ہیں''''گویا کہ وہ ایک سیسہ پلائی دیوار ہیں''''ان کے دلوں میں الفت ڈال دی۔''''ایمان والے آپس میں بھائی بھائی ہیں۔''

دوست ضروری ہے

خوش نصیبی کے اسباب میں یہ بھی ہے کہ تمہیں فائدہ منداور غم گسار دوست ملیں حدیث میں آیا ہے کہ اللہ فرمائے گا''کہاں ہیں میرے لئے ایک دوسرے سے محبت کرنے والے، آج میں انہیں اپنے سایہ میں جگہ دوں گا جب کہ میرے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں''''دو ایسے دوست جن کی محبت، جن کا میل جول اور جدائی سب اللہ کے لئے ہو۔''

امن شرعاً وعقلاً مطلوب ہے

''یہی وہ لوگ ہیں جنہیں امن ملے گا وہی راہ یاب ہیں'' (۸۲:٦)''وہ جس نے ان کو بھوک کے وقت کھلایا اور خوف سے مامون کیا'' (۱۰٦:۴)''کیا ہم نے ان کو محفوظ و مامون حرم نہیں دے رکھا ہے'' (۲۸:۵۷)''وہ جو شخص اس حرم میں داخل ہوگا مامون ہوگا'' (۳:۹۷)''پھر اسے اس کے محفوظ ٹھکانہ پر پہنچادے'' (۹:٦)

وہ آدمی جو اپنے آشیانہ میں چین سے رہے، بدن میں صحت ہو اور دن بھر کی روزی اس کے پاس ہو تو گویا اسے دنیا تمام دولت کے ساتھ مل گئی۔'' تو دل کا امن یہ ہے کہ اسے معرفت حق پر یقین واطمینان حاصل ہو اور یقین سے پر ہو۔ گھر کی سلامتی یہ ہے کہ وہ انحراف سے محفوظ رذائل سے دور، سکینت سے بھرا اور ربانی ہدایات سے فیض یافتہ ہو۔ امت کا امن یہ ہے کہ لوگ باہم محبت والفت کے ساتھ رہیں۔ معاملات میں عدل ہو اور شریعت کے ذریعہ اس کی دیکھ بھال ہو۔ بے خوف کا مطلب ہے دشمن کی طرف سے امن چین سے ہونا،''پس وہ وہاں سے خوف واندیشہ کی حالت میں نکلا'' (۲۸:۲۱)''ان سے خوف نہ کھاؤ مجھ سے ڈرو اگر تم صاحب ایمان ہو'' (۳:۵) ڈرنے والے کو راحت

نہیں ملتی، ملحد کو امن نہیں اور کوئی بیمار داد عیش نہیں دیتا بقول شاعر:

عمر کیا ہے صحت، بقدر کفاف روزی یہ دونوں نہ رہیں تو سمجھو عمر چلی گئی

بخدا دنیا کتنی منحوس ہے، ایک جانب سے صحیح ہے تو دوسری جانب سے فاسد ہے۔ مال آتا ہے تو جسم میں بیماری لاحق ہوئی، تندرستی ملی تو اور مصیبتیں ٹوٹ پڑیں، معاملات ٹھیک ٹھاک ہوئے تو موت آ گئی۔ شاعر اعشیٰ نجد سے نکلا کہ رسول اکرمؐ کی مدح کرے اور اسلام لے آئے، راستہ میں ابوسفیان مل گیا اور پیش کش کی کہ وہ سفر چھوڑ دے اور گھر واپس چلا جائے تو ۱۰۰ اُونٹ ملیں گے۔ اس نے ۱۰۰ اُونٹ لے لئے اور لوٹ گیا ایک اونٹ پر سوار ہوا جو اسے لے کر گر گیا سر کے بل گرنے سے گردن ٹوٹ گئی اور بے دین و دنیا زندگی سے چلا گیا۔ ہاں جو قصیدہ اس نے رسول اکرمؐ کو سنانے کے لئے تیار کیا تھا وہ بہت عمدہ تھا اس میں وہ کہتا ہے :

''جوانی، بڑھاپا غربت اور ثروت مندی بس زمانہ اسی طرح چلتا رہتا ہے۔ اگر تم تقویٰ کا زاد راہ نہ رکھو گے اور موت کے بعد ایسے لوگوں سے ملو گے جو زاد راہ لے کر گئے ہیں تو تمہیں اس کے جیسا نہ ہونے پر اور اس پر کہ جو وہ دیکھ رہا تھا تم نے نہیں دیکھا ندامت ہوگی۔''

دُنیاوی بڑائی زائل ہو کر رہے گی

حقیقی خوشی وہ ہے جو کامل اور دائمی ہو، دوام کا مطلب ہے کہ دنیا میں بھی ملے آخرت میں بھی کل بھی آج بھی۔ اور تکمیل یہ ہے کہ کوئی برائی اسے مکدر نہ کرے، اس کے روئے جمیل پر چھینٹے نہ پڑیں۔ شاہ عراق نعمان بن منذر ایک درخت کے نیچے بیٹھا رنگ رلیاں منا رہا تھا۔ عدی بن زید حکیم العرب نے اسے نصیحت کرتے ہوئے کہا: بادشاہ! آپ جانتے ہیں کہ یہ درخت کیا کہہ رہا ہے؟ بادشاہ نے پوچھا کیا کہہ رہا ہے۔ عدی نے یہ شعر پڑھے: :

''ہمارے اطراف میں بہت سے قافلوں نے ڈیرے ڈالے اور شراب ارغوانی کے جام لنڈھائے پھر زمانہ نے ان کے ساتھ کھلواڑ کیا اور زمانہ میں اس کے سوا کیا رکھا ہے۔''

دنیا ہے سکھ سے خالی دکھ چار سو بھرا ہے

غم کے سوا یہاں پر سوچو تو کیا دھرا ہے

یہ سن کرنعمان مکدر ہوگیا اس نے شراب چھوڑ دی اور موت تک ایسے ہی افسردہ رہا۔ شاہ ایران فارسی مملکت کے قیام پر ۲۵۰۰ برس گزرنے کا جشن بڑے تزک واحتشام سے منا رہا تھا اور مملکت کی توسیع کے منصوبے بنا رہا تھا کہ اچانک لمحوں لمحوں میں ہی اس کے خواب منتشر ہو گئے۔ اقتدار چھن گیا اسے جلاوطن کر دیا گیا:

''تو جسے چاہے بادشاہت دے جس سے چاہے چھین لے'' (۲۶:۳)

یہ شخص اپنے محلات، کھوٹھیوں اور عیش و مستی کی خواب گاہوں سے نکال دیا گیا، وطن سے دور مفلس ومجرم ہو کر مرا کہ کوئی بھی اس پر رونے والا نہ تھا:

''انہوں نے کتنے ہی باغات اور چشمے، سرسبز کھیت اور اچھے مقامات اور وہ نعمتیں جن میں وہ نازوں سے رہتے تھے۔ سب چھوڑ دیئے۔'' (۴۴:۲۵-۲۷)

یہی حشر رومانیا کے صدر چاروسکی کا ہوا جس نے ۲۲ سال طمطراق سے حکومت کی۔ اس کے اپنے محافظوں کی ریزوفورس کی تعداد ستر ہزار تھی۔ پھر کیا ہوا کہ عوام نے اس کے محل کا محاصرہ کر لیا اور اس کے اور اس کے محافظوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔

''اس کا کوئی مددگار نہ تھا جو اللہ سے اسے بچالیتا، نہ ہی وہ خود کو بچانے والوں میں ہو سکا۔'' (۲۸:۸۱)

وہ دنیا وآخرت دونوں سے گیا۔ اسی طرح فلپائن کے صدر مارکوس کا قصہ ہے، اس کے پاس ملک کی صدارت، مال ودولت سبھی کچھ تھا لیکن اس نے اپنی قوم کو خوب ذلیل کیا اور سخت اذیت پہنچائی۔ اللہ نے بھی ایسی سزا دی کہ اپنے ملک سے بھگا دیا گیا، گھر والوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔ اس کی کوئی پناہ گاہ نہ تھی۔ اسی بدبختی کے عالم میں مر گیا۔ اس کی قوم نے دفن کرنے کے لئے اسے دو گز زمین بھی دینے سے انکار کر دیا۔

''کیا ہم نے اس کی چال اکارت نہیں کر دی۔'' (۱۰۵:۲) '' اللہ نے اُسے دنیا وآخرت میں شدید عذاب دیا'' (۷۹:۲۵) ''ہر ایک کو اس کے گناہ کی وجہ سے ہم نے پکڑ لیا۔'' (۲۹:۴۰)

فضائل کا اکتساب خوشحال زندگی کی معراج

جو بندہ سعادت، امن اور راحت چاہتا ہو اسے چاہئے کہ فضائل کے حصول، صفات حمیدہ اور اچھے اعمال کے حصول کی کوشش کرے، اپنے لئے نفع بخش چیز کی حرص کرے اور اللہ سے مدد چاہے۔

ایک صحابیؓ رسول اکرمؐ سے جنت کی رفاقت چاہتے ہیں تو آپ فرماتے ہیں:

''اس کے لئے میری مدد یوں کرو کہ زیادہ سے زیادہ نمازیں پڑھو، جتنے بھی سجدے کرو گے اس کے بدلے اللہ تمہیں ایک درجہ بلند کر دے گا۔''

ایک دوسرے صحابی خیر کے ایک جامع باب کی درخواست کرتے ہیں اس سے فرماتے ہیں:

''تمہاری زبان مستقل اللہ کے ذکر سے تر رہے۔''

ایک تیسرے صحابی بھی ایسی ہی فرمائش کرتے ہیں تو آپ فرماتے ہیں:

''تم کسی کو گالی نہ دینا، اپنے ہاتھ سے کسی کو نہ مارنا، اگر کوئی تمہاری کسی خامی پر تمہیں برا بھلا کہے تو تم اس کی خامی پر برا بھلا نہ کہنا۔ بھلائی تھوڑی سی بھی ہو اس کی تحقیر نہ کرنا اگرچہ تم اپنے ڈول سے پینے والے کے برتن میں ڈال دو۔''

اہم معاملہ جلدی اور اقدام چاہتا ہے ''فتنوں سے پہلے عمل کرنے کے لئے جلدی کرو'' پانچ کو پانچ سے پہلے غنیمت سمجھو۔'' اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف سبقت کرو۔'' ''وہ خیر کے کاموں میں سبقت کرتے تھے'' ''جو سبقت کرنے والے ہیں وہی آگے ہیں'' خیر کے کام میں ڈھیل نہ کرو نیکی اور پوچھ پوچھ؟ فضائل کی طلب میں ٹال مٹول نہ کرو۔'' بقول شاعر:

''آدمی کے دل کی دھڑکنیں اس سے کہتی ہیں کہ زندگی چند ثانیوں اور سکنڈوں کی ہے۔'''' اسی چیز میں سبقت کرنے والوں کو مقابلہ کرنا چاہئے۔''

عمر بن خطاب رضی اللہ کو جب خنجر مارا گیا اور ان کا خون خوب بہنے لگا اس حال میں انہوں نے اک نوجوان کو دیکھا جس کا ازار زمین پر گھسٹ رہا تھا آپ نے اُس سے فرمایا '' بھتیجے! اپنا ازار اوپر اٹھاؤ، اس سے تقویٰ بھی حاصل ہوگا اور کپڑا بھی صاف رہے گا۔'' سکرات موت میں بھی امر بالمعروف

کی یہ شان تھی ''تم میں سے جسے بھی چاہے وہ آگے کر دے یا پیچھے'' خوش بختی لمبی نیند یا آرام پسندی سے حاصل نہیں ہوگی، بلندیوں کو چھوڑنے اور فضائل کو پھینک دینے سے حاصل نہ ہوگی۔

''لیکن اللہ نے ان کے اٹھنے کو ناپسند کیا چنانچہ ان کی ہمت توڑ دی اور ان سے کہہ دیا گیا کہ بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھ جاؤ۔''

سست ہمت اور تھڑدلوں کی منطق ان کو یہ پٹی پڑھاتی ہے کہ گرمی میں جہاد کے لئے نہ نکلو۔

''اگر وہ (شہید) ہمارے ساتھ رہتے تو نہ مرتے نہ قتل کئے جاتے۔''

خیر کے کام میں تاخیر سے بندے کو وحی کے ذریعے سے روکا گیا ہے:

''تمہیں کیا ہوا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے اللہ کے راستہ میں نکلو تم زمین سے چمٹ کر بیٹھ جاتے ہو'' ''تم میں یقیناً وہ بھی ہیں جو ضرور دیر کریں گے'' ''لیکن وہ زمین کی طرف مائل ہوگیا'' ''کیا میں اس کوے جیسا ہونے سے بھی رہا'' ''وہ اس لئے کہ انہوں نے آخرت پر دنیا کی زندگی کو ترجیح دی ۔'' ''تم آپس میں تنازعہ نہ کرو کہ ناکام ہو کر رہ جاؤ گے'' ''جب وہ نماز کی طرف کھڑے ہوتے ہیں تو سست کھڑے ہوتے ہیں۔''

''اے اللہ میں سستی سے تیری پناہ لیتا ہوں۔''

''ہوشیار وہ ہے جو نفس کو قابو میں رکھے، موت کے بعد کے لئے کام کرے، عاجز وہ ہے جو بے لگام نفسانی خواہشات کے پیچھے دوڑے اور اللہ سے بس تمنائیں باندھے۔''

جنت اور نعمتیں وہاں ہیں یہاں نہیں

کیا آپ چاہتے ہیں کہ جوان، صحت مند، ثروت مند اور ہمیشہ ہمیش رہیں؟ اگر آپ یہ چاہتے ہیں تو جان لیجئے کہ یہ دنیا میں نہیں ملے گا بلکہ آخرت میں ملے گا۔ یہ دنیاوی زندگی ہے۔ کم نصیبی اور فناء اس کی قسمت ہے۔ اللہ نے اسے لہو ولعب اور غرور کا سودا قرار دیا ہے۔ ایک شاعر نے افلاس وغربت کی زندگی گزاری اس کا عنفوان شباب تھا۔ مال چاہتا نہ ملتا، شادی کرنا چاہتا بیوی نہ ملتی، لیکن جب عمر ڈھل گئی، بڑھاپے نے دستک دی، ہڈیاں کمزور ہوگئیں تو اب ہر طرف سے مال ملنے لگا، مکان اور نکاح بھی

آسان ہو گئے۔ زندگی کے ان تضادات سے اوب کر اس نے ذیل کے شعر کہے :

''۲۰ سال کی عمر میں جن چیزوں کی تمنا تھی وہ ۷۰ سال کے بعد مل رہی ہیں، اب ترکی نازنینیں ہرنیوں کی طرح میرا طواف کر رہی ہیں۔ لوگ کہتے ہیں تمہیں کیا تکلیف ہے کہ رات میں کراہا کرتے ہو اور ہمیں جگا دیتے ہو، میں نے کہا میں ۸۰ سال کا ہونے جا رہا ہوں یہی تکلیف ہے''۔

''کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہ دی تھی کہ جو نصیحت حاصل کرنا چاہے کر لے اور کیا تمہارے پاس خبردار کرنے والا نہیں آیا'' (۳۵:۳۷) ''انہوں نے گمان کیا کہ وہ لوٹائے نہیں جائیں گے۔'' (۳۹:۲۸) ''یہ دنیا کی زندگی محض ایک لہو ولعب ہے۔'' (۲۹:۶۴)

درحقیقت دنیا کی زندگی کی مثال اس مسافر کی سی ہے جس نے ایک درخت کے نیچے آرام کیا پھر اٹھا اور اسے چھوڑ کر چل دیا۔

منہج ربانی کے دشمن

اللہ کے نظام سے منحرف ملاحدہ کی نظم ونثر کی بہت سی کتابیں میں نے پڑھی ہیں۔ ان کی احمقانہ باتیں مطالعہ میں آئیں۔ یہ بنیادی حقیقت پر ظلم کرتے اور ربانی تعلیمات کا مذاق اُڑاتے ہیں ان کا لٹریچر گھٹیا باتوں کا ایک ڈھیر ہے۔ بے ادبی، بے حیائی اس کا امتیاز ہے۔ حتیٰ کہ آدمی کو ان کے نظم ونثر کو لوگوں کے سامنے نقل کرنے میں بھی شرم محسوس ہوتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جب آدمی کے پاس کوئی شعور نہ ہو کوئی مشن سامنے نہ ہو تو وہ انسان کی کھال میں جانور بن جاتا ہے' آدمی کی صورت میں وحشی ہوتا ہے۔

''کیا تم سوچتے ہو کہ ان میں زیادہ تر سنتے اور سمجھتے ہیں' نہیں یہ تو چوپایوں کی مانند بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔'' (۲۵:۴۴)

ان کا لٹریچر پڑھتے وقت میں نے اپنے آپ سے پوچھا، یہ اللہ سے اعراض کرتے ہیں جو خوشی کا سرچشمہ ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے، تو خوش بختی انہیں کیوں کر مل سکتی ہے؟ انہوں نے اللہ کے اور اپنے بیچ رابطے توڑ ڈالے ہیں، اپنے مریضانہ نفوس اور رحمت الٰہی کے درمیان حجاب کھڑے کر لئے ہیں تو رحمت کے سزاوار کیوں ہوں؟ انہوں نے اللہ کو غصہ دلایا ہے تو خوشی کیسے مل سکتی ہے، راحت کیوں

کر پائیں گے جب کہ اللہ سے جنگ چھیڑ رکھی ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ اگر انہوں نے توبہ نہ کی تو ان لوگوں کو آخرت سے پہلے اسی دنیا میں سزا ملے گی جو نار جہنم کی ہی تمہید ہوگی۔ یہ سزا ہوگی بدبختی کی، بے حسی، تنگی اور گراوٹ اور مایوسی کی۔

''جو میرے ذکر سے اعراض کرے گا تو اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی۔''

ان میں سے بہت سے یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا تباہ ہو جائے گی، زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا اور وہ اس دنیا سے چلے جائیں گے۔ قدیم ملاحدہ ہوں یا آج کے ملحدین ان میں قدر مشترک یہ ہے کہ دونوں ہی اللہ کے ساتھ بے ادبی، اخلاقیات واقدار کے ساتھ تمسخر، لین دین میں رعونت اور انجام کار سے اعراض، گفتگو اور تحریر میں بے پروائی و بے راہ روی جیسی چیزوں سے متصف ہوتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''کیا وہ شخص جس نے اپنی عمارت تقویٰ اور اللہ کی رضا جوئی پر اٹھائی ہو بہتر ہے یا وہ جس نے اپنی بنیاد ٹوٹتے گرتے گڑھے کے کنارے بنائی ہو لہٰذا دوزخ کی آگ میں گر گیا۔ اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔'' (۱۰۹:۹)

ایسے ملحدین کو مشکلات اور رنج و محن سے چھٹکارے کا تنہا ایک ہی علاج ہے' اگر وہ توبہ اور رجوع الی اللہ نہ کریں' وہ خودکشی کرلیں اپنی ذلیل زندگی کا خاتمہ کرلیں، بے کار اور بے سود وجود کو ختم کرلیں:

''کہو اپنے غیظ وغضب میں مرجاؤ'' (۱۱۹:۳) ''پس اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالو یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔'' (۵۴:۲)

اللہ کی کتاب عظیم میں سعادت کی میزان ہے۔ اسمیں اشیاء کا اندازہ ہے وہی کسی چیز کی قدر و قیمت اور آدمی کے لئے اس کے نفع نقصان کو بتاتی ہے۔

''اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ لوگ ایک ہی امت ہیں تو ہم رحمان کے منکرین کے لئے گھروں میں چاندی کی چھت اور وہ سیڑھیاں بنا دیتے جن پر وہ چڑھتے۔ اور ان کے گھروں میں دروازے اور چارپائیاں بنا دیتے جن پر وہ تکیہ لگاتے، اور زینت کی چیزیں اور یہ سب بس دنیاوی زندگی کی متاع ہے'

آخرت تو تمہارے رب کے ہاں بس متقیوں کے لئے ہے۔'' (۴۳: ۳۳-۳۵)

یہی زندگی کی حقیقت ہے اس کے محلات اور بنگلوں سونے، چاندی اور عہدوں کی حقیقت ہے۔ دنیا کی بے حقیقتی کی وجہ سے ہی تو کافر کو پوری کی پوری دے دی جا رہی ہے اور مومن کو محروم رکھا جا رہا ہے تاکہ لوگوں کے سامنے دنیوی زندگی کی قیمت واضح ہو جائے۔ مشہور صحابی عتبہ بن غزوان لوگوں کو جمعہ کا خطبہ دیتے ہوئے حیرت کا اظہار کرتے ہیں کہ کیسے رسول اللہؐ کے ساتھ وہ درخت کی پتیاں کھا کر اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے تھے اور وہی ان کی زندگی کے بہترین ایام اور خوش گوار ترین لمحات تھے۔ پھر عہد خلافت میں وہ ایک صوبہ کے امیر بنا دیئے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کی زندگی کو وہ بہت ہی خراب اور حقیر قرار دیتے ہیں جبکہ وہ ایک صوبہ کے حاکم ہیں۔

شاعر کہتا ہے:

''جو شقی اور بد بخت ہیں بھوکے ننگے بھی ہوں تب بھی دنیا سے چمٹے رہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا حال خوش کن بھی ہو تب بھی چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیری رات ہے۔''

سعد بنؓ ابی وقاص پر رسول اکرمؐ کی وفات کے بعد کوفہ کی امارت سنبھالتے وقت گریہ طاری ہو جاتا ہے، کیونکہ انہیں یاد آ جاتا ہے کہ انہوں نے آپؐ کے ساتھ پتے چبائے تھے کھال سکھا کر اور بھون کر پانی سے کھائی تھی۔ آج رسول اکرمؐ کی وفات کے بعد دنیا آ رہی ہے اس زندگی اور اس کے ٹھاٹ باٹھ میں کیا مزہ!

''تمہارے لئے دنیا سے بہتر آخرت ہی ہے۔''

اس کا راز کیا ہے۔ بس دنیا کی بے حقیقتی

''یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کو مال اور اولاد سے مدد دے رہے ہیں اور جلدی جلدی خوشیاں دے رہے ہیں نہیں، بلکہ انہیں شعور ہی نہیں۔''

''واللہ مجھے تمہارے اوپر فقر و فاقہ کا ڈر نہیں ہے''۔

حضرت عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ میں داخل ہوئے اور آپ کو ایسی چٹائی پر لیٹے دیکھا جس کے نشان پہلو پر پڑ گئے تھے۔ آپ کے گھر میں فقط جو رکھا ہوا تھا یہ دیکھ کر عمرؓ کے آنسو

آ گئے۔ یہ منظر بڑا موثر تھا کہ رسول اللہ تمام انسانیت کے لئے نمونہ اور امام ہوں اور اس حالت میں رہیں۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ آپ ؐ سے کہتے ہیں یا رسول اللہ! آپ ؐ اس حال میں ہیں اور قیصر و کسریٰ کس شان سے رہتے ہیں، رسول اللہ نے فرمایا' خطاب کے بیٹے! تمہیں کچھ شک ہے، کیا اس بات سے خوش نہیں کہ ان کو دنیا اور ہمیں آخرت ملے۔''

''انہوں (کفار و مشرکین) نے کہا یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے۔'' (۲۵:۷)

معاملہ یونہی ہے، تقسیم ایسی ہی رکھی گئی ہے۔ چاہے کوئی راضی ہو چاہے ناراض، جو چاہے خوشی کو درہم و دینار اور محل و گاڑی میں تلاش کرے اور اس کے لئے کام کرے۔ خدا کی قسم وہ خوشی نہیں پا سکتا

''جو دنیا کی زندگی اور زینت چاہتے ہیں ہم انہیں ان کے کاموں کے بدلے پوری پوری دنیا دے دیں گے اس میں کوئی کمی نہ ہوگی۔'' (۱۱:۱۵-۱۶)

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں آخرت میں بس آگ ہی ملے گی جو انہوں نے کہا وہ اکارت جائے گی جو یہ کرتے ہیں وہ باطل ہوگا۔ بقول شاعر :

دنیا پر خاک پڑے میں اس کے لئے سفر نہیں کرتا کیونکہ صالحین کو دنیا نہیں ملتی۔

سعادت کی کنجی

آپ جھونپڑے میں رہ کر اللہ کی معرفت حاصل کرلیں، اس کے شیدائی بنیں، اس کی بندگی کریں تو ساری بھلائی، خیر اور راحت و سکون پالیں گے۔ لیکن اگر خدا کی معرفت حاصل نہیں تو کتنے ہی شاندار محلوں، وسیع و فراخ کوٹھیوں میں رہ لیں، کتنے ہی ارمان پورے ہو جائیں انجام اچھا نہ ہوگا۔ بدنصیبی مقدر ہوگی کیونکہ سعادت کی کنجی سے محروم ہیں۔ قارون کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا:

''ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے کہ اس کی چابیاں تک بہتیرے طاقتور جوانوں کے جھتے پر بھاری پڑتی تھیں۔'' (۲۸:۷۶)

وقفہ

"اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا دفاع کرتا ہے"۔ یعنی دنیا وآخرت کے شرور ان سے دفع کر دیتا ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے ایمان والوں کے لئے وعدہ خیر اور بشارت ہے کہ ایمان کے سبب اللہ انہیں ہر طرح کے مکروفریب اور برائیوں سے بچالے گا۔ کفار کے شر، وسوسہ شیطان، شرور نفس اور بداعمالیوں سے حفاظت کرے گا۔ مصائب کے وقت ان پر تخفیف فرمائے گا، بوجھ دور کر دے گا۔ ہر صاحب ایمان کو اللہ کی یہ حفاظت اور فضیلت اپنے ایمان کے حساب سے حاصل ہے۔ بعض کو مستقل اور بعض کو اکثر حالات میں" "ایمان کے ثمرات میں یہ ہے کہ اُس کے ذریعہ بندہ تسلی حاصل کرتا اور مصائب وشدائد کو آسان سمجھتا ہے" جو اہل ایمان ہے اللہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے" یعنی بندہ مومن پر مشقت آتی ہے اور وہ اسے اللہ کی جانب سے سمجھ کر انگیز کرتا ہے اور یہ کہ وہ تقدیری بات ہے۔ تو وہ ان تکلیفوں پر راضی برضا ہو جاتا ہے۔ مصائب انگیز کرنا اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے کیونکہ وہ اللہ کی طرف سے صادر ہوتے ہیں اور ان کا ثواب اللہ اسے دے گا۔"

کیسے تھے یہ لوگ

آیئے اولوالعزم وعظیم صحابہ کرامؓ میں سے ایک کے زمانہ میں چلتے ہیں۔ وہ ہیں علیؓ بن ابی طالب جو رسول اکرم کی بیٹی اور جگر کے ٹکڑے فاطمہؓ کے ساتھ ایک دن صبح میں اٹھتے ہیں اور دونوں کھانے کی کوئی چیز تلاش کرتے ہیں جو نہیں ملتی۔ سردی شدید ہے۔ علیؓ ایک فرو پہن کر باہر نکلتے ہیں اور روزی تلاش کرتے ہیں۔ مدینہ کے اطراف میں ایک یہودی انہیں یاد آتا ہے جس کے پاس کھیت ہے۔ علی اس کے کھیت پر جاتے ہیں وہ کہتا ہے۔ اے اعرابی آ اور ایک کھجور کے بدلے ایک ڈول پانی کنویں سے نکال۔ علیؓ خاصی دیر تک یہ کام کرتے ہیں حتی کہ دونوں ہاتھ سوج جاتے ہیں جسم چور چور ہو جاتا ہے۔ جتنے ڈول نکالے ان کے بقدر کھجوریں علیؓ کو ملتی ہیں۔ آپ انہیں لے کر پہلے نبیؐ کے پاس آتے ہیں اور کچھ کھجوریں آپ کو پیش کر کے پھر گھر آتے ہیں اور دونوں دن بھر انہیں سے کام چلاتے

ہیں۔ یہ تھی ان کی زندگی، اس کے باوجود ان کا احساس یہ تھا کہ ان کا گھر خوشیوں، سعادت، نور اور سرور کا گہوارہ ہے۔ کیونکہ ان کے دل ان بلند اقدار اور اعلیٰ نصب العین کے لئے یک سو تھے جو رسول اللہؐ لے کر آئے تھے۔ ان کے دل کی انگیٹھی گرم تھی وہ ایک نورانی وقدسی ماحول میں تھے جس سے حق اور باطل کو دیکھتے تھے حق کی سربلندی کے لئے کوشاں اور باطل کو مٹانے کے لئے سرگرم تھے۔ وہ اشیاء کی حقیقت سے واقف اور راز حیات کے رازداں تھے۔

قارون وہامان کو کیا یہ خوشی ومسرت ملی؟ ایک زمین میں دھنسادیا گیا۔ دوسرے پر لعنت ہوئی۔ ''اس کی مثال ایسی بدلی ہے جس سے کسان بڑے خوش ہوئے اس کے نتیجہ میں بہترین پیڑ پودے اُگے۔ پھر وہ جل گئے زرد پڑ گئے اور ریزہ ریزہ ہوگئے۔'' (۵۷:۲۰)

خوش بختی تو بلالؓ، سلمانؓ اور عمارؓ کے پاس ملے گی۔ بلال حق کی اذان دیتے، سلمان نے سچائی کے ساتھ مواخات کی، عمار نے وعدہ پورا کر دکھایا، ''یہی وہ لوگ ہیں جن کے بہترین کاموں کو ہم قبول کرتے ہیں اور غلطیوں سے درگزر کر دیتے ہیں۔ یہ جنت والے ہیں ان کے لئے وہ وعدہ سچا ہوا جو دنیا میں ان سے کیا گیا تھا۔'' (۴۶:۱۶)

صبر کے سلسلہ میں حکماء کے اقوال

نوشیروان سے منقول ہے کہ اس نے کہا: تمام دنیاوی مصیبتیں دو قسم کی ہیں، ایک میں تدبیر کام دیتی ہے جیسے کہ بے چینی کی دوا ہے، دوسری میں کوئی تدبیر نہیں صرف صبر کام آتا ہے۔ ایک حکیم کہتا تھا جن چیزوں کا کوئی علاج نہیں وہاں صبر کام دیتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ: جو صبر کے پیچھے چلے گا مدد اس کے پیچھے چلے گی۔ معروف مثالوں میں یہ ہے کہ صبر کشادگی کی کنجی ہے۔ جو صبر کرتا ہے وہ قدرت پاتا ہے۔ اور صبر کا ثمر کامیابی ہے۔ جب آزمائش سخت ہوتی ہے، موت طلب کرو زندگی مل جائے گی۔ بہت بار ایسا ہوتا ہے کہ موت کی طلب میں بقاء کا سامان ہوتا ہے اور بقاء کی طلب موت کا سبب بن جاتی ہے۔ اکثر امن وہاں ہوتا ہے جہاں سے خوف محسوس ہوتا ہے۔ عرب کہا کرتے ہیں: شر میں خیر ہوتا ہے، اصمعی اس کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ بعض شر بعض سے ہلکا ہوتا ہے۔ ابوعبیدہ کہتے ہیں کہ جب کوئی

مصیبت آتی ہے تو سمجھ لو اس سے بڑی مصیبت بھی ہو سکتی تھی، یہ سوچ کر اسے ہلکا سمجھو، ایک حکیم نے کہا ''چیزوں کے عواقب غیب میں چھپے ہیں کتنی ہی اچھی چیزیں بری چیزوں میں ملتی ہیں اور کتنی مرغوبات میں مکروہات ملتی ہیں۔ کتنے لوگوں کی نعمت پر رشک ہوتا ہے حالانکہ یہی ان کی کمزوری ہے۔ کتنے بیماروں پر رحم کھاتے ہیں جب کہ بیماری میں ان کی شفاء ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بہت سے خیر شر سے ملتے ہیں اور بہت سے شر خیر سے برآمد ہوتے ہیں:

خدا شرے برانگیزد کہ خیر ما در آں باشد،

وداعہ السہمی نے اپنے کلام میں کہا:

شر پیش آئے تو صبر کرو کہ اکثر شر سے خیر نکلتا ہے اور جھاگ کے نیچے ہی صاف ستھرا دودھ ہوتا ہے۔

جب امید ختم ہو جاتی ہے تبھی اللہ کامیابی دے دیتا ہے

''یہاں تک کہ رسول بھی مایوس ہو گئے اور خیال کرنے لگے کہ ان سے کیا ہوا وعدہ وفا نہیں ہوا تو اللہ کی مدد آن پہنچی۔'' ''بلاشبہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے'' ''صابرین کو ان کا اجر پورا پورا بغیر حساب کے دیا جائے گا۔''

ایک مصنف نے اس بارے میں لکھا ہے کہ ''جیسے اللہ تعالیٰ ناپسندیدہ سمجھے جانے والے راستہ سے پسندیدہ چیز لے آتا ہے۔ وہ امید ختم ہونے اور راستے بند ہو جانے کے قریب کشادگی پیدا کر دیتا ہے تا کہ لوگ امیدیں اُسی سے باندھیں اور صرف اسی پر توکل کریں کسی بھی حال میں اس سے امید ختم نہ کریں اور کسی بھی صورت میں اس کی طرف سے آنے والی کشادگی سے ناامید نہ ہوں، اسی طرح وہ ان کی مشکل سے خوشی کا سامان کر دیتا ہے کہ بڑی مصیبت ٹال کر چھوٹی آزمائش میں ڈالتا ہے۔ تھوڑی مشکل سے ان کو گزار کر زیادہ بڑی دشواری سے بچا لیتا ہے۔ بقول شاعر:

''آپ کا عتاب نتیجہ کے لحاظ سے اچھا ہی ہے کہ جسموں کو بسا اوقات بیماری سے بھی صحت مل جاتی ہے۔''

اسحاق العابد کہتے ہیں بسا اوقات اللہ بندے کو کسی مشکل میں ڈالتا ہے اور اس کے ذریعہ

تمہاری پکار سننی چاہئے اگر تم سچے ہو۔" (۷:۱۹۴)

صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے

عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ کشادگی اور فراخی یقین اور رضا میں ہے۔ اور فکر اور رنج، شک اور ناراضگی میں ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں صبر کرنے والے کو سب سے اچھا پھل ملتا ہے۔ ابان بن تغلب کہتے ہیں کہ میں نے ایک اعرابی کو کہتے سنا: انسانی اقدار میں سب سے اچھی بات یہ ہے کہ جب کسی پر مشکل آ پڑے وہ اس پر صبر کرے، اور اپنے کو یہ اُمید دلائے کہ وہ ختم ہو جائے گی، ایسے یقین کے ساتھ کہ گویا وہ اس سے خلاصی کو اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہے۔ اللہ پر توکل کرے اس سے حسن ظن رکھے جب یہ کیفیت پیدا ہو جائے گی تو بغیر کسی تاخیر کے اللہ اس کی ضرورت پوری کرے گا اس کی تکلیف دور کردے گا۔ اس کے دین، مروت اور آبرو کی حفاظت فرمائے گا۔ اصمعی نے ایک اعرابی سے یہ نقل کیا ہے کہ خیر کی جگہ سے شر سے ڈرو اور برائی کی جگہ سے خیر کی اُمید کرو، کیونکہ بسا اوقات زندگی کی طلب موت کا اور موت کی طلب زندگی کا سبب بن جاتا ہے، زیادہ تر امن وہاں سے ملتا ہے جہاں سے خوف کا ڈر ہوتا ہے۔

بقول شاعر :

جب عنایت ربانی نگرانی کر رہی ہو تو آرام سے سو جاؤ کہ تمام حادثے بھی امان بن جائیں گے۔

قطری بن الفجاءۃ نے کہا:

جنگ کے دن کوئی بھی پیچھے نہ ہٹے موت سے نہ ڈرے۔ میں دائیں اور بائیں سے اپنے کو نیزوں سے گھرا پاتا ہوں۔ میرا جتنا خون بہا اس سے لگام بھی تر ہو گئی، پھر میں جنگ سے لوٹا اس حال میں کہ میرا نشانہ پورا ہو گیا تھا اور میری بصیرت تیز اور میرا اقدام سخت تھا۔

ایک حکیم کا قول ہے:

عقل منداپنے اوپر آئی مصیبت پر دو باتوں سے تسلی پاتا ہے نمبر ایک یہ کہ جو باقی ہے اس کی

خوشی سے۔ دوسرے جو مشکل آتی ہے اُس سے خلاصی کی اُمید سے۔ جاہل مشکل میں دو چیزوں سے اور زیادہ تنگ ہوتا ہے۔ جس چیز کا اس نے سہارا لیا ہے اُس کی بڑھوتری کی خواہش دوسرے اس مشکل سے بڑی مشکل میں مبتلا ہو جانے کا خوف۔ کہا جاتا ہے کہ مصیبتیں اللہ کی جانب سے بندوں کی تادیب ہے اور تادیب سے دل، آنکھیں اور کان کھل جاتے ہیں۔ الحسن بن سہل کہتے ہیں:

''مصیبتوں میں گناہ سے تطہیر، غفلت سے تنبیہ، صبر سے ثواب، نعمت کی تذکیر اور اللہ کی نظر میں منتخب قرار پاتا ہے''

بعض ایسے ہوتے ہیں جو جاوداں زندگی کے لئے موت کی تلاش میں رہتے ہیں:

''وہ لوگ جنہوں نے پیچھے بیٹھ کر اپنے بھائیوں کے بارے میں کہا اگر انہوں نے ہماری بات مانی ہوتی تو قتل نہ کئے جاتے، کہہ دو تم اپنے آپ سے موت کو ٹال دو اگر سچے ہو'' (۱۶۸:۳)

مصائب کو کم سمجھنے کے سلسلہ میں اقوال

ایک دانا تاجر نے کہا: کم فائدہ ہو لیکن جان سلامت رہے تو گھاٹے کا سودا نہیں۔ عربوں کی ایک کہاوت ہے جس کا مفہوم ہے جان بچی تو لاکھوں پائے۔ ان کا یہ بھی قول ہے کہ کسی زمین کو آبادی سے مایوس نہ ہونا چاہئے اگرچہ ویرانی پر زمانے گزر گئے ہوں۔ عام لوگوں کی کہاوت ہے ''جس نہر سے پانی جاری ہوتا ہے اس میں واپس بھی ضرور آتا ہے۔'' تھامس تیوس کا قول ہے: اہل عقل اور اہل مذہب قدرت اور نعمت کے حال میں خوب مال صرف کرتے ہیں اور شدت وآزمائش کی حالت میں خوب صبر کرتے ہیں۔

وقفہ

''اگر تمہیں تکلیف پہنچی ہے تو انہیں بھی پہنچی ہے جب کہ تمہیں اللہ سے اجر کی بھی اُمید ہے ان کو نہیں ہے۔'' (۱۰۴:۴)

اسی لئے مومنین صادقین پر جب آزمائش وابتلاء آتی ہے تو وہ اس پر صبر، برداشت، حوصلہ اور

عزیمت کا مظاہرہ کرتے ہیں جب کہ کافر اس کا عشر عشیر بھی نہیں کر سکتے۔ یہ چیز قوت ایمان ویقین سے انہیں ملتی ہے۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا رب فرماتا ہے: اے ابن آدم میری عبادت کے لئے یکسو ہو جاؤ، اپنے دل کو غنا سے پر کرلو اپنے ہاتھوں کو رزق سے۔ اے ابن آدم مجھ سے دور نہ ہو وگرنہ میں تمہارے دل میں فقر ڈال دوں گا۔ تمہارے ہاتھوں کو مصروف کر دوں گا۔"

اللہ کی طرف توجہ، انابت، رضا اور دل کو اس کی محبت سے آباد اور زبان کو اس کے ذکر سے تر رکھنا، اس کی معرفت کی خوشی حاصل کرنا ایسی جلدی ملنے والی نعمت اور باغ و بہار زندگی ہے کہ جس سے بادشاہوں کی زندگی بھی کوئی نسبت نہیں رکھتی۔

جو شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہ آئینہ ساز میں

حضرت علیؓ فرماتے ہیں

ہر آدمی کی قیمت اس کا اچھا عمل ہے۔ تو عالم کی قیمت اس کا علم ہے۔ وہ اسے زیادہ کر لے یا گھٹا لے شاعر کی قیمت اس کا شعر ہے اچھا کہے یا برا۔ جو بھی ہنرمند اور پیشہ ور ہے لوگوں کے نزدیک اس کی قیمت وہی ہنر یا پیشہ ہے۔ لہٰذا بندہ کو کوشش کرنی چاہئے کہ عمل صالح، علم وحکمت سخاوت، حفظ، صلاحیت، صبر واستقلال، بحث وتحقیق، نفع بخشی، عقل مندی، ذہانت، بلند عزائم اور وسعت ظرف کے ذریعہ اپنی قیمت بڑھائے اپنی قدر و قیمت بلند اور گراں کر لے۔

کتابیں بہترین ساتھی ہیں

کتابوں کے مطالعہ سے ذہن کھلتا ہے۔ عبرتیں، اور نصیحتیں ملتی ہیں اور مطالعہ کرنے والے کو حکمت حاصل ہوتی ہے۔ اس کی زبان کی گرہ کھلتی ہے۔ کتابیں تفکیر کا ملکہ بڑھاتی ہیں حقائق راسخ کرتی اور شبہات کا ازالہ کرتی ہیں۔ اکیلے آدمی کی مونس ہوتی ہیں۔ دل سے سرگوشیاں کرتی ہیں۔ شب

بیداروں سے باتیں کرتی ہیں۔ غور کرنے والے کے لئے وجہ لطف اور رات کے مسافر کے لئے چراغ راہ ہوتی ہیں۔ معلومات کے دفتر کو جتنے بار بھی دہرایا جائے گا اس کی چھان پھٹک ہوگی اتنا ہی وہ برگ وبار لائے گا۔ جو خبر دی گئی ہے وہ پوری ہوگی۔ مطالعہ نہ کرنے اور کتابیں چھوڑ دینے سے زبان بند ہوتی ہے۔ طبیعت پر روک لگتی ہے۔ دل میں جمود طاری' عقل میں فتور اور فطرت کی موت ہوتی ہے۔ معلومات کا ذخیرہ سکڑ جانے سے فکر کے سوتے خشک ہو جاتے ہیں۔ کتاب میں سعادت ہے' ضرب المثل، کہاوت، کوئی لطیف نکتہ' کوئی حکایت ہے۔

مطالعہ کے فوائد بے شمار ہیں۔ عدم مطالعہ سے فتور ہمت، عزیمت کی کمی اور روح کی پژمردگی پیدا ہوتی ہے اور یہ بہت بڑی مصیبت ہے۔

کتابِ کائنات پڑھئے

کائنات کے عجائب وغرائب پڑھئے، عجائبات عالم کا نظارہ کیجئے ان سے نفس کو تسکین ملے گی اور آپ کے غم وفکر ختم ہو جائیں گے۔ بخاری ومسلم نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں ہمیں ابوعبیدہؓ کی کمان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمایا مقصد قریش کے قافلہ کا پیچھا تھا زاد راہ میں کھجور کی ایک تھیلی دی ابوعبیدہؓ اسی میں سے ایک ایک کھجور ہمیں دیتے تھے۔ راوی نے جابر سے سوال کیا کہ اس سے کیسے کام چلاتے تھے؟ فرمایا ہم اسے بچوں کی طرح چوستے تھے پھر اوپر سے پانی پی لیتے تو وہ پورے دن کے لئے کافی ہوتا رات تک، ہم ڈنڈوں سے درخت کے پتے جھاڑتے ان کو تر کر کے کھا لیتے جابرؓ نے آگے کہا: ہم ساحل کے کنارے چلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ بڑے ٹیلہ کی مانند کوئی چیز ہے اس کے پاس پہنچے تو معلوم ہوا کہ وہ ویل مچھلی ہے۔ کہتے ہیں: ابوعبیدہؓ نے اُسے دیکھ کر کہا یہ تو مردہ ہے پھر فرمایا نہیں۔ ہم اللہ کے رسول کے بھیجے ہوئے ہیں اللہ کے راستہ میں نکلے ہیں اور اضطرار کی حالت میں ہیں لہٰذا اسے کھالو۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ ہم تین سو آدمی ایک ماہ تک اس کے پاس مقیم رہے اور اس میں سے کھاتے رہے حتیٰ کہ موٹے ہو گئے۔ جابر کہتے ہیں ہم اس کی آنکھ کے اندرون سے چلو بھر بھر کے لیتے، اور اس کی چکنائی بڑے بڑے گھڑوں میں بھر لیتے اس کے ٹکڑے کاٹتے جو بیل برابر ہوتے۔

ابوعبیدہؓ نے ہم میں کے تیرہ آدمیوں کو اس کی آنکھ کے حلقہ میں بٹھایا۔ اس کی ایک پسلی کھڑی کی سب سے بڑے اونٹ پر سب سے لمبے آدمی کو بٹھا کر اس کے نیچے سے نکالا تو وہ بھی اُس کے نیچے سے نکل گیا۔ اس کے گوشت کے کچھ ٹکڑے ہم لے کر آئے۔ اور جب مدینہ آئے تو اس کا ذکر رسول اکرمؐ سے کیا آپ نے فرمایا یہ اللہ کی طرف سے عطا کردہ رزق تھا پھر فرمایا اس کا کچھ گوشت لے کر آئے ہو۔ جابر کہتے ہیں۔ ہم نے رسول اللہ کو بھی اس کا گوشت بھیجا آپؐ نے اس سے کھایا۔

''وہی ذات ہے جس نے ہر چیز کو اس کی صورت عطا کی پھر ہدایت دی۔'' (۲۰:۵۰)

ابوداوٗدؒ نے اپنی سنن کے باب زکوٰۃ الزرع میں لکھا ہے مصر میں ایک ککڑی میں نے ۱۳ بالشت کی ناپی، اور ایک اونٹ پر لدا ہوا ترنج دیکھا جس کے کاٹ کر دو ٹکڑے کیئے گئے ''وہی ذات ہے جس نے ہر چیز کو اس کی صورت عطا کی پھر راستہ بتایا۔''

ڈاکٹر زغلول نجار جنہوں نے آیات کونیہ کا مطالعہ کیا ہے، نے اپنے ایک لکچر میں کہا کہ بہت سے ستارے ایسے ہیں جو روشنی کی رفتار سے ہزاروں سال سے زمین کی طرف چل رہے ہیں اور ابھی تک یہاں نہیں پہنچ سکے ان کے صرف مواقع ہی رہ گئے ہیں۔''

''پس نہیں میں قسم کھاتا ہوں ستاروں کے مواقع کی۔'' (۵۶:۷۵)

''وہی ذات ہے جس نے ہر چیز کو اس کی صورت دی پھر راستہ بتایا'' ۲۰:۵۰)

جریدہ الاخبار الجدیدۃ شمارہ نمبر ۳۹۶ مورخہ ۲۷/۹/۱۹۵۳ء صفحہ ۲ کی سرخی تھی

''آج اونا کا پیرس میں فاتحوں کی طرح داخلہ ہوا۔ جسے دسیوں پیدل اور سوار پولیس والے جلو میں لیئے ہوئے تھے''

یہ اونا دریائے نرویگ سے نکلی ایک مچھلی تھی۔ جو حنوط شدہ تھی اور اس کا وزن آٹھ ہزار کلو گرام تھا۔ ایک بہت بڑی گاڑی پر ۱۰ بڑے گھڑے استادہ تھے جن میں اسے رکھا گیا تھا، اس مچھلی کی ایک ماہ تک نمائش ہوگی۔ لوگوں کو اس کے اوجھ میں داخل ہونے کی اجازت ہوگی جسے بجلی سے روشن کیا گیا تھا۔ اس کے پیٹ میں بیک وقت دس آدمی داخل ہو سکتے تھے لیکن اونا کی نمائش کے منتظمین اور پولیس میں جائے نمائش پر اتفاق نہ ہو سکا، گراونڈ ریل کے اسٹیشن پر اسے اس خوف سے نہیں رکھا جا سکا کہ کہیں بوجھ

سے سڑک ٹوٹ نہ جائے۔ یہ مچھلی صرف ۱۸ مہینے کی ہے پھر بھی اس کا طول ۲۰ میٹر ہے یہ نزدیک سے گزشتہ سال ستمبر میں پکڑی گئی تھی اُس کی نمائش پورے یورپ میں کرنے کے لئے ریل کا ایک ڈبہ خاص کیا گیا تھا۔ جس پر رکھی گئی تو وہ ٹوٹ گیا پھر ایک خاص ۳۰ میٹر لمبا ٹرک اس کے لئے بنایا گیا۔''

''وہی ذات ہے جس نے ہر چیز کو اس کی صورت دی پھر راستہ بتایا۔''

چیونٹی گرمی سے جاڑے تک کی روزی جمع کر لیتی ہے کیونکہ سردیوں میں وہ باہر نہیں نکلتی جب دانہ میں کونپل نکلنے کا ڈر ہوتا ہے تو اسے دو ٹکڑے کر دیتی ہے۔ صحراء میں سانپ کو جب غذا نہیں ملتی تو وہ اپنے آپ کو لکڑی کی طرح نصب کر لیتا ہے جس پر پرندہ آ کر بیٹھ جاتا ہے تو وہ اسے کھا لیتا ہے

''وہی ذات ہے جس نے ہر چیز کو صورت دی اور راستہ بتایا۔''

عبدالرزاق الصنعانی فرماتے ہیں میں نے معمر بن راشد البصری کو کہتے سنا کہ میں نے یمن میں انگور کا ایک گچھا دیکھا جس کا وزن ایک گدھے کے برابر تھا۔

''اونچے اونچے کھجور کے پیڑ بنائے جن میں کچے پھل لدے ہیں'' (۵۰:۱۰)

تمام درختوں اور نباتات کو ایک ہی پانی دیا جاتا ہے لیکن ''کھانے میں ہم نے ایک کو ایک پر فضیلت دے دی ہے۔'' (۱۳:۴)

بعض خود مضبوط ہوتے ہیں، بعض کی حفاظت کانٹا کرتا ہے، بعض سخت کھٹے اور ترش ہوتے ہیں۔

''وہی ہے جس نے ہر چیز کو صورت دی اور راستہ دکھایا''

کمال الدین الادفوی المصری اپنی کتاب الطالع السعید الجامع لنجباء أبناء الصعید میں کہتے ہیں میں نے ایک خوشہ انگور دیکھا جس کا وزن آٹھ لیئی رطل تھا۔ اس کے ایک دانہ کا وزن ہمارے شہر ادفو کے دس درہموں کے برابر نکلا۔

''وہی ہے جس نے ہر چیز کو صورت دی اور راستہ دکھایا''

ماہرین فلکیات کہتے ہیں کہ کائنات آہستہ آہستہ وسیع ہو رہی ہے جیسے ربر پھیلتی ہے ''اور آسمان ہم نے بنایا ہم ہی اسے وسعت دینے والے ہیں'' (۵۱:۴۷)

ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ خشکی گھٹ رہی اور سمندر پھیل رہے ہیں

''کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم زمین کو اُس کے اطراف سے گھٹاتے جا رہے ہیں۔'' (۴۱:۱۳)

''وہی ہے جس نے ہر چیز کو صورت دی اور راستہ دکھایا''

مجلّہ فیصل شمارہ ۲۰ ۱۴۰۲ھ ۱۱۲ میں ایک رتالو پھل کی تصویر شائع ہوئی ہے۔ جس کا وزن خول کے ساتھ ۲۲ کلوگرام تھا اس کا قطر ایک میٹر تھا، ایک سوکھی پیاز کی تصویر بھی تھی جس کا وزن ۲ء۳ کلوگرام تھا، اس کا قطر ۳۰ سینٹی میٹر تھا۔ اس کے بعد مجلّہ نے لکھا ہے کہ ایک ٹماٹر کا طول وعرض ۶۰ سینٹی میٹر سے زیادہ نکلا۔ اور یہ کہ یہ غیر معمولی اشیاء میکسیکو کے ایک کسان جوزف کارمن کے کھیت میں پیدا ہوئیں، جوزف کو زراعت اور زمین پر کام کا طویل تجربہ ہے جس کی وجہ سے وہ میکسیکو میں فرسٹ فارمر قرار دیا گیا۔

''وہی ہے جس نے ہر چیز کو صورت دی اور راستہ دکھایا''

سر میں چار رقیق مادے ہیں، منہ میں میٹھا جس سے کھانا پینا حلق سے اترتا ہے، ناک میں لیس دار جس سے گرد وغبار رک جاتے ہیں، آنکھ میں نمکین جو آنکھ کو خشکی سے روکتی ہے، کانوں میں کڑوا، جو کیڑوں کو اس میں جانے نہیں دیتا۔

''تمہارے نفسوں میں بھی نشانیاں ہیں کیا تم دیکھتے نہیں۔'' (۲۱:۵۱)

مورخ ابوالفضل عبدالرزاق بن الفوطی اپنی کتاب "الحوادث الجامعة والتجارب النافعة فی المئة السابعة" میں ۶۳۷ کے حالات میں لکھتے ہیں: اس سال امیر جمال الدین قشتمر کی خدمت میں ایک عجمی درزی تھا۔ اُس نے اپنی قینچی سے ایک پڑوسی کو زخمی کر دیا جو مر گیا یہ درزی بہترین فن کار تھا اس نے کئی عجیب وغریب چیزیں بنائی تھیں۔ اُس نے اپنے آپ کو ایک صندوق میں بند کر دیا اس کے پاس بغیر کٹنگ کا کپڑا تھا صندوق شروع رات میں جمال الدین قشتمر کے دروازے کے پاس لٹکا دیا گیا۔ پھر صبح کے وقت صندوق نیچے رکھا گیا اور اسے کھولا گیا تو لوگوں نے دیکھا کہ اس نے کپڑے کی کٹنگ کر دی ہے اور کپڑا سی کر لپیٹ دیا ہے اس کے بعد اور لوگوں نے بھی ایسا کرنا چاہا لیکن نہ کر سکے یہ درزی بوڑھا، پست قد اور لنگڑا تھا لیکن اپنے پیشہ میں بے نظیر تھا

''اس نے تمہیں وہ سکھایا جو تم جانتے نہ تھے'' (۴:۱۱۳) ''اس نے انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ

جانتا نہ تھا''(۵:۹۶)''اللہ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ سے نکالا تم کچھ نہیں جانتے تھے۔اس نے تمہیں کان، آنکھ اور دل دیئے''(۱۶:۷۸):''ہم نے انسان کو سکھایا کپڑے بنانا''(۲۱:۸۰)''بلکہ انہوں نے جھٹلایا اس کو جسے جانتے نہ تھے اور جس کے مفہوم سے آشنا نہ تھے۔''(۱۰:۳۹)

بقول شاعر :

اس شخص سے جو ہمہ دانی کا دعویٰ کرتا ہے کہو کہ تم بہت کم جانتے ہو زیادہ چیزوں کے بارے میں ناواقف ہی ہو۔

''ہم انہیں اپنی جو بھی نشانی دکھاتے ہیں وہ پہلی نشانی سے بڑی ہوتی ہے۔''(۴۳:۴۸)

شیخ شہاب الدین احمد بن ادریس القرافی المصری کہتے ہیں: مجھے معلوم ہوا ہے کہ الملک الکامل کے لئے پیتل کا ایک شمع دان بنوایا گیا جس میں روشنی کے لئے کئی مقامات تھے۔جب بھی رات کا ایک گھنٹہ ہوتا ایک مقام کھلتا اور ایک آدمی گھنٹی بجاتا اور جب دس گھنٹے گزر جاتے تو شمع کے اوپری حصہ میں سے ایک آدمی نکلتا اور کہتا اللہ تعالیٰ سلطان کی صبح بخیر و عافیت کرے،اس سے سلطان کو پتہ چلتا کہ فجر کا وقت ہو گیا ہے۔قرافی کہتے ہیں میں نے بھی یہ شمع دان بنایا اور اُس میں یہ اضافہ کر دیا کہ ہر گھنٹہ میں شمع کا رنگ بدل جاتا ہے۔اُس میں ایک شیر ہوتا جس کی آنکھیں شدید سیاہ ہوتیں پھر شدید سفید پھر شدید سرخ، ہر گھنٹہ کا الگ رنگ ہوتا دو پرندے کنکری گراتے،ایک شخص داخل ہوتا ایک نکلتا، ایک دروازہ بند ہوتا دوسرا کھلتا۔جب فجر کا وقت ہو جاتا ایک شخص شمع دان کے اوپری حصہ میں آتا انگلی اپنے کان پر رکھ کر یہ بتاتا کہ اذان ہو گئی ہے۔لیکن مجھ سے یہ نہیں ہو سکا کہ وہ کلام بھی کرے۔پھر میں نے ایک جانور کی تصویر بنائی جو چلتا اور دائیں بائیں مڑتا۔سیٹی بجاتا لیکن بولتا نہیں تھا۔

''وہی ہے جس نے ہر چیز کو ایک صورت دی پھر رستہ دکھایا۔''

بقول شاعر:

''جودت عقل ہی یہ بتاتی ہے کہ عقل کا پیدا کرنے والا پاک، برتر اور موجد اکبر ہے۔اس کی تخلیق میں عبرتیں ہیں۔''

قلب کو اللہ کی مخالفت سے ہی وحشت ہوتی ہے۔حسن بصریؒ فرماتے ہیں:

''اے ابن آدم موسیٰ علیہ السلام نے خضرؑ کی تین بار مخالفت کی تو انہوں نے کہا۔ اب تمہارا میرا ساتھ نہیں ہو سکتا اور تم رب تعالیٰ کی مخالفت روزانہ بار ہا کرتے ہو کیا تمہیں یہ ڈر نہیں کہ اللہ بھی یہ فرمائے کہ اب تمہارا میرا ساتھ نہیں۔''

یا اللہ یا اللہ

''کہہ دو اللہ تمہیں اس مصیبت سے اور ہر ایک تکلیف سے نجات دیتا ہے۔''(٦:٦٤)

''کیا اللہ اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں۔''(٣٩:٣٦)

''کہہ دو کون ہے جو تمہیں بر و بحر کی ظلمتوں سے نجات دلاتا ہے۔''(٦:٦٣)

''ہم ان لوگوں پر احسان کرنا چاہتے ہیں جن کو دنیا میں کمزور سمجھا گیا تھا۔''(٢٨:٥)

حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا''پھر اس کے رب نے اس کو منتخب کیا اس کی توبہ قبول کی اور اسے ہدایت دی۔''(٢٠:١٢٢)

نوح علیہ السلام کے بارے میں فرمایا''ہم نے اس کو اور اس کے گھر والوں کو بہت بڑی مصیبت سے نجات دی۔''(٢١:٧٦)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا''ہم نے کہا اے آگ ابراہیم کے لئے ٹھنڈک اور سلامتی ہو جا۔''(٢١:٦٩)

حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہوا''جلد ہی اللہ میرے پاس ان سب کو لے کر آئے گا۔''(١٢:٨٣)

حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں ''اس نے میرے ساتھ کرم فرمایا جب مجھے جیل سے نکالا اور تم کو دیہات سے یہاں لے کر آیا۔''(١٢:١٠٠)

حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق''پس ہم نے اس کی وہ غلطی معاف کر دی اور ان کے لئے ہماری قربت اور بہترین ٹھکانہ ہے۔''(٣٨:٢٥)

حضرت ایوب علیہ السلام کے متعلق''ان کو جو تکلیف تھی وہ ہم نے دور کر دی۔''(٢١:٨٤)

حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق ''ہم نے ان کو غم سے نجات بخشی۔'' (۸۸:۲۱)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے ''پس ہم نے تجھے اس غم سے نجات دی۔'' (۴۰:۲۰)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں:

''اگر تم اس کی مدد نہ کرو گے تو اللہ اس کی مدد کے لئے موجود ہے'' (۴۰:۹) ''کیا اس نے تمہیں یتیم پا کر پناہ نہیں دی۔ منزل نہ آشنا دیکھ کر راستہ نہیں دکھایا۔ عیال دار دیکھ کر غنی نہیں کر دیا۔'' (۹۳:۶۔۸)

''ہر دن اس کی ایک نئی شان ہوتی ہے۔'' (۵۵:۲۹)

بعض لوگوں کے نزدیک اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ روز گناہ معاف کرتا۔ تکلیف دور فرماتا کچھ لوگوں کو اٹھاتا اور کچھ کو گراتا ہے۔ بقول شاعر:

مصیبت و بحران تو کتنا ہی شدید ہو جائے اب تیرا اندھیرا چھٹا چاہتا ہے اور صبح نکلنے والی ہے۔ بدلی جلد ہی صاف ہو گی۔

''اللہ کے علاوہ اسے کھول دینے والا اور کوئی نہیں۔'' (۵۳:۵۸)

زمانہ اُلٹ پھیر کا نام ہے

ابن الزبیر نے محمد بن الحنفیہ کو مکہ کی عارم جیل میں بند کر دیا اس پر کثیر عزہ نے کہا:

دنیا کی رونق دنیا والوں کے لئے باقی نہ رہے گی، دنیا کی شدت ہمیشہ رہنے والی نہیں ہے۔ اس کی ایک مدت ہے جو جلد ہی ختم ہو جائے گی۔

اس حادثہ کے صدیوں بعد اب دیکھئے کہ ابن الزبیر، ابن الحنفیہ اور عارم کی جیل اب ایک خواب ہیں

''کیا تم کسی کے پاس ان کا احساس یا ان کی کوئی آہٹ پاتے ہو'' (۱۹:۹۸)

ظالم و مظلوم، قیدی اور قید کرنے والا سب مر کھپ گئے۔ کہاوت ہے:

لوگوں میں ہر سینگ مارنے والے کو ایک دن اسی انجام سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

فیصلہ کا دن آنا ہے

حدیث میں آیا ہے ''تمام حقوق، حقوق والوں کو ضرور ادا کئے جائیں گے حتی کہ سینگ والی بکری سے بے سینگ کی بکری کا بدلہ بھی دلوایا جائے گا۔شاعر نے کہا:

ارے مغرور ذرا قیامت کا منظر سوچ جب کہ آسمان میں ہلچل ہوگی، بہتیرے بے گناہ تو منظر کے خوف سے ہی دہل رہے ہوں گے تو وہ کیسے ہوگا جس پر زمانے گزر گئے۔

آپ کی غمی دشمن کے لئے شادمانی ہوگی

آپ ملول خاطر ہوں گے تو دشمن خوشی منائے گا اسی لئے ملت اسلامیہ کو سکھایا گیا کہ وہ اپنے دشمنوں کو مرعوب رکھے

''اپنی تیاری سے تم اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو مرعوب رکھو'' (۸:۶۰)

اسی طرح ابو دجانہؓ جو میدان اُحد میں اکڑ اکڑ کر صفوں میں چل رہے تھے، کے بارے میں آپؐ نے فرمایا ''یہ چال اللہ کو ناپسند ہے مگر اِس جیسے مقام میں پسند ہے'' اسی طرح آپؐ نے مشرکین کو اپنی قوت دکھانے کے لئے خانہ کعبہ کے پاس رمل کرنے کا حکم دیا۔ابو دعبل کہتا ہے :

آج جس مشقت میں میں شام کر رہا ہوں اُمید ہے کہ اللہ اس سے نجات کی سبیل پیدا کرے گا اس وقت دوست مسرور اور دشمن رنجور ہوں گے۔وہ دوست جن کا کلیجہ نکلا جا رہا ہے۔

''اس وقت مومنین خوش ہوں گے۔'' حق کے دشمن اور اعدائے اسلام ہماری سعادت اور خوشی و مسرت سے جل بھن کر کباب ہو جائیں گے

''کہہ دو تم اپنے غیظ و غضب میں مر جاؤ'' (۳:۱۱۹) ''جب تمہیں فائدہ ہوگا ان کو رنج ہوگا۔'' (۹:۵۰) ''یہ تمہارا برا ہی چاہتے ہیں'' (۳:۱۱۸)

شاعر نے کہا:

کتنے لوگوں نے جن کا دل میں نے پکایا میرا برا چاہا شر کی تمنا کی لیکن ان کی تمنا پوری نہ ہوئی

ایک اور نے کہا:

"میں دشمنوں کے سامنے سخت صبر کا مظاہرہ کرتا ہوں تا کہ یہ جتادوں کہ میں مصائب زمانہ سے لڑکھڑا نہیں جاتا"

حدیث میں آیا ہے

"اے اللہ میرے کسی دشمن اور حاسد کو مجھ پر خوش ہونے کا موقع نہ دے۔"

یہ بھی ہے کہ "ہم تیری پناہ لیتے ہیں دشمنوں کی خوشی سے"

شاعر کہتا ہے:

دشمن کی خوشی کے علاوہ آدمی ہر تکلیف کو سہل سمجھتا اور برداشت کر لیتا ہے۔ دشمنوں کو ناخوش کرنے اور حاسدوں کے دل میں غضب کی آگ بھڑکانے کے لئے لوگ ہر مصیبت کو برداشت کرتے اور حوادث زمانہ پر مسکراتے تھے

"اللہ کے راستہ میں ان کو جو دکھ تکلیف پہنچی اس پر وہ نہ عاجز ہوئے نہ کمزور پڑے۔"
(۱۴۶:۳)

بقول شاعر:

"مجھے دیکھ کر وہ ایسے آنکھیں میچ لیتا ہے جیسے میری وجہ سے آنکھوں کے پپوٹے ہی بند ہو گئے ہوں، خدا کرے تمہاری آنکھ نہ کھلے اور مجھے جب بھی ملو، ناک رگڑتے ملو۔"

نیک فالی وبدفالی

"پس وہ لوگ جو ایمان لائے ہماری آیات ان کے ایمان اور مسرت میں اضافہ کرتی ہیں اور جن کے دلوں میں بیماری ہے ان کی گندگی کو اور بڑھا دیتی ہیں وہ حالت کفر میں مرتے ہیں۔" (۹:۱۲۴-۱۲۵)

بہت سے صالحین پر مشقت اور دشوار کام سے نیک فال لیتے اور منہج حق پر رہ کر ہی خیر دیکھتے

"بہت ممکن ہے کہ تم جن چیزوں کو ناپسند کرو وہ تمہارے لئے بہتر ہوں اور جسے پسند کرو وہ شر ہو۔" (۲۱۶:۲)

حضرت ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں:

''مجھے وہ تین باتیں اچھی لگی ہیں جو لوگوں کو بری لگتی ہیں، فقر، مرض اور موت اچھی لگتی ہیں، کیونکہ فقر بے چارگی ہے، مرض کفارہ ہے اور موت اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا نام ہے۔ لیکن بعض لوگ فقر کی شدید مذمت کرتے ہیں شاعر نے تو کہا ہے کہ کتے بھی فقیر سے نفرت کرتے ہیں :

جب کسی دن وہ تنگ حال فقیر کو دیکھتے ہیں تو اس پر بھونکتے اور دانت نکال دیتے ہیں۔ بخار کو بعض لوگوں نے یوں خوش آمدید کہا : گناہوں کا کفارہ کرنے والی جلدی جلدی آتی ہے میں نے اللہ سے دعا کی کہ وہ ختم نہ ہو۔ لیکن متنبی نے اس مضمون میں بھی نکتہ پیدا کر دیا ہے :

''میں نے بخار کے لئے چادر، تکیے اور گدے پیش کیے لیکن اس نے انہیں مسترد کر دیا اور میری ہڈیوں میں گھس کر رات گزاری۔

حضرت یوسفؑ نے قید خانے کے بارے میں فرمایا:

''جو بات یہ پیش کر رہی ہیں اس کے مقابلہ میں قید زیادہ بہتر ہے۔'' (۱۲:۳۳)

علی بن الجہم نے قید کے بارے میں کہا :

لوگوں نے کہا تم جیل میں ڈال دیے جاؤ گے میں نے کہا مجھے قید سے کیا نقصان ہوگا، کون سی ہندی تلوار ہے جو نیام سے باہر نہیں نکلتی۔ اس کے برعکس علی بن محمد الکاتب نے کہا :

''لوگوں نے کہا تم قید کیے جاؤ گے، میں کہتا ہوں کہ میرے پیچھے پڑے زمانہ نے ایک سخت آفت میں مجھے مبتلا کر دیا ہے۔ بہتیرے لوگوں نے موت کو خوش آمدید کہا ہے۔ معاذ کہتے ہیں: موت کو مرحبا ہے ایسا دوست جو فاقہ سے بچانے آیا اور جس میں نادم ہونے والا کامیاب ہو جاتا ہے۔ حصین بن الحمام کہتے ہیں: میں محاذ جنگ پر پیچھے ہٹ گیا کہ زندگی پیاری ہے، لیکن زندگی تو اقدام میں ہی ہے۔

ایک نے کہا: ''موت آئے تو کوئی حرج کی بات نہیں'' لیکن دوسرے لوگوں نے موت کی برائی کی اس سے راہ فرار اختیار کی اور اسے خوش آمدید نہیں کہا'' چنانچہ زندگی کے بہت حریص ہیں فرمایا'' کہہ دو وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ تمہیں لاحق ہو کر رہے گی۔'' بعض منکرین کہتے ہیں اور غلط کہتے ہیں : اس زندگی کے بعد کوئی زندگی نہیں اس سر کے علاوہ کوئی سر نہیں:

بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

''راہِ خدا میں مرنا متقیوں اور شرفاء کی سب سے بڑی آرزو رہی ہے''ان میں وہ بھی ہیں جن کی آرزو پوری ہوگئی اور وہ بھی جو انتظار میں ہیں۔''ابن رواحہؓ نے فرمایا:

''لیکن میں رحمان سے مغفرت چاہتا ہوں اور پناہ چاہتا ہوں ایسے وار سے جس سے گودا الگ ہوجائے''

ابن الطرماح کہتے ہیں: بار الٰہ! جب موت آئے تو تکیوں گدوں سے سجے بستر پر نہ آئے بلکہ مجاہدین کی اس جماعت میں آئے جو زمین کے کسی کونہ میں لڑ رہے ہوں۔''

تاہم بعض ایسے بھی تھے جنہیں قتل ہونا پسند نہ تھا جمیل بثینہ کہتا ہے :

''لوگ کہتے ہیں کہ جہاد کرو اے جمیل جنگ میں نکلو لیکن نازنینوں سے محبت کے علاوہ کونسا جہاد ہے جسے میں چاہوں؟''

ایک اعرابی نے کہا میں بستر پر موت پسند نہیں کرتا تو سرحدوں پر کیوں پسند کروں گا

''کہہ دو اگر تم سچے ہو تو اپنے آپ سے موت کو دفع کرلو۔''(۱۶۸:۳)

''کہہ دیجئے کہ اگر تم گھروں میں بھی ہوتے تو جن کی موت لکھی تھی وہ سوئے مقتل ضرور جاتے۔''(۱۵۴:۳)

وقائع تو ایک ہی ہیں لیکن انسانی نفوس میں بڑا اختلاف ہے۔

رنجور ہو کیوں مسرور رہو

میرے عزیز! اے وہ شخص جو زندگی سے تنگ افسردہ دل اور گردش زمانہ سے عاجز ہوگیا ہے جس نے غم کے گھونٹ پیئے ہیں یقین رکھو کہ فتح مبین اور قریبی مدد ملے گی، شدت کے بعد آسانی اور عسر کے بعد یسر کا دور آئے گا۔

تمہارے آگے پیچھے لطف خفی ہے، امید روشن ہے، مستقبل تابناک ہے اور وعدہ سچا ہوگا

''یہ اللہ کا وعدہ ہے جو کبھی خلاف نہیں کرتا (۶:۳۰)

تنگی وترشی ختم ہوگی، مصیبت زائل ہوگی، انسیت، امید وسخاوت کی شبنم برسے گی' سایہ آئے گا ''حمد اللہ کی ہے جس نے ہم سے تکلیف دور کر دی۔'' اے انسان! اب وقت آ گیا کہ شک کو یقین سے اور دل کی کجی کو حق سے' فکر کے انحراف کو ہدایت سے' راستہ کے بھٹکنے کو رشد سے بدل لو، اب وقت آ گیا ہے کہ اندھیرے چھٹ جائیں' صبح صادق طلوع ہو، کڑواہٹ وتلخی رضا کی حلاوت میں بدلے' فتنوں کی تاریکیاں ایسے نور سے چھٹ کر رہ جائیں جو جھوٹ کا پردہ چاک کر دیتا ہے۔

لوگو! تمہارے بنجر واداس صحراء کے ماوراء ہموار زمین ہے جہاں روزی ہے۔ مشقت، تنگی وتکان کے پہاڑ کی چوٹی پر وہ باغ ہے جہاں موسلہ دھار بارش ہوتی ہے، تو وہ شاداب رہتا ہے، موسلہ دھار نہ بھی برسے تو شبنم تو پڑتی ہی ہے جس نے امید، فال نیک اور خوشخبری کے خواب جگا رکھے ہیں۔ اے وہ شخص جو رات کو سوتا نہیں، نیند حرام ہے اور وہ کرب سے چلا رہا ہے کہ یہ لمبی تاریک رات کب ختم ہوگی تمہیں صبح کی خوشخبری ہو'' کیا صبح قریب نہیں''

ایسی صبح روشن جو نور میں نہاتی ہے اور خوشیوں وشادمانیوں کی نقیب ہے۔

اے وہ شخص جس کو پریشانی نے سرگشتہ کر دیا ہے، رک اور دیکھ کہ افق کے پار کشادگی ہے اور دستور کائنات کی دفعات تیرے لئے راہِ نجات بنا رہی ہیں۔ رونے والے، آنسو روک لے' پتلیوں کو آرام دے' پرسکون ہو کیونکہ خالق کائنات تیرے ساتھ ہے ہر آن اس کا لطف خفی تیری نگہداشت کر رہا ہے۔ اللہ کے بندے! مطمئن ہو تقدیر لکھی جا چکی ہے، فیصلہ ہو چکا اب حالات مہربان ہوں گے، مشقت چلی جائے گی، ساری تکلیفیں دور ہوں گی اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر بھی ملے گا۔ اطمینان رکھ کہ تیرا معاملہ اس کے ساتھ ہے جو اپنے امر پر غالب اور بندوں پر مہربان وشفیق ہے۔ جس کے کام انتہائی کمال مہارت سے انجام پاتے ہیں۔ اطمینان رکھ کہ نتائج اچھے اور خوش کن ہوں گے خاتمہ عزت کے ساتھ ہوگا کہ فقر کے بعد غنا، پیاس کے بعد سیرابی فراق کے بعد ملاقات، ہجر کے بعد وصال اور انقطاع کے بعد اتصال ہوگا، بے خوابی کے بعد میٹھی گہری نیند ملے گی

''تم نہیں جانتے کہ یقیناً اللہ کوئی راہ ضرور نکالے گا۔'' (۶۵:۱)

شاعر کہتا ہے:

رات پڑاؤ ڈال چکی' حدی خواں اُکتا گیا' راہ بر حیران ہوا کہ ان کی آگ دکھائی دی، میں فکر میں ڈوب گیا، جدائی کے باعث میری فکر مضطرب تھی آنکھ کو کچھ سوجھتا نہ تھا' دل تنگ وافسردہ تھا' محبت مچل رہی تھی۔ تب ہم نے پوچھا کہ کیا اس ذات تک پہنچا جا سکتا ہے جو مصیبت میں کام آتی اور امیدیں برلاتی ہے تو ہم نے پایا کہ ساری کائنات اسی کی ہے وہ واحد، یکتا اور جلیل القدر ہے اور اس کی بخشائش بے حساب ہے۔

اے وہ لوگو! جنہیں بھوک، تنگی، تکان الم، فقر اور مرض لاحق ہیں تمہارے لئے خوشخبری ہے کہ جلد ہی سیراب ہو جاؤ گے خوش اور صحت مند ہو گے

''رات کی قسم جب چلی جائے اور صبح کی جب روشن ہو جائے'' (۷۴:۳۳-۳۴)

بقول شاعر:

صبح ضرور روشن ہوگی، بیڑی ضرور ٹوٹے گی، جو پہاڑوں پر چڑھنے سے ڈرے تو وہ ہمیشہ گڑھوں کے بیچ ہی رہے گا۔ بندہ پر لازم ہے کہ وہ اپنے رب سے خیر کا گمان کرے، اس کے فضل کا منتظر رہے، اس کے لطف کی امید کرے کیونکہ جو ''کن'' سے ایک جہان پیدا کردے اس کے وعدہ و پیمان پر تو بھروسہ کرنا ہی ہوگا کہ نفع وہی دے سکتا ہے، نقصان وہی دور کرسکتا ہے، ہر نفس میں اس کا لطف ہے، ہر حرکت میں حکمت اور ہر ساعت میں خلاصی، اس نے رات کے بعد صبح نکالی، قحط کے بعد بارش برسائی، دیتا ہے کہ اس کا شکر کیا جائے، آزماتا ہے کہ یہ دیکھے کہ کون صبر والا ہے، نعمت دیتا ہے کہ اس کی ثناء ہو آزمائش میں ڈالتا ہے کہ اس سے دعا کی جائے۔

اس لئے بندہ کے لئے ضروری ہے کہ اُس سے تعلق گہرا کرے۔ اس سے رابطہ استوار کرے اور زیادہ سے زیادہ سوال کرے

''اللہ سے اس کا فضل مانگو'' (۴:۳۲) ''اپنے رب کو تضرع کے ساتھ تنہائی میں پکارو۔'' (۷:۵۵)

صحراء میں علاء بن الحضرمی کسی صحابی کے ساتھ صحراء کو نکل گئے، ان کا پانی ختم ہو گیا، موت کے قریب ہو گئے۔ تو علاء نے اللہ تعالیٰ کو پکارا جو قریب ہے اور سمیع ومجیب ہے' پکارنے والے کی پکار سنتا ہے، ان کا یا علی یا عظیم یا حکیم یا حلیم کہنا ہی تھا کہ فوراً بارش برس پڑی، انہوں نے پیا بھی وضو بھی کیا غسل

بھی اور جانوروں کو بھی پلایا

''وہی ہے جو مایوسی کے بعد بارش برساتا ہے۔ اپنی رحمت پھیلاتا ہے وہ ولی وحمید ہے۔'' (۲۸:۴۲)

وقفہ

'اللہ کی محبت، ذکر مدام، اس کی معرفت، اس سے سکون اُس سے اطمینان پانا، تنہا اسی سے خوف، امید، محبت اور توکل رکھنا اور اس طرح کا حال کہ بس اللہ ہی بندے کے ارادہ وعزم اور فکر پر مستولی ہو جائے تو یہی دنیا میں جنت اور بے نظیر نعمت ہے۔

اسی شعور سے محبت کرنے والوں کی آنکھ ٹھنڈی ہوتی ہے یہی عارفوں کی زندگی ہے'' ''اللہ وحدہ سے تعلق، ہمیشہ اسی کا ذکر اور اس پر قناعت وہ چیزیں ہیں جن سے رنج وفکر، اضطراب وقلق دور ہوتے اور انشراحِ صدر ملتا ہے، زندگی میں خوشی آتی ہے۔ اس کے برعکس جس نے غیر اللہ سے لو لگائی، اللہ کے ذکر کو بھول گیا اللہ کی عطا پر مطمئن نہ رہا تو اس سے زیادہ تنگ دل اور اس سے زیادہ رنجیدہ اور کوئی نہ ملے گا۔ تجربہ سب سے بڑا شاہد ہے۔

مصیبت زدوں سے حوصلہ لیجئے

''تمہارے اطراف میں بہت سی بستیاں ہم نے تباہ کر دیں'' (۴۶:۲۷)

جن لوگوں پر شدید خوں چکاں اور ہولناک آفت ٹوٹی ان میں برامکہ بھی ہیں، جو ایک عیش وعشرت، جود وسخا اور ٹیپ ٹاپ میں شہرت رکھنے والا خاندان تھا۔ ان پر جو آفت ٹوٹی اُس نے انہیں ایک نشانِ عبرت بنا دیا، ایک مثال ہو گئی کہ ہارون رشید نے پلک جھپکتے میں ان کو پکڑ لیا جب کہ عشرت کے مارے غفلت میں تھے اور تن آسانی کی چادر اوڑھے پڑے تھے۔ وہ کھیل کود میں مگن تھے کہ اللہ کے عذاب نے آ لیا، عذاب کے لئے بھی اس شخص کے ہاتھ چنے گئے جو ان کا سب سے قریبی اور ولی نعمت تھا۔ اس نے ان کے گھروں کو برباد، محلات کو ویران اور حرمتوں کو بے آبرو کر دیا۔ ان کے باندی غلام

چھین لئے، ان کا خون بہایا، انہیں ہلاکت کی جگہ ڈال دیا۔ ان کو اذیتیں دے کر ان کے پیاروں کے دل چھلنی کر دیئے، ان کے بچوں کو تڑپایا اور رُلا دیا۔ خدا کی شان ہے، ان کی کتنی نعمتیں چھین لی گئیں، ان پر کتنی آنکھیں روئیں" اے آنکھ والو! عبرت پکڑو اس شدید مصیبت سے ذرا کی ذرا پہلے ہی تو وہ دیبا وحریر میں چل رہے تھے، امنگیں وآرزوئیں پوری کر رہے تھے۔ کیا ہی ہولناک ستم تھا جو ان پر ڈھایا گیا قیامت تھی جو ٹوٹی! ایام کی بے خبری میں وہ مارے گئے۔ "تم ان لوگوں کے مسکن میں اقامت گزیں ہو گئے جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا اور تمہارے سامنے واضح ہو گیا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا کیا اور ہم نے تمہارے سامنے مثالیں بیان کر دیں۔" (۱۴:۴۵)

ان کے سروں پر جھنڈے لہراتے تھے اور دائیں بائیں فوجوں کے پرے ہوتے تھے۔ وہ آزادی کے ساتھ داد عیش دیتے، انہوں نے سراب کو پانی، ورم کو موٹاپا، دنیا کو ہمیشگی اور فناء کو بقا سمجھ لیا تھا، یہ خیال کیا تھا کہ امانت واپس نہیں لی جائے گی، عاریت کی ضمانت نہ دینی پڑے گی اور ادھار کی ادائیگی نہ کی جائے گی" انہوں نے سمجھا تھا کہ ہماری طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے۔" شاعر کہتا ہے

زمانے کے حادثات متنوع ہیں یہاں کبھی رنج وغم ہے کبھی خوشی ومسرت، دنیائے فانی کو بقاء نہیں، نہ یہ ایک ہی حال پر رہتی ہے۔ صبح اٹھے تو خوش تھے شام ہوئی تو قبر میں پہنچ چکے تھے۔ ہارون رشید ایک لمحہ میں ناراض ہوا اور اس نے اپنے غضب کی تلوار سے ان کی تکا بوٹی کر دی۔ جعفر بن یحیٰ برمکی قتل ہوا۔ اسے سولی دی گئی، پھر لاش جلا دی گئی اس کے باپ یحیٰ بن خالد اور بھائی فضل بن یحیٰ کو جیل میں ڈال دیا۔ ان کے مال اور جائدادیں ضبط کر لیں۔ متعدد شعراء نے برامکہ کے مرثیے کہے الرقاشی اور بقول بعض ابونواس نے ایک قصیدہ کہا :

اب ہمیں آرام مل گیا ہماری سواریوں کو بھی۔ اب دینے اور مانگنے والے سب رک گئے۔ گھوڑوں سے کہہ دو کہ تم اب رات کو چلنے اور صحراؤں کو طے کرنے سے چھٹی پا گئے۔ موت سے کہو کہ جعفر کو تو لے گئی لیکن اس کے بعد کسی سردار کو نہ پائے گی۔ فضل کے بعد عطایا سے کہو کہ معطل ہو جائیں آفتوں سے کہو اب پھر ٹوٹ پڑو۔ دیکھ لو کہ ہندوستانی ہاشمی تلوار نے ہندی برمکی تلوار کو توڑ ڈالا۔

الرقاشی نے جعفر کی سولی پر لٹکی نعش کو دیکھ کر کہا:

بخدا اگر چغل خور کا ڈر اور خلیفہ کے جاسوسوں کا خوف نہ ہوتا تو ہم تیری نعش کا طواف کرتے اور تجھے ایسے چومتے جیسے خانہ کعبہ کو لوگ چومتے ہیں۔ ابن یحییٰ تجھ سے پہلے میں نے ایسی تلوار نہیں دیکھی جسے دوسری تلوار نے کند کر دیا۔ اب دنیا، لذات دنیا اور آل برمک کی حکومت کو سلام ہو۔ مروی ہے کہ الرقاشی کو ہارون نے بلایا اور پوچھا جعفر ہر سال تجھے کیا دیتا تھا؟ اس نے بتایا کہ ہزار دینار، تو ہارون نے اس کے لئے دو ہزار دینار دینے کا حکم دیا۔ زبیر بن بکار اپنے چچا مصعب الزبیری سے نقل کرتا ہے کہ اس نے بتایا: جب رشید نے جعفر کو قتل کیا ایک عورت بڈھے گدھے پر سوار گزری اور اس نے کہا بخدا اے جعفر! آج تو نشان عبرت ہے تو کل بھی کارناموں کی انتہا تھا پھر اس نے یہ فصیح اشعار کہے:

''جب میں نے دیکھا کہ تلوار جعفر کے خون سے رنگین ہوگئی اور خلیفہ کے پکارنے والے نے یحییٰ کے بارے میں آواز لگائی، مجھے دنیا پر رونا آ گیا اور یقین ہوگیا کہ آج تو یہ جوانمرد دنیا سے جانے ہی والا ہے، دنیا یوں ہی آنی جانی ہے ایک کو نعمت اور ایک کو مصیبت دیتی ہے۔ ایک کو بادشاہی کے بلند ثریا سے نوازتی ہے دوسرے کو تحت الثریٰ تک پہنچا دیتی ہے۔''

جب ابو جعفر المنصور نے محمد بن عبداللہ بن الحسن کو قتل کر دیا تو ان کا سر اپنے دربان ربیع کے ذریعہ ان کے باپ عبداللہ بن الحسن کے پاس جیل میں بھیجا۔ انہوں نے سر اپنے ہاتھوں میں رکھا لیا اور کہا اے ابوالقاسم! اللہ تجھ پر رحم فرمائے تم ان لوگوں میں سے تھے جو اللہ کے ساتھ کئے عہد کو پورا کرتے ہیں۔ وعدہ خلافی نہیں کرتے اور جسے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اُسے جوڑتے ہیں اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور حساب کے انجام سے کانپتے ہیں پھر انہوں نے شاعر کا یہ قول پڑھا:

ایسا جوان تھا کہ اس کی تلوار اُسے ذلت سے بچاتی تھی اور برے امور سے وہ اجتناب کرتا تھا۔

پھر انہوں نے منصور کے دربان ربیع کی طرف مڑ کر کہا اپنے آقا سے کہنا: تمہارے عیش وعشرت اور ہماری بدبختی پر ایک مدت گزر چکی ہے اب معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے! العباس بن الاحنف نے اس معنیٰ کو لے کر کہا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کہنے والا عمارہ بن عقیل ہے :

اگر تم ایک بار میرے اور اپنے حال پر نظر کر لو تو تمہیں خواہش نفس سے حجاب آئے۔ روزانہ ہماری بدحالی کا دن گزرتا ہے تمہارے عیش کے دن کے ساتھ ہی اس کا حساب ہوگا ('قول علی قول' میں

یونہی نقل ہے)

اوراب ہارون رشیداورابن جعفرالبرمکی دونوں کہاں ہیں؟ قاتل ومقتول کا کیا ہوا؟ وہ آمر جس نے محل میں بستر پر پڑے ہوئے قتل کا حکم جاری کیا اور جسے سولی دے کر ظلماً قتل کر دیا گیا سب کیا ہوئے ان کا نشان بھی باقی نہیں اس دن یہ سب حاضر ہوں گے جب عدل وانصاف ہوگا اور کوئی ظلم وزیادتی کا شائبہ بھی نہ ہوگا۔

''اس کا علم میرے رب کے پاس ہے۔ وہ نہ بھٹکتا ہے نہ بھولتا ہے۔'' (۵۲:۲۰) ''اس دن لوگ اللہ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔'' (۶:۸۳) ''اس دن حساب تم پر پیش کیا جائے گا اور کچھ بھی تم سے نہ چھپایا جائے گا۔'' (۱۸:۶۹)

یحییٰ بن خالد برمکی سے پوچھا گیا بھائی یہ آفت کیسے ٹوٹ پڑی، کیا سبب ہے اس کا؟ تو اُس نے کہا غالباً یہ کسی مظلوم کی بدعا تھی جو رات کی تنہائیوں میں اُس نے کی اور ہم اس سے غفلت میں تھے۔

عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر پر بھی آفت پڑی اس نے اپنی قید میں فریاد کی :

''دنیا سے ہم جب نکلے تو دنیا والے تھے اب جیل میں تو ہم زندوں میں ہیں نہ مردوں میں کسی دن جب کسی وجہ سے جیلر قید خانہ میں آتا ہے تو ہمیں تعجب ہوتا ہے اور ہم کہتے ہیں دنیا سے تو یہ شخص آیا ہے خوابوں سے ہم دل بہلاتے ہیں اور دن میں خواب کا ہی چرچا کرتے رہتے ہیں۔ اگر خواب اچھا ہوا تو سست روی سے آتا ہے، برا ہوتا ہے تو جلدی سے آجاتا ہے اور کسی انتظار میں نہیں رہتا۔''

آخر کے دونوں مصرعوں میں بدفالی اور نحوست کا تاثر ہے۔ ان سے مجھے کسی شاعر کے جاحظ کے بیان کردہ دو شعر یاد آگئے جو اس نے کتاب البغال میں ذکر کیے ہیں:

''محلّہ کی ڈاک آتی ہے ایسا خط جس میں مصائب زمانہ کا تذکرہ ہو جلدی سے مل جاتا ہے اور شر کی خبر میں تو بس ایک دن رات لگتے ہیں لیکن کوئی اچھی خبر ہو تو سست روی سے چلتی ہے اور چار دنوں میں پہنچتی ہے۔''

فارس کے کسی بادشاہ نے اپنے حکماء میں سے کسی ایک کو قید کر دیا تو اس نے ایک رقعہ لکھ کر بھیجا:

''میرے اوپر قید میں جو گھڑی بھی گزرے گی وہ مجھے نجات سے اور تم کو مصیبت سے قریب کر دے گی

میں آزادی کا منتظر ہوں تم آفت کا انتظار کرو۔''

اندلس کے سلطان ابن عباد پر مصیبت ٹوٹی۔ وہ عیش وعشرت میں پڑا رہتا تھا۔ صراط مستقیم سے دور سارا وقت لونڈی غلاموں سے خرمستی، باجے گاجے دف اور طنبور، شعر وشاعری اور سماع میں گزارتا۔ موقع سے فائدہ اٹھا کر اندلس کے نصرانیوں نے تاخت شروع کر دی، مجبور ہو کر اس نے افریقہ کے ابن تاشفین سے مدد مانگی چنانچہ وہ سمندر پار کر کے آیا اور ابن عباد کی مدد کی۔ ابن عباد نے اس کی میزبانی کی باغات، محلات اور مکانات میں اس کا اعزاز واکرام کیا ابن تاشفین شیر کی طرح شہر کے اندر باہر کا جائزہ لیتا رہا اور تین دن کے بعد اس کی فوجیں اس کمزور سلطنت پر ٹوٹ پڑیں ابن عباد قید کر لیا گیا اس کی بادشاہت ختم ہو گئی۔ باغات ومحلات سب ویران ہو گئے۔ افریقہ کے شہر اغمات میں ابن عباد کو رکھا گیا ابن تاشفین نے اندلس کی زمام اقتدار بھی اپنے ہاتھ میں لے لی ان کا دعویٰ تھا کہ اہل اندلس نے خود ہی ان کو بلایا تھا اور وہ ان کی حکومت چاہتے تھے۔

دن گزرتے رہے ایک دن ابن عباد کی بھوکی بیٹیاں ننگے پاؤں چیتھڑے پہنے دھول میں روتی باپ سے ملنے آئیں۔ اس حال میں انہیں دیکھ کر ابن عباد بھی رو پڑا۔ عید کا موقع تھا اس نے یہ دردانگیز شعر کہے:

ابن عباد ماضی میں تم بھی عید کی خوشیاں منایا کرتے تھے اب اغمات کی عید نے تمہیں رنجیدہ کر دیا جہاں تم قید کی حالت میں ہو۔ تم اپنی بیٹیوں کو پھٹے پرانے کپڑوں میں دیکھ رہے ہو وہ بھوکی ہیں، ان کے پاس دمڑی بھی نہیں۔ وہ لوگوں کا چرخہ کاتتی ہیں، وہ تمہیں سلام کرنے آئیں کھلے سر اور نگاہیں جھکی ہوئی وہ ننگے پاؤں چلتی ہیں گویا کہ وہ کبھی مشک وکافور پر نہیں چلیں۔

پھر شاعر ابن اللبانہ ابن عباد کے پاس آیا تو اس نے اس سے کہا:

امن وسلامتی کی خوش بو میں سونگھو۔ میں تمہیں اسی فضا میں مشک ملی شراب پلایا کرتا تھا۔

تم چونکہ نعمتوں والے تھے اس لیے حقیقت میں نہ سہی مجازاً ہی اپنے آپ کو نعمت والے سمجھو۔ زندگی تمہیں روتی ہے، خوشبو گریبان چاک ماتم کر رہی ہے اور بجلی کڑک کر تمہارا نام لیتی ہے۔

یہ ایک اچھوتا قصیدہ ہے جسے الذہبی نے نقل کیا ہے اور اس کی تعریف کی ہے۔

ترمذی نے روایت کی ہے عطاء سے وہ حضرت عائشہ کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ آپؓ اپنے بھائی عبداللہ دفین مکہ کی قبر سے گزریں آپؓ نے سلام کیا اور فرمایا عبداللہ! تمہاری میری مثال وہی ہے جیسے متمم بن نویرہ نے کہا:

''ایک مدت تک ہم محبت کے ساتھ ہم پیالہ وہم نوالہ تھے لوگ کہتے تھے کہ ان کا ساتھ نہ ٹوٹے گا، ہم شادمانی کے ساتھ بسر کر رہے تھے جب کہ ہم سے پہلے موت نے کسریٰ اور تبع کو بھی نہیں چھوڑا پس جب ہم جدا ہو گئے تو میں چشم تصور میں اپنے آپ کو اور مالک کو اتنی لمبی ملاقات کرتے دیکھتا ہوں کہ جیسے ہم رات بھر نہیں سوئے۔''

پھر آپؓ کے آنسو آ گئے اور وہاں سے آ گئیں۔ حضرت عمرؓ متمم بن نویرہ سے فرماتے: متمم! کاش کہ میں شاعر ہوتا اور اپنے بھائی زید کا مرثیہ کہتا بخدا نجد سے جو بھی ہوا چلتی ہے اس کی خوشبو لاتی ہے۔ زید مجھ سے پہلے اسلام لایا، ہجرت کی اور شہید ہو گیا اتنا کہہ کر عمرؓ رونے لگے۔ متمم کے جو اشعار آپؓ کو بہت پسند آئے تھے وہ یہ ہیں: میری قسم احباب مجھے بہت زیادہ آہ و بکا اور آنسو بہانے پر ملامت کرتے ہیں اور کہتے ہیں اس قبر کی وجہ سے جو لوی اور دکادک کے درمیان ہے تم جس قبر کو بھی دیکھتے ہو رونے لگتے ہو، میں ان سے کہتا ہوں رہنے دو بھائی، نالہ سے نالہ پیدا ہوتا ہے مجھے ساری قبریں مالک کی قبر لگتی ہے۔

اندلس میں بنو الاحمر کو زوال ہوا شاعر ابن عبدون نے ان کی مصیبت پر مرثیہ کہا:

''زمانہ تو ہر چیز کے بعد اس کا اثر تک ختم کر دیتا ہے اس لئے سایوں اور صورتوں پر کیا رونا، میں تمہیں برابر روکوں گا اور ذرا بھی ڈھیل نصیحت میں نہ کروں گا کہ شیر اور کامیابیوں کے بیچ مت سوؤ۔ جب عمر کے فدیہ میں ''خارجہ'' دیا گیا تو ''علی'' کے فدیہ میں بھی پوری مخلوق دی جا سکتی ہے۔

''پس جب ہمارا معاملہ آیا ہم نے اس بستی کو اوپر نیچے کر دیا'' (۸۲:۱۱)'''' دنیا کی زندگی کی مثال اس پانی جیسی ہے جسے ہم نے آسمان سے برسایا جس سے مختلف طرح کے نباتات پیدا ہوئے جنہیں انسان بھی کھاتے ہیں جانور بھی حتیٰ کہ زمین سرسبز ہو گئی زمین والوں نے سمجھا تھا کہ اس پر ان کا قابو ہے اچانک رات میں یا دن میں ہمارا عذاب آ گیا تو ہم نے اسے چور چور کر دیا گویا کہ وہ کل

شاداب تھی ہی نہیں ۔'' (۲۴:۱۰)

رضا جوئی کے خوشگوار ثمرات

''اللہ ان سے راضی ہوا وہ اللہ سے راضی ہو گئے ۔'' (۱۱۹:۵)

رضا جوئی کے بہت زیادہ ایمانی ثمرات ہیں جن کے ذریعہ بندہ مقامات بلند حاصل کر لیتا ہے۔ایمان ویقین میں راسخ 'اعتقاد میں ثابت اور اپنے اقوال،اعمال واحوال میں صادق ہو جاتا ہے۔

کمالِ بندگی یہ ہے کہ جو احکام شاق گزریں وہ بھی بجالائے،اگر ایسا ہوتا کہ سارے احکام خوشگوار ہوتے تو عبودیت سے بعید تر بات ہوتی جو صبر،توکل، رضا مندی، عاجزی محتاجگی، ذلت اور خضوع سے حاصل ہوتی ہے۔خوئے تسلیم ورضا یہ نہیں کہ طبیعت کے لئے خوشگوار بات ہو اس پر راضی ہو بلکہ یہ ہے کہ جو امور طبیعت پر گراں گزریں ان پر رضا مندی ہو کیونکہ اللہ کی تقدیر میں بندہ کا کوئی اختیار نہیں کہ جسے پسند کرے لے لے جسے ناپسند کرے چھوڑ دے بلکہ سارا اختیار صرف اور صرف رب تعالیٰ کو حاصل ہے جو زیادہ علم والا سب سے بڑا اور اعلیٰ وبرتر، عالم الغیب اور چیزوں کے عواقب واسرار کو سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔

رضا بالقضاء

آدمی کو خیال رہنا چاہئے کہ تمام حالات میں اللہ تعالیٰ سے رضا جوئی سے اللہ بھی اس سے راضی ہو جاتا ہے۔اگر وہ تھوڑے رزق پر راضی ہوگا تو اللہ اُس کے تھوڑے سے عمل کو قبول کرے گا۔ جب تمام حالات میں بندہ راضی ہوگا تو اللہ بھی اس کی فریاد سنے گا۔چنانچہ مخلصین کا قلیل عمل بھی اللہ نے قبول کیا، بخلاف منافقین کے کہ ان کا زیادہ کم سب عمل اکارت گیا کیونکہ وہ اللہ کی وحی اور رضا مندی سے کراہت کرتے تھے اس لئے اللہ نے ان کے عمل ضائع کر دیئے۔

جو تقدیر پر راضی نہ ہو وہ بدبخت ہے

تقدیر کا شکوہ رنج وغم اور کدورت کا دروازہ ہے، دل کا چین وسکون غارت کرتا ہے۔ یہ اللہ سے بدگمانی ہے۔ ان چیزوں سے تقدیر پر رضا مندی ہی نجات دے سکتی ہے اور آخرت سے پہلے ہی جنت ارضی کا دروازہ کھولتی ہے۔ کیونکہ نفسیاتی سکون تقدیر کے شکوہ اور عدم رضا سے نہیں بلکہ تسلیم ورضا کے رویہ سے ملے گا۔ کیونکہ مدبر کائنات حکمت والا ہے جس کی قضا وقدر پر انگلی نہیں اٹھائی جا سکتی۔ فلسفی ابن الراوندی جو ملحد تھا اس کا قصہ تازہ کیجئے۔ وہ غریب فقیر تھا اس نے ایک ایسے جاہل کو دیکھا جو باغات، محلات، اور جائدادوں کا مالک تھا تو لگا آسمان کی طرف منہ کر کے تقدیر کا شکوہ کرنے کہ میں اتنا بڑا عالم وفلسفی اور میری یہ درگت اور یہ جاہل اور اتنا ثروت مند، یہ کیسی تقدیر اور کیسا انصاف ہے!! نتیجہ کیا ہوا اس کی حرماں نصیبی وبدبختی وذلت میں اور اضافہ ہی ہوا۔

''یقیناً آخرت کا عذاب زیادہ رسوا کن ہے اس دن ان کی مدد نہ ہوگی۔'' (۱۶:۴۱)

رضا مندی کے فائدے

رضا جوئی آدمی کو طمانیت، دل کو ٹھنڈک، سکون وقرار وشکوک وشبہات کے وقت ثبات عطا کرتی ہے۔ اس کا دل اللہ ورسول کے وعدوں پر بھروسہ کرتا ہے اور زبان حال سے کہتا ہے ''یہ وہ ہے جس کا وعدہ اللہ اور اس کے رسول نے کیا ہے، اللہ اور رسول دونوں سچے ہیں اور ان کے ایمان واطاعت میں اس چیز نے اضافہ کر دیا ہے۔''

تقدیر کا شکوہ دل میں شکوک وشبہات جنم دیتا ہے جس سے آدمی بے چارگی، اضطراب، ذہنی انتشار وقلق کا شکار رہتا ہے۔ دل میں سرکشی پیدا ہوتی ہے اور وہ زبان حال سے کہتا ہے کہ:

''اللہ ورسول نے ہم سے جھوٹا ہی وعدہ کیا تھا۔''

اِس قسم کے لوگ جہاں فائدہ دیکھیں گے دوڑ کر آئیں گے، جہاں ان سے حق کا اور قربانی کا مطالبہ ہوگا تو بغلیں جھانکیں گے۔ خیر پہنچے گا تو مطمئن وشاد رہیں گے اور ذرا بھی آزمائش ہوئی تو الٹے

پیروں پھر جائیں گے۔لہٰذا یہ دنیاوآخرت کے خسارہ میں ہیں

''جو صاف خسارہ ہے'' جب کہ رضا بالقضا سے وہ سکون ملے گا کہ اس سے زیادہ کا تصور نہیں کیا جا سکتا کیونکہ جسے سکینت ارزانی ہو اس کے تمام حال احوال درست ہو جائیں گے۔شکوۂ تقدیر سے سکینت زائل ہو جاتی ہے اور جس قدر سکینت کی کیفیت زائل ہوگی اسی حساب سے امن وراحت، سرور اور خوشگواری زندگی سے رخصت ہو جائے گی۔یعنی سکینت کا نزول بندے پر اللہ کی بہت بڑی رحمت ہے اور اس کا سب سے بڑا سبب تمام حالات میں تسلیم ورضا کا رویہ ہے۔شاعر کے مطابق :

''تمہاری وجہ سے ہم کو عشق کے کڑوے گھونٹ پینے پڑے۔فراق کی آگ میں ہم جلے لیکن ہم نے کوئی شکوہ نہیں کیا، ہمیشہ تمہارے ذکر سے سکون ملتا ہے اور دل میں بس تم سے ملاقات کی ہی آرزو ہے۔''

رب تعالیٰ سے جھگڑا نہیں

رضا مندی بندے کو رب تعالیٰ کے احکام اور اوامر میں مخالفت سے بچا لیتی ہے۔کیونکہ اس کے فیصلہ پر راضی نہ ہونا مخالفت ہی ہے ابلیس کی اللہ کے حکم سے مخالفت کی بنیاد یہی تھی کہ وہ اللہ کے کائناتی منصوبہ سے راضی نہ ہوا۔ملحدین ومنکرین کا بڑا جرم یہ ہے کہ وہ رب تعالیٰ سے عظمت کی چادر اور کبریائی کی ردا چھیننا چاہتے ہیں کہ اس کے مقام جبروت کے لئے سر اطاعت خم نہیں کرتے' اس کے اوامر کو نہیں بجالاتے' منہیات سے رکتے نہیں،تقدیر کے شاکی ہوتے ہیں،ان کا رویہ تسلیم کا نہیں ہوتا۔

حکم نافذ اور فیصلہ عادلانہ

بندے پر اللہ کا حکم نافذ اور اس کے سلسلہ میں فیصلہ عادلانہ ہوتا ہے جیسا کہ حدیث میں اسے یوں تعبیر کیا ہے" ماض فيّ حكمك عدل فيّ قضاؤك " جو اللہ کے عدل کو نہ مانے وہ ظالم وجابر ہے کہ اللہ احکم الحاکمین نے تو ظلم اپنے اوپر حرام کر لیا ہے، وہ بندہ پر ظلم نہیں کرتا وہ اس سے پاک ہے لیکن لوگ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔

اس قول:" عدل فيّ قضاءك "میں یہ بھی داخل ہے کہ بندہ گناہ کرتا ہے اور اسی طرح اس

قول میں گناہ کا اثر اور عقوبت بھی داخل ہے۔ دونوں ہی اللہ کے حکم سے ہوتے ہیں بندہ گناہ کرے اس کا فیصلہ بعض گہری حکمتوں اور اسرار کے باعث ہوتا ہے اور کبھی اس میں بڑے مصالح ہوتے ہیں لیکن ان سب کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

شکوہ تقدیر سے کوئی فائدہ نہیں

عدم رضا یا تو یوں ہوتی ہے کہ مرغوب ومحبوب چیز نہ مل سکے یا اس لئے کہ ناپسندیدہ چیز لاحق ہو جائے۔ اب اگر آدمی کو یقین ہو کہ جو چھوٹ گیا وہ ملنے والا نہ تھا اور جو مصیبت لاحق ہوئی وہ ٹلنے والی نہ تھی تو اس کے بعد شکوہ وشکایت کا کوئی فائدہ نہ ہوگا ۔ اس شکوہ سے سوائے نفع بخش چیز کے چھوٹنے اور نقصان رساں چیز کے ملنے کے کچھ حاصل نہیں۔ حدیث میں آیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

''اے ابو ہریرہ تمہیں جو کچھ بھی پیش آئے گا وہ سب لکھا جا چکا ہے، تقدیر میں سب طے ہو گیا ہے، فیصلہ لکھا ہوا ہے، قلم اٹھا لئے گئے ہیں، صحیفے خشک ہو گئے ہیں''

رضا بالقضاء میں سلامتی ہے

رضامندی سے سلامتی کا باب کھلتا ہے۔ اس سے دل صاف اور گمراہی اور تنگی سے پاک ہوتا ہے عذاب سے وہی محفوظ رہے گا جو قلب سلیم لے کر آئے گا یعنی جو شک وشبہ، شرک اور تلبیس ابلیس اور اس کے نمائندوں کے شر سے محفوظ ہوگا ٹال مٹول اور وعدہ وعید جس کی عادت نہ ہوگی۔ جس دل میں صرف اللہ ہوگا فرمایا:

''کہہ دو کہ اللہ ہے، پھر ان کو فضول گوئی میں کھیلتے ہوئے چھوڑ دو'' (۹۱:٦)

شکوہ اور عدم رضا سے دل کی سلامتی ختم ہو جائے گی۔ بندہ جتنا زیادہ رضامند ہوگا اتنا ہی اُس کا دل صاف ہوگا کیونکہ تقدیر پر راضی نہ ہونے سے خبث، گمراہی اور تنگی جیسی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں اور رضا سے سلامت قلب نیکی وخیر خواہی کے جذبات پروان چڑھتے ہیں، ناراضگی کا ایک ثمرہ حسد بھی ہے۔ رضا ایک شجرۂ طیبہ ہے جس کو اخلاص کے پانی سے سیراب کیا جاتا ہے اور جو توحید کے باغ میں پھلتا پھولتا ہے۔ اس کی اصل ایمان ہے، اس کی ڈالیاں اعمال صالحہ ہیں، اس کا پھل میٹھا ہے اس کی حلاوت پکی ہے،

حدیث میں آیا ہے:

"جواللہ کو رب مان کر راضی رہے، اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی ماننے پر پوری طرح راضی ہوا سے ایمان کا مزہ مل گیا۔"

یہ بھی حدیث میں ہے کہ "یہ تین چیزیں جن کے اندر ہوں وہ ان کے ذریعہ ایمان کی حلاوت پالیتا ہے۔"

شکوۂ تقدیر شک کا دروازہ ہے

شکوہ کرنے سے بندہ پر اللہ تعالیٰ کی ذات، اس کی قضاء وقدر، حکمت اور علم کے بارے میں شک کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اکثر شاکی کے دل میں شکوک وشبہات راستہ بنالیتے ہیں، اسے پتہ بھی نہیں چلتا، اس سے بہت کم بچ پاتا ہے۔ اگر وہ گہرائی سے غور وفکر کرے تو معلوم ہو کہ رضا اور یقین دونوں بھائی ہیں، شک اور شکوہ دونوں حلیف ہیں۔ اس سے اس حدیث کا معنیٰ سمجھ میں آتا ہے جو ترمذی نے روایت کی ہے

"کوشش کرو یقین ورضا کے ساتھ عمل کرو، اگر ایسا نہ ہوسکے تو رضا کی جگہ صبر ہو، صبر میں خیر کثیر ہے۔"

تقدیر کے شاکی اندر سے کھولتے ہیں اگرچہ اس کا اظہار نہ کرتے ہوں۔ ان کے پاس بہت سے اشکالات اور سوالات ہوتے ہیں اور جن کی دلچسپی ایسا کیوں اور ایسا کیوں نہیں؟ اور چوں وچرا میں ہوتی ہے۔

رضا غنا اور امن ہے

جس کا دل رضا بالقدر سے معمور ہوگا اللہ اس کے سینہ کو غنا، امن اور قناعت سے بھردے گا، اس کے دل کو اپنی محبت، انابت اور توکل کے لئے خالص کردے گا اور جس کا دل رضا سے خالی ہوگا، اس کے دل میں سعادت اور فلاح کے مغائر امور ہوں گے۔ یعنی رضا سے دل اللہ کے لئے خالص ہوتا ہے اور

عدم رضا سے اللہ سے خالی ہوجاتا ہے۔ جو شاکی ہوا اور راضی نہ ہوا اس کو کوئی امن چین نہ ملے گا۔اضطراب کا شکار رہے گا۔وہ سمجھے گا کہ اس کی روزی ناقص اور حصہ کم ہے۔اس کو آسائش کم ہے مصائب بہت ہیں۔وہ سمجھے گا کہ جتنا اللہ نے دیا ہے وہ اس سے زیادہ کا مستحق ہے۔وہ مرتبہ والا اور بڑا ہے لیکن اللہ نے اس کو کم دیا ہے، محروم رکھا ہے اور مبتلائے مصیبت کر دیا ہے، ظاہر ہے کہ اس کیفیت کے ساتھ کیسے وہ مطمئن ہوگا، کیسے راحت پائے گا اور کیسے زندگی گزارے گا "یہ اس لئے کہ انہوں نے ان چیزوں کی پیروی کی جو اللہ کو ناراض کر دینے والی ہیں۔انہوں نے اس کی خوشنودی نہیں چاہی لہٰذا اللہ نے ان کے اعمال اکارت کر دیئے۔" (۲۸:۴۷)

رضا کا ثمرہ شکر ہے

رضا کا نتیجہ شکر ہے جو ایمان کے اعلیٰ مقامات میں سے ہے بلکہ وہی ایمان کی حقیقت ہے کیونکہ تمام منزلوں کی انتہا مولیٰ تعالیٰ کا شکر ہے۔جو آدمی اپنی صلاحیتوں پر نیز اللہ کے احکام، اس کی صنعت اور تدبیر اور اخذ وعطا پر راضی نہ ہو وہ شکر گزار نہیں ہوسکتا۔شکر گزار کا دل سب سے زیادہ مطمئن، خوش اور شادمان ہوتا ہے۔

شکوہ کا ثمرہ کفر ہے

شکوہ وناراضگی کا نتیجہ کفر ہے۔نعمتوں کا کفر پہلے ہوتا ہے جو منعم کے کفر تک پہنچا دیتا ہے۔جب بندہ تمام حالات میں اپنے رب سے راضی رہے گا تو شکر گزار بھی ہوگا لیکن جب رضا نہ پائی جائے گی تو شکر گزار بھی نہ ہوگا کافروں کے راستہ پر چل پڑے گا۔عقیدہ میں بگاڑ اور مذہب میں فساد یہیں سے شروع ہوتا ہے کہ بہت سے بندے خدا بننا چاہتے ہیں بلکہ اللہ سے آگے بڑھنا اور اس سے اپنی بات منوانا چاہتے ہیں جیسا کہ فرمایا "اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے آگے پیش قدمی نہ کرو" (۱:۴۹)

ناراضگی شیطان کی شکارگاہ ہے

زیادہ تر شیطان کا نوالہ تر آدمی اس وقت بن جاتا ہے جب ناراضگی اور خواہشات غالب ہوں ۔خاص طور پر جب انسان اللہ سے زیادہ شاکی ہوتا ہے تو منہ سے وہ باتیں کہہ ڈالتا ہے جن سے رب تعالیٰ ناراض ہو،اس کی مرضی کے خلاف ارادہ کرتا اور عمل کر گزرتا ہے اسی لئے نبی کریم ﷺ اپنے صاجزادے حضرت ابراہیم کی وفات پر فرمایا"یحزن القلب وتدمع العین ولانقول الا بما یرضی ربنا" وجہ یہ ہے کہ بیٹوں کی موت ان چیزوں میں سے ہے جو بندے کو اللہ کا شاکی بنادے اور وہ منہ سے وہ کچھ نکال بیٹھے جو اللہ کو پسند نہ ہو۔اگر آدمی کسی ناپسند وقوعہ پر تین امور پر دھیان دے تو اس کی مصیبت کم ہو جائے گی۔

پہلی یہ کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں کوئی حکمت سمجھے اور یہ کہ بندوں کے فائدہ اور مصلحت کو وہ زیادہ بہتر سمجھتا ہے۔دوسرے یہ کہ آزمائش کا بدلہ اجر عظیم کی صورت میں ملے گا اور اپناوہم دور ہو جائے گا۔

تیسری بات یہ ہے کہ تقدیر اور حکم دینا اللہ کا کام ہے۔بندے کا کام صرف ماننا اور اطاعت کرنا ہے،چون وچرا کی گنجائش نہیں ''یہ کیا تیرے رب کی رحمت تقسیم کرنا چاہتے ہیں؟''

عبث ہے شکوہ تقدیر یزداں
تو خود تقدیر یزداں کیوں نہیں ہے

رضامندی سے ہوائے نفس ختم ہوتی ہے

جس میں خوئے رضا ہوتی ہے اس کی خواہشات اللہ کی مرضی کی تابع ہو جاتی ہیں،ایک دل میں اللہ کی اطاعت اور خواہش کی پیروی جمع نہیں ہوتیں۔اگر اس میں تھوڑی یہ اور تھوڑی وہ ہو تو دونوں میں جو غالب ہوگی دل اسی کا ہوگا۔بقول شاعر:

''ہمارے حاسد کی بات سے اگر آپ کو خوشی ہوتی ہو تو ہمارے زخم میں کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ بس آپ کی خوشی چاہیئے''

''میرے رب میں تیری طرف جلدی سے اس لئے آیا کہ تیری خوشنودی حاصل

ہو۔“ (۲۰:۸۴)

وقفہ

”خوش حالی میں اللہ کو یاد رکھو اللہ تمہیں شدت میں یاد رکھے گا۔“

مطلب یہ ہے کہ اس کی اطاعت کرو، اس سے محبت کرو، اس کی بے شمار نعمتوں پر شکر گزاری اختیار کرو' اس کے کڑے اور تلخ فیصلوں پر صبر کرو۔ اور خوشحالی میں بلاؤں کے نزول سے پہلے ہی اخلاص کے ساتھ اس کی پناہ لو، امن وسکون، صحت اور عافیت اور لمبی عمر میں زیادہ سے زیادہ طاعت کرو' انفاق کے ذریعہ اس کا قرب چاہو۔

یہاں تک کہ یہ چیزیں آپ کی شناخت بن جائیں۔ تب وہ آپ کو ہر قسم کی بلا سے محفوظ رکھے گا۔ ہر تنگی سے آسانی دے گا، ہر مشکل میں راستہ پیدا کرے گا۔

”ہونا یہ چاہئے کہ بندے اور رب کے مابین ایک قلبی اور خاص معرفت ہو، اس طرح کہ بندہ ہمیشہ اسے اپنے پاس پائے۔ خلوت میں اس سے دل لگائے، اس کا ذکر کرے، اس سے دعا ومناجات کرے، اس کی اطاعت کرے، اس سے غنا چاہے، بندہ ہمیشہ ہی شدائد ومشقتوں میں رہتا ہے، دنیا کی تکلیفیں، برزخ وحشر کے مسائل سبھی سے سابقہ پڑتا ہے، لہٰذا اگر بندہ اور رب کے بیچ تعلق خاص ہوگا تو اس کا رب ان تمام پریشانیوں میں اس کو کافی ہوگا۔

دوستوں کی غلطیوں سے صرف نظر کرنا

”عفو ودرگزر اختیار کرو، معروف کا حکم دو اور جاہلوں سے اعراض کرو“ (۷:۱۹۹) اگر کسی بھائی کی ساری باتیں اچھی ہوں' دو یا ایک بات ناپسند ہو تو ان کی وجہ سے اسے چھوڑ دینا درست نہیں، کیونکہ تھوڑا بہت قابل معافی ہے، کمال انسان میں عنقا ہے۔ حکیم کندی کا کہنا ہے کہ ”جب آدمی چار عناصر سے مرکب ہے تو تم دوست میں ایک ہی طرح کی عادت کیسے پا سکتے ہو۔ آدمی کا اپنا نفس اس سے سب سے قریب، سب سے زیادہ پیارا ہوتا ہے، اس کا ارادہ واختیار اس میں چلتا ہے لیکن اپنے نفس کی ہر

بات آدمی نہیں مانتا' نہ اس کا ہر کہا کرتا ہے تو دوسرے کا نفس ایسا کیسے کر سکتا ہے؟

''تم پہلے اسی طرح تھے پس اللہ نے تم پر احسان کیا'' (۹۴:۴) ''تم اپنے آپ کو پاک صاف مت بتاؤ، اللہ خوب جانتا ہے کہ کون زیادہ متقی ہے۔'' (۳۲:۵۳)

آپ کے لئے یہ کافی ہے کہ دوست کے اندر اچھائی کا پہلو غالب ہے۔ حضرت ابوالدرداءؓ نے فرمایا: ''دوست کو سرزنش کرنا اس کو کھودینے سے بہتر ہے۔ پوری دوستی تمہیں کون دے سکتا ہے۔'' اس مفہوم کو شعراء نے لے کر اپنے طریقہ پر ادا کیا ہے۔ ابوالعتاہیہ کہتا ہے : ''بھائی دنیا والوں میں کون ہے جو تمہارا پورا پورا ہو' تھوڑے کو ہی باقی رکھو، وہ تم سے نہ اکتائے جسے تم نے اپنا آپ پورا نہیں دیا۔''

ابو حاتم الطائی کہتا ہے:

''فریب خوردہ سے اس کی عقل ہی زیادہ فریب کرتی ہے۔ تمہیں کبھی بھی ایسا دوست کہاں ملے گا جو پورا پورا تمہارا ہو۔ بعض حکماء کہتے ہیں کہ پورا انصاف مانگنا بھی قلت انصاف ہے، بعض کہتے ہیں جب ہم اپنے آپ سے راضی نہیں تو غیر سے کیسے راضی ہو جائیں گے۔ ایک ادیب کہتا ہے:

''جس آدمی کی سیرت کو تم اچھا سمجھتے ہو، اس کے طریقوں پر مطمئن ہو، اس کی فضیلت و عقل مندی کی معرفت رکھتے ہو تو اس کے کسی ایسے عیب پر جو کثرت فضائل سے چھپا ہو یا چھوٹی سی غلطی پر جسے درگزر کیا جا سکتا ہو، اس سے علیحدگی اختیار نہ کرو۔ یہاں بھی اپنے دل سے فیصلہ کرو کہ کیا اُس سے پورے طور پر راضی ہو گئے۔ اس کے بارے میں خواہش کی بنیاد پر حکم نہ لگاؤ، اسی حساب سے تم اپنے خطا کار کے بارے میں صحیح فیصلہ کر سکو گے''

شاعر کہتا ہے:

''ایسا کون ہے جس کی ہر بات سے تم خوش ہو۔ جس کے عیوب شمار کئے جانے لگیں، سمجھ لو کہ وہ بھی بڑا ہی آدمی ہے۔''

النابغۃ الذبیانی کہتا ہے:

''جس کی پراگندہ حالی کو تم دور نہ کرو وہ ہمیشہ تمہارا دوست نہیں رہ سکتا۔''

کامل کون ہوتا ہے؟ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اسے جانچو پرکھو نہیں اور ہم نے اس سے قبل کہا ہے

کہ چار عادتیں دوست میں آزمانی چاہئیں۔ اس میں جو کمی ہوا سے معاف کر دینا چاہئے اور اس بنیاد پر توحش یا بدگمانی میں نہیں پڑ جانا چاہئے جب تک اُس کے تغیر اور تبدیلی کا یقین نہ ہو جائے، اس قسم کی کمی کو اس پر محمول کرنا چاہئے کہ نفس کے حالات مختلف ہوتے ہیں، دل پر مختلف کیفیات گزرتی ہیں۔ کیونکہ انسان تو اپنے ہی سلسلے میں بھی بدلتا رہتا ہے جب کہ اپنا نفس تو سب سے زیادہ عزیز ہوتا ہے۔ یعنی نفس کے سلسلہ میں کمی اس سے دشمنی یا اکتاہٹ کے باعث نہیں ہوتی۔ منشور الحکم میں کہا گیا ہے:

''جس دوست پر یقین ہو کسی بدگمانی سے اس کے خلاف نہ ہو جاؤ''

جعفر بن محمد نے اپنے بیٹے سے کہا: ''بیٹے! تمہارے دوستوں میں جو تم سے تین بار ناراض ہوا ہو لیکن اُس نے تمہارے بارے میں کوئی غلط بات نہ کہی ہو تو اُسے اپنا دوست رکھو''

الحسن بن وہب نے کہا:

''دوستی کا حق ہے کہ دوستوں سے درگزر کیا جائے۔ اللہ کے فرمان "فاصفح الصفح الجميل" (۱۵:۸۵) کی تفسیر میں حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ فرمایا یہاں بہترین درگزر کے معنی ہیں اس پر عتاب نہ کرو اس سے راضی رہو۔''

ابن الرومی کہتا ہے:

''یہ دنیا ہے یہاں لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں، آنکھ میں تنکا چبھتا ہے تکدر پیدا ہوتا ہے، جب تم خود کامل نہیں تو یہ انصاف کی بات نہیں کہ دنیا میں کامل کی تلاش کرو۔''

ایک شاعر نے کہا:

''ہمارا ملاپ ہر زمانے میں رہے گا۔ ہماری جدائی بہار کی بارش کی طرح ہوگی۔ اس کی بے رخی سے تم گھبراؤ گے لیکن اپنی کمی کے باوجود اس کا مائل ہونا آسان ہے۔ اس بات سے اللہ کی پناہ کہ کسی کو تم غضب ناک پاؤ' سوائے محبوب کے' کیونکہ اپنے محبّ سے ناز نخرے کرنا اس کی فطرت ہے''

''اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو کبھی بھی تم میں کسی کا تزکیہ نہ ہوتا۔''

بقول شاعر:

تم ایسا کامل چاہتے ہو جس میں کوئی عیب نہ ہو، کیا عود بغیر دھوئیں کے خوشبو بکھیرتی ہے؟''

''اپنی صفائی نہ جتاؤ تم میں کون پرہیزگار ہے یہ اللہ کو خوب معلوم ہے۔''(۳۲:۵۳)

صحت اور فراغ کو اللہ کی اطاعت کے لئے غنیمت سمجھئے

ہونا یہ چاہئے کہ جسمانی صحت اور خالی وقت ضائع نہ ہو۔ یہ خیال کر کے کہ پہلے بہت عمل ہو چکا اللہ کی اطاعت میں کمی نہ کرو بلکہ صحت کو غنیمت جان کر محنت کرو۔ اپنے خالی وقت کو کام میں لاؤ، کیونکہ ہر وقت کام نہیں ہوسکتا اور جو چھوٹ جائے گا وہ حاصل نہیں ہوگا۔ خالی رہنے سے ندامت ہوگی یا کج عملی، تنہائی میں انحراف یا افسوس ہوگا۔ عمرؓ بن خطاب فرماتے ہیں: ''راحت سے مرد غافل ہوتے ہیں عورتیں اٹھلاتی ہیں۔'' بزرجمہر کہتا ہے: کام سے تکان ہوتی ہے لیکن خالی رہنا فساد انگیز ہے۔ ایک حکیم کا کہنا ہے کہ تنہائی سے بچو اس سے عقل فاسد اور حل شدہ مسئلہ اُلجھ جاتا ہے۔ ایک ادیب کا کہنا ہے کہ: اپنا دن بغیر کسی فائدے کے نہ گزارو۔ اپنا وقت فضول میں ضائع نہ کرو۔ عمر اس سے بہت کم ہوتی ہے کہ آدمی اسے غیر مفید چیزوں میں ضائع کرے اور اپنا مال وہاں اڑا دے جہاں نہ اجر نہ ثواب۔ اِس سے زیادہ بلیغ سیدنا عیسیٰؑ کا قول ہے فرمایا: نیکی تین ہیں، بولنا، دیکھنا، اور خاموش رہنا، جو بغیر ذکر کے بولا، اس نے لغویات کی؛ جس نے عبرت کی نگاہ سے نہ دیکھا اُس نے غلطی کی جو بغیر فکر کے خاموش رہا اس نے وقت گنوایا۔

اللہ ایمان والوں کا دوست ہے

بندے کو ایک خدا اور آقا کی ضرورت ہے، خدا کی ذات قدرت، نصرت، اقتدار، عطاء، غناء، قوت، اور بقاء سے متصف ہے جو ان صفات سے متصف ہوگا وہی خدائے واحد، مالک اور نگراں اعلیٰ ہوگا۔

کائنات میں اللہ سبحانہ کے علاوہ کوئی نہیں جو بندہ کو سکون دے، جس سے وہ مطمئن ہو اور لو لگائے کہ اللہ ہی خوف زدوں کی پناہ گاہ، فریاد کرنے والوں کا فریاد رس، اور بے خانماں کا مددگار ہے۔

''جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری فریاد سنی'' (۹:۸) ''وہ پناہ دیتا ہے اس کے علاوہ کوئی نہیں جو پناہ دے سکے۔'' (۸۸:۲۳) ''ان کے لئے اس کے علاوہ کوئی بھی ولی

اور سرپرست نہیں۔'' (۵۱:٦)

جو غیر اللہ کی عبادت کرے، اگر چہ دنیا میں اللہ سے محبت کا دعویٰ بھی ہو اور اس محبت کی لذت بھی اسے ملتی ہو لیکن یہ اس کے لئے اس سے بڑھ کر فساد انگیز ہے جتنا کہ مسموم کھانا کھانا۔

''اگر آسمان وزمین میں اور بھی خدا ہوتے تو وہ دونوں فاسد ہوجاتے اللہ عرش کا مالک اس سے پاک ہے جو یہ بتاتے ہیں۔'' (۲۲:۲۱)

آسمان وزمین تو قائم ہی اس سے ہیں کہ وہ اللہ کو ازلی مانتے ہیں اگر اللہ کے علاوہ اور بھی خدا ہوتے تو اللہ معبود برحق نہ ہوتا کیونکہ نہ اللہ کا کوئی ہم نام ہے نہ اس کی کوئی مثل، تو الوہیت کے نہ ہونے سے آسمان وزمین کا قوام بگڑ جاتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بندہ مجبور ہے کہ اس کا ایک الٰہ ہو جو اس کا معبود بھی ہو، اس کا مددگار بھی یعنی فانی کی ضرورت باقی سے، ضعیف کی طاقتور سے، فقیر کی مالدار سے ہوتی ہے۔ جو شخص اللہ کو الٰہ واحد نہیں مانتا اسے دوسری اشیاء، صورتوں اور مرغوبات کو الٰہ ماننا پڑے گا۔ اس طرح وہ لامحالہ ان کا بندہ اور غلام بن کر رہ جائے گا:

''کیا تم نے دیکھا اسے جس نے خواہشات کو معبود بنالیا ہے'' (۴۳:۲۵) ''اور انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسرے معبود بنائے۔'' (۳:۲۵)

حدیث میں ہے آپ ﷺ نے حصین سے پوچھا: تم کتنوں کی عبادت کرتے ہو؟ بولے: سات کی چھ زمین میں اور ایک آسمان میں آپ ﷺ نے دریافت کیا؟ رغبت اور خوف میں تمہارے کون کام آتا ہے؟ کہا وہ جو آسمان میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو زمین والوں کو چھوڑ دے آسمان والے کی عبادت کر۔''

یہ جان لیجئے کہ بندہ کا اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کا محتاج ہونا ایسی بات ہے جس کی کوئی نظیر نہیں تاہم وہ بعض وجوہ سے ایسی ہے جیسے جسم کو کھانے اور پینے کی ضرورت ہے۔ ان کے مابین بہت سے فرق بھی ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ آدمی کی حقیقت اس کا قلب اور روح ہے اور یہ حقیقت اللہ الٰہ واحد کے ذریعہ ہی قائم ہوسکتی ہے۔ اس کے قلب وروح کو اللہ کے ذکر سے ہی سکون ملے گا، وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لئے بے چین رہتے ہیں۔ اور ایک دن اس سے ضرور ملیں گے اس کے ملے بغیر وہ ٹھیک نہیں رہ سکتے۔ بقول شاعر :

جو اللہ سے ملاقات چاہے گا اللہ اس سے زیادہ محبت کرے گا۔ اس کے برعکس وہ ہے جو ایسا نہ چاہے۔ لہٰذا اللہ کی رحمت اور فضل چاہو، بھروسہ پر نہ بیٹھ جاؤ، اور اگر اللہ کے بغیر کسی کو لذت اور سرور ملے بھی تو وہ زیادہ دنوں تک نہیں رہیں گے بلکہ ایک نوع سے دوسری اور ایک شخص سے دوسرے تک منتقل ہوتے رہیں گے۔ کبھی اس کا آقائے نعمت اسے عیش وآرام دے گا اور کبھی اسے نہ صرف عیش وآرام سے محروم کر دے گا بلکہ اس کا وجود اور ملاقات بھی گوارا نہ کرے گا جب کہ خدا ہر وقت اور ہر حال میں اور ہر جگہ اس کے ساتھ رہتا ہے :

''کاش کہ تو راضی رہے تیری رضا کے ساتھ اگر تمام لوگ بھی ناراض ہوں تو کوئی پروا نہیں میری منتہائے اُمید یہی ہے۔''

حدیث میں آیا ہے:

''جو اللہ کو راضی کرے لوگوں کو ناراض کر کے، اللہ اس سے راضی ہوگا اور لوگوں کو بھی راضی کر دے گا اور جو لوگوں کو راضی کر کے اللہ کو ناراض کرے گا اللہ اس سے ناراض ہوگا اور لوگوں کو بھی ناراض کر دے گا۔''

مجھے یہاں یاد آیا کہ شاعر عکوک نے امیر ابو دلف کی مدح میں کہا

''تم جب بھی اپنے ہاتھ خیر کے ساتھ پھیلاتے ہو تو بہتیروں کی روزی روٹی کا فیصلہ کرتے ہو۔''

اللہ نے اس پر مامون کو مسلط کر دیا جس نے اس شعر کی وجہ سے اسے قتل کر دیا

''ہم اسی طرح بعض ظالموں پر بعض کو مسلط کر دیتے ہیں۔ اور ان کے کئے کا بدلہ دیتے ہیں۔'' (۱۲۹:۶)

کامیابی چاہنے والوں کے لئے نشان راہ

سعادت وفلاح کی کچھ صاف اور نمایاں علامتیں ہیں، یہ نشان راہ ہی آدمی کی کامیابی، کامرانی اور ترقی کی گواہی دیتے ہیں۔ سعادت اور فلاح کی ایک نشانی یہ ہے کہ اس کا علم بڑھے گا تو اُس کی تواضع

ورحم دلی میں بھی اضافہ ہوگا یعنی گوہر آب دار ہے کہ جتنی زیادہ چمک اور نفاست ہوگی اتنے ہی گہرے پانیوں میں ہوگا۔ایسا آدمی محسوس کرے گا کہ علم اللہ کی عطا کردہ دولت ہے جس کو دے کر اللہ آزماتا ہے اگر وہ اچھا حامل علم اور بہتر شکر گزار رہا تو اس کے درجات میں اضافہ ہوگا۔

''اللہ تم میں سے اہل ایمان اور علم والوں کے درجے بلند کر دیتا ہے۔'' (۵۸:۱۱)

جتنا زیادہ اُس کا علم ہوگا اس کا خوف بھی بڑھے گا کیونکہ اس کو لغزش قدم، لغزش زبان اور دل کے پلٹ جانے کا خوف لاحق رہے گا۔ ہوشیار و بیدار پرندہ کی طرح جو مسلسل چوکنا رہتا ہے اور نگرانی کرتا ہے۔ وہ پھدک پھدک کر کبھی اس درخت پر کبھی اس پر بیٹھتا رہتا ہے۔ اسے شکاریوں سے اور اچانک لگنے والی گولی کا اندیشہ رہتا ہے۔ اسی طرح جتنی اس کی عمر ہوگی اتنی ہی اس کی حرص ختم ہوگی۔ اسے یقینی علم ہوگا کہ بس سفینۂ حیات کنارے آ لگا ہے' راستہ ختم ہوا' منزل آ گئی۔ اسی طرح جتنا مال میں اضافہ ہوگا اس کے جود وسخا میں بھی اضافہ ہو جائے گا۔ کیونکہ مال عاریت ہے' دینے والا امتحان لے رہا ہے۔ امکانات ہر طرح کے ہیں' موت گھات لگائے بیٹھی ہے۔ اسی طرح جتنا اس کے جاہ ومنصب میں ترقی ہوگی۔ اتنا ہی وہ لوگوں سے قریب ہوگا، ان کی ضرورتیں پوری کرے گا' ان سے تواضع کے ساتھ پیش آئے گا۔ کیونکہ مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ کو لوگوں میں سب سے زیادہ وہ محبوب ہے جو انہیں زیادہ فائدہ پہنچائے۔

اس کے برعکس بدبختی کی علامتیں یہ ہیں کہ علم میں اضافہ سے تکبر وغرور بڑھے گا۔ اس کا علم فائدہ نہ پہنچائے گا۔ اس کا دل خالی ہوگا' طبیعت گرم اور مزاج میں درشتی وشدت ہوگی۔ اس کا عمل بڑھے گا تو فخر میں اور لوگوں کی تحقیر میں اور خوش فہمی میں زیادتی ہوگی کہ وہ اکیلا نجات یافتہ ہے' باقی ہلاک ہونے والے ہیں' اس کا بیڑا پار ہے دوسرے منجدھار میں ہیں۔ اس کی عمر میں اضافے سے اس کی حرص بڑھے گی' وہ سینت سینت کر رکھنے والا اور نہ دینے والا ہوگا۔ حادثات سے اس کے اندر تبدیلی نہ ہوگی' مصائب کا اثر نہ ہوگا، آفتوں سے وہ بیدار نہ ہوگا۔ جتنا مال بڑھے گا' اس کا بخل بڑھے گا کیونکہ اس کا دل اعلیٰ اقدار سے خالی' ہاتھ تنگ اور چہرہ سپاٹ اور تاریک ہے۔ جتنی اس کی قدر ومنزلت بڑھے گی۔ اس کے تکبر اور غرور میں اضافہ ہوگا یعنی وہ مغرور سخت دل پھولنے والا اور جلد باز ہوگا۔ رحم ومروت سے

عاری لیکن انجام کے لحاظ سے کچھ نہیں۔ فرمایا قیامت میں متکبرین کو ذروں کی صورت میں لایا جائے گا جنہیں لوگ پیروں سے روندرہے ہوں گے۔ یہ امور اللہ کی طرف سے ابتلاء وامتحان ہیں جن میں کچھ کامیاب وبامراد نکلتے ہیں کچھ نامراد ہوتے ہیں۔

بڑا مرتبہ بھی ابتلاء ہے

بادشاہت، اقتدار اور مال کی طرح بڑا مرتبہ بھی ابتلاء ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سلیمان علیہ السلام کے بارے میں فرمایا جب انہوں نے بلقیس کے تخت کو اپنے پاس دیکھا تو کہا ''وہ میرے رب کے فضل سے ہے تاکہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا کفر۔'' (۲۷:۴۰)

یعنی اللہ تعالیٰ نعمتیں دے کر یہ دیکھتا ہے کہ کون ہے جو انہیں اچھی طرح قبول کرتا ہے، شکر گزاری کا رویہ اپناتا ہے، ان کی حفاظت کرتا، مستفید ہوتا اور دوسروں کو نفع پہنچاتا ہے اور کون ہے جو کفران نعمت کرتا ہے، ان کی ناقدری کرتا اور اللہ کی نافرمانی ومخالفت میں ان کو خرچ کرتا ہے۔ اس طرح نعمتیں اللہ کی طرف سے آزمائشیں ہیں۔ امتحان ہیں جن سے شکر گزار اور کافر کا فرق معلوم ہوجاتا ہے۔

ٹھیک اسی طرح جیسے ابتلاء وآزمائشیں بھی اللہ کی طرف سے ایک امتحان ہوتی ہیں جیسا کہ فرمایا:

''انسان کا معاملہ تو یہ ہے کہ اسے اس کا رب آزماتا ہے تو اگر اس کا اکرام ہوا اور نعمتیں ملیں تو کہتا ہے کہ میرے رب نے میرے ساتھ کرم فرمایا اور آزمائش اگر روزی میں تنگی سے ہوتی ہے تو کہے گا کہ میرے رب نے میری توہین کی، ہرگز نہیں۔'' (۸۹:۱۵-۱۷)

مطلب یہ ہے کہ بندہ کا گمان صحیح نہیں۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے فراوانی سے نعمتیں دیں تو ضروری نہیں کہ وہ اس کی طرف سے اس کا اکرام ہو۔ اسی طرح جس کا رزق تنگ کردیا اور اُسے آزمائش میں ڈال دیا ضروری نہیں کہ یہ اس کی طرف سے اس کی اہانت ہی ہو۔

باقی رہنے والے خزانے

اسلام، ایمان، احسان، برّ وتقویٰ، ہجرت وجہاد اور توبہ وانابت کی عظیم نعمتیں اور بہترین عطایا ہی

وہ خزانے ہیں جو مالکوں کے پاس رہ جائیں گے اور ان کے ساتھ قیامت تک جائیں گے۔

''نیکی یہ نہیں کہ تم مشرق و مغرب کی طرف اپنا رُخ کرلو بلکہ نیکی تو اس کی ہے جو اللہ و یوم آخرت پر ملائکہ، کتابوں اور نبیوں پر ایمان لایا اور مال کی محبت کے باوجود اسے رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والوں پر خرچ کیا نماز قائم کی، زکوٰۃ دی۔ جو اپنے عہد و پیمان کو پورا کرتے ہیں، بدحالی و تنگ حالی میں صبر کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ سچے اور تقویٰ والے ہیں۔'' (۲:۱۷۷)

ہمالیائی ہمت وحوصلہ

اگر بندے کو بلند حوصلہ ارزانی ہو جائے تو فضائل کی راہوں میں بڑھتا اور بلندیوں کے درجے طے کرتا چلا جائے۔ اسلامی خصائص میں سے یہ ہے کہ بندہ علو ہمت، مقصد جلیل، ہدف نبیل اور غایت عظیمہ سے آراستہ ہو کیونکہ ہمت ہی انسان کی شخصیت میں اثبات و نفی کا مرکز ہے۔ جوارح کی نگراں ہے۔ وہ محسوس ایندھن اور شعلہ بداماں قوت ہے جو انسان کو معالی ومحامد میں مسابقت پر اُبھارتی ہے۔ بلند ہمتی اللہ کے اذن سے آپ کو غیر منقطع خیر سے نوازے گی' درجہ کمال سے سرفراز کرے گی' لوگ آپ کو فضائل کے باب پر کھڑا دیکھیں گے' علم و عمل کے میدان میں تیز مسابقت اور مردانگی کا لہو آپ کی رگوں میں دوڑے گا۔ آپ کے ہاتھ مہمات امور کے لئے ہی پھیلیں گے' سابقین وقائدین کا مقابلہ کریں گے۔ کم پر راضی نہ ہوں گے' خیر میں پس وپیش نہ کریں گے' آخری صف میں کھڑے نہ ہوں گے۔ بلند ہمتی سے سرفرازی آپ کو چھوٹے کاموں اور حقیر امیدوں میں لگنے نہ دے گی۔ ذلت، تملق وکاسہ لیسی کے جراثیم آپ کے اندر سے مر جائیں گے۔ بلند ہمت ثابت قدم ہوتا ہے' سخت ودشوار منزلوں سے ڈرتا نہیں۔ جب کہ کم ہمت بزدل اور ڈرپوک ہوتا ہے' اس کا منہ بند رہتا ہے۔

یہاں آپ تکبر اور بلند ہمتی کو ایک سمجھ لینے کی غلطی نہ کر بیٹھئے گا کیونکہ دونوں کے بیچ زمین وآسمان کا فرق ہے۔ بلند ہمتی' آزاد' مثالیت پسند دل کے سر کا تاج ہے جو اس کے لئے باعث طہارت ہے، پاکیزگی' ترقی اور فضیلت کے لئے کوشاں ہوتا ہے۔ بلند ہمت سے جو محاسن اور کارنامے چھوٹ جاتے ہیں اسے ان پر سخت رنج اور حسرت ہوتی ہے۔ اور وہ انتہا تک پہنچنے اور مقصد کے حصول کی مسلسل

جدوجہد میں لگا رہتا ہے۔ بلند ہمتی وارثین انبیاء کا زیور ہے جب کہ کبر ایسی بیماری ہے جو بدبخت جابروں کی علت ہے۔ علو ہمتی آدمی کو ہمیشہ اوپر اٹھاتی ہے اور کبر ہمیشہ اسے نیچے گراتا ہے لہٰذا اے طالب عالم! اپنے آپ کو بلند ہمتی کا عادی بنا۔ اس سے کنارہ کشی نہ کر' شرع نے روزمرہ کی زندگی میں بہت سے فقہی احکام میں بلند ہمتی کا خیال رکھا ہے تاکہ آدمی ہمیشہ بیدار رہے اور ان کو غنیمت سمجھے۔ اس میں سے ایک یہ ہے کہ مکلّف اگر پانی نہ پائے تو تیمّم مباح ہے۔ کوئی پانی خریدنے کے لئے قیمت دینا چاہے تو اس کو لینا ضروری نہیں، کیونکہ اس سے ہمت میں پستی آتی ہے۔ اسی پر قیاس کر لیجئے۔ بقول شاعر:

ایسی بلند ہمتیں جیسے سورج محبوب کو پیغام دے اور چاند چاندنی میں حروف لکھ دے۔ اللہ اللہ ہمت کارگاہِ حیات اور رزم زندگانی میں کیا کیا کارنامے انجام دیتی ہے: بقول شاعر:

''جدوجہد کیے جاؤ حتی کہ آنکھ دوسری آنکھ پر بھاری پڑ جائے ایک دن دوسرے پر غالب آ جائے۔''

بڑے لوگوں کی سوانح کا مطالعہ

دل اور نفس کو سرور بخشنے والی ایک چیز یہ بھی ہے کہ بڑے اور ذہین لوگوں کی عقل و ذہانت پر غور و فکر کیا جائے، ان کے روشن کارنامے کو پڑھنے والا خوشی محسوس کرتا ہے۔ سید العارفین اور خیر العالمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی اس بارے میں سب سے بڑی ہے۔ آپ پر بقیہ لوگوں کو قیاس نہیں کیا جا سکتا کیونکہ آپ کی تائید وحی سے ہوتی تھی۔ معجزات آپ کی تصدیق کرتے اور آیات بینات آپ پر اترتی تھیں۔ یہ چیزیں آپ ؐ کو اذکیاء کی ذکاوت اور ادباء کی ذہانت پر بالادستی عطا کرتی ہیں۔

''جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی شفا دیتا ہے''

بقراط کا قول ہے کہ ''نقصان دہ کی کمی نافع کی زیادتی سے زیادہ بہتر ہے۔'' اس نے یہ بھی کہا: تکان و تکاسل سے کام نہ چھوڑ دو اور کھانے پینے سے پیٹ پورا نہ بھرو صحت برقرار رہے گی۔'' ایک حکیم

کہتا ہے: ''جو صحت کا طلب گار ہے اسے چاشت کے وقت اچھا کھانا چاہئے' صاف ستھرا ہو کر کھانا چاہئے، پیاس پر ہی پانی پینا چاہئے۔ پانی کم پیئے، دوپہر کے کھانے کے بعد لیٹ جائے۔ شام کے کھانے کے بعد چلے، جب پیٹ کچھ ہلکا ہو جائے تبھی سوئے، بھرے پیٹ نہ نہائے، گرمی میں ایک بار کا کھانا سردی کے دس کھانوں کے برابر ہے۔''

حارث کا قول ہے: جو زیادہ عمر چاہتا ہے (حالانکہ بقاء دنیا میں ملتی نہیں) اسے صبح کا کھانا جلد لینا چاہئے۔ شام میں بھی جلد کھائے، بستر ہلکا رکھے' عورتوں کے پاس کم جائے۔'' افلاطون کہتا ہے: پانچ چیزیں بدن کو پگھلا ڈالتی ہیں، بلکہ قتل تک کر دیتی ہیں، کم مال، دوستوں کی جدائی، غیظ وغضب کی باتیں، خیر خواہی کو نہ ماننا اور یہ کہ جاہل عقل مندوں کا مذاق اڑائیں۔'' جالینوس سے پوچھا گیا کہ وہ بیمار کیوں نہیں ہوتا، کہا' کیونکہ میں دو کھانے ساتھ ساتھ نہیں کھاتا، برا کھانا نہیں کھاتا، جس چیز سے اذیت محسوس ہو اُسے معدہ میں باقی نہیں رکھتا۔'' بقراط کے جامع اقوال میں سے ہے کہ ''ہر چیز کی کثرت فطرت کے مخالف ہے۔''

چار چیزیں جسم کو بیمار کر دیتی ہیں: زیادہ بولنا، زیادہ سونا، زیادہ کھانا اور جماع کی کثرت۔ زیادہ بولنے سے دماغ کا بھیجا کمزور ہوتا ہے بڑھاپا جلد آتا ہے۔ زیادہ سونے سے چہرہ زرد پڑ جاتا ہے، دل اندھا ہو جاتا ہے، آنکھ کو نقصان ہوتا ہے، کسل مندی آتی ہے۔ اور مشکل بیماریاں پیدا ہوتی ہیں کثرت جماع سے بدن کمزور، قویٰ ضعیف ہوتے ہیں، بدن کے رطوبات خشک ہو جاتے اور پٹھے ڈھیلے پڑ جاتے ہیں، سدے پڑ جاتے اور پورے جسم کو اس کا نقصان پہنچتا ہے، بطور خاص دماغ زیادہ متاثر ہوتا ہے کیونکہ جوہر نفسانی کا استعمال زیادہ ہوتا ہے جس سے جسم کا جوہر گھلتا رہتا ہے، چار چیزیں بدن کو توڑ دیتی ہیں۔ غم، فکر، بھوک، بے خوابی اور چار چیزیں خوشی دیتی ہیں، سرسبزی، جاری پانی، محبوب اور پھلوں کو دیکھنا۔ بقول شاعر:

شام کو ہم نے وہ پیارے پیارے چہرے دیکھے کہ ان کے حسن وجمال سے روح سرشار ہو گئی۔

چار چیزیں ایسی ہیں جو نگاہ کو کمزور کرتی ہیں۔ ننگے پاؤں چلنا، صبح وشام کسی قابل نفرت، بدخلق اور دشمن کو دیکھنا، کثرت سے سونا، باریک خط کو زیادہ دیکھنا۔ چار چیزیں جسم کو مضبوط بناتی ہیں، نرم کپڑا

پہننا، معتدل حمام میں داخل ہونا، میٹھا اور چکنائی کھانا اور خوش بوئیں سونگھنا، چار چیزیں چہرہ کو سکھاتی اور اس کی رونق وچمک زائل کر دیتی ہیں۔ جھوٹ، بے شرمی، بغیر علم کے سوال کرنا، کثرت فجور۔ چار چیزیں چہرہ کی رونق وزیبائش دوبالا کرتی ہیں، مردانگی، وفا' کرم اور تقویٰ۔ چار چیزیں بغض ونفرت پیدا کرتی ہیں کبر، حسد، جھوٹ اور چغل خوری۔ چار چیزیں روزی لاتی ہیں قیام لیل، راتوں میں کثرت سے استغفار' برابر صدقہ دیتے رہنا اور صبح وشام ذکر کرنا۔ بقول شاعر:

میں نے رات سے کہا کہ کیا تیرے سینہ میں کوئی راز ہے۔ کیونکہ تو وہ ہے جس میں داستانیں اور راز سربستہ ہیں۔ بولی میری زندگی میں ایسا کوئی راز نہیں' سوائے دوستوں کا راتوں میں باتیں کرنا' یعنی اہل اللہ کا ذکر خفی۔

چار چیزوں سے روزی میں کمی آتی ہے صبح کی نیند، نماز کم پڑھنا، سستی اور خیانت، چار چیزیں فہم اور ذہن کو نقصان دیتی ہیں کھٹی چیز اور میوے برابر کھانا، گدی کے بل سونا اور رنج وفکر، چار چیزیں فہم اور ذہن کو جلا دیتی ہیں۔ فارغ البالی، خوش دلی سے کھانا' غذا میں چکنائی اور میٹھی چیزیں ڈال کر لذیذ بنانا، بدن سے فربہی کم کرنا۔

احتیاط برتیے

بیدار مغز وہ ہے جو توقف کرتا ہے، دیکھتا اور غور کرتا نظر ثانی کرتا ہے، عواقب کو پڑھتا اور قدموں کو تولتا ہے، رائے قائم کرنے میں محتاط رہتا ہے تاکہ وہ نادم نہ ہو۔ اگر معاملہ ویسے ہی ہوا جیسے اُس نے سوچا تھا تو وہ اللہ کی حمد کرتا اور اپنی رائے کو بہتر سمجھتا ہے، اگر معاملہ دیگر ہوا تو وہ کہتا ہے کہ اللہ نے یہی مقدر کیا تھا۔ اس پر راضی رہتا ہے اور ناخوش نہیں ہوتا۔

سمجھنے کی بات ہے

عقل مند ثابت قدم اور اپنی بات پر جمنے والا ہوتا ہے۔ جب خبریں مختلف ہوں اور مسائل پیچیدہ تو وہ درست بات تک پہنچ جاتا ہے کیونکہ وہ ظاہری باتوں کو نہیں لیتا نہ جلد بازی میں حکم لگاتا ہے۔

جو وہ سنتا ہے اس کی تحقیق کرتا ہے، غور کرتا ہے، فکر کرتا ہے، عاقلوں سے مشورے کرتا ہے کیونکہ پکی اور نپی تلی رائے ادھ پکی سے بہتر ہوتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں ’تم درگزر میں غلطی کر جاؤ، یہ اس سے بہتر ہے کہ سزا دینے میں غلطی کرو۔

”مبادا تم اپنے کیئے پر نادم ہو۔“ (٦:٤٩)

عزیمت کے ساتھ اقدام کرو

یہاں جتنی آیات، اشعار، حدیثیں، عبرتیں، قصے اور حکمتیں پیش کی جارہی ہیں ان کا پیغام آپ کے لئے یہی ہے کہ آپ ایک نئی زندگی شروع کریں، جس میں حسن عاقبت کی اُمید ہو، حسین خاتمہ و بہتر نتائج کی توقع ہو۔ آپ اس ہمت و عزم صادق کے ذریعہ ہی اپنے رنج وفکر، غم وفکر اور اکتاہٹ وافسردگی سے باہر نکل آئیں گے۔ ایک عالم سے کہا گیا: بندہ کیسے توبہ کرتا ہے؟ انہوں نے کہا اس کے لئے عزیمت کی ضرورت ہے۔ اسی لئے اللہ نے اولوالعزم لوگوں کو ہمت بھی دی ہے، فرمایا:

”پس صبر کریں جیسے اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا ہے۔“ (٣٥:٤٦)

حضرت آدمؑ میں عزم کی کمی تھی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

”وہ بھول گئے اور ہم نے ان میں عزم کی کمی پائی۔“ (١١٥:٢٠)

یہی حال ابن آدم کا ہے۔ عزم ایسی چیز ہے جو اونچی ناک سے پہچان لی جاتی ہے، اگر کوئی آدمی آدم جیسا ہو تو کوئی زیادتی کی بات نہیں لیکن اُسے گناہوں میں ان کی پیروی نہیں بلکہ توبہ میں ان کی پیروی کرنی چاہیئے۔

دُنیا کی زندگی ہی سب کچھ نہیں ہے

آخرت کی سعادت دنیا کی سعادت سے وابستہ ہے، عقل مند کو جاننا چاہئے کہ یہ زندگی اُس سے متصل ہے۔ زندگی ایک ہی ہے غیب وشہادت دنیا وآخرت، آج اور کل، بعض دنیا کی زندگی کو ہی سب کچھ سمجھ لیتے ہیں۔ وہ مال جمع کر کے رکھتے ہیں اور بقاء چاہتے ہیں حالانکہ ان کو فانی زندگی ملی ہے۔ پھر

جب وہ مرجاتے ہیں تو کتنی آرزوئیں، امنگیں اور حسرتیں سینہ میں رہ جاتی ہیں :

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے
(غالبؔ)

ہم صبح وشام اپنی ضرورتوں کے لئے نکلتے ہیں لیکن جو زندہ ہے اس کی ضرورت کبھی ختم نہ ہوگی، آدمی کی موت کے ساتھ ہی اس کی حاجتیں ختم ہوتی ہیں، جب تک زندگی ہے ضرورت باقی رہے گی، صبح وشام کے آنے جانے نے بچہ کو جوان اور بوڑھے کو ہلا کر رکھ دیا۔ جب ایک دن ڈھل جاتا اور رات آتی ہے تو دوسرا دن نوجوان اور تروتازہ نکلتا ہے۔

مجھے اپنے اوپر اور ارد گرد کے لوگوں پر حیرت ہوتی ہے، دور کی آرزوئیں، لمبے لمبے خواب' بڑی اُمنگیں، جیسے چلے جانے کے ارمان' عجیب عجیب خواہشیں، پھر آدمی اس طرح چلا جاتا ہے کہ اس سے نہ کوئی مشورہ لیا جاتا ہے اور نہ اس کا کچھ اختیار اور نہ خبر۔

''کسی کو نہیں معلوم کہ کل کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا۔'' (۳۴:۳۱)

آپ کے سامنے ہم تین حقائق پیش کرتے ہیں: پہلی یہ کہ جب آپ اپنے رب کے احکام، فیصلے اور قضا وقدر سے راضی نہ ہوں گے' اپنے رزق، صلاحیتوں اور پونجی پر مطمئن نہ ہوں گے تو سکون واطمینان اور راحت کہاں ملے گی؟ دوسری یہ کہ آپ کو جو نعمتیں، خیر اور احسانات حاصل ہوئے کیا ان کا شکر ادا کر لیا کہ اور دوسری چیزوں کا سوال اور مطالبہ کرنے لگے' جو تھوڑے سے عاجز ہو وہ زیادہ کی بجا آوری کیسے کر سکتا ہے؟ تیسرے ہم اللہ کے عطیات سے مستفید کیوں نہیں ہوتے کہ انہیں ثمر خیز بنائیں، انہیں بڑھائیں، ان کو اچھی طرح کام میں لائیں، اور نقائص اور کمیوں سے پاک کریں اور زندگی میں ان کو نفع بخش بنادیں۔ صفات حمیدہ اور بڑی صلاحتیں ہماری عقل اور بدن میں خفتہ ہیں لیکن ہم میں سے اکثر لوگوں کے نزدیک وہ ایسی ہی ہیں جیسے مٹی میں قیمتی کانیں اور مدفون معدنیات جو نظروں سے اوجھل ہوں۔ کوئی ایسا نہیں جو انہیں مٹی سے نکالے دھوئے صاف کرے اور چمکا کر رکھ دے کہ سب دیکھ کر ان کی قدر کریں۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی

پکڑ کے ڈر سے روپوشی ایک وقتی حل ہے جب تک آزادی کی پوری راہ نہ کھلے۔ عبدالغنی الازدی کی ایک کتاب ''کتاب المتوارین'' نامی ہے۔ کتاب کیا ہے ادب لطیف کا مجموعہ ہے۔ وہ حجاج بن یوسف کے خوف سے چھپ جانے والوں کے احوال بیان کرتی ہے۔ اس کے پڑھنے سے یہ علم ہوا کہ زندگی میں آسانی ہے، شر میں خیر مضمر ہے اور بسا اوقات ناپسندیدہ سے نجات مل جاتی ہے۔ ابیوردی اپنی روپوشی پر یوں روشنی ڈالتا ہے:

''اس کے سایہ عاطفت میں ایک زمانہ تک روپوش رہا، میری آنکھ زمانہ بھر کو نہ دیکھتی، بس مجھے دیکھتی، اگر تم گردش ایام سے میرے بارے میں اور میرے ٹھکانے کے متعلق پوچھتے تو اسے بھی معلوم نہ ہوتا اور نہ بتا پاتی۔''

ابوعمرو بن العلاء جیسا فصیح وبلیغ ادیب کبیر آزمائش کے دنوں کی اپنی بپتا یوں بیان کرتا ہے: ''مجھے حجاج نے خوف زدہ کیا تو میں یمن بھاگ گیا، صنعاء کے ایک گھر میں پناہ لی، رات میں گھر کی چھت پر اور دن میں اندر چھپا رہتا ایک دن گھر کی چھت پر تھا کہ ایک آدمی کو یہ شعر پڑھتے سنا:

''لوگ ایسے معاملہ سے ڈر رہے ہیں جس میں ایسی فراخی پیدا ہوگئی ہے جیسے گرہ کھل جائے۔''

اس وقت میں نے محسوس کیا اور کہا کہ ہاں دل میں فراخی ہوگئی، مجھے اُس سے خوشی ہوگئی۔ پھر ایک آدمی نے بتایا: حجاج مر گیا ہے۔ بخدا مجھے یہ نہیں سوجھ رہا تھا کہ دونوں میں کس خبر پر زیادہ خوشی مناؤں، فراخی پر یا حجاج کی موت پر''

حسن بصریؒ بھی حجاج سے چھپے ہوئے تھے انہیں اس کی موت کی خبر پہنچی تو انہوں نے بھی اللہ کا شکریہ ادا کیا' سجدۂ تشکر بجالائے۔ کیا خدا کی شان ہے کہ ایک مرتا ہے تو دوسرا اس کی موت پر خوشی کے مارے سجدۂ شکر کرتا ہے۔

''نہ انہیں آسمان رویا نہ زمین نہ ان کو اس کی خبر دی گئی تھی''

دوسرے مرتے ہیں تو ان کے گھر ماتم کدے بن جاتے ہیں۔ پلکیں بھیگ جاتی ہیں۔ دل اندر

ہی اندر زخمی ہو جاتے ہیں۔ ابراہیم نخعی بھی حجاج کے خوف سے چھپے ہوئے تھے انہیں بھی اُس کی موت کی خبر ملی تو وہ خوشی سے رو پڑے :

”خوشی ایسی طاری ہوئی کہ خوشی کی زیادتی نے مجھے رلا دیا۔ ارحم الراحمین کی آغوش میں خوف زدوں کے لئے پرامن پناہ گاہیں ہیں۔ کیونکہ وہ ظالم و مظلوم اور غالب و مغلوب سب کو دیکھتا ہے۔“

”ہم نے بعض کو بعض کے لئے آزمائش بنا دیا ہے کہ کیا تم صبر کرتے ہو اور تمہارا رب دیکھ رہا ہے۔“ اس سے مجھے یاد آیا کہ حمرہ پرندہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر منڈلایا۔ آپ صحابہؓ کے ساتھ ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے۔ پرندہ زبان حال سے اس شخص کی شکایت کر رہا تھا جس نے اس کے گھونسلہ سے اس کے چوزے اٹھا لئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا ”کس نے اس کے بچے اٹھا کر اسے تکلیف دی ہے؟ اس کے بچے واپس کر دو۔“ اسی بارے میں ایک شاعر نے کہا :

”آپ کے پاس ایک دل گرفتہ فاختہ آئی جو اپنے دلِ بے تاب کا شکوہ کر رہی تھی، اسے کسی نے بتا دیا کہ آپؐ کا مکان حرم ہے اور آپ خوف زدہ کے ملجا و ماویٰ ہیں۔“

سعید بن جبیر بھی حجاج سے چھپ کر بھاگے۔ کہتے ہیں کہ پھر مجھے اللہ سے شرم آئی اور باہر آ گیا۔ انہیں پکڑ کر حجاج کے پاس لایا گیا۔ سر پر تلوار لٹک رہی تھی کہ مسکرائے، حجاج نے پوچھا کیوں مسکراتے ہو؟ فرمایا مجھے حیرت ہوئی کہ تو اللہ پر کس قدر جری ہے اور اللہ تیرے ساتھ کتنا حلم برت رہا ہے۔ سبحان اللہ! کتنا بڑا دل تھا ان کا اور کتنا انہیں اللہ پر بھروسہ تھا۔ اپنے اچھے انجام اور حسن عاقبت کا یقین تھا۔ اسی طرح ایمان ہونا چاہئے۔

آپ کا معاملہ ارحم الراحمین سے ہے

ایک حدیث آپ نے سنی ہوگی مجھے بھی اُس نے متوجہ کیا حدیث احمد ابویعلی البزاز، اور الطبرانی نے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بوڑھا آدمی لاٹھی ٹیکتا ہوا آیا اور عرض کیا ”یا رسول اللہ! میں نے غدر اور فجور کے بہت سے کام کئے ہیں میری بخشش ہوگی؟ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا تم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دیتے ہو؟ اس نے کہا ’جی ہاں‘ آپؐ فرمایا: تب اللہ

تمہارے غدر و فجور کے کام معاف کر دے گا' وہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہتا ہوا چلا گیا۔ اس حدیث سے کئی باتیں سمجھ میں آتی ہیں۔ ارحم الرحمین کی رحمت بہت وسیع ہے۔ اسلام پہلے کی چیزیں ڈھا دیتا ہے، توبہ ماقبل کی باتوں کو ساقط کر دیتی ہے اور گناہوں کے بڑے بڑے پہاڑ علام الغیوب بالکل معاف کر دے گا اور تمہارے اوپر واجب ہے کہ مولیٰ تعالیٰ سے حسن ظن، اس کے کرم عمیم اور رحمت واسعہ کی اُمید رکھو۔

نیک فال لیجئے

ابن ابی الدنیا کی کتاب ''حسن الظن باللہ'' میں آیات واحادیث کے ۱۵۰ نصوص پیش کیے گئے ہیں جن کا فائدہ یہ ہے کہ نیک فال لیجئے یاس وقنوط کو چھوڑ دیجئے، ہمیشہ حسن ظن رکھئے حسنِ عمل اختیار کیجئے کیونکہ وعدے کی نصوص وعید کی نصوص سے زیادہ ہیں۔ رحمت کی دلیلیں تہدید کی دلیلوں سے زیادہ ہیں۔ اللہ نے ہر چیز کی مناسب قدر و قیمت متعین کی ہے۔

زندگی دھوپ چھاؤں ہے

زندگی کی کدورتوں سے اُکتایئے نہیں' اس کے علاوہ زندگی میں ہے ہی کیا۔ مصیبت اور تکلیف دنیوی زندگی کی اصل ہیں، خوشی یہاں عارضی ہوتی ہے۔ فرحت و سرور یہاں ایک نادر چیز ہے۔ وہ اچھی تو لگتی ہے لیکن اللہ کو اپنے نیک بندوں کے لئے دنیا کا مستقر بنانا پسند نہیں؟ اگر دنیا امتحان گاہ نہ ہوتی تو یہاں بیماریاں اور کدورتیں نہ ہوتیں، یہاں انبیاء اور صلحاء کو رہنا دشوار نہ ہوتا۔ آدم علیہ السلام نے دنیا سے جانے تک تکلیفیں اٹھائیں۔ نوح علیہ السلام کو ان کی قوم جھٹلاتی اور ٹھٹھا کرتی رہی۔ ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال دیا گیا' بیٹے کو ذبح کرنا پڑا۔ یعقوب علیہ السلام روتے رہے حتی کہ بینائی چلی گئی۔ موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کا ظلم برداشت کرنا پڑا۔ ان کی قوم نے ایذا پہنچائی۔ عیسیٰ علیہ السلام نے غربت و عسرت کی زندگی گزاری۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی فقر کا سامنا رہا، محبوب چچا حمزہؓ کے قتل پر اور اپنی قوم کی اذیتوں پر صبر کرنا پڑا۔ ان کے علاوہ اور بھی انبیاء وصلحاء نے اذیتیں اٹھائیں۔ ان کا تذکرہ طولانی ہے۔ دنیا کی لذت میں مومن کا حق بہت کم ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''دنیا

مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے۔'' دنیا میں صالحین کو قید و بند کیا جاتا ہے باعمل علماء کبار اولیاء اور صالحین کی زندگیاں اجیرن کر دی جاتی ہیں۔ سچ کہا ہے شاعر نے:

دنیا ہے سکھ سے خالی دُکھ چار سو بھرا ہے
غم کے سوا یہاں پر سوچو تو کیا دھرا ہے

وقفہ

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

''جس کا مقصد دنیا ہو اللہ اس پر اس کے معاملات متفرق کر دیتا ہے اس کی آنکھوں کے سامنے فقر رکھ دیتا ہے دنیا سے اسے وہی ملتا ہے جو مقدر میں ہوتا ہے۔ جس کی نیت آخرت ہو اللہ اس کے معاملات یکجا کر دیتا ہے، اس کو دل کا غنا حاصل ہوتا ہے، دنیا اس کے پاس مجبور ہو کر آتی ہے۔''

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

''جو اپنی تمام فکریں آخرت کے لئے کر لے اللہ اسے دنیا کی فکر سے نجات دے گا اور دنیا کے احوال میں جس کی فکریں مرتکز ہوں اللہ کو کیا پروا کہ کسی وادی میں وہ ہلاک ہوگا۔''

وحشیوں کے طریقے چھوڑ دو صبر کی پناہ لو، خوش رہو گے۔ کیونکہ تاریکیاں بھی چھٹ جائیں گی۔ بغیر شکر کے تم رواداری برتتے ہو اور بغیر حرج کے تم ہمیں روکتے ہو۔ اللہ کا لطف آجاتا ہے تو موجیں چھٹ جاتی ہیں۔ وہ تنگی سے فراخی اور غم سے خوشی لاتا ہے۔

اعتدال ہی میں راہِ نجات ہے

سعادت کا کمال تین چیزوں پر ہے:

(۱) غضب میں اعتدال ہو (۲) شہوت میں اعتدال ہو (۳) علم میں اعتدال ہو۔

آدمی کے لئے ضروری ہے کہ اس کا ہر معاملہ معتدل ہو تا کہ قوت شہوت نہ بڑھے کہ رخصتیں ڈھونڈے اور ہلاک ہو جائے۔ قوت غضب کے بڑھنے سے سرکشی بڑھے گی آدمی ہلاک ہوگا۔ حدیث میں آیا ہے "تمام امور میں اعتدال بہتر ہے۔" جب قوت علم کے اشارہ پر یہ دونوں امور معتدل ہو جائیں تو ہدایت کا راستہ ملے گا۔ اسی طرح غضب اگر بڑھ جاتا ہے تو مرنے مارنے پر آدمی اُتر آتا ہے اور اگر غصہ کم ہو جاتا ہے تو غیرت اور دین و دنیا کے بارے میں حمیت چلی جاتی ہے۔ اعتدال پر رہے تو صبر، شجاعت اور حکمت پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی شہوت بڑھ جائے تو فسق و فجور بہت ہو جائے گا اور اگر کم ہو جائے تو عاجزی اور فتور پیدا ہو جائیں گے لیکن اگر معتدل رہے تو عفت اور قناعت حاصل ہوگی۔ حدیث میں ہے

"تم پر لازم ہے کہ معتدل قربانی دو۔"

قرآن کہتا ہے کہ "اسی طرح ہم نے تمہیں اُمت وسط بنایا ہے۔" (۲:۱۴۳)

آدمی اپنی غالب صفات کے ساتھ

یہ اچھی بات ہے کہ خیر کی صفات بری عادتوں پر غالب ہوں اور آپ کو ہر معاملے میں تعریف کے قابل بنا دے۔ تب آپ میں کوئی برائی بھی ہوگی تو لوگ مانیں گے نہیں کیونکہ پانی زیادہ ہو تو گندی چیز نیچے بیٹھ جاتی ہے۔ پہاڑ سے ایک پتھر گھٹا لیا یا بڑھا دیا جائے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں نے پڑھا ہے کہ حلیم العرب، قیس بن عاصم، شریف و یحیٰی برامکہ اور مشہور سپہ سالار قتیبہ بن مسلم کی ہجو کی گئی اور سخت نکتہ چینی کی گئی، میں نے پایا کہ یہ تنقید اور سب و شتم محفوظ نہیں رہی نہ نقل ہوئی اور نہ کسی نے اس کی تصدیق کی کیونکہ محاسن اور کارناموں کے سمندر میں یہ قطرہ تھا جو گم ہو گیا۔ اسی کے مقابلہ میں حجاج، ابو مسلم الخراسانی اور حاکم بامر اللہ العبیدی کی خوب مدح و ثنا کی گئی لیکن وہ تعریف اور قصیدے نہ محفوظ رہے نہ منقول ہوئے اور نہ کسی نے ان کو سچ مانا کیونکہ وہ ان کے ظلم و جور اور جھوٹ کے طوفان میں دب کر رہ گئے۔

آپ اِسی طرح پیدا ہوتے ہیں

حدیث میں ہے ''ہر آدمی جس چیز کے لئے بنا ہے وہ اس کے لئے آسان کردی جاتی ہے۔''
تب فطری صلاحیتوں، صفتوں اور قوتوں کو توڑا مروڑا کیوں جائے؟ اللہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے اسباب فراہم کر دیتا ہے۔ اس سے زیادہ بدبخت اور بدنصیب کوئی نہیں جو اپنے آپ کو بدلنا چاہے، ہوشیار و عقل مند وہ ہے جو اپنے آپ کو پڑھتا ہے اور اپنی جگہ مطمئن رہتا ہے، جس کام کے لئے وہ بنا ہے اس میں خلا دور کر دیتا ہے۔ پہرے داری میں ہو یا مقدمۃ الجیش میں ہر جگہ لوہا منواتا ہے۔ شیخ النحو سیبویہ نے پہلی حدیث پڑھی۔ لیکن آگے نہ بڑھ سکا اس کے ذہن نے ساتھ نہ دیا تو اُس نے علم نحو کو سیکھا اور اس میں مہارت حاصل کر کے اپنا لوہا منوالیا۔ ایک حکیم کہتا ہے جو آدمی اپنے ذمہ وہ کام لیتا ہے جسے وہ کر نہیں سکتا اُس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی شخص دمشق کے مرغزار میں کھجور کا پودہ لگائے اور حجاز میں اس سے ترنج کا پھل توڑنا چاہے۔

حسان بن ثابتؓ اذان اچھی طرح نہیں دے سکتے تھے کیونکہ وہ بلالؓ نہ تھے، خالد بن ولیدؓ میراث تقسیم نہیں کر سکتے تھے کیونکہ وہ زید بن ثابتؓ نہ تھے۔ علماء تربیت کہتے ہیں کہ اپنے مقام کی تحدید کیجئے :

معرکۂ کارزار کے لئے مردمیدان الگ ہیں اور دیوان خانوں کے محرر اور کاتب الگ ہیں۔

ذہانت کے لئے نیکی و پاکیزگی بھی درکار ہے

بی بی سی سے یہ خبر میں نے سنی کہ مشہور مصنف اور نوبل انعام یافتہ ادیب نجیب محفوظ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ مجھے اس کی کتابیں یاد آئیں جو اس سے قبل پڑھی تھیں۔ مجھے حیرت ہے کہ اتنا ذہین آدمی یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ حقیقت خیال سے بڑی اور ہمیشگی فناء سے برتر ہے، آسمانی اصول زمینی اصول سے بڑھ کر ہیں ''کیا وہ جو حق کی رہنمائی کرتا ہے اتباع کا زیادہ حق دار ہے یا وہ جو خود راستہ بھی نہیں پا سکتا جب تک اسے بتایا نہ جائے'' نجیب محفوظ نے اپنے زرخیز ذہن اور دقت نظر، قوت عرض اور جذبات کی

برانگیختگی سے کام لے کر ڈرامے اور فن پارے لکھے ہیں لیکن آخری تجزیہ میں وہ غیر صحیح اور ناکام ہی ہیں۔ نجیب کی زندگی کے مطالعہ سے ایک بڑی بات سمجھ میں آئی کہ خوش نصیبی یہ نہیں کہ دوسروں کی خوشی وراحت کی قربانی پر آپ کو خوشی وراحت مل جائے یا آپ افسردہ وغمگین ہوں اور کوئی خوشی منائے۔ بعض مصنفین بعض طرح نوڈالنے والوں کی تعریف یوں کرتے ہیں کہ وہ اپنے سوز جگر سے دوسروں کے لئے راستہ روشن کرتے ہیں۔ لیکن صحیح بات اور صحیح طریقہ یہ ہے کہ آدمی خود بھی روشنی میں رہے اور دوسروں کے لئے بھی مینارۂ نور بنے۔ اس کا دل بھی خیر، ہدایت اور روشنی کی آماجگاہ ہوتا کہ دوسروں کے دل وروح بھی آباد ہوں۔ لیکن نجیب محفوظ کی تحریروں میں آخرت اور عالم غیب کا کوئی نشان نہیں ملتا، ہاں اس کے ہاں خیال، تصویر، دنیا، شہرت، جاذبیت اور جذبات نگاری ہے۔ لیکن حق، مقصد، مشن اور عہد کے جلوے کہاں ہیں؟ نجیب محفوظ نے دنیا میں جو مقصد بنایا حاصل کر لیا۔

''ہم دنیا میں اِن کو اور اُن کو سب کو دیا کرتے ہیں، تیرے رب کی عطاء ہے، اور تیرے رب کی بخشش کوئی روکنے والا نہیں۔'' (۱۷:۲۰)

لیکن اتنا کافی نہیں کہ آدمی جو چاہے پالے بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ اللہ جو چاہتا ہے وہاں تک انسان پہنچے:

''اللہ چاہتا ہے کہ تمہارے لئے تم سے پہلوں کے طریقے اور راستے کھول کھول کر بیان کر دے، تمہاری توبہ قبول کرے اور اللہ علم والا حکمت والا ہے۔ اللہ چاہتا ہے کہ تمہاری توبہ قبول کرے جب کہ خواہشات کے پیچھے چلنے والے تمہیں بالکل گمراہ کر دینا چاہتے ہیں۔'' (۴:۲۶-۲۷)

بخدا میں کسی کے جنت یا جہنم میں جانے کا فیصلہ نہیں کر رہا ہوں یہ تو شرع کا کام ہے، شرعی دلائل ہی اس کا فیصلہ کرتے ہیں۔ یہاں تو لوگوں کے اقوال وآثار اور اعمال پر ایک نظر ڈالی جارہی ہے۔

''یقیناً آپ انہیں ان کی بات کی ڈھب سے پہچان لیں گے'' (۴۷:۳۰)

کاش کہ سبھی لوگ ہدایت یاب ہوتے اور جنت میں جاتے جس کا عرض آسمان وزمین ہیں۔ کہنا یہ ہے کہ اگر آدمی کے پاس کسریٰ کی بادشاہت اور قیصر کا اقتدار بھی ہو لیکن دل پر باطل چھایا ہو، خیر

کی اُمید کھوئی گئی ہو تو اس کو ان سب سے کیا ملے گا، صلاحیت اگر نجات کا سبب نہ بنے تو اس کا نفع اور ثمرہ کیا ہے؟

صاحب جمال بنئے کائنات بھی حسین لگے گی

شریعت کے دائرہ میں ہمیں زندگی کی تمام خوشیاں اور دل فریبیاں حاصل ہوں تو سونے پر سہاگہ ہے کہ اللہ نے ہی دل کش باغات بنائے ہیں، وہ جمیل ہے جمال کو پسند کرتا ہے، اس کی دل کش تخلیق میں ہمیں وحدانیت کی آیات پڑھنی چاہئیں۔

''وہی ہے جس نے تمہارے لیئے زمین کی تمام مخلوقات پیدا کر دی ہیں۔'' (۲۹:۲)

اچھی خوشبو لذیذ کھانا اور دل فریب منظر سے شرح صدر میں اضافہ ہوتا ہے۔ روح کھل اٹھتی ہے۔ ''جو زمین میں ہے اُس سے حلال طیب کھاؤ'' (۱۶۸:۲)

حدیث میں آیا ہے ''تمہاری دنیا میں سے دو چیزیں میرے لیئے محبوب بنائی گئی ہیں۔ خوش بو اور عورتیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے۔''

واقعہ ہے کہ تاریک خیال زہد اور اندھے تقویٰ نے جو زیادہ خودساختہ ہیں ہم میں سے بہت سوں کی زندگی سے خوشیاں چھین لیں ہیں اور زندگی کو رنج وفکر، بھوک پیاس، تجرد اور شب بیداری بنا کر رکھ دیا ہے، جب کہ رسول اکرم فرماتے ہیں

''لیکن میں روزہ رکھتا ہوں اور نہیں بھی رکھتا، نماز پڑھتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں۔ شادی بھی کرتا ہوں، اور گوشت بھی کھاتا ہوں، پس جو میری سنت سے اعراض کرے گا اُس کا مجھ سے تعلق نہیں ہے۔''

بعض گروہوں نے خود ہی سے اپنے آپ کو مختلف چیزوں کا پابند بنالیا ہے۔ یہ ترچیزیں نہ کھائے گا، وہ ہنسے گا نہیں، یہ ٹھنڈا پانی نہ پیئے گا۔ کیا عجیب بات ہے جیسے بیچاروں کو معلوم ہی نہ ہوا کہ یہ نفس کی تعذیب ہے۔ اس کی روشنی کو ماند کر دینا ہے۔

''کہہ دو اللہ نے بندوں کے لیئے جو زینت اور پاکیزہ رزق اُتارا ہے اُسے کون حرام کرسکتا

ہے۔" (۷:۳۲)

ہمارے رسولؐ دنیا کے سب سے بڑے زاہد تھے آپ شہد استعمال فرماتے تھے کیونکہ اللہ نے شہد اسی لئے بنایا ہے کہ کھایا جائے۔

"شہد کی مکھیوں کے پیٹ سے ایسا مشروب نکلتا ہے جس کے رنگ مختلف ہیں اور اس میں لوگوں کے لئے شفا ہے۔" (۱۶:۶۹)

آپ نے بیواؤں اور کنواریوں سے شادی بھی کی:

"جو عورتیں پسند آئیں ان میں دو دو تین تین چار چار سے شادی کرو۔" (۴:۳)

آپؐ نے عید وغیرہ میں بہترین کپڑے بھی پہنے

"ہر نماز کے وقت زینت اختیار کرو۔" (۷:۳۱)

یعنی نبیؐ روح کا حق اور جسم کا حق دونوں ادا کرتے تھے۔ دنیا وآخرت دونوں کی بھلائی چاہتے تھے کیونکہ دین فطرت لے کر آئے تھے جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔

دلیل صبح روشن ہے ستاروں کی تنک تابی

ایک مؤلف لکھتا ہے "شدائد کتنے ہی کیوں نہ ہوں ان کی شدت اور امتداد کیسا ہی ہو ہمیشہ نہیں رہتے بلکہ جتنی زیادہ ان کی شدت، گہرائی اور تاریکی ہوگی اتنی ہی جلد ان کے چھٹ جانے اور زائل ہونے کا وقت قریب ہوگا۔ اور یسر، فراخی، کشادگی، خوش حالی اور روشنی آئے گی، جب ابتلاوآزمائش انتہا کو پہنچتی ہے اللہ کی مدد اور احسان بھی اسی وقت حاصل ہوتا ہے۔ اُفق سے آفتاب اُبھرتا اور گراں خوابی کا دور چلا جاتا ہے۔ بقول شاعر :

ایک ہی ساعت ہوتی ہے جو جلدی سے گزر جاتی ہے اور چلتے رہنے والا منزل کا راستہ پالیتا ہے۔

بغض وحسد سے بالاتر ہو جائیے

سب سے زیادہ خوش اور شرح صدر کے ساتھ آخرت کا طالب ہوتا ہے۔ لوگوں کو اللہ کی جو نعمتیں ملی ہیں ان پر حسد نہیں کرتا، بلکہ خیر، نیکی اور احسان جیسی قدروں کی نمائندگی کرتا ہے، لوگوں کو فائدہ ہی پہنچانا چاہتا ہے یا کم از کم انہیں نقصان نہیں پہنچاتا۔ دیکھیے کہ حضرت ابن عباسؓ جو علم کے سمندر اور ترجمان القرآن کہے جاتے ہیں اپنے حسن اخلاق، سخاوت نفس اور شرعی آسانیوں کے رجحان کے باعث بنی اُمیہ اور بنو مروان وغیرہ جیسے دشمنوں کو دوستوں میں بدل لیتے ہیں۔ چنانچہ لوگ ان کے علم وفہم سے فائدہ اٹھاتے ہیں، مجالس اور مساجد ان کے فقہ، ذکر، تفسیر اور خیر کے چرچوں سے گونج اٹھتی ہیں۔ آپؓ جمل اور صفین کو فراموش کر کے مثبت اور تعمیری کاموں میں لگ جاتے ہیں، ٹوٹے کو جوڑتے اور زخموں کو مندمل کرتے ہیں۔ لہٰذا سب آپ سے محبت کرتے ہیں اور صحیح طور پر فقیہ الامت قرار دیئے جاتے ہیں۔ اس کے برعکس حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جیسا عابد زاہد اور بلند انسان تصادم کی پالیسی اپناتا ہے، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کو روایت حدیث کا موقع نہیں ملتا اور مسلمانوں کا سوادِ اعظم بھی ان سے دور ہو جاتا ہے۔ پھر حرم کا المیہ پیش آیا کہ آپؓ کو کعبہ کی پناہ لینی پڑی اور بد بخت دشمنوں نے کعبہ پر سنگ باری کی، ہزاروں لوگ قتل ہوئے۔ پھر آپ کو شہید کر کے سولی پر لٹکا دیا گیا ''اللہ کا فیصلہ یہی تھا جو ہو کر رہا۔'' ہم ان حضرات کی جلالتِ قدر کو گھٹانا اور ان کی شانِ میں گستاخی نہیں کر رہے بلکہ یہ ایک تاریخی مطالعہ ہے جس میں ہمارے لئے عبرت کا سامان ہے۔ رفق، نرمی درگزر اور عفو جیسی صفات سے انسانوں میں کم ہی لوگ متصف ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس کے لئے اپنے آپ پر کنٹرول کرنا پڑتا ہے۔ سیادت کے حصول کی خواہش کو مارنا ہوتا ہے۔

وقفہ

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ کے معرفت خوشحالی میں حاصل کرو اللہ تمہیں شدت کے دنوں میں یاد رکھے گا۔'' مطلب یہ ہے کہ جب بندہ تقویٰ اختیار کرے گا اسے اللہ کے حدود

وحقوق کا پاس ولحاظ رہے گا۔ تو اس کے ذریعہ اس کے اور اللہ کے مابین ایک خاص قسم کا تعلق پیدا ہو جائے گا جس کی وجہ سے تنگ حالی میں اللہ اسے تنہا نہ چھوڑے گا بلکہ مصیبتوں سے نجات دے گا۔ اس معرفت خاصہ کا تقاضا ہے کہ بندہ اپنے رب سے قریب ہو، اس سے محبت کرے، اس کی پکار پر دوڑتا چلا جائے۔"

"جب بندہ کما حقہ صبر کرتا ہے، تو آزمائش اُس کے حق میں انعام بن جاتی ہے، بلاء عطیہ میں اور ناپسندیدہ چیزیں مرغوب چیزوں میں بدل جاتی ہیں۔ اللہ کی بندگی خوش حالی و بدحالی، پسند و ناپسند ہر حال میں ہونی چاہئے۔ جب کہ زیادہ تر لوگ بس خوش حالی میں اس کا حق ادا کرتے ہیں۔ مزہ تو جب ہے، جب بدحالی، ترشی اور بے بسی میں بھی بندگی کا حق ادا کریں۔ یہیں پر بندوں کے رویے مختلف ہو جاتے اور اسی لحاظ سے اللہ کے ہاں ان کے مراتب ہوتے ہیں۔

علم آسانی کی کلید ہے

علم اور آسانی دونوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ شریعت میں متبحر علماء راسخین کو دیکھئے ان کی زندگی سہل و سادہ تھی، ان سے معاملت بہت آسان تھی۔ کیونکہ انہوں نے مقصد کو جان لیا اور مطلوب تک پہنچ گئے، ان کے برعکس وہ صوفی اور زاہد لوگ جو علم سے محروم تھے ان کا طریقہ سب سے زیادہ مشکل ہے، ان سے معاملت بہت دشوار ہوتی ہے۔ انہوں نے کچھ جملے سن لئے انہیں سمجھ نہیں سکے، کچھ مسائل تک ان کا مبلغ علم محدود تھا۔ خوارج کی مصیبت یہی تھی کہ علم نہ تھا، نہ سمجھ تھی کیونکہ حقائق جانتے نہ تھے، مقاصد معلوم نہ تھے، لہٰذا چھلکے سے چمٹ گئے مطالب عالیہ ضائع کر بیٹھے اور امت کے حق میں ایک فتنہ بن گئے۔

یوں نہیں یوں

میں نے دو مشہور کتابوں کا مطالعہ کیا لیکن دونوں میں شریعت کے عطا کردہ یسر اور سعادت کے برعکس باتیں پائی جاتی ہے، غزالی کی کتاب "احیاء علوم الدین" نفس کو بھوکا مارنے، پھٹے حال رہنے

اور اول فول بکنے کی کھلی دعوت ہے۔ اس میں وہ سارے اغلال اور بیڑیاں ہیں جنہیں ہلکا کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے۔ انہوں نے اناپ شناپ روایات جمع کردی ہیں جن کا بیشتر حصہ ضعیف یا موضوع ہے۔ انہیں پر انہوں نے اصول کھڑے کر لئے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اللہ تک پہنچانے کا سب سے بڑا ذریعہ یہی ہیں۔ احیاء علوم الدین اور بخاری ومسلم کے مابین موازنہ کرنے پر پتہ چلتا ہے کہ دونوں میں بڑا فرق ہے۔ ایک سراپا مشقت تنگی اور تکلف کی چیز ہے۔ دوسری سراپا رواداری، سہولت اور آسانی ہے۔ یہیں سے مجھے اللہ کے قول "ونیسرك لليسرىٰ" کے معنی سمجھ میں آئے۔ دوسرے ابوطالب مکی کی "قوت القلوب" ہے۔ انہوں نے اس پر بہت زور دیا ہے کہ دنیا ترک کردی جائے، گوشہ نشینی اختیار کی جائے، طلب وسعی چھوڑ کر تعطل کا راستہ اپنائیں، طیبات کا استعمال نہ ہو، شدت تنگی اور مشقت کی راہیں اپنائی جائیں۔ بلاشبہ دونوں مؤلفین، ابوحامد الغزالی اور ابوطالب المکی، مخلص تھے، خیر چاہتے تھے لیکن کتاب وسنت کا علم دونوں کے پاس کم تھا۔ بس یہی غلطی کی بنیاد تھی۔

رہ نما ایسا ہونا چاہئے جو ماہر ہو، راستہ سے اچھی طرح واقف ہو جیسا کہ فرمایا

"لیکن ربانی بنو کتاب کا جو علم تمہیں ہے اور جو تم پڑھتے ہو اس پر عمل پیرا ہو۔" (۳:۷۹)

سب سے زیادہ شرح صدر والے نبی اکرم ﷺ تھے

معلم خیر صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے نمایاں صفت یہ تھی کہ آپ کو انشراح صدر، رضا اور سعادت کی دولت ملی تھی آپ بشارت دیتے، مشقت اور نفرت انگیزی سے روکتے تھے۔ مایوسی وقنوطیت پاس بھی نہ پھٹکتی تھی۔ چہرہ پر ہمیشہ مسکراہٹ سجی رہتی، دل میں رضا مندی ہوتی۔ آپ کی لائی ہوئی شریعت میں آسانی ہے۔ سنت میں وسطیت واعتدال ہے۔ ملت میں خوش نصیبی ہے۔ اور کیوں نہ ہو آپ کا تو مشن ہی لوگوں سے تنگی اور تکلف کا بوجھ اُتار پھینکنا تھا۔

تدریج برتیں

مخاطبین کو عقل وشعور سے نوازنے کے لئے مناسب ہے کہ مسائل میں تدریج برتی جائے اور

اہمیت کے حساب سے درجہ بدرجہ چیزیں لائی جائیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو اسی کی تعلیم فرمائی تھی جب یمن روانہ کرتے وقت ان کو یہ وصیت کی کہ سب سے پہلے تم انہیں توحید کی دعوت دینا لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی طرف بلانا (الحدیث) اس طرح معلوم ہوا کہ مسئلے میں پہلا، دوسرا اور تیسرا وغیرہ درجات ہیں، تو پھر ہم مسائل میں گڈمڈ کیوں کرتے ہیں۔ اور ان کو یکبارگی کیوں پیش کر دیتے ہیں۔

''کافروں نے کہا کہ اس پر پورا قرآن بیک وقت نازل کیوں نہ ہو جاتا؟ اس لئے کہ ہم آپ کے دل کو جما دیں اور تاکہ ہم آپ کے دل کو حوصلہ دیں اور ہم نے اس کو بہترین طریقہ پر پڑھا۔'' (۳۲:۲۵)

مسلمانوں کی سعادت ہوگی اگر وہ اپنے اسلام اور اس کی تعلیمات پر اوامر ونواہی میں اس کے یسر وسہولت کے پہلو پر خوشی محسوس کریں۔ کیونکہ وہ اصلاً قلبی اضطراب، ذہنی انتشار اور اجتماعی بے راہ روی سے نجات دلانے کے لئے آیا ہے۔

مکلّف بنانا ایک مشقت ہے، دین مشقت کے ازالہ کے لئے آیا ہے۔ اس لئے شرع میں مکلّف بنانے کا حکم منفی طور پر آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اللہ مکلّف نہیں بناتا کسی جان کو مگر اس کی طاقت کے بقدر''

صحابہ کرامؓ جب رسول اکرمؐ سے نصیحت کی فرمائش کرتے تو آپ انہیں کوئی جامع اور مختصر بات بتا دیتے جو شہری و دیہاتی سبھی کو یاد ہو جائے۔ آپؐ کی قیمتی وصایا اور نصائح میں واقفیت، حالات کی رعایت اور آسانی کے پہلو غالب ہوتے۔ یہ غلط ہوگا کہ ہم سامعین کو ایک ہی وقت میں جو کچھ بھی ہمیں معلوم ہے بتا دیں ساری نصائح، تعلیمات، سنن اور آداب انڈیل دیں

''قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے ہم نے اس لئے اتارا کہ آپؐ ٹھہر ٹھہر کر لوگوں کو سنا دیں۔''

(۱۷:۱۰۶)

بقول شاعر:

''سعد شملہ اوڑھے انہیں پن گھٹ پر پانی پینے کے لئے لایا لیکن اے سعد! اونٹ اس طرح پن

گھٹ پر نہیں لائے جاتے۔"

قلیل پر شکر نہیں کرتے تو کثیر پر کیسے کرو گے

جو آدمی ٹھنڈے میٹھے صاف جاری پانی پر اللہ کی حمد نہ کرتا ہو وہ زبردست مخلوں شاندار گاڑیوں اور گھنے باغات پر بھی شکر گزار نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح جو گرم روٹی پر اس کا شکر گزار نہ ہو گا وہ لذیذ کھانوں اور اچھے دستر خوانوں پر اُس کا شکر گزار کیسے ہو گا، کیونکہ منکر اور ناشکرے کے لئے قلیل و کثیر سب برابر ہیں۔ ان میں بہتیرے تو ایسے ہوں گے جنہوں نے اللہ سے مضبوط عہد و پیمان کئے ہوں گے کہ اگر ان کو اللہ کا انعام، فضل اور نعمت مل جائے تو وہ شکر گزار ہوں گے انفاق اور صدقہ کریں گے۔ فرمایا:

"ان میں وہ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ اگر وہ ہمیں اپنے فضل سے نوازے تو ہم ضرور صدقہ کریں اور ضرور صالحین میں سے ہو جائیں۔" پس جب اس نے اپنا فضل انہیں دے دیا تو انہوں نے بخل کر کے پیٹھ پھیر لی اور اعراض کر لیا۔" (۹:۷۶)

ہم اس قسم کے کتنے ہی لوگوں کو روز دیکھتے ہیں کہ وہ مضطرب، افسردہ دل، مردہ ضمیر اور رب تعالیٰ سے شاکی ہوتے ہیں کہ انہیں بہت سارا رزق نہیں دیا حالانکہ وہ صحت و عافیت سے ہیں۔ بقدر کفاف انہیں مل رہا ہے، بعض فارغ البال ہیں، وسعت میں ہیں لیکن شکر گزار نہیں، تب اگر ایسے ناشکرے کو خزانے، کوٹھیاں اور محلات بھی دے دیئے جائیں تو وہ اپنے رب سے بھاگنے اور اپنے آقا و مولیٰ کی نافرمانی کرنے میں سب سے آگے ہو گا۔ بقول شاعر:

"وطن کا شوق دامن گیر ہے، وہ گھر ہماری نظروں کے سامنے ہے تو اس وقت کیا حال ہو گا جب مہینہ بھر کے لئے ساتھیوں کے ساتھ سفر کریں گے؟"

ہمارا حال یہ ہے کہ جب کسی کے پاس جوتا نہ ہو تو کہے گا 'اے رب! تو مجھے جوتے دے دے میں شکر گزار بنوں گا۔ جوتے مل جائیں تو شکر کو موخر کر کے گاڑی مانگتا ہے، ہم نعمت نقد مانگتے ہیں، شکر کو ادھار کر دیتے ہیں۔ اپنی خواہشات اللہ سے فوراً پوری کرانا چاہتے ہیں، اس کے احکامات پر ٹال مٹول سے عمل کرتے ہیں۔

تین باتیں

ایک دانا نے اپنے آفس پر تین قیمتی لوحے لگائے۔ پہلے پر لکھا ''دن کا خیال کیجئے دن کا'' یعنی آج کے حدود میں رہیے۔ دوسرے پر لکھا تھا ''سوچئے اور شکر کیجئے یعنی اپنے اوپر اللہ کی نعمت کا شکر ادا کیجئے۔ تیسرے پر لکھا تھا ''غصہ نہ کریں'' یہ تین ایسی نصیحتیں ہیں جو آپ کو سعادت کا آسان ترین اور قریبی راستہ دکھاتی ہیں۔ انہیں اپنے روزنامچے میں لکھیے اور روزانہ ان کا مطالعہ کیجئے۔

وقفہ

شدت کے ساتھ فراخی اور عسر کے ساتھ یسر کی وابستگی کے اسرار اور لطائف میں سے یہ ہے کہ تکلیف جب زیادہ اور بے انتہا ہو جائے اور بندے کو اس بات سے مایوسی ہو جائے کہ مخلوقات اس کی تکلیف دور کر دیں گی تو اس کا دل اللہ وحدہ لاشریک سے جڑے گا یہی اللہ پر توکل کی حقیقت ہے، ایک چیز یہ بھی ہے کہ مومن کو اگر کثرت دعا کے بعد بھی فراخی نہ ملے گی، قبولیت دعا سے مایوسی سی ہونے لگے تو وہ اپنے کو ہی ملامت کرے گا اور کہے گا کہ میرا نفس ہی خراب ہے اس کے سبب یہ آفت ہے کہ دعا قبول نہیں ہو رہی ہے اگر اس میں خیر ہوتا تو ضرور دعا قبول ہوتی۔ اس کا نفس کو ملامت کرنا اللہ کو بہت سی طاعات سے زیادہ پسند ہے۔ کیونکہ اس سے بندہ اللہ کے لئے انکسار و عاجزی اختیار کرتا ہے اور وہ اعتراف کرتا ہے کہ وہ اسی تکلیف کا مستحق ہے اور دعا کی عدم قبولیت کا سزاوار ہے تب فوراً اللہ اس کی فریاد سنتا ہے اور اس کی تکلیف دور فرما دیتا ہے۔

صوفی ابراہیم بن ادھم کہتے ہیں'' ہماری زندگی ایسی ہے کہ اگر اسے بادشاہ جان جائیں تو وہ ہم سے اس پر تلواروں سے جنگ کریں۔'' شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں'' میرے دل پر ایسی ساعتیں گزرتی ہیں کہ اس طرح کے احوال سے اہل جنت گزریں تو میں کہوں گا کہ وہ اچھی اور خوش گوار زندگی میں ہیں۔

لوگو! مطمئن رہو

کتاب "الفرج بعد الشدۃ" میں ۳۰ سے زیادہ ابواب یہ بتاتے ہیں کہ جب شدائد اور بحران عروج کو پہنچ جاتے ہیں تو آسانی وفراخی مل جاتی ہے۔ اور یہ کہ بندہ جتنا زیادہ مصیبت میں ڈوبا ہوگا اور جتنے غم والم سے دوچار ہوگا اتنا ہی قریب تر آسانی، سہولت اور خلاصی ہوگی۔ التنوخی نے اپنی دلچسپ اور طویل کتاب میں پریشان حالوں اور مصیبت زدوں کے قصے بیان کیے ہیں جن میں بعض قید ہوئے تھے، بعض کو معزول اور جلاوطن کر دیا گیا تھا بعض کو کوڑے لگائے گئے تھے اور بعض مفلس وقلاش بنادیے گئے تھے۔ چند ہی دن گزرے تھے کہ عین یاس اور غفلت کے وقت نصرت وامداد کے فرشتے نازل ہوگئے، اللہ کی مدد آ گئی۔ تنوخی آفت کے ماروں اور مصیبت زدوں سے کہتے تھے مطمئن رہو اس راستہ میں تم سے پہلے بھی لوگ گزرے ہیں:

ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے
کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

تب یہ ایک سنت الٰہی ہے "ہم تم کو کسی چیز میں آزمائیں گے" "ہم نے تم سے پہلے کے لوگوں کو بھی آزمایا ہے" یہ عدل کا تقاضا ہے کہ اللہ بندوں کا امتحان لے، انہیں شدت اور آسانی میں آزمائے ان کو دن اور رات کی طرح مختلف احوال سے گزارے، لہٰذا اعراض، ناراضگی اور اعتراض کیوں؟ "اگر ہم نے ان پر فرض کر دیا ہوتا کہ اپنے آپ کو قتل کر دو یا اپنے گھروں سے نکل جاؤ تو ان میں سے چند ہی لوگ ایسا کرتے" (۴:۶۶)

بقول شاعر:

گر تم مجھ سے یہ کہتے کہ انگاروں پر چلو تو میں بسر وچشم کہتا کہ انگاروں کی گرمی تمہاری آنکھوں کی وجہ سے سونا بن جاتی۔

خیر کے کام برے انجام سے بچاتے ہیں

بہترین کلمات میں حضرت ابوبکرؓ کا یہ قول بھی ہے کہ ''معروف کے کام برے انجام سے بچالیتے ہیں'' عقل ونقل اس بات کی تصدیق کرتی ہیں

''اگر یونس تسبیح گزاروں میں سے نہ ہوتا تو مچھلی کے پیٹ میں قیامت تک پڑا رہتا۔'' (۳۷:۱۴۳-۱۴۴)

حضرت خدیجہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتی ہیں

''ہرگز نہیں، اللہ کی قسم، اللہ آپ کو رسوا نہ کرے گا کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے، لوگوں کا بوجھ اٹھالیتے، غریب کو دیتے اور دنیوی آفات میں مدد کرتے ہیں۔''

یہاں دیکھیں کہ کیسے انہوں نے معروف کے کاموں اور محاسن سے حسن عاقبت پر استدلال کرلیا۔ اچھی ابتداء سے اچھے نتیجہ تک پہنچ گئیں۔

الصابی کی کتاب ''الوزراء'' ابن الجوزی کی ''المنتظم'' اور تنوخی کی "الفرج بعد الشدة" میں ایک قصہ ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وزیر ابن الفرات ابوجعفر ابن بسطام کے پیچھے پڑا رہتا اور اسے اذیت دینے کے درپہ رہتا تھا۔ ابوجعفر نے اس کے ہاتھوں بہت سی تکلیفیں اٹھائیں۔ ابوجعفر کی ماں نے بچپن سے اسے اس کا عادی بنادیا تھا کہ اس کے تکیہ کے نیچے روز ایک روٹی رکھتی اور دوسرے دن اسے صدقہ کردیتی۔ جب ابن الفرات کی اذیتوں پر ایک مدت گزر گئی تو ابن الفرات اس سے بولا 'کیا تمہاری ماں کی روٹی اب بھی ملتی ہے؟' ابوجعفر نے کہا 'نہیں'۔ ابن الفرات نے کہا وہ ضروری ہے اُسے صدقہ کرنے دو، ابوجعفر نے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا 'وہ خواتین کی نیکیوں کی قبیل سے ہے، ابن الفرات بولا 'نہیں' میں کل رات تمہیں بالکل ختم کردینے کی تدبیر کررہا تھا۔ نیند میں خواب دیکھا کہ میں ننگی تلوار لئے تمہیں قتل کرنے جارہا ہوں تو تمہاری ماں اپنے ہاتھ میں روٹی لئے اسے ڈھال بنا کر سامنے آگئی، میں تمہارے قریب پہنچا ہی تھا کہ آنکھ کھل گئی۔'' ابوجعفر نے دونوں کے بیچ دوری پر افسوس ظاہر کیا اور وزیر کا فرمان بردار ہوگیا۔ اُسے راضی کیا' اس کی اصلاح کی کوشش کی حتی کہ دونوں دوست ہوگئے، ابن

الفرات نے کہا ''بخدا اب میں تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچاؤں گا۔''

تفریح خاطر سے زندگانی کا سفر آسان ہو جاتا ہے

معلوم ہے کہ شریعت میں آسانی اور وسعت ہے، جس سے بندہ عبادت، کارگردی، عمل صالح کرتے رہنے کے لائق ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے تھے اور اللہ ہی ہنسانے اور رُلانے والا ہے۔ آپؐ مزاح فرماتے اگرچہ اس میں سچ بات ہی کہتے۔ آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے دوڑ میں مقابلہ کیا۔ تذکیر میں اختصار سے کام لیتے مبادا صحابہ اُکتا نہ جائیں۔ آپ تعمق، تکلف اور تشدد سے منع فرماتے کہ جو دین میں بے جا سختی برتے گا وہ مغلوب ہوگا۔ حدیث میں آیا ہے ''دین مضبوط ہے اِس میں نرمی کے ساتھ داخل ہو۔'' عبادت گزار میں شدت، تکلیف اور جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ تکلف کرنے والا ٹوٹ ہی جاتا ہے کیونکہ وہ فوری حالات پر نظر رکھتا ہے۔ وہ طول مدت اور دل کی افسردگی کو بھول جاتا ہے۔ ورنہ عقل مند کام کی ایک حد رکھتا ہے جب زیادہ جوش پیدا ہوگا تو اُس سے آگے نکل جائے گا اور جوش نہ ہوگا تو اپنی اصل پر باقی رہے گا۔ بعض صحابہ سے جو یہ منقول ہے کہ ''نفوس میں توجہ اور بے حضوری دونوں ہوتی ہے توجہ کے وقت کو غنیمت جانو اور بے حضوری میں اسے چھوڑ دو۔'' اس کا مفہوم یہی ہے۔ بہت سوں کو دیکھا کہ جوش پیدا ہوا نوافل کی کثرت شروع کر دی، غلو کا شکار ہو گئے، سستی چھائی تو پہلے سے بھی زیادہ کمزور پڑ گئے''

دین اصلاً خوشی سے ہمکنار کرنے کے لئے آیا ہے

''ہم نے قرآن آپ پر اس لئے نہیں اتارا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں۔'' (۲:۲۰)

اللہ نے ان لوگوں کو ملامت کی ہے جنہوں نے طاقت سے زیادہ اپنے کو مکلّف کر لیا پھر حقیقت کی زمین پر پسپا ہو گئے جس کا اپنے کو مکلّف بنا ڈالا تھا اُسے توڑ بیٹھے۔

''وہ رہبانیت جو انہوں نے خود ایجاد کی ہم نے ان کے اوپر فرض نہ کی تھی۔ وہ اللہ کی خوشنودی چاہتے تھے لیکن اُس رہبانیت کا حق بھی ادا نہ کر سکے۔'' (۲۷:۵۷)

دوسرے مذاہب پر اسلام کا امتیاز یہ ہے کہ وہ دین فطرت ہے، وسطیت والا ہے، وہ روح وجسم

دنیا وآخرت سب کے لئے اور آسان ہے'' وہی ہے سیدھا راستہ'' ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نبیؐ کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ کہا وہ مومن جو اللہ کے راستہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرتا ہے۔ پھر وہ آدمی جو ایک گوشہ میں بیٹھ کر اللہ کی عبادت میں لگ جاتا ہے۔'' ایک روایت میں یوں ہے کہ ''وہ اللہ سے ڈرتا اور لوگوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتا۔'' اور ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم کو فرماتے سنا:

''جلد ہی وہ زمانہ آئے گا کہ مسلمان کا سب سے اچھا مال وہ بکریوں کا ریوڑ ہوگا جسے وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش کی جگہوں میں چرائے گا اور فتنوں سے اپنے دین کی حفاظت کی خاطر دور بھاگ جائے گا''۔ (بخاری)

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں ''کبھی کبھی تنہا بھی رہو۔'' اسی بارے میں حضرت جنیدؒ نے کیا خوب کہا ہے ''عزلت کی تکلیف جلوت کی مدارات سے آسان ہے۔'' خطابی کہتے ہیں اگر عزلت سے صرف اتنا ہی فائدہ ہو جائے کہ غیبت سے اور اس منکر کو دیکھنے سے نجات مل جائے جس کو طاقت سے دور نہیں کر سکتا تو یہ بھی بہت بڑی بات ہے۔ حاکم کی روایت کردہ حضرت ابوذرؓ کی مرفوع حدیث کا مفہوم بھی یہی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں'' تنہائی برے ساتھی سے بہتر ہے''۔ اس کی سند حسن ہے۔

خطابی نے ''کتاب العزلة'' میں لکھا ہے کہ عزلت اور اختلاط کے جیسے متعلقات ہوں گے ویسے ہی ان میں بھی اختلاف ہوگا۔ جو دلیلیں اجتماع پر ابھارتی ہیں ان کا محل یہ ہے کہ وہ ائمہ اور امور کی اطاعت سے متعلق ہیں۔ جو انفرادیت کی دلیلیں ہیں انہیں برعکس حالت پر محمول کیا جائے گا۔ اور جسمانی افتراق واجتماع کا مسئلہ یہ ہے کہ جو اپنی معیشت اور دین کی حفاظت پر اکتفا کرے تو اس کے لئے یہی مناسب ہے کہ لوگوں کے اختلاط سے پرہیز کرے بشرطیکہ جماعت، سلام اور اس کے جواب اور عیادت مریض اور جنازہ کے ساتھ چلنے وغیرہ کے مسلمانوں کے جو حقوق ہیں انہیں پورا کرے۔ مطلوب جو ہے وہ بری صحبت سے پرہیز کرنا ہے کیونکہ اس میں تشویش خاطر اور تضیع اوقات ہے۔ لوگوں سے اختلاط کو ایسا سمجھا جائے گا جیسے دن رات کا کھانا، لہٰذا بقدر ضرورت پر ہی اکتفاء کیا جائے کیونکہ جسم وجان کے لئے زیادہ مفید ہوگا۔ القشیریؒ ''الرسالة'' میں لکھتے ہیں کہ عزلت پسندی کا طریقہ یہ ہے کہ لوگوں کو

تکلیف نہ دینے کا خیال کرے، اس کے برعکس نہیں کیونکہ اول الذکر میں تواضع اور انکسار نفسی ہے جب کہ دوسری میں آدمی کا دوسرے پر بڑھ جانا ہے جو متکبرین کی علامت ہے۔ عزلت اور اختلاط کے سلسلہ میں لوگ افراط وتفریط میں مبتلا ہیں۔ وسط میں بہت کم لوگ ہیں۔ ایک انتہا یہ ہے کہ لوگوں کو بالکل چھوڑ دے حتی کہ جمعہ و جماعت عیداور اجتماعات سے بھی دور رہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ دوسری انتہا یہ ہے کہ لوگوں سے اتنا ملا ہو کہ لہو ولعب اور قیل وقال اور تضیع وقت میں شریک رہے، یہ بھی درست نہیں۔ اعتدال کی بات یہ ہے کہ جو اجتماعی عبادتیں ہیں ان میں اور تعاون علی البر والتقویٰ اور ثواب کے کاموں میں لوگوں کے ساتھ رہے۔ اور ایسے مواقع پر جہاں اللہ سے اعراض ہو اور فضول مباحات میں مشغولیت ہو ان سے دور رہے "ہم نے تمہیں اسی طرح اُمت وسط بنایا ہے۔"

وقفہ

حضرت عبادہؓ بن صامت سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کے راستہ میں جہاد کرو کیونکہ وہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ غم اور فکر دور کر دیتا ہے" غم وفکر کو دور کرنے میں جہاد کی تاثیر وجدان سے معلوم ہو سکتی ہے۔ کیونکہ جب نفس پر باطل کی یلغار اور استیلاء ہو جائے گا تو رنج وفکر بھی بڑھ جائیں گے، خوف اور پریشانی بڑھے گی جب اللہ کی خاطر باطل سے جہاد کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس رنج وفکر کو خوشی ونشاط وقوت سے بدل دے گا، جیسا کہ فرمایا:

> "ان سے قتال کرو اللہ انہیں تمہارے ہاتھوں عذاب دے گا۔ انہیں رسوا کرے گا، ان کے اوپر تمہاری مدد کرے گا، ایمان والوں کے سینے ٹھنڈے کرے گا اور دلوں کے غصہ کو دور کر دے گا۔" (۹:۱۴-۱۵)

یعنی دل کی گھبراہٹ، تڑپ اور حزن کو جہاد سے زیادہ کوئی چیز دور نہیں کر سکتی، جہاد میں اللہ ہی سے مدد مانگی جائے گی۔ بقول شاعر:

آنکھ میں تنکا پڑے تو میں آنکھ کی پتلی بند کر لیتا ہوں اور صبر کا سفید کپڑا پہن لیتا ہوں، تنگی میں

اللہ کو پکارتا ہوں تو تنگی دور ہو جاتی ہے۔ کتنے لوگوں کے لئے راستے بند ہو جاتے ہیں لیکن اللہ کو پکاریں تو راستے بھی کھل جاتے ہیں۔

ملکوت کا مشاہدہ کیجئے

نفس کو راحت اور دل کو آرام دینے والی ایک چیز یہ بھی ہے کہ آسمانوں اور زمینوں میں قدرت کے آثار و نشانیوں کا مشاہدہ کیا جائے۔ اللہ کی مخلوقات کی شادابی سے آنکھ ٹھنڈی کی جائے، درخت، تالاب، نہر، نشیب و فراز، زمین و آسمان، رات و دن چاند اور سورج ہر چیز میں قدرت کے جلوے بکھرے پڑے ہیں، ان کے مشاہدہ سے لطف ملے گا، ایمان و یقین میں اضافہ ہوگا ''اے اولوا الابصار عبرت حاصل کرو۔''

ایک مسلمان ہو جانے والے فلسفی نے کہا تھا ''مجھے جب بھی قدرت کے سلسلہ میں شک و شبہ پیدا ہوتا ہے میں کتاب کائنات کو دیکھنے لگتا ہوں جس میں اعجاز سے پر اچھوتے حروف ہیں ان سے میرے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔''

تجربے کی باتیں

شوکانی لکھتے ہیں: ایک عالم نے مجھے نصیحت کرتے ہوئے کہا تصنیف و تالیف مت چھوڑنا' چاہے دن میں دو ہی سطریں لکھو۔ میں نے ان کی نصیحت پر عمل کیا اور اس کا ثمرہ پایا، اس حدیث کا یہی مفہوم ہے جس میں کہا گیا ہے ''بہترین عمل وہ ہے جو برابر کیا جائے چاہے تھوڑا ہو۔'' پرانی کہاوت ہے کہ قطرہ قطرہ دریا می شود۔ کیا نہیں دیکھتے کہ زیادہ دیر تک رگڑنے سے رسّی بھی پتھر پر اثر انداز ہوتی ہے۔

ہمارے اضطراب و بے چینی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ہم ہر چیز کو ایک بارگی کر ڈالنا چاہتے ہیں۔ پھر اکتا کر اسے چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ اگر ہم بتدریج کام کریں اور اسے مراحل میں تقسیم کر لیں تو سب سکون سے ہو جائے، نماز کی مثال لیں کہ شرع نے اُسے پانچ الگ اوقات میں رکھا ہے۔ تا کہ بندہ

آرام وراحت سے رہے اور شوق کے ساتھ نماز پڑھے۔ اگر ایک ہی وقت میں ساری نمازیں ہوتیں تو آدمی اکتا جاتا۔ حدیث میں آیا ہے: جڑ سے کاٹ دینے والا نہ پیٹھ باقی رکھتا ہے نہ زمین قطع کرتا۔" تجزیہ سے یہ معلوم ہوا ہے کہ جو آدمی وقفوں میں کام کرے تو اس کا جذبہ و جوش بھی برقرار رہتا ہے اور وہ اسے اس کی نسبت زیادہ بہتر طور پر کرتا ہے جو یک بارگی کرنا چاہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ نمازیں بھی تنظیم اوقات کا بڑا ذریعہ ہیں جیسا کہ فرمایا کہ "نماز مومنین پر متعینہ وقت میں فرض ہے۔" تو اگر بندہ اپنے دینی و دنیاوی کاموں کو ہر نماز کے بعد تقسیم کرلے تو اس کے وقت میں وسعت پیدا ہوگی۔ اسے ایک مثال سے سمجھئے کہ ایک طالب علم اگر فجر کے بعد کو کسی بھی فن کی کتاب حفظ کرنے کے لئے ظہر کے بعد کو عام مطالعہ کے لئے اور عصر کے بعد کو دقیق علمی بحث کے لئے اور مغرب کے بعد کو ملاقات و گفتگو کے لئے اور عشا کے بعد کو عصری کتابیں، مقالات اور تحقیقات کے مطالعہ اور گھر والوں کے ساتھ بیٹھنے کے لئے خاص کرلے تو اُس کے لئے بہتر ہوگا۔ عقل مند وہ ہے جو بصیرت سے استفادہ کرلے "اگر تم اللہ کا تقویٰ اختیار کروگے تو وہ تمہیں فرقان عطا کرے گا۔" (۲۹:۸)

انتشار ذہنی کا شکار نہ ہوں

ذہن کو پراگندگی اور کدورت کا شکار سب سے زیادہ اس کی ذہنی انارکی بناتی ہے، بعض لوگ اس کے بیمار ہوتے ہیں۔ وہ اپنی صلاحیتوں کی تحدید نہیں کر پاتے نہ ان کے فکر ونظر مربوط ہو پاتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ معرفت کی بہت سی قسمیں اور راہیں ہیں۔ اس کے راستوں اور طریقوں کی تحدید ضروری ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ آدمی ایک خاص نقطۂ نظر کا حامل ہو کہ انفرادیت مطلوب ہے۔ ذہن کو پراگندگی اور رنج دینے والی ایک چیز قرض، معاشی ذمہ داریاں اور مالی مسائل ہیں۔ اس سلسلہ میں ہم چند اصول بیان کرنا چاہتے ہیں: پہلا یہ کہ جو میانہ روی برتے گا انفاق بہتر طور پر کرے گا۔ ضرورت وحاجت میں ہی مال لگائے گا فضول خرچی اور اسراف سے بچے گا تو اللہ کی مدد پائے گا، فرمایا "فضول خرچی کرنے والے شیاطین کے بھائی ہیں" "وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے نہ تنگی بلکہ اعتدال کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔" (۶۷:۲۵)

دوسرا اُصول یہ ہے کہ مال مباح ذریعہ سے ہی کمایا جائے، حرام ذریعے اختیار نہ کئے جائیں کیونکہ اللہ طیب ہے، طیب ہی کو قبول کرتا ہے اور حرام کمائی میں وہ برکت نہیں دیتا ''اگر چہ تجھے کثرت خبث زیادہ پسند آئے۔'' (۵:۱۰۰)

تیسرا اُصول یہ ہے کہ مال حلال کی طلب اور کوشش ہو، حلال طریقہ سے جمع کیا جائے، بے کاری اور بے عملی چھوڑ دی جائے، چھوٹی اور بے کار باتوں میں وقت ضائع نہ کیا جائے، دیکھئے کہ عبدالرحمٰن ابن عوف فرماتے ہیں 'مجھے بازار کا راستہ بتاؤ'۔

''جب نماز ختم ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو، اسے زیادہ سے زیادہ یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔'' (۶۲:۱۰)

ایمان واخلاق سب سے گراں قدر ہیں

وہ غریب فقیر تھا، پرانے چیتھڑے تن پر ڈالے ہوئے بھوکا پیٹ، پاؤں ننگے، اس کا نسب بھی معلوم نہ تھا۔ نہ مال نہ منصب نہ خاندان، کوئی گھر نہیں جس میں آرام کرتا، نہ کوئی اثاثہ۔ اپنی ہتھیلیوں سے عام کنوؤں سے پانی پی لیتا۔ مسجد میں سو جاتا، ہاتھ تکیہ ہوتا اور پتھریلی زمین بستر، لیکن ساتھ ہی وہ اللہ کا ذکر کرتا، کتاب الٰہی کی تلاوت زبان پر رہتی' نماز اور جہاد میں صف اوّل میں نظر آتا ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اس جوان کا گزر ہوا آپ نے آواز دے کر پکارا 'جلیبیب! تم شادی نہیں کرو گے؟ کہا یا رسول اللہ مجھ سے کون شادی کرے گا؟ میرے پاس نہ مال نہ جاہ ومنصب؟ ایک بار پھر گزر ہوا تو آپؐ نے اپنا سوال دہرایا انہوں نے بھی وہی جواب دیا پھر تیسری بار بھی یہی سوال جواب ہوا۔ آپؐ نے فرمایا جلیبیب تم فلاں انصاری کے پاس جاؤ انہیں میرا اسلام کہو اور کہنا کہ'' رسول اللہ چاہتے ہیں کہ اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کر دو۔'' وہ انصاری ایک اونچے گھرانہ کے تھے۔ جلیبیب ان کے گھر پہنچے اور رسول اللہ کا پیغام عرض کر دیا۔ انصاری بولے رسول اللہ کو سلام عرض ہے لیکن تمہارے پاس نہ مال نہ منصب کیسے میں اپنی بیٹی کو تم سے بیاہ دوں، ان کی بیوی بھی سن لیتی ہیں اور وہ بھی یہی بات کہتی ہیں کہ مال ومنصب کچھ تو ہو، ان کی مومنہ بیٹی بھی سنتی ہے اور ماں باپ سے کہتی ہے کہ آپ لوگ رسول

اللہ ﷺ کے فرستادہ کو لوٹائیں گے، نہیں خدا کی قسم نہیں۔ چنانچہ یہ شادی ہو جاتی ہے۔ گھر آباد ہوتا ہے برکت ہوتی ہے۔ اولاد ہوتی ہے، تقویٰ اور خوشنودی رب کی اساس پر گزر بسر ہونے لگتی ہے کہ اچانک جہاد کے لئے منادی پکارتا ہے۔ جلیبیب فوراً گھر سے جہاد کے لئے نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ سات کافروں کو جہنم رسید کر کے شہید ہو جاتے ہیں اللہ اور رسول اور اپنے مشن کے لئے بخوشی جان کی قربانی دیتے ہیں، جنگ کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مقتولین کی کھوج کرتے ہیں۔ لوگ شہیدوں کا نام لے کر آپؐ کو سناتے ہیں اور اس گفتگو میں جلیبیب کو فراموش کر دیتے ہیں کیونکہ وہ مشہور آدمی نہ تھے۔ لیکن رسول اللہ انہیں بھولتے نہیں بلکہ بھیڑ بھاڑ میں بھی ان کا نام یاد رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں ''ارے بھئی! میں جلیبیب کے بارے میں معلوم کر رہا ہوں۔'' پھر انہیں مٹی میں پڑا پاتے ہیں تو ان کے چہرہ سے گرد و غبار ہٹاتے اور فرماتے ہیں ''تم سات کو مار کر شہید ہوئے۔ تم مجھ سے ہو میں تم سے ہوں تم مجھ سے ہو میں تم سے ہوں تم مجھ سے ہو میں تم سے ہوں۔'' یہ جلیبیب کے لئے بہت بڑا انعام اور سرمایۂ افتخار تھا۔

جلیبیب کی قیمت ان کا ایمان اور اللہ کے رسول کی ان سے محبت تھی۔ وہ مشن تھا جس کے لئے انہوں نے جان فدا کی، ان کی غربت، فقر اور خاندان کی کمی نے ان کو اس شرفِ عظیم اور بلند مرتبہ سے پیچھے نہیں رکھا۔ انہوں نے دنیا و آخرت میں ہی شہادت، رضا، قبولیت اور سعادت پالی ''اللہ نے ان کو جو فضیلت دی اس پر مسرور ہیں اور ان کے جو اخلاف ہیں ان پر وہ خوش ہیں کہ انہیں نہ خوف ہوگا نہ وہ غمگین ہوں گے۔'' (۳:۱۷۰)

آپ کی قیمت تو آپ کے بلند کارنامے اور بہترین صفات ہیں، آپ کی خوش بختی یہ ہے کہ اشیاء کی معرفت ہو، وہ جو اپنی قدر و قیمت جان لے اور ویسا ہی عمل کرے مبارک ہے، وہ جو اپنے نفس کو بلندی، جہاد اور نیک عملی کی رہنمائی کرے، مبارک ہے وہ، دنیا و آخرت دونوں میں کامیاب و کامران ہو۔

کتنے خوش نصیب تھے یہ لوگ

ابوبکرؓ خوش نصیب تھے جو اس آیت کے مصداق بنے "دوزخ سے بچالیا جائے گا وہ جو بہت تقوی والا ہے، اور اپنے مال کی زکوۃ دیتا ہے"۔ عمرؓ، خوش نصیب ہیں کہ انہیں حدیث میں بشارت دی گئی۔ "میں نے جنت میں ایک سفید قصر دیکھا اور پوچھا کہ یہ کس کا محل ہے۔ مجھ سے کہا گیا عمر بن الخطاب کا ہے، اور عثمانؓ خوش نصیب تھے کہ ان کے لئے دعا کی گئی "اے اللہ عثمان کے نئے پرانے سب گناہ معاف کر دے۔ علیؓ خوش نصیب تھے کہ فرمایا" یہ ایسے آدمی ہیں جو اللہ ورسول سے پیار کرتا ہے اور اللہ ورسول اس سے محبت کرتے ہیں" سعد بن معاذؓ خوش نصیب تھے کہ فرمایا "ان کے لئے رحمٰن کا عرش بھی جھوم اٹھا، عبداللہؓ بن عمرو الانصاری کے بارے میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے آمنے سامنے بغیر ترجمان کے گفتگو کی۔ حنظلہؓ کے بارے میں فرمایا: 'رحمٰن کے ملائکہ نے ان کو غسل دیا'

اور یہ کتنے بدنصیب تھے

فرعون: اس کے بارے میں فرمایا "فرعون اور اس کے ساتھی صبح وشام آگ پر پیش کئے جاتے ہیں۔" (۴۰:۴۶)

قارون: اس کے بارے میں فرمایا گیا "ہم نے اس کو اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسادیا" (۲۸:۸۱)

الولید بن المغیرہ: جس کے متعلق کہا گیا "میں اس کی جان سختی کے ساتھ نکالوں گا۔" (۷۴:۱۷)

امیہ بن خلف: جس کے متعلق ارشاد ہوا" بربادی ہو ہر عیب چین اور چغل خور کے لئے" (۱۰۴:۱)

ابولہب: جس کے بارے میں فرمایا گیا "ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ برباد ہو گیا۔" (۱۱۱:۱)

اور العاص بن وائل: جس کو عذاب کی وعید سنائی گئی "ہرگز نہیں جو کچھ وہ کہتا ہے

ہم لکھیں گے اور اسے زیادہ سے زیادہ عذاب دیں گے۔" (۷۹:۱۹)

وقفہ

اللہ کے ذکر سے غفلت اور معصیت سے بے شمار خرابیاں پیدا ہوتی ہیں مثلاً قلت توفیق، فسادرائے، خفائے حق، فسادقلب، گمنامی، اضاعت وقت، نفرت خلق، اللہ اور اس کے بندے کے مابین وحشت۔ بندے کی دعا قبول نہیں ہوتی، دل سخت ہوجاتا ہے، رزق اور عمر سے برکت ختم ہوجاتی ہے، علم سے محرومی، ذلت سے سابقہ ہوتا ہے اور دشمن اہانت کرتا ہے، سینہ تنگ، بری صحبت اور اس سے دل فاسد اور وقت ضائع ہوتا ہے۔ فکر طاری رہتی ہے، روزی میں تنگی اور دل میں افسردگی پیدا ہوتی ہے، یہ آفتیں ایسے پیدا ہوجاتی ہیں جیسے سرسبز کھیتی کو آگ جلا ڈالتی ہے۔ اطاعت ربی سے ان آفتوں کی مقابل چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔" رنج وفکر اور تنگی کو دور کرنے میں استغفار کی تاثیر کے سلسلہ میں تمام مذاہب کے لوگ اور ہرامت کے حکماء متفق ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ معاصی اور فساد سے رنج وفکر، خوف اور حزن، سینہ کی تنگی اور دل کے امراض پیدا ہوتے ہیں۔ گنہگار نفسانی لذتوں سے جب اُکتا جاتے ہیں تو اپنے دل کی افسردگی اور رنج وفکر کو مٹانے کے لئے پھر گناہ کرتے ہیں، اسی بارے میں گناہوں کا سرخیل شاعر کہتا ہے:

"ایک جام تو میں لذت کے لئے پیتا ہوں اور دوسرے جام سے پھر اس کا علاج کرتا ہوں۔"

پھر جب کہ گناہوں اور غلطیوں کے دل پر یہ اثرات پڑتے ہیں تو ان کی دوا بس توبہ واستغفار ہی ہے۔

خواتین کا خیال رکھیں نرمی کا معاملہ کریں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ان کے ساتھ حسن معاشرت کے ساتھ رہو۔" (۱۹:۴)

"اللہ نے تمہارے درمیان الفت ومحبت ڈال دی ہے۔" (۲۱:۳۰)

حدیث میں آیا ہے ''عورتوں کے ساتھ خیر کی نصیحت کیا کرو کیونکہ وہ تمہارے ہاتھ میں امانت ہیں۔'' ایک اور روایت میں ہے کہ تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہو۔ میں تم میں اپنے اہل وعیال کے لئے سب سے اچھا ہوں''

خوش نصیب گھر وہ ہے جو الفت سے بھرا ہو۔ تقویٰ' رضا مندی اور محبت کی اساس پر قائم ہو:

''کیا وہ شخص جس نے اپنی عمارت کو اللہ کے تقویٰ اور رضا مندی پر اٹھایا ہے بہتر ہے یا وہ آدمی جس نے اپنی بنیاد ٹوٹتے بکھرتے کنارے پر کھڑی کی، وہ عمارت جہنم کی آگ میں گر گئی اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔'' (۱۰۹:۹)

مسکراہٹ سے آغاز کیا جائے

بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ بیوی شوہر کا استقبال مسکراہٹ سے کرے اور شوہر بیوی کے لئے مسکرائے۔ مسکراہٹ اتحاد اور مصالحت کا اعلان ہے۔ فرمایا: اپنے بھائی سے مسکرا کر ملنا بھی صدقہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے مسکراتے تھے۔ ابتداء سلام سے کی جائے۔

''پس اپنے آپ کو سلام کرو اللہ کی جانب سے مبارک سلام'' (۶۱:۲۴) ایک دوسرے کو سلام کرے ''جب تمہیں سلام کیا جائے تو اسے اس سے بہتر جواب دو یا کم از کم اسی کو لوٹا دو۔'' (۸۶:۴) اسی میں سے یہ ہے کہ گھر میں داخل ہوتے وقت دعا کی جائے:

''اے اللہ ہم تجھ سے اچھا داخلہ اور اچھی واپسی چاہتے ہیں۔ اللہ کے نام سے ہم داخل ہوئے اور اللہ کے نام سے نکلیں گے اور اللہ پر ہی ہمارا بھروسہ ہے''

گھر کی خوش گواری اس سے بھی ہوتی ہے کہ فریقین نرمی سے بات کریں ''اور کہو اے میرے بندو بھلی بات کہو۔''

بقول شاعر:

''اس کا کلام تو جادو ہے اگر وہ پرہیزگار مسلمان تک کو قتل نہ کر ڈالتا تو جائز جادو ہوتا۔'' اگر دیر تک گفتگو کرے تو اکتاہٹ میں نہ ڈالے اگر مختصر کر دے تو مخاطب آرزو کرے کہ کاش گفتگو مختصر نہ

ہوتی۔ کاش کہ مرد اور عورت دونوں ہی ایسی باتوں سے بچیں جو دل شکنی کرنے اور جذبات بھڑکانے کا کام کرتی ہیں۔ کاش کہ وہ دونوں ہی ہر ایک کے خوشگوار پہلو پر نظر رکھیں اور کمزور انسانی پہلو سے صرف نظر کر لیں۔

مرد اگر بیوی کے محاسن شمار کرے اور اس کی کمی سے صرف نظر کر لے تو وہ مطمئن اور خوش رہے گا۔ حدیث میں آیا ہے۔

''کوئی ایمان والا مرد مومنہ سے نفرت نہ کرے کہ اگر اس کی ایک عادت ناپسند ہوگی تو دوسری اچھی لگے گی۔''

بقول شاعر:

ایسا کون ہے جس نے کبھی غلطی نہ کی ہو اور جس کے پاس بس نیکی ہی نیکی ہو۔ کون ہے جس کے فضائل کی تلوار کبھی کند نہ پڑے، محاسن کا گھوڑا لڑکھڑائے نہیں۔

''اگر اللہ کی رحمت اور فضل نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی کسی پر اچھائی نہ جتاتا۔''

گھریلو مسائل اکثر چھوٹی اور حقیر باتوں پر پیدا ہوتے ہیں۔ میں نے دسیوں ایسے چھوٹے مسئلے دیکھے جو جدائی پر منتج ہوئے اور بہت چھوٹی باتوں سے ان کی شروعات ہوئی تھی۔ مثلاً یہ سبب تھا کہ گھر کی صفائی نہ ہوئی تھی' کھانا وقت پر نہیں لگایا گیا۔ کبھی ایسا ہوا کہ عورت چاہتی تھی کہ گھر میں زیادہ مہمان نہ آیا کریں۔ اس طرح کے مسائل کی لمبی فہرست ہے جنہوں نے گھر کو تباہ کر دیا۔ ہم سب کے لئے ضروری ہے کہ اپنی حد میں رہیں۔ حقائق سے واقفیت پیدا کریں' اپنی کمزوری کا اعتراف کریں' وہم وخیال اور اس معیار کے پیچھے نہ پڑیں جو دنیا کے اولوالعزم افراد کو ہی نصیب ہوتا ہے۔ ہم انسان ہیں ہمیں غصہ بھی آتا ہے، حدت بھی پیدا ہوتی ہے، ہم کمزور ہیں غلطیاں بھی کرتے ہیں ہمیں ازدواجی امور کو بہتر طور پر چلانے والے اسباب ڈھونڈنے چاہئیں۔ امام احمد بن حنبلؒ کی طبیعت اور مزاج کو نمونہ بنائیں۔ ان کی بیوی ام عبداللہ کا انتقال ہوا تو فرمایا ہم چالیس سال ساتھ ساتھ رہے لیکن میرا اس سے کبھی اختلاف نہ ہوا۔ جب بیوی ناراض ہو تو شوہر کو چپ ہو جانا چاہئے۔ اسی طرح جب شوہر کو غصہ آئے تو بیوی خاموش ہو جائے، یہاں تک کہ غصہ ٹھنڈا ہو جائے، جذبات اعتدال پر آئیں اور دل کا

اضطراب ختم ہو جائے۔ ابن الجوزی نے ''صید الخاطر'' میں لکھا ہے ''جب دیکھو کہ ساتھی ناراض ہے اور غصہ میں بولتا جا رہا ہے تو اس کو بے پروائی سے ٹال دو، اس پر اس کا مواخذہ نہ کرو۔ کیونکہ اس وقت نشہ کی سی حالت میں ہے اور اسے نہیں معلوم کہ کیا بک رہا ہے۔ اس پر شیطان غالب ہے، طبیعت میں ہیجان ہے۔ عقل پر پردہ پڑ گیا ہے۔ اس لئے کچھ دیر تک صبر کرو اس کو زیادہ اہمیت نہ دو۔ اگر آپ نے اس کی بات پکڑ لی اور اس کے مطابق جواب دینا شروع کر دیا تو آپ کی مثال ایسی ہوگی کہ عقل مند مجنوں سے مقابلہ کر رہا ہے یا جیسے ٹھیک ٹھاک آدمی بے ہوش کو سرزنش کر رہا ہے اِس میں آپ کی ہی غلطی ہوگی۔ آپ تو اسے قابل رحم سمجھیں اور اس سے لطف لیں کہ تنگ مزاجی نے اسے کہاں پہنچا دیا ہے۔

یہ جان لیجئے کہ جب وہ متنبہ ہوگا اسے ندامت ہوگی اور آپ کے صبر کر لینے کا اعتراف کرے گا۔ کم سے کم اتنا کریں کہ اسے بالکل چھوڑ دیں یہاں تک وہ اعتدال میں آئے۔ جب باپ ناراض ہو تو بیٹے کو، شوہر ناراض ہو تو بیوی کو اس کا خیال رکھنا چاہئے اور اسے اپنی بات کہنے کا موقع دینا چاہئے کیونکہ جلد ہی اسے ندامت ہوگی لیکن اگر غصہ کی حالت میں اس کا مقابلہ کیا گیا تو اس کی حدت بڑھ جائے گی اور غصہ ختم ہونے کے بعد بھی اس کی عداوت نہ جائے گی۔

زیادہ لوگ اس کے برخلاف عمل کرتے ہیں، آدمی غصہ میں جو بکتا ہے وہ اس کا ترکی بترکی جواب دیتے ہیں حالانکہ یہ حکمت کا تقاضا نہیں ہے لیکن تقاضائے حکمت کو سمجھدار ہی سمجھ سکتے ہیں۔''

جذبۂ انتقام غصہ کرنے والوں کیلئے زہر ہے

کتاب ''المصلوبون فی التاریخ'' میں بعض ان جابروں کے قصے ہیں جنہوں نے اپنے دشمنوں کو شدید ایذائیں اور تکلیفیں پہنچا پہنچا کر مارا، پھر ان کو قتل کر کے بھی چین نہ ملا تو ان مردوں کو سولی دی، ظاہر بات ہے کہ مردہ کو سولی سے نہ تکلیف ہوتی نہ کوئی احساس کیونکہ روح جسم کا ساتھ پہلے ہی چھوڑ چکی ہے، لیکن زندہ قاتل کو انہیں زیادہ سے زیادہ ایذاء پہنچا کر سکون ملتا ہے۔ ایسے اذیت پسندوں کے دل کی آگ کبھی ٹھنڈی نہیں ہوتی۔ ان کے انتقام کا شعلہ نہیں بجھتا حتی کہ وہ دشمنوں سے

پہلے خود انہیں کو اندر سے جلاتا رہتا ہے۔ کیا یہ تعجب اور افسوس کی بات نہیں کہ بنی امیہ کے سقوط کے بعد بنوعباس کے بعض خلفاء نے انتقام کی آگ یوں ٹھنڈی کی کہ پہلے مرے ہوئے مردوں اور ان کی ہڈیوں کو نکال کر سولی پر لٹکایا پھر انہیں زندہ جلا دیا۔ یہ اسی اندھے جذبہ انتقام کا شاخسانہ تھا۔ جو خود منتقم کی ذات کے لئے بھی سوہان روح ہوتا ہے۔ اس کے اعصاب، اس کی راحت اور سکون و اطمینان سب کو غارت کر ڈالتا ہے۔ شاعر کے بقول:

جاہل کو دشمن اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا وہ خود اپنے آپ کو پہنچا دیتا ہے۔

''جب وہ تنہا ہوتے ہیں تو غیظ وغضب میں اپنی انگلیاں چبا ڈالتے ہیں کہو اپنے غصہ سے مر جاؤ۔'' (۱۱۹:۳)

وقفہ

کسی بندے پر ظلم و زیادتی ہو، دشمن مسلط ہو جائیں تو اسے سب سے زیادہ جو چیز فائدہ دیتی ہے وہ خلوص دل سے توبہ اور استغفار ہے، اس کی سعادت کی علامت یہ ہے اپنے نفس اور گناہوں اور عیوب کا جائزہ لے کر اس کی اصلاح کرے اور جو آفت نازل ہوئی اس پر سوچ بچار کے لئے وقت ہی نہ چھوڑے بلکہ توبہ اور اصلاح نفس میں لگ جائے باقی چیزیں اللہ تعالیٰ سنبھال لے گا۔ وہ مدد و نصرت کرے گا اور ضرور کرے گا۔ اگر ایسا کر لے تو اس کی سعادت کے کیا کہنے اور اس کی مصیبت بھی کیا ہی برکت والی ہوگی۔ کیا اچھا اثر اس پر پڑے گا۔ لیکن توفیق و ہدایت سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ جو وہ دے تو کوئی روک نہیں سکتا جو نہ دے تو کوئی دے نہیں سکتا۔ اور ہر کسی کو اس کی توفیق ملتی بھی نہیں نہ اس کی معرفت ہوتی ہے نہ ارادہ اور نہ قدرت اور ساری قوت و طاقت اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ شاعر نے کہا:

''پاک ہے وہ جو ہمیشہ عفو سے کام لیتا ہے اور ہم ہمیشہ کوتاہی کرتے ہیں۔ بندہ جب بھی غلطی کرتا ہے وہ درگزر کرتا ہے۔ جو خطا کار رہے اسے بھی دیتا ہے اور اس کا جلال اسے گنہگاروں کو بھی دینے سے نہیں روکتا۔''

اپنی شخصیت نہ کھودیجئے

انسان پر تین مرحلے گزرتے ہیں۔تقلید، انتخاب اور اختراع ،تقلید دوسروں کی نقل کرنا، ان کی شخصیت کا رنگ اختیار کرنا ہے ان کے صفات وعادات قبول کرلینا ہے۔اس تقلید کا سبب شدید وابستگی، عقیدت اور تعلق خاطر ہوتا ہے، جو آدمی کو حرکات وسکنات آواز اور لہجہ تک کی نقل اتارنے پر مجبور کردیتا ہے، یہ جذبہ اپنے کو دفنا دینا اور اپنی ذات کی معنوی خودکشی ہے۔ایسے لوگ اپنے کو تکلیف میں ڈالتے ہیں۔اپنی رائے کے خلاف جاتے اور پیچھے کی طرف چلتے ہیں۔کوئی اپنی فطری آواز دوسرے کی وجہ سے چھوڑ دیتا ہے۔کوئی اپنی چال دوسرے کی چال پر قربان کردیتا ہے۔کاش کہ یہ تقلید اچھی صفات میں ہوتی جس سے اسے بڑائی اور رفعت ملتی یعنی علم، کرم، بردباری وغیرہ میں۔لیکن آپ کو حیرت ہوگی کہ نقالچی حروف کے مخارج طریقہ کار اور ہاتھوں کے اشارہ میں نقل کرتے ہیں۔میں ایک بار پھر اس پر زور دوں گا کہ آپ دوسروں سے بالکل الگ ہیں آپ کو اپنی صفات اور صلاحیتوں کے حساب سے چلنا چاہیئے۔کیونکہ ابتدائے آفرینش سے کوئی دو آدمی بھی مکمل طور پر ایک دوسرے کے ہم شکل نہیں ہوتے۔

''تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف بھی نشانی ہے'' (۳۰:۲۲)

پھر ہم کیوں اپنی صفات اور صلاحیتوں میں دوسروں کی طرح بننا چاہتے ہیں؟ آواز کا جمال یہ ہے کہ آپ منفرد ہوں اور آپ کا حسن کلام یہ ہے کہ آپ متمیز ہوں، ''پہاڑوں میں بھی سفید اور سرخ ہیں ان کے رنگ مختلف ہیں'' (۳۵:۲۷)

بقول شاعر: تین ہیں' چار ہیں' اور ایک ، یہ سب اکٹھی ہوئیں تو آٹھ ہوگئیں۔سلیمی، سلمٰی، رباب، اس کی بہن، سعدی، لبنیٰ، المنی، قطام۔

صابرین لطف وکرم کے منتظر ہیں

یہ ایک بلند پایہ خطیب ہیں، جب تقریر کرتے تو الفاظ پرے باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں، زبان پر سیلاب کی طرح رواں دواں ہوتے ہیں۔یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیب ہیں، خطیب الاسلام

ہیں اوران کے شرف کے لئے یہی کافی ہے کہ اللہ کے رسول کے سامنے دین کی نصرت کے لئے اپنی خطیبانہ صلاحیتوں کا استعمال کرتے ہیں، وہ ثابت بن قیس بن شماس ہیں۔ اللہ کا فرمان نازل ہوتا ہے

''اے ایمان والو! نبیؐ کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرو۔ ان سے زور زور سے ایسے بات نہ کرو جیسے ایک دوسرے سے کرتے ہو مبادا کہ تمہارے اعمال انجانے میں ضائع ہو جائیں۔'' (۴۹:۲)

اس آیت کا مصداق ثابت بن قیس نے اپنے آپ کو سمجھا اور لوگوں سے چھپ کر گھر کے ایک گوشہ میں بیٹھ گئے اور رونے لگے، رسول نے ان کو معلوم کرایا تو صحابہؓ نے ان کے بارے میں یہی اطلاع آپؐ کو دی، آپؐ نے فرمایا:

''ہر گز نہیں ثابت تو اہل جنت میں سے ہیں۔'' اس طرح انذار ان کے حق میں بشارت ہو گیا۔

بقول شاعر:

ایسی خوشی ملی کہ اس نے سابقہ تکلیف کو مٹا دیا۔ غمزہ آدمی ابھی گھبرایا تھا کہ مسکرا پڑا۔ حضرت عائشہ اُم المؤمنینؓ پر جب بہتان لگایا گیا تو مسلسل ایک ماہ روتی رہیں، غم کے مارے کلیجہ چھلنی ہو گیا اور تیز بخار چڑھ آیا پھر ان کی برأت آئی فرمایا:

''جو لوگ پاک دامن بھولی بھالی مومنات پر الزام لگاتے ہیں ان پر دنیا و آخرت دونوں میں لعنت ہو گئی'' (۲۴:۲۳)

حضرت عائشہؓ نے اللہ کی حمد کی کہ پاکیزہ تھیں اور پاکیزگی مل گئی مومنین کو اس فتح مبین کی بڑی خوشی ہوئی۔ اسی طرح ان تین کا قصہ ہے جو غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے اور زمین کشادگی کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی تھی، ان کے دل تنگ ہو گئے انہوں نے جان لیا کہ اللہ سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتے پناہ بس وہی دے سکتا ہے پھر اللہ نے ان کی نصرت کی اور توبہ قبول فرمائی:

نہ جہاں میں کہیں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
مرے جرم خانہ خراب کو ترے عفو بندہ نواز میں

جس عمل میں راحت ملے اُسے کیجئے

ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ ''میں بیمار پڑا، طبیب نے مجھ سے کہا: آپ کے مطالعہ اور علمی گفتگو سے بیماری میں اضافہ ہوگا۔ میں نے کہا کہ اس پر تو صبر نہیں ہوسکتا میں تمہاری معلومات سے ہی محاکمہ کرتا ہوں کیا ایسا نہیں کہ جب نفس مطمئن اور خوش ہو تو طبیعت میں تازگی اور قوت آتی ہے اور مرض ختم ہو جاتا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں! ایسا ہی ہے میں نے کہا تو مجھے تو علم سے ہی سکون ملتا ہے، طبیعت میں اس سے قوت آئے گی اور میں ٹھیک ہو جاؤں گا، بولا: یہ ہمارے علاج سے باہر کی چیز ہے''

''اسے اپنے لئے شر نہ سمجھو وہ تمہارے لئے خیر ہے۔'' (۱۱:۲۴)

ہم اِن کو اُن کو سب کو دیتے ہیں

ہمیں صبر و استقلال سے وقت کو نتیجہ خیز بنانے اور مفید کام کرنے اور عمل صالح میں سبقت کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ ہماری سعادت ہوگی جب ہم دوسروں کو نفع پہنچائیں، شعور پیدا کریں، خدمت کریں اور اپنے رویہ سے اعلیٰ تہذیب و ثقافت پیش کریں۔ ہماری واقعی خوش نصیبی ہوگی جب ہم زندگی کو یونہی نہ بتادیں۔ ہم بے کار پیدا نہیں ہوئے ہمارا وجود عبث نہیں۔ ایک دن الزرکلی کی ''الإعلام'' کی ورق گردانی کی جس میں مشرق و مغرب کے حکمرانوں، سیاست دانوں، علماء حکماء ادباء اور طبیبوں کے تذکرے ہیں ان میں قدر مشترک یہ ہے کہ وہ سب نابغۂ روزگار اور مشہور ہیں۔ ان کی سوانح سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ نے مخلوق میں اپنی سنت قائم رکھی ہے اور اپنا وعدہ پورا کیا ہے کہ جو دنیا کی وجہ سے کارنامے انجام دے اسے دنیا میں ہی پورا فائدہ مل جاتا ہے، شہرت و ناموری ہوتی ہے، منصب اور جاہ و مال حاصل ہوتے ہیں اور جو آخرت کے لئے اچھے اعمال انجام دیتا ہے اسے یہاں وہاں دونوں کا فائدہ ملتا ہے، دنیا بھی ملتی ہے دنیوی شہرت و قبولیت کے ساتھ آخرت کا اجر و ثواب بھی ملتا ہے

''تیرے رب کی عطاء و بخشش ان کو ان کو سب کو ملتی ہے اور کسی کو محروم نہیں رکھا جاتا۔''

اسی کتاب میں بعض عبقری اشخاص کے احوال بھی ہیں جنھوں نے انسانیت کی تو خدمت کی

اور کارہائے نمایاں انجام دیئے لیکن آخرت کے لئے کچھ نہیں کیا ان میں غیر مومنین خاص ہیں۔ میں نے پایا کہ انہوں نے دوسروں کو تو خوش کیا لیکن اپنے آپ کو خوشی نہ دے سکے چنانچہ بعض نے خودکشی کی' بعض اپنے حالات اور زندگی سے دل گرفتہ ہو گئے بعض نے شدت وتنگی کی زندگی بسر کی۔ میرے دل نے سوال کیا۔ مجھ سے کچھ لوگ فائدہ اٹھالیں میں محروم رہوں۔ وہ خوش ہوں میں بدحال تو کیا فائدہ؟ بقول شاعر:

''بہت سوں کو تم نے خوش کر دیا جب کہ تم مغموم ہو، بہت سوں کو ہنسایا جبکہ خود روتے رہے۔''

میں نے پایا کہ اللہ نے ان بڑے لوگوں میں سے ہر ایک کو وہ دے دیا جو اس نے چاہا اور اپنا وعدہ پورا کر دیا۔ لہٰذا ان میں سے کچھ نے نوبل انعام حاصل کیا کہ اسی کے لئے کدوکاوش کی تھی بعض نے سب سے زیادہ شہرت حاصل کی کہ اسی کی تمنا تھی۔ بعض نے مال وزر پالیا کہ اسی کی للک تھی۔ ان میں بعض اللہ کے نیک بندے بھی تھے جنہوں نے بفضلہٖ تعالیٰ دنیا وآخرت کا ثواب پالیا کیونکہ انہیں بس اللہ کی خوشنودی ورضا درکار تھی۔

بالکل حق اور صحیح بات ہے کہ گمنام سعادت منداور اپنے منہج وطریقہ کا پابند شخص اس دولت مند مشہور آدمی سے زیادہ خوش ہوگا جو اپنی فکر اور اصول پر نہ چلتا ہو۔ جزیرہ العرب کا مسلمان اونٹ چرانے والا اسلام کے باعث ٹالسٹائی جیسے مشہور ومعروف ادیب سے زیادہ خوش نصیب ہے۔ کیونکہ پہلے نے زندگی اطمینان وسکون سے گزاری اسے اپنے انجام کی خبر تھی دوسرے کی زندگی ٹکڑوں میں بٹی تھی تتر بتر تھی، مقصد ملتا نہ تھا، مستقبل معلوم نہ تھا۔

انسانیت نے سب سے بڑی دوا اور سب سے اہم علاج جو دریافت کیا ہے، وہ مسلمان کے پاس ہے اور وہ قضا وقدر پر ایمان رکھنا ہے۔ بعض حکماء کہتے ہیں جو قضا وقدر کو نہ مانے وہ زندگی میں خوش نہیں ہوسکتا۔ اس بات کو آپ کے سامنے میں بار بار اور مختلف اسالیب میں پیش کر چکا ہوں۔ ایسا عمداً کیا ہے، کیونکہ اس کا مجھے یقین ہے۔ یہ میرا ذاتی تجربہ بھی ہے دوسروں کا بھی کہ جہاں خوشی کی بات ہوگی وہاں ہم قضا وقدر پر ایمان کی بات کریں گے جہاں کوئی ناپسندیدہ بات ہوتی ہے تو وہاں قضا وقدر کا خیال کم ہی آتا ہے۔ اسی لئے ایمانیات میں قضا وقدر کو ماننا بھی ایک ضروری شرط قرار پائی۔ فرمایا:

''کہ تم اچھی بری اور کڑوی میٹھی ہر طرح کی تقدیر پر بھی ایمان لاؤ۔''

اللہ ایمان والوں کے دل کی رہنمائی کرتا ہے

قضا وقدر پر ایمان والا کیسے خوش رہتا ہے اور ایمان نہ رکھنے والا کس طرح شکوک وشبہات کا شکار رہتا ہے یہ ایک قصہ سے واضح ہوگا۔ ایک مشہور امریکی مصنف ''بودلی'' ہے جس نے ''صحراء کی آندھی'' اور The Prophet وغیرہ کتابیں لکھی ہیں۔ ۱۹۱۸ء میں اس نے مغربی شمالی افریقہ کو وطن بنالیا جہاں مسلمان بادیہ نشینوں کے ساتھ رہنا سہنا تھا۔ یہ لوگ روزہ نماز اور ذکر اذکار کے پابند تھے۔ ان کے ساتھ گزارے بعض مشاہدات اس نے لکھے ہیں: ''ایک دن تیز آندھی آئی جس نے صحراء کی ریت اٹھا کر، بحر ابیض متوسط پار کر کے فرانس کی وادی الروی میں جاڈالا۔ آندھی نہایت شدید گرم تھی۔ گرمی کی شدت سے مجھے لگا کہ میرے سر کے بال اکھڑ جائیں گے اور اس کی شدت سے میں پاگل ہو جاؤں گا۔ لیکن عربوں کو کوئی پرواہ ہی نہ ہوئی، انہوں نے کندھے اچکائے اور کہا یہ مقدر کی بات ہے۔ پھر اپنے کام میں لگ گئے، قبیلہ کا سردار شیخ بولا کہ ہماری ہر چیز برباد ہو سکتی تھی لیکن الحمد للہ بہت زیادہ نقصان نہیں ہوا اب بھی ہمارے مویشیوں میں ۴۰ فیصد باقی ہیں اور ہم ان سے دوبارہ کام کی شروعات کر سکتے ہیں۔

ایک حادثہ اور ہے، ایک دن ہم صحراء میں کار سے جا رہے تھے ایک پہیہ خراب ہو گیا۔ ڈرائیور احتیاطی پہیہ رکھنا بھول گیا تھا۔ اب مجھے غصہ بھی آیا اور فکر بھی لاحق ہوئی۔ قبائلیوں نے کہا کہ غصہ کا کوئی فائدہ نہ ہوگا کہ طیش میں آ کر انسان حماقتیں کر بیٹھتا ہے۔ اس کے بعد گاڑی تین ہی پہیوں پر چلی تھوڑا سا ہی چلے تھے کہ معلوم ہوا تیل ختم ہو گیا ہے، اب بھی اعرابی ساتھی نہیں بھڑکے بلکہ پرسکون رہے اور راستہ پیدل چل کر طے کیا۔ راستہ بھر نغمے گنگناتے رہے۔ اعرابیوں کے ساتھ صحرا میں سات سال جو گزارے ان سے مجھے اندازہ ہو گیا کہ امریکہ ویورپ میں اضطراب سے دوچار نفسیاتی بیماریوں کے مریض اور نشہ باز جو منشیات پر پیسے خرچ کرتے ہیں وہ موجودہ تمدن کا شکار ہیں جس کی اساس بھاگ دوڑ اور سرعت ہے۔ صحراء میں رہتے ہوئے مجھے کوئی بے چینی نہیں ہوئی وہ اللہ کی جنت ہے وہاں سکینت، رضا اور قناعت ہے اگرچہ بہت سے لوگ اعرابیوں کے عقیدۂ جبر وقدر کا مذاق اڑاتے ہیں،

لیکن کون جانتا ہے کہ یہ اعرابی ہی حقیقت کو پا گئے ہوں کیونکہ جب میں زندگی کی یادیں حافظہ میں تازہ کرتا ہوں تو احساس ہوتا ہے کہ وہ مختلف حادثوں اور واقعات سے پر ہے جو وہم وگمان میں بھی نہیں آتے تھے۔ اعرابی اس کو قضا وقدر یا قسمت کہتے ہیں۔ آپ ان کو کچھ بھی نام دے سکتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ صحراء کو چھوڑے ۱۷ سال ہو گئے لیکن میرا اب تک تقدیر کے بارے میں وہی موقف ہے جو عربوں کا تھا۔ چنانچہ حوادث کا سامنا میں اطمینان وسکون سے کرتا ہوں، عربوں سے جو عادات سیکھیں وہ اعصاب کو سکون دینے میں مسکن دواؤں اور جڑی بوٹیوں سے بھی زیادہ کامیاب ہیں۔"

صحرائی عربوں کو یہ تعلیم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملی ہے۔ مشکاۃ نبوت کی اس تعلیم کا خلاصہ لوگوں کو حیرانی اور تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لانا ان کے سر سے مٹی جھاڑنا ان کے بوجھ اور بیڑیاں اُتار پھینکنا ہی ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ جو وثیقہ لے کر آئے اُس میں سکون واطمینان کا راز چھپا ہے۔ ناکامی سے بچانے کے طریقے ہیں۔ تقدیر کا اعتراف، حق پر عمل مقصد تک پہنچنا' نجات کی کوشش اور جدوجہد کرنے پر اُبھارنا ہے، یہ ربانی مشن اس لئے آیا کہ کائنات میں انسان کا مقام متعین کرے' دل کو سکون اور قلب کو اطمینان دے، رنج وفکر ختم کرے عمل واخلاق کا تزکیہ کردے تاکہ ہم اور آپ ایک مثالی بندہ بن جائیں جو غایت وجود سے واقف ہوتا ہے۔

منہج اعتدال

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا" اسی طرح ہم نے تم کو امت وسط بنایا ہے"(۲:۱۴۳)

سعادت اعتدال میں ہے غلو، زیادتی اور افراط وتفریط میں نہیں۔ وسطیت ایک قابل تعریف منہج ہے، جو بندہ کو افراط وتفریط سے روکتا ہے۔ وسطیت اسلام کے خصائص میں سے ہے، یہودیت ونصرانیت دونوں کے بیچ اسلام اعتدال کا راستہ ہے، یہودیت میں صرف علم ہے عمل نہیں۔ نصرانیت میں عبادت میں غلو ہے علم ودلیل نہیں جب کہ اسلام، علم وعمل، جسم وروح اور عقل ونقل سب کا حامل ہے، وسطیت سے زندگی میں خوشگواری آئے گی۔ عبادت میں اعتدال ہو کہ جسم کو عبادت میں نہ گھلائیں کیونکہ اس سے مداومت اور نشاط کا خاتمہ ہو جائے گا۔ ایسے خشک بھی نہ بنیں کہ نوافل چھوڑ دیں فرائض میں

کوتاہی ہو اور ٹال مٹول کی عادت پڑ جائے۔ انفاق میں بھی اعتدال ہو، مال ضائع نہ کریں آمدنی کو یونہی نہ اڑائیں کہ غریب ولاچار ہو کر رہ جائیں۔ تنگ دلی اور بخل سے بھی کام نہ لیں کہ ملامت ومحرومی حصہ میں آئے۔ اخلاق میں بھی اعتدال ہو، نہ زیادہ سنجیدگی نہ حد سے زیادہ نرمی نہ ترش روئی، نہ بے پناہ ہنسی ٹھٹھا، نہ حد سے زیادہ تنہائی اور نہ فضول قسم کا اختلاط۔ چیزوں کے لینے اور حکم لگانے میں اور دوسروں سے معاملات کرنے میں یہی منہج اعتدال ہے، اس میں نہ زیادتی کی اجازت ہے جس میں اقدار کو ناپا جائے، نہ کمی کی گنجائش جس سے خیر کی جڑ مرجھا جائے، زیادتی اسراف ہے کمی میں جفاء ہے

''پس اللہ نے اہل ایمان کو جس حق میں وہ اختلاف کر رہے تھے صحیح راستہ بتایا، وہ جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت دیتا ہے'' (۲:۲۱۳)

نیکی دونوں انتہاؤں کے بیچ ہے یعنی افراط اور تفریط کے درمیان، غلو اور کمی کے درمیان، یعنی حق دو باطلوں کے درمیان ہے۔ زیادتی اور نقص، تہور اور بزدلی کے بیچ میں سعادت ہے۔

نہ یہ نہ وہ

مطرف بن عبداللہ کہتے ہیں سواری کو اتنا تیز دوڑانا کہ سوار اور سواری کو نقصان پہنچے سب سے بری چال ہے، حدیث میں آیا ہے ''سب سے برا نگراں وہ ہے جو توڑ پھوڑ مچائے'' یعنی وہ ذمہ دار جو اپنے گھر یا دوسری ذمہ داری میں زیادتی سے کام لے۔ کرم، اسراف اور بخل کے درمیان کی حالت ہے۔ شجاعت، بزدلی اور تہور کے بیچ ہے۔ بردباری وہ ہے جو حدت اور برودت ذہنی کے درمیان ہے۔ ترش روئی اور ٹھٹھے کے بیچ میں مسکراہٹ ہے۔ صبر سختی اور جزع فزع کے درمیان ہے۔ غلو کا علاج یہ ہے کہ اس میں تخفیف کی جائے، اور اس کے گرم شعلہ کو ٹھنڈا کیا جائے۔ جفاء کی دوا مضبوط ارادہ اُمید کی کرن اور ہمت مردانہ ہے۔

''ہمیں صراط مستقیم کی ہدایت دے، ان کے راستہ کی جن پر تو نے انعام کیا۔ ان کی نہیں جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ ان کی جو گمراہی میں ہیں۔'' (۱:۶-۷)

وقفہ

زندگی میں صبر سے مشکل کوئی چیز نہیں، محبوب چیز نہ ملے تب صبر، مکروہات کا سامنا ہو تب صبر، بطور خاص جب زمانہ دراز ہو جائے یا کشادگی سے مایوس ہو جائے۔ ایسی مدت میں زاد سفر کی ضرورت ہوتی ہے جو کئی طرح کا ہو سکتا ہے مثلاً مصیبت بڑی بھی ہو تب بھی اسے چھوٹا سمجھنا اور یہ خیال کرنا کہ اس سے بڑی مصیبت بھی آ سکتی تھی، جیسے ایک لڑکا مر جائے، ایک اور ہو جو اس سے بھی زیادہ عزیز ہو۔

اس میں سے یہ ہے کہ دنیا میں اس کے عوض کی اُمید ہو۔ اسی میں یہ بھی ہے کہ آخرت میں اجر کی اُمید رکھے۔ اور یہ بھی کہ دنیا میں لوگ اس کی اچھائی کی تعریف کریں اور اللہ تعالیٰ سے اجر کی بھی اُمید ہو۔ اسی میں یہ بھی ہے کہ آہ وزاری سے کوئی فائدہ نہ ہوگا بلکہ آدمی اور رسوا ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس قسم کی بہت سی چیزیں ہیں جن کی رہنمائی فکر وعقل کرتی ہے۔ صبر کی زادراہ یہی ہے۔ اس لئے صابر کو اپنے آپ کو ان میں مشغول کر کے مصیبت کے ایام کاٹنے چاہئیں۔

ولی کون ہیں؟

ولیوں کی صفات میں یہ ہے کہ وہ شوق سے اذان کا انتظار کرتے ہیں، تکبیر تحریمہ پر دوڑ پڑتے ہیں، پہلی صف میں جگہ پانے کے لئے بے تاب ہوتے ہیں، حلقۂ ذکر میں ہمیشہ بیٹھتے ہیں۔ سلامتی صدر، سنت کے احترام، کثرت ذکر، اکلِ حلال، لایعنی باتوں سے گریز، بقدر کفاف پر رضامندی اور کتاب وسنت کی تعلیمات سیکھنا ان کی عادتیں ہوتی ہیں، ان کا چہرہ کھلا رہتا ہے، وہ مسلمانوں کے مصائب پر تڑپتے ہیں، اختلافی باتوں پر نہیں جاتے، شدائد پر صبر کرتے ہیں، معروف کا حکم دیتے ہیں۔

معیشت میں اعتدال سب سے اچھی چیز ہے، نہ زیادہ مالداری اور نہ ایسا فقر جو سب کچھ بھلا دے، بلکہ اتنا ہو جو کافی وشافی ہو۔ جس سے غرض پوری ہو جائے۔ اور زندگی کا مقصد حاصل ہو۔ ایسی ہی زندگی سب سے اچھی اور ایسی ہی روزی سب سے زیادہ مفید ہے جو بقدر کفاف ہو۔ رہنے کے لئے گھر ہو، محبت والی بیوی، اچھی سواری، اور بنیادی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے تھوڑی سی رقم۔

اے طاہر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے

ریاض شہر کے ایک معزز آدمی نے مجھے بتایا کہ ۱۳۷۶ھ میں جبیل کے کئی مچھیرے مچھلی کے شکار کے لئے سمندر کی طرف گئے۔ تین دن رات انہیں ایک بھی مچھلی ہاتھ نہیں لگی وہ پنج وقتہ نمازی تھے۔ پاس میں مچھیروں کا ایک اور گروپ بالکل بے نمازی تھا لیکن وہ شکار میں کامیاب ہو رہا تھا۔ ان میں سے بعض لوگ بولے سبحان اللہ! ہم تمام نمازیں پڑھتے ہیں اور ابھی تک کچھ نہیں ملا۔ یہ بے نمازی ہیں اور کامیاب ہیں۔ شیطان نے وسوسہ اندازی کی اور پہلے فجر کی چھوٹی پھر ظہر عصر چھوڑ بیٹھے بعد عصر سمند کے پاس پہنچے تو ایک مچھلی ملی، اسے نکال کر اس کا پیٹ چیرا تو اس کے اندر سے ایک قیمتی موتی نکلا ان میں سے ایک نے اسے الٹ پلٹ کر دیکھا پھر بولا کیا خدا کی شان ہے! جب اطاعت خدا کر رہے تھے تو کچھ نہ ملا، نافرمانی میں یہ مال ہاتھ آیا۔ یقیناً دال میں کچھ کالا ہے۔ پھر اُس نے موتی اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا کہ اللہ اس کا عوض عطا فرمائے گا۔ ساتھیوں سے بولا چلو دوسری جگہ چلو یہاں ہم نے نافرمانی رب کی ہے۔ وہاں سے تین چار کلو میٹر دور جا کر خیمہ لگایا پھر ساحل سمندر پر پہنچے، اب کی بار انہیں الکنعد مچھلی ملی، اس کے پیٹ میں بھی ایک بہترین موتی ملا بول اٹھے۔ الحمد للہ اس نے ہمیں رزق طیب عنایت کیا۔ اب کیونکہ وہ توبہ کر چکے تھے اور نماز پڑھ رہے تھے اس لئے اس موتی کو لے لیا۔

دیکھئے کہ معصیت میں پڑے تھے تو رزق خبیث ملا، طاعت گزار ہوئے تو رزق طیب ''اگر وہ اللہ ورسول کی عطا پر راضی رہتے اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے تو اللہ ورسول انہیں اپنے فضل سے اور نوازتے وہ کہتے کہ ہم اللہ کی طرف ہی رغبت رکھتے ہیں۔''

یہ اللہ کا لطف وکرم ہے، جو شخص اللہ کے لئے کچھ چھوڑ دیتا ہے اللہ اس کا بہترین بدلہ دیتا ہے۔

اس سے مجھے حضرت علیؓ کا قصہ یاد آ گیا آپ کوفہ کی مسجد میں چاشت کی نماز پڑھنے کے لئے داخل ہوئے۔ انہوں نے دروازے کے پاس ایک لڑکا دیکھا اُس سے کہا بیٹے اس خچر کو پکڑ لو تا کہ میں

نماز پڑھ لوں۔ پھر آپ مسجد میں آ کر نماز میں مشغول ہو گئے۔ لڑکے نے خچر کی نکیل لی اور اسے بیچنے کے لئے بازار چلا گیا۔ حضرت علیؓ نماز کے بعد خچر کے پاس آئے دل میں ارادہ تھا کہ لڑکے کو اس کی خدمت کے عوض ایک درہم دیں گے۔ اب آپ نے پایا کہ نہ لڑکا نہ خچر کی لگام۔ اس کے پیچھے ایک آدمی کو بازار روانہ کیا، اس نے لڑکے کو پایا کہ ایک درہم میں لگام بیچ رہا ہے واپس آ کر حضرت علیؓ کو اس کی خبر دی، فرمایا سبحان اللہ! میں تو اسے حلال کا ایک درہم دینا چاہتا تھا لیکن وہ حرام ہی لینا چاہتا ہے۔

بندے جہاں اور جس جگہ بھی ہوں جہاں بھی جائیں اور اتریں اللہ کا لطف وکرم ساتھ ساتھ رہتا ہے۔

''تم جن کام میں بھی ہوتے ہو قرآن کی جو بھی تلاوت کرتے ہو اور جو عمل بھی انجام دیتے ہو ہم ہر جگہ رہتے ہیں، جب تم وہاں آ رہے ہوتے ہو، تمہارے رب کی گرفت سے زمین و آسمان میں کوئی ذرہ بھی دور نہیں ہے۔'' (۱۰:۶۱)

اللہ وہاں سے روزی دیتا ہے جہاں کا گمان بھی نہیں ہوتا

التنوخی نے اپنی کتاب ''الفرج بعد الشدۃ'' میں ایک قصہ لکھا ہے جو یہاں ذکر کرنے کے لائق ہے کہ ایک آدمی مصیبت میں گرفتار ہوا۔ روزی کے دروازے اس پر بند ہو گئے ایک دن گھر میں فاقہ کی نوبت بھی آ گئی، اس نے کہا کہ ایک دن تو بھوکے رہ گئے، دوسرے دن جب سورج ڈوبنے کے قریب ہوا۔ تو بیوی بولی، جاؤ کچھ تلاش کر کے لاؤ، روزی روٹی کا کچھ بندوبست کرو ورنہ مر جائیں گے، کہتا ہے، مجھے ایک پڑوس کی عورت یاد آئی اس کے گھر جا کر میں نے اس سے سب حال بتایا، اُس نے کہا ہمارے پاس تو صرف ایک مچھلی ہے وہ بھی سڑ گئی ہے، میں نے کہا وہی دو، ہم تو مر رہے ہیں، میں اُسے لے گیا۔ اُس کا پیٹ چیرا تو اُس سے ایک موتی نکلا جو ہزار دینار میں فروخت ہوا۔ میں نے پڑوسن کو یہ بات بتائی تو اس نے کہا جو میرا حصہ ہو بس وہی میں لوں گی زیادہ نہیں۔ کہتا ہے: اُس کے بعد میں ثروت مند ہو گیا، اس سے گھر میں اثاثہ خریدا، اصلاح حال ہوئی اور روزی میں کشادگی ہو گئی اور یہ محض اللہ کا لطف وکرم ہے۔

''تمہیں جو بھی نعمت ملی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے۔'' (۱۶:۵۳) ''یاد کرو کہ جب تم اپنے رب سے فریاد کناں تھے تو اس نے تمہاری فریاد سن لی۔'' (۸:۹)

وہی بارش برساتا ہے

ایک فاضل صوفی نے ہم سے بیان کیا کہ بادیہ میں وہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ رہتے تھے۔ عبادت، انابت اور ذکر واذکار ہی کی مشغولیت تھی۔ کہتے ہیں، ہمارے قریب کے پانی کے چشمے سوکھ گئے۔ میں گھر والوں کے لئے پانی لینے کے لئے نکلا۔ میں نے پایا کہ چشمہ سوکھ گیا ہے۔ دائیں بائیں تمام اطراف میں پانی ڈھونڈا لیکن ایک قطرہ پانی بھی نہ ملا، پیاس لگنے لگی، بچے پانی پانی کرنے لگے تو میں نے اللہ سے لو لگائی۔ تیمّم کیا قبلہ رُخ کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی پھر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔ رویا گڑگڑایا، یہ آیت یاد آئی کہ ''کون ہے جو پریشان کی سنتا ہے جب وہ اسے پکارے'' بخدا میں اپنی جگہ سے اٹھا بھی نہ تھا کہ ایک بدلی اٹھی اور صحراء میں عین میرے مکان پر مرتکز ہو کر خوب برسی ہمارے اطراف کے تمام چشمے بھر گئے۔ ہم نے غسل بھی کیا اور وضو بھی۔ حالانکہ آسمان بالکل صاف تھا نہ بادل تھے نہ گھٹا۔ میں نے اللہ کی حمد کی، اپنے مکان کے پیچھے تھوڑا بڑھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہی سوکھا اور قحط ہے۔ تب اندازہ ہوا کہ اللہ نے خاص میری دعا پر یہ بدلی ارسال فرمائی تھی، میں نے اللہ عزوجل کی حمد کی۔

''وہی ہے جو بارش نازل کرتا ہے مایوسی کے بعد اپنی رحمت پھیلاتا ہے اور وہی ولی وحمید ہے۔'' (۴۲:۲۸)

لہٰذا ضروری ہے کہ ہم اللہ کے سامنے گڑگڑائیں کیونکہ اس کے علاوہ نہ کوئی نفس کی اصلاح کر سکتا ہے، نہ روزی اور ہدایت دے سکتا ہے، نہ توفیق اور ثبات دے سکتا ہے اور نہ مدد کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک نبیؑ کے بارے میں خود فرمایا ''ہم نے اس کی بیوی کو اس کے لئے ٹھیک کر دیا یہ لوگ خیر کے کاموں میں سبقت کرتے اور رغبت وخوف میں ہمیں پکارتے اور ہمارے سچے اطاعت گزار تھے۔'' (۲۱:۹۰)

نعم البدل بھی وہی دیتا ہے

ابن رجب وغیرہ نے لکھا ہے کہ مکہ میں ایک عابد زاہد شخص تھا۔ اس کا مال ختم ہوگیا اور شدید بھوک کے باعث ہلاکت کے قریب ہوگیا۔ مکہ کی کسی گلی میں گھومتے ہوئے اسے ایک قیمتی و نفیس ہار پڑا ملا۔ اسے آستین میں دبا کر حرم پہنچا تو دیکھا کہ ایک شخص ہار کی گمشدگی کا اعلان کر رہا ہے کہتے ہیں کہ اس نے مجھے صحیح صحیح اس ہار کے بارے میں بتا دیا تو وہ ہار اسے دے کر میں نے گزارش کی کہ میری بھی کچھ مدد کرے لیکن اس نے ہار لیا اور مڑے بغیر چلتا بنا، ایک دھیلا بھی مجھے نہ دیا۔ میں نے کہا اے اللہ یہ میں نے تیری خاطر چھوڑ دیا، تو ہی اس کا نعم البدل عنایت کر۔ پھر وہ ساحل کی طرف گیا اور ایک کشتی میں بیٹھ گیا کہ اچانک تیز و تند ہوا چلی جس سے کشتی پھٹ گئی یہ شخص ایک لکڑی پر بیٹھا رہا، موجیں دائیں بائیں دھکیلتی ہوئی ایک جزیرہ پر لے گئیں وہاں اترا تو ایک مسجد دیکھی جہاں چند لوگ نماز پڑھ رہے تھے، اس نے بھی نماز پڑھی پھر قرآن کے کچھ اوراق پائے تو تلاوت کرنے لگا۔ لوگوں نے کہا 'تم قرآن پڑھے ہوئے ہو؟' اس نے کہا 'ہاں' کہتے ہیں کہ انہوں نے مجھے اپنے بچوں کو قرآن پڑھانے کے لئے کہا۔ اجرت پر بات طے ہوگئی پھر میں نے لکھا تو بولے کہ بچوں کو لکھنا بھی سکھا دو۔ چنانچہ اجرت پر میں نے انہیں لکھنا بھی سکھانا شروع کر دیا۔ پھر انہوں نے کہا: ہمارے ایک صالح آدمی جس کی وفات ہوگئی ہے کی ایک بیٹی ہے کیا تم اس سے شادی کر سکتے ہو؟ میں نے کہا کیا حرج ہے۔ کہا ''پھر میں نے اس سے شادی کر لی جب اس کے پاس گیا تو وہی ہار اس لڑکی کی گردن میں تھا۔ میں نے پوچھا اس ہار کا کیا قصہ ہے؟ تب اُس نے بتایا کہ اس کے باپ سے یہ ہار مکہ میں کھو گیا تھا ایک آدمی کو ملا تھا جسے اُس نے اس کے حوالہ کر دیا تھا۔ اس کا باپ سجدے میں یہ دعا کیا کرتا تھا کہ اس کی بیٹی کو ایسا ہی شوہر ملے، کہا کہ وہ آدمی تو میں ہی ہوں۔ یعنی وہ ہار اسے حلال طریقے سے مل گیا کیونکہ اس نے اللہ کے لئے اسے چھوڑ دیا تھا، اللہ نے اُسے نعم البدل عنایت کیا'' کیونکہ اللہ پاک ہے، پاکیزہ چیز ہی پسند کرتا ہے۔''

مانگنا ہی ہے تو اللہ سے مانگو

اللہ کا لطف قریب ہے، وہ سمیع و مجیب ہے، ہم خطا کار ہیں لہٰذا ہمیں شدید ضرورت ہے کہ اسے پکاریں اس سے دعا کریں اور اس میں اکتائیں نہیں ہم یہ نہ کہیں کہ کتنی ہی دعا کر لی قبول ہی نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے در پر گریں اور یا ذا الجلال والاکرام کا ورد کریں' اللہ کی صفات حسنیٰ اور صفات علیا کو بار بار دہرائیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ہماری فریاد سن لے یا اپنے پاس سے کوئی بدلہ دے۔

''اپنے رب کو گڑ گڑا کر اور چپکے چپکے پکاریئے'' (۷:۵۵)

ایک داعی نے اپنے کسی رسالہ میں لکھا ہے کہ ایک مسلمان اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ایک ملک میں پناہ لینے کے لئے گیا اور وہاں کی شہریت مانگی۔ اپنے دوست احباب سے مدد مانگی اور پوری کوشش کی لیکن اس کے سارے راستے بند ہو گئے۔ تدبیریں ناکام ہو گئیں۔ اس کی ملاقات ایک متقی عالم سے ہوئی اور ان سے سارا حال بیان کیا، انہوں نے کہا کہ رات کے اخیر حصہ میں اپنے آقا و مولیٰ کے دربار میں کھڑے ہو جاؤ، وہی ہر چیز کو آسان کرے گا۔ یہی حدیث کا مفہوم ہے کہ ''جب تم مانگو تو اللہ سے ہی مانگو، مدد لو تو اللہ سے لو اور یہ جان لو کہ تمام لوگ مل کر بھی تمہیں فائدہ پہنچانا چاہیں تو نہیں پہنچا سکتے سوائے اس کے جو اللہ نے تقدیر میں لکھ دیا ہے'' اس آدمی کا کہنا ہے: اس کے بعد میں نے لوگوں کے پاس اور سفارشیں کروانا چھوڑ دیا۔ میں روز رات کے اخیر حصہ میں وہی عمل کرتا جو اس عالم نے بتایا تھا۔ اور سحر میں دعائیں کرتا۔ کچھ ہی دنوں کے بعد میں نے پھر درخواست دی اور کوئی سفارش استعمال نہیں کی کچھ دن کے بعد میں گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ طلبی آئی اور مجھے شہریت مل گئی جسکی سخت ضرورت تھی۔

قیمتی لمحات

التنوخی نے ذکر کیا ہے: بغداد میں ایک وزیر نے ایک بڑھیا کے مال و اسباب پر دست درازی کی اس کے حقوق و اموال ضبط کر لئے، بڑھیا روتی پیٹتی اس کے پاس گئی اور اُس کے ظلم و جور کا ذکر کیا اُس نے کوئی پروانہ کی، نہ توبہ کی، بڑھیا نے کہا میں تجھے بد عادوں گی۔ تب وہ بوڑھیا کا مذاق اُڑانے لگا

اور بولا جا جا رات کے تیسرے پہر میں بددعا دینا، اُس نے اپنے فسق وطاقت کے زعم میں ایسا کہا تھا لیکن بڑھیا نے اس پر عمل شروع کر دیا۔ کچھ ہی دنوں میں وہ معزول ہوا، اس کے اموال چھین لئے گئے۔ جائداد ضبط ہوئی۔ اور بیچ بازار میں کوڑے لگائے جانے لگے کیونکہ لوگوں پر خوب ظلم ڈھائے تھے۔ بڑھیا وہاں سے گزری اور اس سے کہا ''تو نے صحیح مشورہ دیا تھا۔ رات کے تیسرے پہر کو میں نے بہت اچھا پایا۔''

رات کا یہ حصہ بہت ہی قیمتی اور گراں قدر ہے اس میں رب العزت فرماتا ہے ''کوئی مانگنے والا ہے کہ میں اسے دوں، کوئی مغفرت چاہتا ہے کہ میں اس کی مغفرت کر دوں، کوئی پکارنے والا ہے کہ اس کی پکار سنوں؟''

نوجوانی میں بہت سے تجربے ہوئے، بہت سی باتیں سنیں، اور بہت سے ناقابل فراموش حادثات سے گزرا لیکن جو سب سے زیادہ فریاد رس بھی ہو اور مدد ولطف وکرم کا منبع بھی ایسا اللہ کے سوا کوئی دوست نہیں ملا۔

خلیج کے بحران کے وقت میں ہوائی جہاز سے ابہا سے ریاض کو روانہ ہوا۔ آسمان میں بلند ہوتے ہی اعلان ہوا کہ دوبارہ ہوائی اڈے پر جہاز اُترے گا کیونکہ اُس میں کچھ خلل واقع ہو گیا ہے، پھر ہم لوٹے اور انہوں نے جتنی مرمت کرانی تھی وہ کرالی۔ دوبارہ کوچ کیا، ریاض کے قریب ہی پہنچے تھے کہ جہاز کے پہیوں نے کام کرنا بند کر دیا اور ایک پورا گھنٹہ جہاز ہمیں لئے ریاض کے آسمانوں میں گھومنے لگا۔ اُس نے دس بار سے زیادہ لینڈ کرنے کی کوشش کی لیکن اتر نہیں سکا ہمیں گھبراہٹ اور اضطراب لاحق ہو گیا، عورتوں اور بچوں کے آنسو رخساروں پر بہنے لگے، ہم آسمان وزمین کے مابین موت کو ایسے آتا دیکھنے لگے جیسے پلک جھپکتے آ جائے گی۔ ہر چیز یاد کرنے لگے۔ عمل صالح سب سے بڑی ڈھارس تھی۔ دل اللہ اور آخرت میں اٹک گیا۔ دنیا اچانک بے کار، سستی اور حقیر نظر آنے لگی۔ اور ہم نے لا الله الا الله وحده لاشريك له' لهٗ الملك وله الحمد وهوعلى كل شئى قدير کا زور زور سے ورد شروع کر دیا۔ ایک بوڑھے شیخ نے لوگوں سے چلا کر کہا کہ اللہ کی پناہ لیں، اس سے دعا کریں، استغفار کریں اور توبہ کریں۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی نفسیات کا ذکر یوں فرمایا ہے ''پس جب وہ کشتی میں سوار ہو جاتے ہیں تو مخلصانہ طور پر بس اللہ ہی کو پکارتے ہیں۔'' (۲۹:۶۵) چنانچہ ہم نے بھی اسی کو پکارا، روئے اور گڑگڑائے، کچھ ہی دیر بعد گیارہویں یا بارہویں مرتبہ جہاز لینڈ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ہم کیبن سے یوں نکلے جیسے قبروں سے نکلے ہوں۔ نفوس اپنی پہلی حالت پر لوٹ آئے، آنسو سوکھ گئے، چہروں پر مسکراہٹیں آئیں، اللہ نے کتنا بڑا لطف وکرم کیا۔ شاعر کہتا ہے :

مصیبت میں ہم اللہ کو خوب پکارتے ہیں جب بلاء دور ہو جاتی ہے تو اُسے ہم بھول جاتے ہیں، سمندر میں ہم پکاریں گے کہ ہماری کشتی بچالے، کنارے آکر پھر اُس کی نافرمانی کرنے لگیں گے۔ امن وسکون سے فضا میں پرواز کریں گے' گریں گے نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ محافظ ہے۔ یہ محض اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا لطف واحسان ہے۔

مصیبت میں کون ہمارے کام آتا ہے

جریدۃ القصیم ملک کا ایک پرانا اخبار ہے، اُس میں آیا ہے کہ دمشق کے ایک نوجوان نے سفر کے لئے ٹکٹ رزرو کرایا اپنی والدہ کو بتا دیا کہ ہوائی جہاز اتنے بجے پرواز کرے گا اس لئے اس ٹائم پر اسے اٹھا دیں پھر وہ سو گیا، ماں نے ذرائع ابلاغ میں موسم کے احوال سنے کہ ہوائیں شدید ہیں اور بادل گھرے ہوئے ہیں، ریتلی آندھیاں چل رہی ہیں۔ اسے اپنے اکلوتے بیٹے پر ترس آیا اس لئے اس نے وقت پر اٹھایا ہی نہیں، جب یہ یقین ہو گیا کہ جہاز پرواز کر چکا ہو گا تب بیٹے کو جگانے آئی لیکن اسے بستر پر مردہ پایا:

کس قدر مشکل ہے جینا کس قدر آساں ہے موت

''کہہ دو جس موت سے تم بھاگ رہے ہو وہ تمہیں لاحق ہو کر رہے گی پھر تم حاضر وغائب کو جاننے والے کے پاس لوٹائے جاؤ گے پس وہ تم کو خبر کرے گا تمہارے اعمال کی'' (۸:۶۲)

سچ ہے کہ موت سے بھاگا اور موت میں گرا۔ کہاوت ہے کہ جو بچنے والا ہوتا ہے اسے سمندر میں بھی رستہ مل جاتا ہے اور جب قضا آجائے تو کوئی بھی چیز موت کا سبب بن سکتی ہے۔

موت کا ایک قصہ

شیخ علی طنطاوی نے اپنے سماعات ومشاہدات میں لکھا ہے کہ شام کے ایک آدمی کے پاس لاری تھی۔ اس کے ساتھ ایک آدمی گاڑی پر سوار ہوا۔ اس کے اوپری حصہ میں ایمبولینس تھی جس میں ضرورت کے لئے ایک بادبان بھی تھا۔ بارش ہوگئی پانی بہا، یہ سوار کھڑا ہوا اور ایمبولینس میں داخل ہوگیا اور اپنے کو بادبان سے ڈھک لیا۔ اتنے میں ایک اور سوار ہوا جو ایمبولینس کی جانب چلا گیا اسے معلوم نہ تھا کہ پہلے سے بھی کوئی آدمی موجود ہے۔ بارش پڑتی رہی، اچانک پہلے والے نے یہ دیکھنے کے لئے کہ بارش تھمی یا نہیں اپنا ہاتھ باہر نکالا؟ دوسرا بے چارہ اس کے چمکتے ہاتھ کو دیکھ کر سمجھا کہ مردہ زندہ ہوگیا، اس پر گھبراہٹ اور خوف طاری ہوگیا۔ اپنے آپ کو بھول گیا اور شدید گھبراہٹ میں گاڑی سے نیچے گر پڑا جو اس کے بھیجہ کو پاش پاش کرگئی۔ اس بے چارے کی موت اس طریقہ پر لکھی تھی وہ آ کر رہی۔

بندہ کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ موت اس کے تعاقب میں ہے، وہ صبح وشام موت کی طرف گامزن ہے۔ کتنی شاندار بات ہے جو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ''آخرت سامنے آنے کے لئے چل پڑی ہے اور دنیا پیچھے کی طرف واپس چل رہی ہے۔ اس لئے آخرت کے بنو دنیا کے نہ بنو۔ آج عمل ہے اور حساب نہیں، کل صرف حساب ہوگا عمل نہیں۔'' اس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ انسان کو تیار ہونا چاہئے، وہ اصلاحِ حال کرے، تجدید توبہ کرے اور یہ جان لے کہ اس کا معاملہ رب کریم کے ساتھ ہوگا جو قوی وعظیم بھی ہے اور کریم بھی۔ موت کسی سے اجازت نہیں لے گی نہ کسی کی طرف داری کرے گی نہ ہی وہ پہلے سے لوگوں کو آنے کی اطلاع دے گی۔

''کوئی نفس نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا اور نہ یہ کہ کسی جگہ موت آئے گی۔'' (۳۴:۳۱)

موت میں نہ تاخیر ہوسکتی ہے نہ تقدیم

طنطاوی نے ہی اپنے سماعات ومشاہدات میں ذکر کیا ہے کہ ایک بس جو سواریوں سے بھری ہوئی تھی ڈرائیور دائیں بائیں دیکھتا جارہا تھا دفعۃً رُک گیا سواریوں کے سبب پوچھنے پر بولا ایک بوڑھا

آدمی سوار ہونا چاہتا ہے اسی نے ہاتھ دے کر رکوایا ہے۔لوگوں نے کہا ہمیں تو کوئی نظر نہیں آتا۔کہا نہیں دیکھو! کہنے لگے کوئی بھی تو نہیں ہے، کہا دیکھو وہ بیٹھنے کے لئے آیا، وہ سب پھر بولے ہمیں تو کوئی بھی نظر نہیں آتا۔اچانک وہ ڈرائیور سیٹ پر بیٹھے بیٹھے مرگیا۔

''پس جب ان کی موت آجائے گی تو نہ اس میں ایک ساعت کی تقدیم ہوگی نہ تاخیر۔'' ۳۴:۷

انسان خطرات سے گھبراتا اور موت سے بھاگتا ہے لیکن موت ہے کہ عین مامن کے اندر آ کر دبوچ لیتی ہے

''وہ لوگ جو پیچھے بیٹھے رہے اپنے بھائیوں کے بارے میں بولے کہ انہوں نے ہمارا کہا کیا ہوتا تو قتل نہ ہوتے۔کہہ دو کہ تم اپنے آپ سے موت کو دفع کر لو اگر تم سچے ہو۔'' (۱۶۸:۳) عجیب بات یہ بھی ہے کہ جب ہم خطروں سے دوچار ہوتے ہیں تبھی ہمیں اللہ سے ملاقات' دنیا کی حقارت اور اسے چھوڑ کر جانے کی بات یاد آتی ہے۔

جنہیں تم پکارتے ہو وہ گم ہو گئے سوائے اللہ کے

۱۴۱۳ھ میں میں نے ریاض سے دمام شہر کا سفر کیا اور تقریباً دوپہر دو بجے وہاں پہنچا۔ ہوائی اڈے پر اپنے ایک دوست کا انتظار کیا جو ڈیوٹی پر تھا اور دیر سے ہی نکلتا تھا، قریب کے ایک ہوٹل کے لئے میں گاڑی کرایہ پر لی، ہوٹل میں داخل ہو کر میں نے دیکھا کہ وہاں زیادہ لوگ نہ تھے۔چھٹی اور وزٹ کے دن بھی نہ تھے۔کارکنوں اور ملازموں سے ہٹ کر میں نے چوتھی منزل پر ایک کمرہ لیا۔ میرے ساتھ کوئی نہ تھا۔کمرہ میں داخل ہو کر میں نے بیگ بستر پر رکھ دیا اور وضو کے لئے آیا۔باتھ روم کو بند کر کے میں نے وضو کیا پھر دروازہ کھولنے کے لئے آیا تو وہ بند ملا میں نے ہر طرح اسے کھولنے کی کوشش کی لیکن نہیں کھلا اب میں وہاں بالکل اکیلا تھا۔نہ کوئی کھڑکی نہ فون جس سے رابطہ کروں، نہ پاس میں کوئی آدمی جسے آواز دوں۔اب مجھے اللہ رب العزت کی یاد آئی۔میں اس جگہ پون گھنٹہ رہا جو مجھ پر پورے تین دن کی طرح گزرے۔پسینہ پھوٹ پڑا، دل تھرا کر رہ گیا کیونکہ میں نئی جگہ تھا۔دوسرے جو معاملہ پیش آیا وہ بالکل اچانک تھا۔ پھر میں کسی سے رابطہ بھی نہیں کر سکتا تھا۔صرف پون گھنٹہ میں کتنی

عبرتیں حادثات اور یادیں دماغ میں گھوم گئیں۔ بقول شاعر:

کبھی پوری عمر تنگ ہو جاتی ہے اور ایک گھڑی کی راحت ملتی ہے اور پوری زمین پر ایک ہی جگہ پاؤں دھرنے کو ملتی ہے۔

آخر میں نے دروازہ کو دھکا دینے کے بارے میں سوچا چنانچہ کمزور ونحیف جسم سے میں نے دھکا دینا شروع کیا، مجھے لگا کہ گھڑی کے ڈائل جتنا لوہے کا ٹکڑا آہستہ آہستہ کھسک رہا ہے۔ میں اس میں لگا رہا جب تھک جاتا رک جاتا پھر شروع کر دیتا پھر تھک جاتا تو رُک جاتا اور پھر شروع کر دیتا آخر میں دروازہ کھل گیا مجھے لگا کہ میں قبر سے نکل آیا ہوں۔ اپنے کمرے میں آ کر میں نے اللہ کا شکر ادا کیا مجھے اللہ کی قدرت کے ساتھ انسان کی کمزوری، بے تدبیری اور موت کے پیچھے لگے ہونے کا احساس ہوا ساتھ ہی اپنے نفس اور عمر میں اپنی غلطیاں اور آخرت فراموشی بھی یاد آئی۔

''اس دن سے ڈرو جب تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے'' (۲:۲۸۱) ''تم جہاں بھی ہو گے موت تمہیں آئے گی اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں کیوں نہ ہو۔'' (۴:۷۸)

اس باب میں بہت سے عجائب وغرائب میں نے پڑھے بھی ہیں اور سنے بھی۔ ایسا ہوتا ہے کہ آدمی موت کی طرف جاتا ہے، زندگی مل جاتی ہے۔ کوئی زندگی کی طرف جاتا ہے، موت مل جاتی ہے۔ کوئی علاج کراتا ہے تو ہلاک ہو جاتا ہے کوئی اپنے آپ کو فدا کر دیتا اور موت کو گلے لگاتا ہے تو وہ نجات پا جاتا ہے۔ پس ساری عظمت اور حمد اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے لئے ہے۔

کبھی بیماری ہی شفا بن جاتی ہے

اہل سیر نے لکھا ہے کہ ایک آدمی پر فالج گرا، اسے گھر میں بیٹھا دیا گیا، حزن وملال اور مایوسی کے کئی سال گزر گئے ڈاکٹر اس کے علاج میں ناکام ہوئے، اور یہ بات انہوں نے اس کے گھر والوں کو بھی بتا دی، ایک دن گھر کی چھت سے ایک بچھو گرا، وہ اپنی جگہ سے حرکت نہ کر سکا۔ بچھو اس کے سر پر آ گیا اور اسے کئی بار سر پر کاٹ کھایا۔ زہر کے مارے اس کا جسم سر سے پیر تک کانپ گیا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ زندگی اس کے جسم میں لوٹ آئی، مردہ رگوں میں خون دوڑ گیا۔ اب وہ ہاتھ جھاڑ کر اٹھا چستی کے ساتھ پیروں پر کھڑا ہوا۔ کمرہ میں چلا پھر دروازہ کھول کر اپنے بیوی بچوں کے پاس آیا، انہیں اسے کھڑا

اور چلتا دیکھ کر اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا۔ پھر اُس نے ساری بات بتائی۔

پس اللہ ہی کی عظمت ہے کہ اس نے اس کا علاج زہر میں رکھ دیا تھا۔ اس قصہ کا ذکر بعض ڈاکٹروں سے میں نے کیا تو انہوں نے اس کی تصدیق کی اور کہا کہ اس قسم کے مریضوں کا علاج زہر سے کیا جاتا ہے۔ جس کی حدت کیمیاوی طریقہ سے کم کردی جاتی ہے۔ کتنا عظیم ہے اللہ تعالیٰ جس کی صفت یہ ہے کہ ''اس نے جو بھی مرض اُتارا ہے اس کی دوا بھی نازل کی ہے۔''

اولیاء کی کرامات

تابعین میں صلۃ بن اشیم ایک عابد زاہد ہیں وہ جہاد فی سبیل اللہ کے لئے شمال کی طرف گئے۔ رات آئی تو جنگل میں عبادت کے لئے جاتے ہیں درختوں کے بیچ میں جا کر وضو کر کے نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایک شیر دانت نکالے صلۃ کے پاس آیا۔ وہ نماز پڑھتے رہے، انہوں نے نہ نماز توڑی نہ ان کے خشوع وخضوع میں فرق آیا، شیر ان کے چاروں طرف گھومتا رہا۔ پھر صلۃ بن اشیم دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیرتے ہیں اور شیر سے کہتے ہیں: اگر تجھے مجھے مار دینے کا حکم دیا گیا ہے تو مجھے کھاؤ اور اگر اس کا حکم نہیں دیا گیا ہے تو مجھے چھوڑ دو کہ اپنے رب سے سرگوشی کروں۔ تب شیر نے اپنی دم ڈھیلی کی اور وہاں سے چلا گیا اور انہیں نماز پڑھنے کے لئے چھوڑ دیا۔

البدایۃ والنہایۃ جیسی کتب تاریخ کو دیکھیں۔ تذکرہ صحابہ کی کتابوں میں رسول اکرمؐ کے خادم سفینہؓ کا قصہ ہے۔ جس میں ہے کہ سفینہؓ اور ان کے رفقاء سمندر کے ساحل پر پہنچے تو دیکھا کہ ایک شیر دانت نکالے ان کی طرف آرہا ہے، سفینہؓ نے کہا اے شیر ہم اللہ کے رسول کے ساتھی ہیں۔ میں آپ کا خادم ہوں یہ میرے ساتھی ہیں اس لئے تم ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ چنانچہ شیر بھاگ گیا اور اتنے زور سے دہاڑا کہ سارا مقام گونج اٹھا۔

ان وقائع وحادثات کا انکار کوئی کج بحث ہی کر سکتا ہے، ورنہ اللہ کی سنتوں میں ایسی بہت سی کہانیاں ہیں اگر طول کلام کا اندیشہ نہ ہوتا تو اس سلسلہ میں دسیوں صحیح اور ثابت شدہ قصے نقل کرتا۔ اس حدیث سے یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایسا رب ہے جو لطف وکرم والا ہے جس سے کوئی چیز نہیں چھپی۔

اس کا علم سب کو محیط ہے فرمایا:

''تین کے بیچ کوئی بات ہوتی ہے تو اللہ چوتھا ہوتا ہے پانچ کے بیچ ہوتی ہے تو اللہ چھٹا ہوتا ہے۔اس سے کم ہوں یا زیادہ اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے جہاں بھی وہ ہوتے ہیں۔'' (۵۸:۷)

اللہ ہی بہترین مددگار اور کارساز ہے

امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک آدمی نے دوسرے سے ہزار دینار قرض لئے ، اس نے کہا: کیا تمہارا کوئی گواہ ہے، کہا میرا گواہ تو بس اللہ ہے کہا پھر تو اللہ کافی ہے، کہا تمہارا کوئی وکیل ہے، بولا نہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں، بولا کہ پھر تو اللہ کافی ہے۔ پھر اسے ہزار دینار دے دئے آدمی چلا گیا۔ دونوں کے بیچ ایک وقت اور مدت متعین ہوگئی۔اس دیار میں دونوں کے مابین ایک نہر تھی۔ جب وقت قریب آیا تو قرض دار قرض اتارنے کے لئے دینار لے کر آیا۔ نہر کے کنارے کشتی کی کھوج میں لگا اسے کچھ نہ ملا، لمبی رات تک وہ انتظار کرتا رہا کہ کچھ ملے کہنے لگا: بارالہٰ! اس نے گواہ طلب کیا تیرے علاوہ کوئی نہ ملا، اس نے ضامن طلب کیا کوئی نہ ملا۔ اے اللہ پیغام اسے پہنچا دے۔ پھر ایک لکڑی لے کر اُسے چیرا اُس میں دینار رکھے، ایک خط لکھا اور اس لکڑی سے باندھ کر نہر میں پھینک دیا، اللہ کے اذن اور مہربانی سے وہ لکڑی چل پڑی۔قرض دار بھی اپنے ساتھی کے وعدہ کا انتظار دیکھ رہا تھا اور نہر کے کنارے کھڑا تھا۔ جب کوئی نہ آیا تو دل میں بولا کہ گھر کے لئے لکڑی ہی لے جاؤں؟ اسے پانی میں وہی لکڑی دکھائی دی ، اسے لے کر گھر گیا اور جب توڑ کر دیکھا تو دینار اور پیغام دونوں چیزیں اس میں نکل آئیں کیونکہ اللہ تعالیٰ مددگار ہے اور وکیل ہے اور وکالت پوری کرتا ہے۔

''اللہ ہی پر ایمان والے توکل کرتے ہیں اور اللہ پر ہی توکل کرو اگر تم ایمان والے ہو۔'' ۵:۲۳

وقفہ

لبید کہتے ہیں: جب نفس تم سے کچھ کہے تو اس کا کہنا نہ مانو۔ نفس کی پیروی سے اُمید ختم ہو جاتی ہے۔ البستی کہتا ہے: تھکی طبیعت کو کچھ آرام پہنچاؤ، تھوڑا سا مزاح اور تفریح بھی دو لیکن بس اتنا جتنا

آٹے میں نمک ڈالا جاتا ہے۔ ابوعلی بن الشبل کہتا ہے: جسم کی حفاظت ہی سے تو روح باقی رہے گی۔ دیا ٹھیک ہے تو آگ بھی جلے گی، لٰہذا نفس کو قاتل مایوسی سے نہ مار ڈالو، نہ ہی از حد اُمید سے اُسے دراز کردو۔ شدائد میں اُسے فراخی کی اُمید دلاؤ اور فراخی میں شدائد یاد دلاؤ، اِس سے اور اُس سے نفس ٹھیک ٹھاک رہے گا کیونکہ دوا کی منفعت مرکب بنانے سے ہی حاصل ہوتی ہے۔

حلال روزی کھائیں دُعا قبول ہوگی

سعدؓ بن ابی وقاص اس حقیقت سے آشنا تھے۔ وہ عشرۂ مبشرہ میں سے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں صحیح ہدف اور اجابت دعا کی دعا فرمائی تھی چنانچہ جب بھی دعا کرتے قبول ہوتی۔ حضرت عمرؓ نے کئی صحابیوں کو بھیجا کہ کوفہ میں سعدؓ کے عدل وانصاف کے بارے میں معلوم کریں، لوگوں نے آپ کی تعریف کی۔ جب وہ قبیلہ بنوعبس کی مسجد میں پہنچے تو ایک آدمی نے کہا آپ سعدؓ کے بارے میں پوچھ رہے ہیں؟ وہ معاملات میں انصاف سے کام نہیں لیتے، رعایا کے ساتھ نہیں چلتے۔ سعدؓ نے فرمایا ''خدایا! اگر اس نے محض ریاء ونمود کے لئے یہ بات کہی ہے تو اس کو اندھا کردے، اس کی عمر دراز کر اور اِسے فتنوں میں مبتلا کردے۔'' چنانچہ اُس شخص نے لمبی عمر پائی اس کے پپوٹے آنکھوں تک لٹک آئے تھے۔ کوفہ کی سڑکوں پر لڑکیاں اس کی طرف اشارہ کرتیں۔ وہ اپنے بارے میں کہتا: یہ بوڑھا مفتون ہوگیا ہے اسے سعدؓ کی بددعا لگی ہے۔''

یہ نتیجہ تھا اللہ تبارک وتعالیٰ سے تعلق، صدق نیت اور اس کے وعدہ پر بھروسہ کا۔ سیر اعلام النبلاء میں حضرت سعدؓ کے بارے میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے کھڑے ہوکر حضرت علیؓ کو گالیاں دینی شروع کیں سعدؓ نے حضرت علیؓ کا دفاع کیا لیکن وہ آدمی سب وشتم کرتا رہا، سعدؓ نے فرمایا: خدایا میری طرف سے تو اسے جواب دے جیسے چاہے، کوفہ کا ایک اونٹ لوگوں کی طرف دوڑتا ہوا آیا اور بنا اِدھر اُدھر مڑے لوگوں پر چڑھتا چلا گیا حتیٰ کہ اس آدمی کے سر پر پہنچ گیا اور سب لوگوں کے سامنے اپنے پیروں سے اُسے روند ڈالا۔

''بیشک ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی دنیاوی زندگی میں مدد ونصرت فرمائیں گے

اوراس دن بھی جب گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے۔" (۵۱:۴۰)

یہ قصے ہم نے اس لئے بیان کئے ہیں کہ آپ کے اللہ پر ایمان اوراس پر بھروسہ میں اضافہ ہو صرف اسی کو آپ پکاریں اور سرگوشی کریں۔کرم وہی کرتا ہےاور کتاب عزیز میں اسی کا فرمان ہے

"مجھے پکارو میں تمہاری سنوں گا" (۶۰:۴۰) "اور جب میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں تو کہہ دو کہ میں قریب ہوں اور جو مجھے پکارتا ہےاس کی سنتا ہوں۔" (۱۸۶:۲)

حجاج نے حسن بصریؒ کو سزا دینے کے لئے بلایا۔حضرت حسنؒ چلے گئے ان کے ذہن میں صرف اللہ کا لطف وکرم اورعنایت تھی ،اللہ پر بھروسہ تھا، چنانچہ انہوں نے اللہ سے دعا کی ،اس کے اسماء حسنٰی اورصفات عالیہ کا واسطہ دیا تو اللہ نے حجاج کا دل بدل دیا۔اس میں رعب ڈال دیا حسنؒ اس کے پاس جیسے ہی پہنچے اس نے ان کا استقبال کیا، دروازہ تک آیا، انہیں ساتھ لایا، کرسی پر بٹھایا اور نرمی وعنایت سے گفتگو کی۔

یہ رب العزت کی قوت تسخیر تھی ۔اللہ کی رحمت کائنات میں جاری ہے، عالم انسان میں عالم حیوان میں، برو بحر میں، رات ودن میں اور متحرک وساکن میں، فرمایا

"کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کے گن نہ گاتی ہو لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے ،بلاشبہ وہ حلیم اور مغفرت والا ہے۔" (۴۴:۱۷)

صحیح اور ثابت ہے کہ حضرت سلیمانؑ کو پرندوں کی بات چیت سمجھ میں آتی تھی ۔ایک دن لوگوں کو لے کر نماز استسقاء کے لئے نکلے۔راستہ میں ایک چیونٹی دیکھی جو پیر اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہی تھی کہ تو ہی دیتا ہے تو ہی کرم کرتا ہے' تو ہی فریاد رس ہے۔سلیمان نے لوگوں سے کہا لوٹ چلو، غیر کی دعا تمہیں بھی کافی ہوگی۔ چنانچہ چیونٹی کی دعا پر زور کی بارش ہونے لگی ۔ یہ وہی چیونٹی تھی جس کی بات سلیمانؑ نے اس وقت بھی سنی تھی جب لشکر جرار کے ساتھ جا رہے تھے۔اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا تھا۔قرآن نے اُسے یوں بیان کیا:

"ایک چونٹی نے کہا اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں گھس جاؤ مبادا کہ سلیمان اور ان کا لشکر انجانے میں تمہیں پیس ڈالے۔اس کے قول پر آپؑ کو ہنسی آ گئی۔" (۱۸:۲۷-۱۹)

بہت باران بے زبانوں کے باعث اللہ کی رحمت جوش میں آجاتی ہے۔ ابویعلی نے ایک حدیث قدسی بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''میرے عزت وجلال کی قسم اگر بوڑھے عبادت گزار، دودھ پیتے بچے اور چرنے والے جانور نہ ہوتے تو میں تم پر آسمان کی بارش بند کر دیتا۔''

ہر چیز اس کی تسبیح پڑھتی ہے

پرندوں کی دنیا میں ہد ہد نے اپنے رب کو پہچانا، اس کی طاعت کی، اس کی فرمانبرداری کی، اللہ نے حضرت سلیمانؑ کے تذکرہ میں فرمایا:

''اس نے پرندوں کا جائزہ لیا کہا کیا بات ہے کہ ہُد ہُد نظر نہیں آ رہا کیا وہ غائب ہو گیا۔ اسے سخت سزا دوں گا یا ذبح کر دوں گا یا تو وہ کوئی واضح دلیل لے کر آئے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ آ کر بولا مجھے وہ معلوم ہوا ہے کہ جو آپ کو معلوم نہیں، میں اہل سبا کی یقینی خبر لایا ہوں، میں نے پایا کہ ان کی بادشاہت ایک عورت کر رہی ہے جسے ہر قسم کی چیز سے کچھ نہ کچھ دیا گیا ہے اور اس کا تخت بھی بڑی عظمت والا ہے۔ میں نے اُسے اور اس کی قوم کو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہوئے پایا۔ شیطان نے ان کے کام انہیں بھلے کر کے دکھلا کر صحیح راہ سے روک دیا ہے، پس وہ ہدایت پر نہیں آتے کہ اسی اللہ واحد کے لئے سجدے کریں جو آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کو باہر نکالتا ہے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو وہ سب کچھ جانتا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہی عظمت والے عرش کا مالک ہے۔ سلیمان نے کہا۔ اب ہم دیکھیں گے کہ تو نے سچ کہا یا تو جھوٹا ہے، میرے اس خط کو لے جا کر انہیں دے دے پھر اُن کے پاس سے ہٹ آ اور دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں'' (۲۷:۲۰-۲۷)

ہُد ہُد جاتا ہے اور پھر وہ قصہ پیش آیا جو معروف ہے جس کے تاریخی نتائج ہوئے۔ اس کا سبب وہی پرندہ تھا جسے معرفت رب حاصل ہوئی تھی۔ حتی کہ بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ ہُد ہُد فرعون سے بھی زیادہ دانا نکلا۔ فرعون نے خوش حالی میں رب کی نافرمانی کی اور مصیبت آتی دیکھ کر ایمان لایا لیکن اُس وقت اس کے ایمان نے فائدہ نہ دیا۔ ہُد ہُد نے خوش حالی میں ایمان سے کام لیا جو شدت کے وقت میں اس

کے کام آیا۔ ہُد ہُد نے کہا

”وہ اس اللہ واحد کے لئے سجدے نہیں کرتے جو پوشیدہ چیزوں کو نکال دیتا ہے۔“ اس کے برعکس فرعون کہتا تھا ”میرے سوا کون تمہارا اللہ ہے۔“

جس آدمی سے پرندہ بھی زیادہ ذکی ہو، چیونٹی بھی جس سے زیادہ انجام کی سمجھ رکھتی ہو، اس کی شقاوت و بدبختی میں کیا شبہ ہوسکتا ہے، وہ پلید ہی تو ہے جس کے راستے بند، تدبیریں منقطع اور اعضاء معطل ہو جائیں۔ فرمایا:

”ان کے دل ہیں جن سے سمجھتے نہیں، آنکھیں ہیں جن سے دیکھتے نہیں، کان ہیں جن سے سنتے نہیں۔“ (۱۷۹:۷)

شہد کی مکھیوں کی دنیا میں اللہ کا لطف وکرم اور عنایت ربانی دیکھئے، یہ مخلوق کتنی معمولی اور چھوٹی ہے۔ اللہ کے حکم سے وہ اپنے چھتہ سے نکلتی ہے، پاکیزہ اور خوشبودار چیزوں پر بیٹھتی ہے اور ان کا مشروب چوس لیتی ہے، اسے پھولوں سے پیار اور کلیوں سے عشق ہے۔ ان سے واپس آتی ہے، اپنے ہی خلیہ میں جاتی ہے اور ایسا عمدہ مشروب بناتی ہے جس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے اور رنگ مختلف، وہ راستہ نہیں بھولتی دوسروں کے خلیہ میں کبھی نہیں جاتی۔

”اور تیرے رب نے شہد کی مکھیوں کو وحی کردی کہ پہاڑ، درختوں اور چھپروں کو اپنا مسکن بنائے، پھر تمام پھلوں کو کھائے اور رب تعالیٰ کے آسان کردہ راستوں پر چلے، اُس کے پیٹ سے ایسا مشروب نکلتا ہے جس کے رنگ مختلف ہیں اور جس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے، بلاشبہ اس میں تفکر کرنے والوں کے لئے نشانی ہے۔“ (۶۸:۱۶-۶۹)

ان قصوں اور عبرت آموز واقعات سے آپ کو یہ فائدہ ہوگا کہ یہ جانیں گے کہ اللہ واحد کا لطف خفی ہر طرف جاری وساری ہے۔ اس لئے بس اُسی کو پکاریں، اسی سے لو لگائیں، اس سے مانگیں، اور یہ سارے لوگ یہ پوری دنیا اس کے مقابلہ میں آپ کے کسی کام کی نہیں، یہ سب مساکین ہیں اور سب اللہ کے محتاج ہیں، اللہ ہی سے یہ سب صبح و شام اپنے لئے آرام، خوش حالی، صحت وعافیت و دولت اور جاہ و منصب کی گزارش کرتے ہیں کیونکہ ہر چیز کا مالک بس وہی اکیلا ہے۔

''اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور وہ حمید و بے نیاز ہے۔'' (۳۵:۱۵)

آپ کو پورے طور پر اور علم الیقین کی حد تک جاننا چاہیئے کہ اللہ کے علاوہ کوئی نہ ہدایت دے سکتا ہے، نہ مدد کر سکتا ہے، نہ حفاظت کر سکتا اور نہ کچھ دے سکتا ہے۔ لہٰذا دل کو بس اسی سے جوڑیئے۔ عزت کا مالک وہی ہے، سب اُسی کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں ؎

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق
زباں اور دل کی شہادت کے لائق
اسی سے ڈرو گر ڈرو تم کسی سے
اسی پر مرو گر مرو تم کسی پہ

اس کی عبادت اور اطاعت سے اس کا قرب حاصل کریں۔ اگر اُس سے استغفار کریں گے وہ معاف کر دے گا' توبہ کریں گے تو توبہ قبول کرے گا۔ اس سے مانگیں گے تو دے گا' اس سے رزق چاہیں گے تو روزی دے گا، مدد چاہیں گے مدد دے گا، اس کا شکر کریں گے تو آپ کو اور زیادہ دے گا۔

اللہ سے راضی رہو

''اللہ کو رب' اسلام کو دین اور محمدؐ کو نبی ماننے'' کے لوازم میں سے ہے کہ ہم اللہ کے احکام، اس کی قضاء وقدر اور اچھی بری تقدیر سے راضی رہیں۔ قضا وقدر میں یہ انتخاب کہ آپ کی خواہشات اور رغبات کے مطابق ہو تو مانیں اور آپ کی مراد ورجحان کے خلاف ہو تو نہ مانیں یہ درست نہیں ہے اور یہ بندے کی شان کے خلاف ہے۔ جو لوگ آسانی میں رب سے راضی اور مصیبت میں ناراض ہوتے ہیں، نعمت میں طاعت گزار اور آفت میں نافرمانی کرتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوگا:

''اگر انہیں خیر پہنچے تو مطمئن ہوتے ہیں آزمائش لاحق ہو تو منہ پھیر لیتے ہیں، وہ دنیا و آخرت کے خسارہ میں ہیں۔'' (۲۲:۱۱)

بعض اعرابی مسلمان ہوتے تھے، جب بارش ہوتی، بکریاں دودھ زیادہ دیتیں نباتات اُگتیں تو کہتے: یہ تو اچھا دین ہے اور فرمانبرداری واطاعت کرنے لگتے، جب دوسری صورت ہوتی کہ قحط پڑتا،

سوکھا آ جاتا، مال کم ہوتے چراگاہ کی قلت ہوتی تو ایڑیوں کے بل پھر جاتے اور دین کو چھوڑ بیٹھتے۔ ان کا دین خواہشات کا دین تھا۔ان کے برعکس صاحب ایمان وہ تھے جو بہر صورت راضی تھے۔انہیں اللہ کی خوشنودی مطلوب تھی، بس اس کا فضل چاہتے تھے۔ بقول شاعر : اے اللہ ہم نے تجھے رب وخالق مانا ہے، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور اور ہدایت تسلیم کیا ہے۔ہمیں پروانہیں کہ اسلام کی روشنی میں زندگی ملے یا دشمنوں سے مقابلہ میں موت آ جائے ۔

غلامانِ محمد جان دینے سے نہیں ڈرتے
یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے کچھ پروانہیں کرتے

جو بظاہر بندگی کا راستہ اپناتے ہیں' ملت اسلام کی خدمت کا دم بھرتے ہیں لیکن اس کے تقاضوں ومطالبات کو پورا نہیں کرتے اور بھاگتے ہیں وہ اس لائق ہیں کہ ان کو ہمیشہ کی ذلت اور ابدی خسارہ لاحق ہو۔

''ہم نے اسے اپنی آیات دیں وہ ان سے نکل گیا پس اس کے پیچھے شیطان لگ گیا وہ گمراہوں میں ہو گیا۔''(۷:۱۷۵)''اور اگر اللہ ان میں کوئی خیر دیکھتا تو انہیں ضرور سنا دیتا اور اگر انہیں سنا دیتا تو وہ پشت پھیر کر بھاگ جاتے۔''(۸:۲۳)

واقعہ یہ ہے کہ دین کا سب سے بڑا دروازہ رضا بالقضا ہے۔اس سے رب کے فرمانبردار، اس کی ہدایت پر مسرور اور اس کے اطاعت گزار داخل ہوں گے اور اس کا قرب حاصل کرلیں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین میں غنیمت تقسیم کی ۔روساءِ عرب اور نومسلم مکہ والوں کی تالیف قلب کے لئے آپؐ نے زیادہ مال دیا اور انصار کو ایمان ویقین اور رضا وخیر عمیم کی جو دولت حاصل تھی اُس پر بھروسہ کرتے ہوئے آپؐ نے انہیں چھوڑ دیا، لیکن اصل مقصود بعض انصاریوں پر منکشف نہ ہو سکا اس لئے وہ کبیدہ خاطر ہو گئے ۔آپؐ نے انہیں جمع فرمایا اور معاملہ کی وضاحت کی اور بتایا کہ آپؐ ان کے ساتھ ہیں ان سے محبت رکھتے ہیں اور جن کو زیادہ دیا ہے اس لئے دیا ہے کہ ان کے پاس یقین کی دولت کم ہے۔مقصد ان کی تالیف قلب ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:''کیا تم اس پر راضی نہیں کہ دوسرے اونٹ بکری لے کر جائیں اور تم اپنے گھر اللہ کے رسول کو لے جاؤ؟'' انصار اصل اور قریبی ہیں

دوسرے تو اتنے قریب نہیں۔ آپ ﷺ نے انصار کے حق میں دعا فرمائی:

''اے اللہ انصار، ابنائے انصار اور ان کے بیٹوں کے بیٹوں پر رحم فرما۔''

آپ ؐ نے فرمایا: ''بخدا اگر لوگ ایک وادی اور گھاٹی میں چلیں اور انصار دوسری وادی اور گھاٹی میں چلیں تو میں یقیناً انصار کی وادی اور گھاٹی میں چلوں گا۔'' آپؐ کے الفاظ نے اثر کیا' انصار کے دل یقین و مسرت سے بھر گئے' ان پر سکینت کا نزول ہوا' انہیں اور زیادہ رسول کی رضا حاصل ہوئی۔

جو اللہ کی خوشنودی چاہتے ہیں اور آسمانوں و زمین جتنی وسعت والی جنت کا شوق رکھتے ہیں وہ اِس عظیم نعمت کے بدلہ دنیا اور اُس کی آلائشوں کو ترجیح نہیں دے سکتے۔ ایک اعرابی رسول اللہ پر ایمان لایا۔ آپؐ نے اُسے کچھ مال دیا۔ بولا ''یا رسول اس کے لئے ایمان نہیں لایا ہوں آپ نے دریافت کیا پھر کس کے لئے لائے ہو؟ بولا تا کہ کوئی بھولا بھٹکا تیر میرے حلق میں لگے اور گدی سے نکل جائے (یعنی جہاد فی سبیل اللہ میں شہادت ملے) آپ نے فرمایا ''اگر تم سچے ہو تو اللہ تمہاری آرزو پوری کرے گا۔'' چنانچہ جنگ میں وہ شریک ہوا۔ ایک تیر لگا جو سینہ کے پار نکل گیا اور وہ خوش خوش اپنے رب سے جا ملا۔

یہ مال و دولت دنیا یہ لذت و پیوند
بتان وہم وگماں لا الٰہ الا اللہ

ایک بار آپؐ نے مال غنیمت تقسیم کیا بعض ان لوگوں کو جو مال کے حریص تھے دین و امانت اور بلند اقدار کے لحاظ سے غریب تھے زیادہ دیا اور ان کے مقابلہ میں انہیں کم دیا جو اللہ کے راستہ میں اخلاص کے ساتھ لڑتے تھے اور اپنی جان و مال کی قربانیاں دے رہے تھے۔ اس کے بعد آپؐ نے تقریر فرمائی اور معاملہ کی وضاحت کر دی کہ کچھ لوگوں کے دلوں میں جزع فزع اور مال کی حرص زیادہ ہے ان کو میں تالیف قلب کے لئے دے دیتا ہوں، بعض لوگوں کو چھوڑ دیتا ہوں کیونکہ ان کے دل ایمان اور خیر سے سرشار ہیں، انہیں میں عمرو بن تغلب ہیں، یہ بات سن کر عمرؓ بن تغلب بولے ''آپؐ کا یہ جملہ میرے لئے دنیا جہاں سے زیادہ قیمتی ہے۔'' یہ رضا جوئی اور اللہ و رسول کی غیر مشروط اطاعت و محبت تھی کہ ایک کلمہ دنیا جہاں سے ان کی نظر میں بہتر ٹھہرا۔ اللہ کے رسولؐ صحابہ کرامؓ سے کسی محل، بادشاہت یا

باغ وغیرہ کا وعدہ نہیں کرتے تھے بلکہ جنت کا اللہ کے اجر وثواب اور خوشنودی کا وعدہ فرماتے تھے، آپؐ فرماتے جو ایسا کرے گا اُسے جنت ملے گی یا وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا؟ کیونکہ ان کی جدوجہد، ان کے جان ومال کی قربانیوں کا بدلہ آخرت کی ابدی نعمتیں ہی ہوسکتی تھیں۔ دنیا ومافیہا ان کی عظیم قربانی سے کیا نسبت رکھتی ہے؟ یہ تو بہت سستی اور گھاٹے کی قیمت ہوتی۔

سنن ترمذی کی حدیث میں ہے کہ حضرت عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کی اجازت لیتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا ''بھائی! اپنی دعاؤں میں ہمیں نہ بھولنا'' آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ بات کون کہہ رہا ہے رسول ہدیٰ امام معصوم جس کی زبان سے حق بات کے علاوہ کچھ نہیں نکلتا۔ یہ ایک عظیم، نفیس اور قیمتی بات ہے جس کے بارے میں حضرت عمرؓ بعد میں فرمایا کرتے تھے کہ یہ ایسا کلمہ تھا جو میرے لئے دنیا ومافیہا سے بہتر تھا۔ یہاں آپ کو احساس ہونا چاہئے کہ جیسے خود آپ سے بھی نبی کریمؐ یہی بات کہہ رہے ہیں ۔

نگاہ عشق ومستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰس وہی طٰہٰ

رب تعالیٰ سے رسول اللہ کی رضا اس درجہ کی تھی کہ اسے بیان نہیں کیا جاسکتا، غنا ہو یا فقر جنگ ہو یا صلح، قوت ہو یا کمزوری، صحت ہو یا بیماری، شدت ہو یا فراخی ہر حال میں آپؐ راضی برضا رہتے تھے۔ آپ نے یتیمی کا غم اٹھایا، فقر کو جھیلا کہ کبھی خراب کھجوروں سے کام چلتا اور کبھی پیٹ پر پتھر باندھنے کی نوبت آجاتی، کبھی اپنی ذرہ یہودی کے ہاں گروی رکھنی پڑتی۔ موٹی چٹائی پر آپ سوتے جس کا نشان بھی جسم اطہر پر پڑ جاتا، تین تین دن گھر میں چولہہ نہ جلتا پھر بھی کبھی شکوہ زبان پر نہ آتا ''بڑی بابرکت ہے وہ ذات جو چاہتی تو آپ کو اس سے بہتر سامان زندگی دیتی، ایسے باغات جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں اور محلات مہیا کر دیتی۔'' (۲۵:۱۰)

آپؐ اُس وقت بھی راضی برضا تھے جب میدانِ جنگ میں نکلنا پڑا، آپ اکیلے ایک طرف اور پوری دنیا مقابلہ میں کھڑی تھی، اپنے لاؤ لشکروں، کیل کانٹوں اور عشرت کے سامانوں اور استکبار کے ساتھ آپ کے خلاف صف آرا تھی، جب آپ کے پیارے چچا اور پیاری بیوی خدیجہؓ دونوں وفات پا

گئے عام الحزن آ گیا، آپ کی تکذیب اور ایذا رسانی میں شدت آ گئی۔ اس وقت بھی راضی تھے جب آپؐ کی عزت کو چوٹ پہنچائی گئی آپؐ کو ساحر کذاب، کاہن، مجنوں اور شاعر کہا گیا۔ آپؐ کو اس پر بھی کوئی شکوہ نہ ہوا جب مکہ سے آپؐ کو نکال دیا گیا جو آپ کو بے حد محبوب تھا جہاں آپ کا لڑکپن اور آپؐ کی نوجوانی گزری تھی، ہجرت کرتے وقت آپؐ اس کی طرف مڑ مڑ کر دیکھتے آنسو جاری تھے اور فرما رہے تھے

''اے مکہ تو زمین میں مجھے سب سے زیادہ پسند ہے تیرے رہنے والے مجھے یہاں سے نہ نکالتے تو میں نہ نکلتا۔''

جب آپ طائف گئے۔ ان بدبختوں کو دعوت دین دی تو انہوں نے برا جواب دیا، پتھر پھینکے آپؐ کے پیروں سے خون بہنے لگا لیکن آپؐ راضی برضا رہے، مکہ چھوڑ کر مدینہ جانا پڑا، آپ کا پیچھا کیا گیا، راستے بند کئے گئے، میدان اُحد میں آپؐ زخمی ہوئے، آپؐ کے دندان مبارک ٹوٹے' پیارے چچا کا ظالمانہ قتل ہوا' بہت سے صحابی شہید ہوئے اور لشکر اسلام شکست سے دوچار ہوا' لیکن آپ کی شجاعت قابل دید تھی کہ فرمایا ''لوگو! صفیں باندھو آؤ اللہ کی حمد وثنا کریں۔'' منافقین' یہود اور مشرکین سب نے آپؐ کے خلاف گٹھ جوڑ کیا لیکن آپؐ چٹان کی طرح اپنے موقف پر جمے رہے، اس کا بدلہ تھا کہ اللہ نے فرمایا: ''تیرا رب عنقریب ہی تجھ کو وہ دے گا جس سے تم راضی ہو جاؤ گے۔'' (۹۳:۵)

وادی نخلہ میں

طائف میں کیا ہوا؟ جہاں آپؐ دعوت دین کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ بدبختوں نے آپ کو انتہائی حد تک اذیتیں پہنچائیں، پتھر مارے، لونڈے شہدے پیچھے لگا دیے، تمسخر کیا گیا' کون سی تکلیف تھی جو نہ دی گئی ہو، آپؐ کی آنکھیں روئیں دل غمگین، قدموں سے خون جاری' کس کی پناہ لیں کہاں جائیں؟ کس سے شکایت کریں، کس سے مدد مانگیں؟ آپؐ سب سے کٹ کر صرف اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو قوی ہے' قہار ہے' عزیز ہے اور حامی وناصر ہے۔ آپ نے قبلہ رُخ ہو کر اللہ سے دعا مانگی فرمایا ''اللهم إني أشكو اليك ضعف قوتي وقلة حيلتي وهواني على الناس، انت

ارحم الراحمين ورب المستضعفين وانت ربي إلىٰ من تكلني؟ إلى قريب يتجهمني أو إلى عدوملكته أمري، إن لم يكن بك علي غضب فلا ابالي، غير أن عافيتك هي أوسع لي أعوذ بنور وجهك الذى اشرقت له الظلمات، وصلح عليه أمرالدنيا والآخرة، أن ينزل بي غضبك، اويحل بي سخطك لك العتبى حتى ترضى ولاحول ولاقوة إلابك" ؎

تڑپ جاتا ہوں جب طائف کا منظر یاد آتا ہے
کہ زخموں سے بھرا جسم پیمبرؐ یاد آتا ہے
رسول اللہ پر لوگوں نے پتھر اِس قدر مارے
لہو بہنے لگا زخمی محمدؐ ہوگئے پیارے
حد نخلہ میں آ پہنچے بحالِ خستۂ وغمگین
وہاں چشمہ پہ آکر زخم دھوئے پٹیاں باندھیں
بہ چشم تر نبیؐ نے ہاتھ پھیلا کر دعا مانگی
خدا کا فضل مانگا خوئے تسلیم ورضا مانگی
دعا مانگی الٰہی قوم کو چشم بصیرت دے
انہیں نور بصیرت دے انہیں نورِ ہدایت دے
الٰہی رحم کر کہسارِ طائف کے مکینوں پر
خدایا پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر

صحابہ کرام کو انعام سے نوازا گیا

''اللہ مومنین سے راضی ہوا جب وہ تجھ سے بیعت کر رہے تھے درخت کے نیچے، ان کے دلوں میں جو بات ہے اسے اللہ نے جان لیا اور ان پر سکینت نازل کی ان کو قریبی فتح دی۔'' (۱۸:۴۸)

یہی وہ غایت ہے جس کی تمنا مومنین کرتے ہیں' جسے صادقین چاہتے ہیں، کامیاب وکامران

اس کی حرص کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اللہ کی رضا سے بہتر، برتر اور قیمتی کیا چیز ہو سکتی ہے۔ یہ تو سب سے بڑا اور بلند مقصد ہے۔ کوئی عطیہ بھی اس کی برابری نہیں کرتا۔ اس آیت میں رضا کی خبر ہے دوسری میں مغفرت کی:

''تا کہ اللہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دے۔'' (۴۸:۲)

ایک اور جگہ اسے توبہ سے تعبیر کیا ہے ''اللہ نے نبیؐ، مہاجرین اور انصار کی توبہ قبول فرمالی'' (۹:۱۱۷) ایک جگہ اسے عفو کہا ہے ''اللہ تمہارا بھلا کرے انہیں کیوں اجازت دے دی'' (۹:۴۳)

بہر حال یہاں جو کہا ہے اس سے خوشنودی رب محقق ہوگئی کیونکہ انہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی اور اللہ کو دل کا حال معلوم ہے۔ وہ اللہ کی رضا کی خاطر جان وروح کی قربانی دینے کی بیعت کر رہے تھے۔ اپنے وجود و بقاء کو مٹانے کی بیعت کر چکے تھے کہ ان کی موت سے پیغام حق کو زندگی ملے گی۔ ان کے قتل سے ملت اسلام کو بقا اور ان کے چلے جانے سے پیمان وفا پورا ہوگا۔ ان کے دل میں ایمان ویقین، اخلاص واذعان اور صدق وامانت کے جوہر تابدار تھے۔ وہ تھکے، جاگے، بھوکے رہے۔ پیاس جھیلی، ہر طرح کی مصیبت، ضرر، تنگی مشقت اور نقصان برداشت کیا۔ اسی لئے تو اللہ ان سے راضی ہوگیا۔ انہیں گھر بار، دیار واموال اور اہل واولاد چھوڑ دینے پڑے۔ فراق کی آگ میں جلے۔ اجنبیت کا ذائقہ چکھا، سفر کی تکان، گرد وغبار اور اجنبیت کا احساس ہوا۔ گھروں سے بھگائے گئے۔ ماں باپ بچوں سے دور ہوئے، مصیبت میں ڈالے گئے، تبھی تو اللہ ان سے راضی ہوا۔ ایسے مجاہدین، ملت کے فرزندوں اور دین کے موافقین کا بدلہ کیا اونٹ اور گائے بیل، بکری یا زر وجواہر یا گنتی کے سکے یا سرسبز باغات اور شاندار محلات ہو سکتے تھے؟ نہیں، ان کا صحیح معاوضہ تو اللہ کی رضامندی اور خوشنودی ہی ہو سکتی تھی جس سے ان کے دل ٹھنڈے ہوں۔

''ان کے صبر کا بدلہ جنت ہے، دیبا وحریر ہے، جس میں وہ مسہریوں پر ٹیک لگائے بیٹھیں گے جہاں دھوپ اور جاڑے کا احساس نہ ہوگا۔ اس کے درخت ان پر سایہ فگن ہوں گے۔ ان کے پھل نزدیک ہی لٹکے ہوں گے۔ سونے چاندی اور شیشے کے جام مناسب انداز میں بھر بھر کر انہیں مشروب پلائے جائیں گے۔'' (۷۶:۱۲-۱۶)

ہر حال میں تسلیم ورضا

بنوعبس کا ایک شخص اپنے گم شدہ اونٹوں کی تلاش میں نکلا، تین دن تک اسے ڈھونڈا، یہ شخص مالدار تھا، مال اونٹ، گائے بیل بکری اور لڑکے لڑکیاں اللہ نے اسے دی تھیں۔ گھر بڑا کشادہ تھا۔ بنو عبس کے دیار میں سیلاب کے راستہ میں مکان واقع تھا۔ یہ لوگ عیش وآرام اور امن وامان میں رہتے تھے۔اس کے ماں باپ یا اولاد کو اس کا وہم وگمان بھی نہ تھا کہ حادثات اور مصائب بھی ان پر ٹوٹ سکتے ہیں۔ بقول شاعر:

''رات میں اوّل وقت خوشی خوشی سو جانے والے! حادثات سحر کے وقت بھی آ جایا کرتے ہیں۔''

گھر کے لوگ چھوٹے بڑے سب سو گئے مال واسباب سب موجود، باپ باہر نکلا ہوا، گم شدہ اونٹ کی تلاش میں تھا۔ رات میں ایسا شدید سیلاب آیا جس نے چٹانوں کو مٹی کی طرح اٹھالیا۔ تمام گھر تباہ کر ڈالے، مال اور گھر بار سب برباد ہوئے، سب مر کھپ گئے، گویا وہ کبھی تھے ہی نہیں۔ تین دن بعد باپ وادی میں واپس آیا تو کچھ نہیں تھا نہ کوئی زندہ نہ بولنے والا نہ دوست نہ محبوب، بالکل چٹیل میدان، یا اللہ! یہ کیا آفت آ گئی۔ بیوی بچے، بیٹا، بیٹی، اونٹ، گھوڑے گائے اور بکری مال وزر کپڑے لتے سب کیا ہوئے۔اس پر مزید آفت یہ ہوئی کہ ایک اونٹ بھاگا جسے اس نے پکڑنے کی کوشش کی تو اونٹ نے چہرہ پر لات ماردی جس سے اس کی آنکھیں چلی گئیں، بیچارہ صحراء میں چلانے لگا کہ کوئی آدمی اُسے پکڑ کر کسی ٹھکانے پر پہنچا دے۔ ایک دوسرے اعرابی نے اسے دیکھا اور پکڑ کر دمشق میں خلیفہ ولید بن عبدالملک کے پاس لے گیا اور اسے ساری بات بتائی۔ خلیفہ نے پوچھا: تم کیسے ہو؟

اس نے کہا:

''خدا نے جو کیا میں اس پر راضی ہوں۔''

کتنی بڑی بات تھی جو اس نے کہہ دی۔ ایسی بات جسے موحد مسلمان ہی کہہ سکتا ہے۔ وہ سائلوں اور عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے نمونہ ہے۔ وجہ اللہ سے رضا مندی۔ جو راضی نہیں ہوتا

مقدر کو نہیں مانتا وہ کیا کر سکتا ہے۔ زمین میں خندق یا آسمان میں سیڑھی لگا لے اور اگر چاہے تو کوئی اور ذریعہ بنا کر آسمان کو چلا جائے۔ پھر اسے کاٹ دے پھر دیکھے کہ اس کی تدبیر سے اُس کا غصہ ختم ہو جائے گا؟

وقفہ

ابو علی بن الشبل نے کہا: جب تمہیں فکر لاحق ہو تو امیدوں و آرزوؤں سے کام لو کہ جنت کی نعمتیں بھی تو وعدے ہی ہیں، مایوسی سے بچانے کے لئے اُمید کی ڈھال اپناؤ یہاں تک کہ وقت خود مرہم بن جائے۔ دوستوں سے اپنا غم چھپاؤ کیونکہ ان میں حاسدین اور دشمن ہیں، حادثات کا کھٹکا نہ لگا رہے کیونکہ اس سے تو آدمی مرنے سے پہلے ہی مر جاتا ہے۔ رنج یا خوشی دونوں ہی پائدار نہیں ہیں' آنی جانی چیز ہیں، نفس انسان کی عقل کو مغالطہ میں ڈال دیا کرتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو بیدار مغز لوگوں کو زندگی اچھی ہی نہ لگے گی۔

فیصلہ کرنا

''جب تم کوئی فیصلہ کر لو تو اللہ پر بھروسہ کر کے اس پر جمو'' (۱۵۹:۳)

''بلاشبہ اللہ متوکلین کو پسند کرتا ہے'' (۱۵۹:۳)

فیصلہ کرتے وقت ہم میں سے بہت سے لوگ مضطرب ہو جاتے ہیں۔ انہیں قلق، حیرت و شک و شبہ پیش آتا ہے، پریشانی ہوتی اور ہمیشہ سر چکراتا ہے اس لئے آدمی پر لازم ہے کہ وہ مشورہ لے اور اللہ سے استخارہ کرے اور سوچے کم۔ جب کوئی ارادہ پکا ہو جائے اور دل اس پر جم جائے تو بلاتردد اقدام کر ڈالے۔ اب استخارہ اور مشورہ کا وقت ختم۔ اب عزم کرے توکل سے کام لے، یقین اور مضبوطی ہو تاکہ تردد اور اضطراب کی زندگی ختم ہو۔

اُحد کے دن آپ ؐ نے لوگوں سے مشورہ کیا۔ لوگوں نے باہر نکل کر مقابلہ کی رائے دی، تب آپ ؐ نے ذرہ پہنی تلوار ہاتھ میں لی لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! کہیں ہم نے تو آپ کو مجبور نہیں کر دیا

ایسا ہے تو پھر مدینہ میں ہی ٹھہریئے۔فرمایا: کوئی نبیؐ جب زرہ پہن لیتا ہے تو اسے اتارنا زیبا نہیں جب تک اللہ اُس کے اور دشمنوں کے بیچ فیصلہ نہ کردے۔ پھر آپؐ نکل پڑے۔ یہاں پہنچ کر مسئلہ میں تردد کی گنجائش نہیں۔اب عزم مصمم اور نفاذ کی ضرورت ہے۔جرأت وشجاعت اور قیادت کا تقاضا فیصلہ لینا ہے۔

بدر کے موقع پر بھی آپؐ نے بحکم ''وشاورهم في الأمر'' اور ''وأمرهم شورى بينهم'' صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا پھر جب ایک فیصلہ ہوگیا تو آپؐ نے بے کھٹکے اقدام کردیا۔تردد کا مطلب ہے فساد رائے، ہمت کی کمی ارادہ کا تزلزل، کوشش کا بکھراؤ اور سفر کی ناکامی، یہ لاعلاج مرض ہے۔اس کی دوا تو بس عزم، جزم اور ثبات ہے۔ میں کئی لوگوں کو جانتا ہوں جو چھوٹے چھوٹے معاملات میں بھی کبھی آگے بڑھتے کبھی پیچھے ہٹتے ہیں،ان میں صرف شک واضطراب کی روح کام کرتی ہے۔اپنے بارے میں بھی اردگرد کے لوگوں کے بارے میں بھی۔انہوں نے اپنی روح اور ذہن کو ناکامی اور انتشار کا شکار ہوجانے دیا ہے۔واقعہ کے مطالعہ' مسئلہ پر غور' اہل رائے کے مشورہ اور رب السموٰت والارض سے استخارہ کے بعد آپ اقدام کریں' پیچھے نہ ہٹیں' جو چیز بھی سامنے آئے اُسے فوراً نافذ کریں اُس میں دیر نہ کریں، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فتنہ ارتداد کے موقع پر لوگوں سے صلاح ومشورہ کیا،سب کی رائے یہ تھی کہ قتال نہ کیا جائے لیکن حضرت ابوبکرؓ کو اس پر شرح صدر ہو چکا تھا کہ قتال کے ذریعہ اسلام کو تقویت ملے گی' فتنہ کی جڑ کٹے گی اور دین سے جو لوگ نکل رہے ہیں ان کی تادیب ہوگی۔اللہ کے نور نے انہیں دکھایا کہ قتال بہتر ہے لہٰذا انہوں نے پختہ ارادہ کرلیا اور فرمایا بخدا جو نماز وزکاۃ میں فرق کررہے ہیں ان سے ضرور جنگ کروں گا۔حضرت عمرؓ کہتے ہیں مجھے احساس ہوگیا کہ ابوبکرؓ کو جس پر شرح صدر ہوگیا ہے وہی بہتر ہے چنانچہ یہ فیصلہ ہوا اور اس کے مطابق اقدامات کئے گئے۔ حضرت ابوبکرؓ کی رائے ہی مبارک اور صحیح نکلی اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔

ہم کب تک مضطرب رہیں گے؟ اپنی جگہوں میں چکرائیں گے اور فیصلہ لینے میں تردد کا شکار رہیں گے۔بقول شاعر :

''اگر رائے رکھتے ہو تو عزیمت والی رکھو' تذبذب وترددوالی رائے بہتر نہیں ہوتی۔''

منافقین کا مزاج اس طرح کا ہوتا ہے کہ بحث وتکرار اور نظر ثانی وغیرہ کی باتیں کر کے اصل اسکیم ہی رائیگاں کر دیتے ہیں:

''اگر یہ تمہارے ساتھ نکلتے بھی تو تمہاری مشکل میں اضافہ ہی کرتے اور تمہارے بیچ فتنہ کی باتیں ڈالتے'' (۹:۴۷) ''یہ لوگ ہیں جنہوں نے پیچھے بیٹھ کر اپنے بھائیوں کے بارے میں باتیں بنائیں کہ اگر ہماری اطاعت کرتے تو قتل نہ کئے جاتے کہہ دیجئے تم اپنے آپ سے موت کو ٹال دو اگر تم سچے ہو۔'' (۳:۱۶۸)

اس قسم کے لوگ ہمیشہ لیت ولعل میں پڑے رہتے ہیں اور اگر مگر کے عادی ہوتے ہیں یہ ایک قدم آگے بڑھاتے ایک پیچھے ہٹاتے ہیں

''اسی کے بیچ لٹکے رہتے ہیں نہ ان میں ہیں نہ اُن میں۔'' (۴:۱۴۳)

کبھی ہمارے ساتھ کبھی دشمن کے ساتھ ایک بار یہاں ایک بار وہاں، جیسا کہ حدیث میں ان کو ''ایسی بکری جو دو ریوڑوں کے بیچ میں ہے۔'' کہا گیا ہے۔ مشکلات کے وقت کہیں گے

''اگر ہم جانتے کہ لڑائی ہوگی تو ضرور تمہارے ساتھ چلتے'' (۳:۱۶۷) حالانکہ وہ اپنے آپ سے اور خدا سے جھوٹ بول رہے تھے۔ یہ بحرانی حالت میں کھسک لیتے اور خوشحالی میں چلے آتے اور کہتے ''ہمیں جانے دیجئے ہمیں نہ آزمائیے'' (۹:۴۹) ان کا فیصلہ تذبذب اور مایوسی کا تھا احزاب کے موقع پر انہوں نے کہا کہ ''ہمارے گھر تو غیر محفوظ ہیں حالانکہ وہ محفوظ تھے'' (۳۳:۱۳) ان کی یہ سب کارستانیاں واجب سے بچنے اور واضح حق سے کھسک لینے کے باعث تھیں۔

اُحد پہاڑ کی طرح ثابت قدم رہیے

مومن کی طبیعت میں ثبات، منصوبہ سازی اور جزم وعزم ہوتا ہے۔

''ایمان والے تو وہ ہیں جو اللہ ورسول پر ایمان لائیں پھر اس میں شک نہ کریں'' (۴۹:۱۵)

جب کہ ''منافقین اپنے شکوک وشبہات میں پڑے ہوئے ہیں۔'' (۹:۴۵)

یہ لوگ فیصلہ نہیں کر پاتے ہیں۔ الٹے پیروں پلٹتے ہیں اپنے عہد وپیمان توڑ ڈالتے ہیں۔

لہٰذا اے بندۂ مومن جب درست بات سامنے آ جائے، گمان غالب ہو جائے، فائدہ کا یقین ہو تو تم بغیر کسی تذبذب و تاخیر کے اقدام کر ڈالو۔ شاعر نے کہا:

''لیت ولعل اور اگر مگر کو دور پھینکو اور ایسے چلو جیسے شمشیر زن کے ہاتھ میں تلوار۔''

ایک شخص کو بیوی بہت ستاتی تھی لیکن وہ طلاق دینے کی ہمت نہیں کر سکا۔ ایک دانا سے اپنی بپتا سنانے لگا تو اس نے پوچھا اس بیوی کے ساتھ کتنے دن تم نے گزارے۔ کہا چار سال بولا: چار سال!! چار سال سے زہر ماری کر رہے ہو؟

صحیح یہ ہے کہ صبر و انتظار اور تحمل ہونا چاہئے لیکن کب تک ہو؟ جو سمجھدار ہوتا ہے وہ جانتا ہے کہ معاملہ پورا ہوگا یا نہیں' ہوگا ٹھیک ہوگا یا نہیں ہوگا' چلے گا یا نہیں چلے گا لہٰذا اُسے فیصلہ کر لینا چاہئے جیسا کہ شاعر نے کہا ہے:

جسے دل نہ چاہے اُسے جلد سے جلد چھوڑ دو

لوگوں کے احوال کے استقراء و تتبع سے ظاہر ہوتا ہے کہ یوں تو بہت سے معاملات میں حیرت اور تذبذب پیش آتا ہے، لیکن چار چیزوں میں زیادہ ہوتا ہے: پہلی چیز تعلیم ہے، یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ کون سی لائن اختیار کریں' کیا موضوع لیں۔ میں نے بہت سے طلبہ دیکھے کہ تردد و تذبذب کے باعث کالجوں میں سالوں سال ضائع کر دیئے۔ بعض رجسٹریشن کرانے میں کمزور رہے، حتیٰ کہ وقت نکل گیا۔ بعض کسی شعبہ میں سال دو سال رہے' پہلے انہوں نے قانون مضمون لیا پھر معاشیات لیا، پھر طب کی طرف لوٹ گئے یعنی یونہی وقت ضائع کرتے رہے۔ اگر شروع ہی میں فیصلہ کر لیا ہوتا، مشورہ سے کام لیتے اور استخارہ بھی کرتے پھر جو فیصلہ ہوتا اس پر جمے رہتے تو ان کا وقت ضائع نہ ہوتا' مقصد حاصل ہوتا۔

دوسری چیز کام ہے۔ لوگ مناسب کام کا فیصلہ نہیں کر پاتے، کبھی ایک کام لیتے ہیں اسے چھوڑ کر دوسری کمپنی میں نوکری کرتے ہیں پھر نوکری چھوڑ کر تجارت میں لگتے ہیں۔ اس میں گھاٹا ہوا تو مفلس وقلاش ہو کر رہ جاتے ہیں اور خالی ہاتھ گھر بیٹھ جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے میرا کہنا ہے کہ جس کو جہاں روزی مل رہی ہو اُسی سے چمٹے رہنا چاہئے۔ وہیں سہولت ہوگی کامرانی گی۔

تیسرا مسئلہ شادی کا ہے، اکثر نوجوانوں کو بیوی کے اختیار کرنے میں حیرت واضطراب طاری ہوتا ہے۔ دوسروں کی مداخلت سے بھی مسئلہ الجھتا ہے، باپ کسی اور کو دلہن بنانا چاہتا ہے، ماں کسی اور کو، بیٹے کی پسند کچھ اور ہے، کبھی ماں باپ کے دباؤ میں لڑکا ان کی پسند سے شادی کر لیتا ہے اور مصیبتوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ میں ایسے لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ جب تک دینداری حسن اور موافقت وغیرہ میں اطمینان نہ کر لیں تب تک اقدام نہ کریں۔ کیونکہ ایک عورت کے مستقبل کا مسئلہ ہے جس میں کوئی بے پروائی نہیں برتی جاسکتی ہے۔ چوتھا مسئلہ طلاق کا ہے۔ اس میں بھی بڑی پریشانی اور حیرانی ہوتی ہے۔ کبھی آدمی چاہتا ہے کہ طلاق دے دے کبھی چاہتا ہے کہ ساتھ رکھے کبھی چاہتا ہے کہ رسّی توڑ دے، اس لئے اتنی تکان اضطراب فساد رائے اور انتشار فکر طاری رہتا ہے جسے اللہ ہی جانتا ہے۔ بندے کے لئے لازم ہے کہ ان نفسیاتی کمزوریوں کو اپنے قطعی فیصلے سے ختم کر دے۔ عمر ایک ہی بار ملی ہے، یہ دن یہ وقت بار بار نہیں آئیں گے اسی لئے ان کو تو ہنسی خوشی اور راحت سے گزار لے۔ راحت تبھی ملے گی جب فیصلہ کر لے گا کہ مومن بندہ جب سوچ لیتا ہے اور مشورہ اور استخارہ کر کے کسی فیصلہ پر پہنچ جاتا ہے تو اللہ پر توکل کرے اور اس شعر کا مصداق بن جائے کہ مرد میداں جب سوچتا ہے، غور وفکر کے بعد فیصلہ کرتا ہے تو پھر عواقب کو کنارے کر دیتا ہے۔

اس کا اقدام سیلاب کا اقدام، اس کی تیزی تلوار کی جیسی اس کا منصوبہ دنیا کا منصوبہ ہوتا ہے اور وہ فجر کی طرح پھوٹ پڑتا ہے (نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تھا):

''اے میری قوم! اگر تم کو میرا رہنا اور احکام الٰہی کی نصیحت کرنا بھاری معلوم ہوتا ہے تو میرا تو اللہ ہی پر بھروسہ ہے۔ تم اپنی تدبیر مع اپنے شرکا کے پختہ کر لو پھر تمہاری تدبیر تمہاری گھٹن کا باعث نہ ہونی چاہئے۔ پھر میرے ساتھ کر گزرو اور مجھ کو مہلت نہ دو'' (۱۰:۷۱)

جیسی کرنی ویسی بھرنی

ہم لوگ بھی کیا خوب ہیں! لوگوں سے چاہتے ہیں کہ وہ بردبار ہوں اور خود غصہ کرتے ہیں، ان سے چاہتے ہیں کہ سخی داتا ہوں اور خود بخل کرتے ہیں ان سے چاہتے ہیں کہ وہ وفاداری اور بھائی

چارہ کا ثبوت دیں اور ہم خود ایسا نہیں کرتے :

''ہم چاہتے ہیں کہ کامل آدمی ملے جو بے عیب ہو۔ کیا عود بغیر دھوئیں کے خوشبو دیتی ہے؟ پرانی کہاوت ہے کہ کوئی بھی پورا پورا تمہارا نہیں ہوسکتا۔

ابن الرومی کے ایک شعر کا مفہوم ہے کہ یہ تو عجوبہ روزگار ہے کہ تم دنیا میں کامل کی تلاش کرو اور خود کامل نہ بنو۔

وقفہ

ایلیا ابو ماضی نے کہا:

''اے شکایت کرنے والے جسے کوئی بیماری نہیں، تم بیمار بنو گے تو صبح کیسے کرو گے۔ زمین میں سب سے بڑا گنہگار تو وہ نفس ہے جو موت سے پہلے ہی موت سے بچنے لگتا ہے، تم گلاب کا کانٹا تو دیکھ رہے ہو یہ نہیں دیکھتے کہ گلاب کی پتیوں پر شبنم کے موتی بھی ہیں، جو آدمی زندگی کو بھاری سمجھتا ہے اُس کے لئے وہ بوجھ ہے۔ جو آدمی جمالیاتی حس نہیں رکھتا اسے زندگی میں کچھ بھی خوبصورت نہیں لگتا۔ جب تک صبح ہے اُس سے لطف اندوز ہو لو اُس کے زائل ہونے کا خوف کیوں ہے، جب تمہاری کھوپڑی میں کوئی غم فکر گھس جائے تو اس پر زیادہ نہ سوچو اسے طول نہ دو، ٹیلوں کے پرندوں نے اپنی حقیقت جان لی، تم اس سے زیادہ نادان بنو یہ شرمندگی کی بات ہے۔ دیکھو کہ کھیت کسی اور کا ہے لیکن پرندے اس میں صبح شام کرتے ہیں۔

فصیح وبلیغ کلام کا ٹیکس

خالق کائنات اور اس کی مخلوق، اللہ اور انسان کے تئیں ہمارا جو فرض ہے اسے پورا کرنے میں ہی ہماری سعادت ہے۔ بولنا تو آسان ہے اور کلام کی آرائش بھی آسان ہے۔ مشکل تو اسے صفات حمیدہ، بڑے کاموں اور بلند اقدار میں ڈھالنا ہے۔

''کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو،

کیا اتنی بھی تم میں سمجھ نہیں۔" (۲:۴۴)

جو آدمی معروف کا حکم دے خود اس پر عمل پیرا نہ ہو، منکر سے روکے خود باز نہ آئے حدیث صحیح کے مطابق قیامت میں اُسے آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ وہ آنتوں کے ساتھ آگ میں ایسے گھومے گا جیسے کولہو کا بیل۔ دوزخی اس کی ہلاکت کے بارے میں پوچھیں گے تو کہے گا، میں تمہیں معروف کا حکم دیا کرتا تھا خود اس پر عمل نہ کرتا تھا' منکر سے روکتا تھا خود اُس سے باز نہ آتا تھا۔ بقول شاعر :

"ارے او! دوسرے کو تعلیم دینے والے! یہ تعلیم اپنے آپ کو کیوں نہیں دیتا۔"

مشہور واعظ ابو معاذ الرازی نے وعظ کیا۔ خود روئے دوسروں کو رُلایا پھر بزبان شعر کہا جو غیر متقی لوگوں کو تقویٰ کا حکم دیتا ہے وہ ایسا طبیب ہے جو خود بیمار ہے لوگوں کو دوا دیتا ہے۔ سلف میں بعض لوگ جب دوسروں کو صدقہ کا حکم دیتے تو پہلے خود صدقہ دیتے پھر ان کو حکم دیتے اِس لئے لوگ ان کی بات مان لیتے۔

میں نے پڑھا ہے کہ قرون اولیٰ کے ایک واعظ نے لوگوں کو غلام آزاد کرنے کا وعظ کہا۔ خود غلاموں نے اس کی فرمائش کی تھی۔ ایک لمبی مدت میں انہوں نے روپیہ اکٹھا کیا اور اس سے ایک غلام آزاد کروایا اُس کے بعد غلاموں کو آزاد کرنے کا حکم دیا تو لوگوں نے اس کا کہا مانا اور بہتیرے غلام آزادی پا گئے۔

آرام وسکون تو بس جنت میں ملے گا

"ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا ہے" (۹۰:۴) احمدؒ بن حنبل سے پوچھا گیا آرام کب ملے گا بولے جب تم اپنا پاؤں جنت میں رکھو گے تب۔ جنت سے پہلے سکون وراحت کہاں، دنیا تو حادثات، المیوں، فتنوں، مصیبتوں اور آفتوں کی جگہ ہے۔ بیماری ہے' مایوسی' حزن ویاس یہاں کے نشانِ امتیاز ہیں۔ بقول شاعر:

دنیا کی فطرت میں کدورت پڑی ہے پھر تم اسے کدورتوں اور مصیبتوں سے خالی کیوں دیکھنا چاہتے ہو۔

مجھے ایک نائجیریائی ہم سبق نے بتایا کہ اس کی ماں رات کے تیسرے پہر اسے اٹھا دیا کرتی۔ وہ

کہتا کہ میں اور آرام کرنا چاہتا ہوں تو وہ کہتی آرام کے لئے ہی تو میں نے تمہیں جگایا ہے، بیٹے جب جنت میں جاؤ گے تب آرام کرنا۔ علماء سلف میں مسروق سجدہ میں سوجایا کرتے، لوگوں نے کہا آپ پہلے آرام کرلیا کیجئے۔ کہتے اسی آرام کے لئے تو عبادت کرتا ہوں۔

جو لوگ واجب کو چھوڑ کر راحت کی عجلت میں پڑتے ہیں حقیقت میں وہ عذاب کی عجلت میں ہیں۔ راحت تو عمل صالح کرنے' دوسروں کو فائدہ پہنچانے اور اللہ سے قربت کے لئے وقت لگانے میں ہے۔ کافر ساری راحت اور سارا حصہ دنیا میں ہی وصول کرلینا چاہتا ہے اس کا کہنا ہے:

''یوم الحساب سے پہلے ہی اے رب ہمارا حصہ دے دے۔'' (۱۶:۳۸)

آیت میں لفظ قطنا آیا ہے۔ بعض مفسرین نے اس کی تفسیر یوں کی ہے کہ یوم قیامت سے پہلے ہمارے حصے کا رزق اور خیر۔ ان کے بارے میں فرمایا:

''یہ لوگ جلدی ملنے والی دنیا کو چاہتے ہیں'' (۲۷:۷۶) نہ کل کی پرواہے نہ مستقبل کی فکر اسی لئے آج اور کل دونوں کے گھاٹے میں ہیں۔ ان کا کام، نتیجہ' ابتداء اور انتہا سب بے کار ہیں۔

زندگی ایسی ہی بنائی گئی ہے۔ اس کا خاتمہ فنا ہے۔ اس کا پینا کدورت آمیز ہے، وہ متلون مزاج ہے ابھی نعمت ابھی لعنت، ابھی شدت ابھی آسانی، ابھی ثروت مندی ابھی فقر۔ ایک شاعر کہتا ہے:

''ہم آوارہ گردی کرتے ہیں پھر ہم میں ہر ایک مالدار ہو یا محتاج ان گڈھوں کی پناہ لیتے ہیں جن کا بیچ کھوکھلا ہے اور اوپری حصے پتھر کی سلیں ہیں۔ یہی انجام ہے:

''پھر ان کو اللہ کی طرف لوٹایا گیا جو ان کا حقیقی مولی ہے اسی کا حکم چلتا ہے اور وہ سب سے تیز حساب لینے والا ہے۔'' (۶۲:۶)

وقفہ

ایلیا ابو ماضی کہتا ہے: تم فقر کے شاکی ہو جب کہ زمین و آسمان اور ستارے تمہاری ملکیت میں ہیں۔ کھیت کھلیان پھول اور خوشبو، نسیم صبا اور چہکتا بلبل سب تمہارے ہیں، تمہارے اردگرد چمکتی چاندی کی مانند پانی ہے، تمہارے اوپر سورج پگھلا ہوا سونا جان پڑتا ہے۔ چھت اور چوٹیوں میں روشنی ایک بار

شاندار مکانات بنا دیتی ہے' پھر گرا دیتی ہے۔ ساری دنیا تو خوش ہے تو تم کیوں اداس ہو؟ ساری دنیا مسکرا رہی ہے تم کیوں نہیں مسکراتے؟ اگر کسی پرانی عظمت پر جو ختم ہوگئی تمہیں ملال ہے تو یہ حسرت وافسوس اسے لوٹا نہیں سکتے۔ اور کسی مصیبت کے آنے کا خطرہ ہے تو یہ اداسی اسے آنے سے روک نہیں سکتی۔ یا تمہارا شباب ختم ہوگیا ہے تو یہ تھوڑے ہی کہو گے کہ زمانہ بوڑھا ہوگیا۔ زمانہ بوڑھا نہیں ہوتا دیکھو کہ خاک سے کیا حسین صورتیں جھانکتی ہیں جیسے کہ بول اٹھیں گی :

خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں

نرمی مقصود کے حصول میں مدد دیتی ہے

نرمی کے بارے میں بہتیرے نصوص وآثار گزر چکے ہیں۔ حاجت طلبی میں رفق کی سفارش رد نہیں ہوتی۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ دو دیواروں کے بیچ اگر تنگ راستہ ہو جس میں بس ایک ہی کار گزر سکتی ہو تو یہ کار تبھی گزرے گی جب ڈرائیور احتیاط اور دیکھ بھال کے ساتھ چلائے گا اگر وہ تیز رفتاری سے اسے عبور کرے گا تو دائیں بائیں ٹکرائے گا اور گاڑی خراب ہوگی۔ راستہ بھی وہی ہے' گاڑی بھی وہی' داخل ہونے کا راستہ مختلف ہوگیا۔ آسانی کا نتیجہ اور سختی کا کچھ اور۔ اپنے صحن میں ہم چھوٹا سا پودہ لگاتے ہیں جب اس پر تھوڑا تھوڑا پانی ڈالیں گے تو اسے فائدہ ہوگا اگر یکبارگی ڈال دیں گے تو پودہ جڑ سے ہی اکھڑ جائے گا۔ پانی دونوں ایک ہی ہیں لیکن طریقہ عمل الگ الگ ہوگیا۔ جو شخص کپڑے نرمی سے اتارے تو کپڑے ٹھیک رہیں گے اور جو سختی اور تیزی سے کھینچے گا تو اسے شکایت ہوگی کہ کپڑا پھٹ گیا اور بٹن ٹوٹ گئے۔ لطیفہ کی بات ہے کہ جب برادران یوسف جھوٹ موٹ ایک قمیص لے کر آئے اور دعویٰ کیا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا ان کا جھوٹ یوں پکڑا گیا کہ انہوں نے کپڑا نرمی سے اتارا تھا اِس لیئے وہ پھٹا ہوا نہیں تھا۔ اگر بھیڑیے نے کھایا ہوتا تو وہ آہستگی سے تھوڑی اتارتا وہ تو کپڑے کو بری طرح پھاڑ ڈالتا۔ ہماری زندگی میں نرمی کی بہت ضرورت ہے، اپنے آپ سے نرمی کی کیونکہ

''تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے''

دوستوں میں نرمی کی کہ ''اللہ ہر چیز میں نرمی پسند کرتا ہے'' عورت کے ساتھ نرمی کرو۔ فرمایا:

''ان نازک آبگینوں سے نرمی سے پیش آؤ'' ترکوں نے دریاؤں پر لکڑی کے جو پل بنائے تھے ان میں ایک میں لکھا تھا کہ آہستہ آہستہ چلئے کیونکہ آہستہ چلنے والا گرنے سے بچے گا جب کہ جلدی مچانے والا دریا کے بیچ میں جا گرے گا۔ ایک شامی ادیب "السلمية" شہر میں رہتا تھا جس کے پاس موٹر سائکل تھی اس نے اپنی ڈائری میں لکھا ہے کہ ''ایک پل پر میں تیزی سے موٹر سائکل سے گزرا جب بیچ دریا میں پہنچا تیزی سے جارہا تھا دائیں بائیں جو دیکھا تو توازن بگڑ گیا۔ مجھے سامنے دکھائی نہ دیا اور موٹر سائیکل سمیت دریا میں گر پڑا...... پھر لمبا قصہ بیان کیا ہے۔

بعض یوروپی شہروں میں گلگشت اور گلاب کے باغ کے داخلی گیٹ پر ہی لکھ دیتے ہیں کہ ''آہستہ چلیں'' کیونکہ سبک خرام کو ان نازک پودوں کا خیال نہ رہے گا اور وہ ان کی بربادی کا باعث بن جائے گا' محض اپنی بے پروائی اور اندھا دھند داخلہ کے سبب۔

ایک تربیتی مقولہ ہے کہ چڑیا شہد کی مکھی کی طرح نرمی نہیں برت سکتی، حدیث میں مومن کی صفت بتائی گئی ہے ''مومن شہد کی مکھی کی طرح ہے وہ پاکیزہ کھاتی اور پاکیزہ پیدا کرتی ہے۔ کسی ڈالی پر بیٹھتی ہے تو اُسے توڑتی نہیں'' شہد کی مکھی کے وجود کا احساس بھی پھول کو نہیں ہوتا۔ وہ آہستگی سے اس کا رس چوستی ہے، نرمی سے اپنا مطلب پورا کرتی ہے اور چڑیا کمزور جسم کے باوجود بالیوں پر اپنے اترنے کا ہنگامہ مچا دیتی ہے۔ اترتی ہے تو یکدم اور اڑتی ہے تو پُھر سے۔ ایک ہندی مصور کی بات مجھے ابھی تک یاد ہے جس نے ایک شاہکار پینٹنگ بنائی تھی اس کا خلاصہ یہ ہے: دانوں سے بھری گیہوں کی ایک بالی ہے جس پر ایک چڑیا بیٹھی ہے۔ بادشاہ نے اس پینٹنگ کو اپنے دیوان کی دیوار پر لگایا تھا لوگ بادشاہ کو تہنیت دینے آئے اور مصور کی تعریفیں کیں اسی بھیڑ بھاڑ میں ایک اداس سا غریب آدمی آیا اس نے تصویر پر اعتراض کیا اور اسے غلط بتایا۔ لوگوں نے اس پر برا منایا اور شور مچایا کہ اُس نے سب کے خلاف بات کی ہے۔ بادشاہ نے اسے نرمی سے بلایا اور کہا کہ تم کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا کہ یہ تصویر غلط ہے اس کی پیش کش بھی ٹھیک نہیں، کہا کیوں؟ بولا کیونکہ مصور نے یہ دکھایا ہے کہ چڑیا بالی پر اتری لیکن بالی بالکل سیدھی کھڑی ہے اُسے تو فوراً مڑنا چاہئے تھا بالی ثقیل ہوتی ہے لچیلی نہیں۔ بادشاہ نے اور لوگوں نے بھی کہا تم ٹھیک کہتے ہو۔ تب تصویر اتروادی گئی اور انعام بھی پینٹر سے واپس لے لیا گیا۔ علاج کے لئے

بھی طبیب نرمی کی نصیحت کرتے ہیں اسی طرح کام برابر کرنے اور لینے دینے میں بھی۔ کیونکہ جلد بازی میں کوئی اپنے ہی ہاتھ سے ناخن اکھاڑ لیتا ہے کوئی دانت توڑ بیٹھا ہے کسی کا لقمہ اٹک جاتا ہے کیونکہ بڑا لقمہ توڑا' چبایا اچھی طرح نہیں۔

پانی آہستہ بھی چلتا ہے اچھل کر بھی، ہوا تیز وتند چلتی ہے اور تباہی پھیلاتی ہے۔ سلف میں ایک کا قول میں نے پڑھا کہ انہوں نے کہا یہ بھی آدمی کے تفقہ میں سے ہے کہ آدمی اپنے گھر میں نرمی سے داخل ہو، نرمی سے نکلے، آہستہ آہستہ سے کپڑا پہنے، آہستہ سے جوتا اتارے اور سواری پر بیٹھے، چیزوں کو لینے میں عجلت، طیش اور غضب اِس کے لئے کافی ہے کہ فائدہ کھو جائے' ضرر پہنچے کیونکہ خیر رفق پر مبنی ہے۔ فرمایا ''رفق جس چیز میں بھی ہوگا اُسے زینت دے گا اور جس چیز سے بھی نکال لیا جائے گا اُس میں عیب ڈال دے گا۔ لوگوں سے معاملہ کرنے میں نرم روی سے دل مسخر ہوتے ہیں روحیں جھکتی ہیں اور نفوس قائل ہوجاتے ہیں۔ انسانوں میں جو صاحب رفق ہو وہ ہر بھلائی کی کنجی ہے۔ سرکش لوگ اور جلنے والے دل تک بھی اس کی طرف لپک پڑتے ہیں۔

''اللہ کی رحمت سے ہی تم نرمی والے ہو اگر تم سخت دل ہوتے تو یہ لوگ تمہارے اردگرد سے چھٹ جاتے۔'' (۱۵۹:۳)

بقول شاعر:

اے روشن چاند رفق اختیار کر' تیز وتند دہاڑنے والی ہوا نہ ہو۔ تو نے چمک کر میرا چہرہ چمکا دیا ہماری ظلمتوں میں تیرا چہرہ تابناک ہے۔ ہوا جب تیز چلتی ہے تو مکانات کو ڈھاتی چلی جاتی ہے۔

وقفہ

طٰہٰ حسین نے الایام میں اپنے بارے میں غائب کے صیغہ میں لکھا: وہ لڑکا دوسرے انسانوں کی طرح ہی سمجھتا تھا، جیسے لوگ پیدا ہوتے ہیں وہ بھی پیدا ہوا، جیسے وہ جیتے ہیں ایسے ہی وہ جی رہا تھا اس نے اپنا وقت اور نشاط بھی انہیں کی طرح تقسیم کر رکھا تھا۔ لیکن وہ نہ کسی سے مانوس تھا نہ کسی چیز سے مطمئن اور لوگوں واشیاء کے مابین ایک پردہ سا تھا جس کا ظاہر رضا مندی اور امن تھا لیکن اندر سے جی کھولتا،

اضطراب، خوف اور قلق کا احساس ہوتا۔ وہ تا حد نگاہ ایک وحشت ناک صحراء میں تھا جس میں نشانات بھی گم تھے، نہ راستہ دکھائی دے رہا تھا نہ وہ منزل جہاں پہنچے۔"

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کہتے تھے "دل پر سرور کے ایسے لمحات بھی گزرتے ہیں کہ اگر اہل جنت کو بھی مل جاتے تو بڑی اچھی زندگی میں رہتے" ابراہیم بن ادہم کہتے ہیں "ہماری زندگی ایسی ہے کہ اگر اس کی خوشی کا احساس بادشاہوں کو ہو جائے تو تلواروں سے ہم پر چڑھ دوڑیں۔"

قلق کا کوئی فائدہ نہ ہوگا

اس گفتگو سے مقصد اِس نتیجہ تک پہنچنا ہے کہ آدمی قلق و اضطراب کا شکار نہ ہو، قضاء ربی کو مان لے اور ماضی پر ندامت محسوس نہ کرے، ......میں اپنے امتحان میں ساتھیوں کے مقابلہ میں اوّل آنا چاہتا تھا۔ مذاکرہ میں اپنے آپ کو تھکاتا۔ جب امتحان دے دیا تو نتیجہ کو لے کر خوف و اضطراب میں پڑا رہا۔ گھر میں امتحان کے پرچے الٹ پلٹ کر اور جوڑ گھٹاؤ سے اپنے جوابوں کو جانچتا اور ان کی تصحیح کرتا حتی کہ اضطراب کے مارے دانتوں سے انگلی کاٹ ڈالتا پھر نتیجہ آتا، کبھی خوش کن اور کبھی ناخوش گوار، لیکن مجھے یاد نہیں کہ کبھی بھی میرے اضطراب نے نمبروں میں اضافہ کر دیا ہو۔ جواب ٹھیک کر دیئے ہوں یا مجھے پہلی پوزیشن دلا دی ہو۔ بقول شاعر :

میں آفتوں سے بے پرواہو کر رہتا ہوں کیوں کہ ان کی پرواہ سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

قدر کفاف میں راحت

میں معہد الریاض العلمی (ریاض سائنس انسٹی ٹیوٹ) گیا گھر والوں کو جنوب میں چھوڑ دیا، اپنے چچاؤں کے ساتھ رہنے لگا، جہاں زندگی سادہ تھی، تعلیم میں محنت اور آنے جانے اور گھر کے کاموں میں مشقت ہوتی تھی، ۱۵ منٹ سے آدھا گھنٹے روز صبح میں بھی پیدل جانا اور ظہر میں واپس آنا ہوتا اور گھر کے لوگوں کے ساتھ صبح، دوپہر اور شام کھانا بنانے میں ساتھ دیتا۔ گھر میں جھاڑو دیتا، سامان ٹھیک

کرتا باورچی خانہ کو ترتیب دیتا۔ اسباق کا مذاکراہ اور انسٹی ٹیوٹ کے کاموں میں شرکت بھی رہتی اور اچھے نمبرات اور پوزیشن لایا کرتا۔ میرے پاس بس ایک ہی کپڑا تھا اسی کو دھوکر پہنتا تھا، گھر میں بھی اسکول میں بھی اور تقریبات میں بھی۔ کیونکہ آمدنی بہت کم تھی۔ کھانے کا خرچہ، گھر کا کرایہ اور دوسری چیزیں سب اِسی میں کرنی ہوتی تھیں۔ اس لئے گوشت بھی کبھی کھاتا اور پھل تو بہت کم کھایا کرتا۔ ہمیشہ کام، مذاکرہ اور مطالعہ میں مصروف رہتا، تفریح کے لئے مہینہ میں ایک دو بار ہی کہیں نکلا کرتا' میرے مضامین لگ بھگ سترہ تھے۔ جس میں انگریزی انجینئرنگ، الجبرا اور سائنس کی دوسری شاخیں تھیں دینی اور عربی کے مضمون الگ تھے اولی متوسطہ سے ہی المعہد العلمی سے ادبی کتابیں میں نکالا کرتا، مطالعہ کا شوق اتنا تھا کہ کتاب لے کر ساتھیوں سے بالکل الگ تھلگ ہو جاتا۔

اس درازنفسی سے کہنا یہ ہے کہ اس مشقت، تکان سادگی اور کم آمدنی کے باوجود اطمینان تھا۔ دل میں سکون تھا، پوری نیند لیتا تھا ایسے ہی زندگی چلتی رہی پھر بحمد اللہ مجھے اچھا مکان' لذیذ کھانا' بہت سے کپڑے اور آسائش کی زندگی نصیب ہوئی لیکن اب پہلے جیسی نفسیات نہ تھی۔ مشاغل بڑھ گئے کدورتوں میں اضافہ ہوا۔ یہ اس کی دلیل ہے کہ چیزوں کی کثرت سعادت اور راحت نہیں ہے۔ اس لئے یہ نہ سمجھئے کہ حزن وملال اور رنج وغم کا سبب کم آمدنی اور زندگی میں آرام کے کم اسباب کا ہونا ہے۔ یہ درست نہیں۔ زیادہ تر وہ لوگ جو بقدر کفاف پر رہتے ہیں ثروت مندوں سے زیادہ خوش رہتے ہیں۔

برے سے برے احتمال کی توقع

میں ''ابہا'' کے انسٹی ٹیوٹ میں سکنڈری کی پہلی جماعت میں تھا میری پوری تمنا تھی کہ فرسٹ پوزیشن لاؤں۔ پہلی کے لئے جدوجہد کی تھی دل میں یہ تھا کہ کم از کم دوسری پوزیشن تو ملے گی ہی۔ مجموعی نمبرات سے تو مجھے ڈسنکشن مل رہا تھا۔ مذاکرات میں محنت جدوجہد اور شب بیداری کے بعد یہی توقع ہوسکتی تھی؟ جب رزلٹ آیا تو دوسرے مضمونوں میں اچھی کامیابی کے باوجود میں انگریزی میں فیل تھا۔ یہ مضمون میرے لئے بڑا بوجھ تھا، نہ کچھ یاد رہتا نہ سمجھ میں آتا۔ اب مجھ پر حزن ویاس کے بادل چھا

گئے۔ کئی راتیں جاگ جاگ گزریں، ساتھیوں میں کئی حاسد خوش تھے۔ یہ چیز بالکل متوقع نہ تھی کیونکہ یہاں پہلی پوزیشن کے آس لگائے بیٹھے تھے۔ میرے جذبات مشتعل تھے، دل تنگ کہ ایک استاد نے اس بارے میں مجھ سے بات کی، مجھے دلاسہ دیا۔ اس پر مجھے یہ شعر یاد آیا کہ :

ہر چیز کتنی ہی کامل ہو اس میں نقص رہ جاتا ہے، اس لئے اچھی زندگی سے انسان دھوکہ میں نہ پڑے۔

بعد میں جب بھی مجھے اپنا وہ حزن وملال یاد آتا تو ہنسی آجاتی کیونکہ یاس وملال سے رزلٹ میں تو کوئی فرق پڑتا نہیں۔ بلکہ ایسا ہی حال رہتا تو دوسری مرتبہ میں مذاکرہ اور کامیابی کا حصول ہی نہیں کرسکتا تھا۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ ناکامی کی صورت میں آپ مایوس نہ ہوں، نہ منہ سے جھاگ نکالیں اور نہ یہ سمجھیں کہ اس سے کامیابی مل جائے گی۔ ایسا سوچنا غلط ہے۔ اس سے کچھ نہ ہوگا بلکہ آپ کی ناکامی ونامرادی میں ہی اضافہ ہوگا۔ جب حدیث نبوی میں ایم اے کا مقالہ میں نے پیش کر دیا مناقشہ ہوا تو میرا خیال تھا کہ میں نے جوابات صحیح صحیح دیئے ہیں لیکن نتیجہ آیا تو جید جدا (بہت اچھا) تھا اس سے مجھے رنج ہوا میرے ایک دوست نے مجھ سے بات کی اور کہا بھی، تمہیں امتیازی درجہ نہ ملا تو اتنا سوچنے کی کیا ضرورت ہے؟ دونوں کا نتیجہ تو ایک ہے کہ ایم اے کی ڈگری مل گئی؟ فرض کرو کسی سبب سے تمہارا مقالہ رد کر دیا جاتا اور ایم اے نہ کر پاتے تو کیا ہوتا؟ ظاہر ہے کہ وہ درست کہہ رہا تھا، بات میری سمجھ میں آگئی اور میں پرسکون ہوگیا۔

جب تمہیں کسی ناگوار بات کی توقع ہو تو برے سے برے احتمال کو برداشت کرنے کے لئے ذہن کو تیار کرلو اور پھر حتی الامکان اس سے بچنے کی کوشش کرو، ہاتھوں کے طوطے اڑ جانا لعنت ملامت اور قلق سے سینہ کی تنگی وکبید وخاطری کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہوگا۔ ایم اے میں جو سبق ملا تھا وہ ڈاکٹریٹ کے مقالہ کے انٹرویو میں تاخیر کے وقت کام آیا۔ مقالہ علمی وترتیبی اعتبار سے مکمل تھا۔ امید تھا کہ جلد ہی انٹرویو ہو جائے گا لیکن اُس میں دیر ہوتی گئی لیکن اس بار میں نے اسے آسانی سے لیا پہلے کی مانند زیادہ پروانہیں کی۔

اس سے فائدہ یہ ہوا کہ خطرناک سے خطرناک توقع اور احتمال کے لئے ذہنی طور پر تیار رہا اور

زندگی یونہی چلتی رہی گویا کہ کچھ نہیں ہوا۔

جسے پوری تجارت میں گھاٹے اور پورے مال کے جانے کی توقع ہوگی وہ تھوڑے خسارہ کو آسانی سے برداشت کرلے گا۔ جسے قتل ہو جانے کا خدشہ ہوگا اور بس قید کر دیا جائے تو وہ اللہ کا شکر ہی ادا کرے گا۔ اور مصیبت کو آسانی سے برداشت کرلے گا۔

عافیت کے ساتھ روزی روٹی ملے تو پھر دُنیا کو سلام ہو

۱۴۰۰ھ میں ہم لوگ یمن کی حدود میں ایک دعوتی کیمپ میں تھے جس کا افتتاح عالی جناب شیخ عبدالعزیز بن بازؒ نے کیا تھا۔ شریعہ فیکلٹی میں تفسیر کے استاد کے ساتھ ہم ''ابہا'' گئے جب کیمپ کو واپس آئے تو ابہا، تہامہ والا پہاڑی راستہ اختیار کیا۔ بار بار کے سیلابوں سے راستہ ٹوٹا پڑا تھا، ہمارے استاد تفسیر میں تو طاق تھے لیکن کار چلانی بالکل نہیں جانتے تھے۔ انہوں نے مجھے بھی ڈرائیو کرنے نہیں دیا۔ یا تو میرے ساتھ شفقت کی وجہ سے یا ڈر کی وجہ سے۔ چلانا نہ جاننے کے ساتھ اگر وہ آہستہ چلا لیتے تب بھی غنیمت تھا لیکن وہ تو ایسے دوڑا رہے تھے جیسے کسی مقابلہ میں ہوں۔ حتی کہ قریب تھا کہ وہ ہمیں کسی کھڈ میں گرا دیں۔ وہ کار کو کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہے تھے، اس کی چرچراہٹ سنائی دے رہی تھی۔ وہ رات زندگی اور موت کے بیچ ہم نے گزاری۔ کبھی موت کا خیال کر کے دنیا کو خیر باد کہتے کبھی زندہ ہو جاتے۔ میرے دانت پیر اور ہاتھ بھنچے ہوئے تھے۔ کبھی جسم کو ڈھیلا چھوڑتا، اسے نصیحت کرتا، بہلاتا کہ بس یہ کٹھن گھڑی اب ختم ہوئی۔ یہاں تک ہم ایک کشادہ وادی میں پہنچ گئے، پانی زوردار برس رہا تھا۔ سامنے سیلاب تھا۔ ہم نے اس پر کم دھیان دیا۔ جب وادی کے بیچ میں پہنچے تو پانی چڑھنے لگا حتی کہ کار میں داخل ہو گیا۔ ناچار ہم اس سے اتر کر بھاگم بھاگ وادی کے پار نکلے۔ بیچ رات سے لے کر صبح تک اُس کے کنارے بھوکے پیاسے بغیر گدے بستر اور چادر کے پڑے رہے کیونکہ موت کا انتظار تھا اس لئے زندہ بچ جانے کو بھی غنیمت سمجھا اور سفر کی تکان ومشقت اور رت جگے کے باوجود سلامتی ملنے پر اللہ کا شکر ادا کیا۔ صبح کے وقت مددگار پہنچے اور ہم واپس آئے۔

اس سے مجھے اس امریکی کشتی کا قصہ یاد آیا جس کا ملاح دوسری جنگ عظیم میں شریک تھا اس کی

کشتی کو ایک راکٹ آ کر لگا وہ سمندر میں ڈوب گئی ۱۳ دن وہ پانی کے نیچے رہا۔ ٹھنڈے پانی اور سوکھی روٹی کے علاوہ اور کچھ اس کے پاس نہ تھا جب وہ سلامت رہ گیا تو اس سوال کے جواب میں کہ اس واقعہ سے سب سے بڑا تجربہ اُسے کیا ہوا اس نے کہا: ان خوفناک ایام میں میں نے یہ سیکھا کہ جو سلامت ہو اور روٹی پانی رکھتا ہو تو سمجھو کہ اسے دنیا مل گئی۔ جی ہاں! یہ دنیا کیا ہے؟ اس کے جواب میں ہم پائیں گے کہ ہمیں زندگی کے وسائل میں ۸۰ فیصد سے زیادہ حاصل ہے تب اچھی زندگی ہے اور جو امن اطمینان اور راحت ہمیں حاصل نہیں وہ محض ۲۰ فیصد ہے۔ دنیا میں اکثر لوگ ہماری تمہاری طرح ہی ہیں۔ استثنائی حالات میں آفت امن سے بڑی ہوتی ہے۔ پھر بھی ہم اور آپ جو کمی ہے اس پر تو روتے ہیں اور جو حاصل ہے اُس پر خوش نہیں رہتے۔ جو نعمت فوت ہو جائے اس پر رنج کرتے ہیں جو خیر پہنچے اس پر خوش نہیں ہوتے۔ جو تکلیف پہنچے اُس پر کف افسوس ملتے ہیں جو ہمارے پاس ہے اس پر شکر گزار نہیں ہوتے۔

عداوت کی آگ بھڑکنے سے پہلے ہی بجھا دو

اپنی چھوٹی سی عام زندگی میں میں نے یہ پایا کہ جب بھی کسی تنقید یا مخالفت پر اپنا اعتبار بحال کرنا اور حق وصول کرنا چاہا اس سے نقصان ہی ہوا۔ بایں معنی کہ میں سمجھتا تھا کہ اس تنقید یا مخالفت کی جو کسی کی طرف سے پیش آتی ہے، تحقیق کرنے اور اسے غلط ثابت کر دینے سے میرا وقار و اعتبار بحال ہو جائے گا لیکن معاملہ اس کے برعکس ہی نکلا۔ میرے اور اس شخص کے بیچ عداوت چلتی رہی خصومت باقی رہی وہ غلطی پر مصر رہا بالآخر میری تمنا بھی یہ ہوئی کہ کاش میں تحقیق و تفتیش میں نہ پڑا ہوتا بلکہ اس کے مقابلہ میں صبر، اعراض، تحمل اور برداشت کی پالیسی اپناتا۔ یہی قرآن کی بھی تعلیم ہے فرمایا "درگزر کرو اور جاہلوں سے اعراض کرو۔" (۱۹۹:۷) "چاہیے کہ عفو و درگزر سے کام لیں" (۲۲:۲۴) "وہ لوگ جو غصہ پی جاتے اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں، اللہ ان نیک کاروں سے محبت کرتا ہے" (۱۳۴:۳) "جب وہ ناراض ہوتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں" (۳۷:۴۲) "احسن طریقہ پر جواب دو، دیکھو گے کہ جس کے اور تمہارے بیچ عداوت تھی وہ پکا دوست بن جائے گا۔" (۳۴:۴۱) "جب جاہل انہیں مخاطب بناتے ہیں تو یہ سلام کہتے ہیں۔" (۶۳:۲۵)

لہٰذا کسی شخص کے منہ سے بری بات سنو تو اسے جواب نہ دو۔ جواب دینے سے وہ دس گنا برائی کرے گا۔ کوئی تمہاری ہجو کرے تو ایسے ٹال دو گویا تم نے سنا ہی نہیں اگر تم نے بھی جواب میں ہجو لکھی تو لوگ ان چیزوں میں لگ جائیں گے' ادیب انہیں محفوظ رکھیں گے۔ کوئی تمہارے خلاف تیز و تند مقالہ لکھے تو تجاہل سے کام لے کر اسے مر جانے دو' کوئی حسد سے تم پر نقد کرے تو تغافل برت جاؤ۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ برداشت کر لینے سے مصائب دفن ہو جاتے ہیں۔ بقول شاعر:

لبالب بھرے سمندر میں کوئی نادان پتھر کھینچ کر مارے تو اس کا کیا بگڑے گا کہ سمندر کا پانی پاک ہے اس کا مردار حلال ہے۔ پانی زیادہ ہو گا حتی کہ دو بڑے مٹکوں کے برابر بھی ہو گا تو اس سے اس کا کچھ نہ بگڑے گا۔ ایسے ہی صابر و غیور آدمی ہوتا ہے عیب چینوں سے وہ محفوظ رہتا ہے

''تمہارا عیب جو ہی جڑ کٹا ہے'' ''جو لوگ فضول بکواس کرتے ہیں اللہ اس کو ان سے بچاتا ہے'' ''تم ہماری نگرانی میں ہو۔''

کسی کا مقام نہ گراؤ

اپنی زندگی میں میرا ایک تجربہ ہے جس میں کبھی ناکامی نہیں ہوئی وہ یہ ہے کہ معتدل اور مؤدبانہ تعریف لوگوں پر اثر کرتی ہے چاہے کوئی کتنا ہی عابد زاہد اور ظاہری چیزوں سے دور بھاگتا ہو لیکن جب اس کی تعریف کریں گے تو وہ خوش ہو گا اس میں کمی بیشی ہو سکتی ہے۔ میں اہل تقویٰ علماء اور متدین لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوں جب ان کا شکریہ ادا کیا جاتا یا مدح کی جاتی تو وہ نرم پڑ جاتے چہرہ پر خوشی جھلکتی' پیشانی چمکتی۔ مطلب یہ کہ نرم کلمہ اپنا اثر رکھتا ہے اور نبی کریمؐ کی تعلیم بھی یہی ہے کہ لوگوں کو ان کا قرار واقعی مقام دو۔ قرآن میں فرمایا گیا:

''اللہ کی رحمت سے تم ان کے لئے نرم ہو اگر تم سخت دل ہوتے تو وہ تمہارے پاس سے چھٹ جاتے۔'' (۱۵۹:۳)

کتاب ''آپ دوست کیسے بنائیں'' کے مؤلف کی رائے ہے کہ لوگوں کو اپنی طرف کھینچنے کے عوامل میں یہ ہے کہ ان کی مدح و ثنا زیادہ سے زیادہ کی جائے، میری یہ رائے تو نہیں لیکن اعتدال کے

ساتھ تعریف ہو۔ جیسا کہ فرمایا ''اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ رکھا ہے'' نہ زیادہ تملق نہ جفا بلکہ خوش اخلاقی، بلندی اور سخاوت۔ ہم اور آپ یہ کر سکتے ہیں کہ لوگوں پر ناک بھوں چڑھائیں ان کے اوپر تیوری چڑھائیں لیکن اس طرح پانے کے بجائے ہم انہیں کھو دیں گے کیونکہ ہمارے اور آپ کے علاوہ انہیں دوسرے لوگ مل جائیں گے جو ان سے تواضع سے پیش آئیں گے، مسکرائیں گے اور ان کے لئے بازو پھیلا دیں گے۔

''آپ کے جو ایمان والے پیروکار ہیں ان کے لئے اپنے بازو جھکا دیجئے۔'' (۲۶:۲۱۵)

یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ لوگوں کا پیار پالیں کیونکہ وہ تعریف، رعایت، محبت اور مہربانی کے مستحق ہیں۔ وہ زمین میں اللہ کے گواہ ہیں ''لوگوں سے بھلی بات کہو۔'' (۲:۸۳) زندگی میں ایسے بہت سے لوگوں کو جانا جو لوگوں سے ملنے جلنے کا فن اچھی طرح جانتے ہیں۔ اس لئے لوگوں کے دل ان کی طرف اتنی جلدی اور تیزی سے مائل ہو جاتے ہیں جیسے ٹھنڈی اور صاف ہوا کے ساتھ نرم پتے اڑتے ہیں۔ جہاں وہ جائیں اور اتریں نگاہیں ان کا پیچھا کرتی ہیں۔ ان کے چہرے لوگوں کے لئے کھلے ہوئے ہیں۔ دل صاف، زبانیں پاکیزہ، وہ کتنے خوش ہوتے ہیں۔ اور ان کو پا کر لوگ کتنے خوش رہتے ہیں۔

اللہ کی توفیق کے بعد بندہ کے مقدور میں ہے کہ وہ زمین میں قبولیت پالے، لیکن یہ قبولیت قارون کے خزانے، سلیمان کی بادشاہت، ہارون رشید کی خلافت سے نہیں خریدی جا سکتی بلکہ اس کے لئے ضرورت ہے: اللہ کے لئے اخلاص نیت، صدق، اللہ و رسول کی محبت، لوگوں کی سچی خیر خواہی اور نفس امارہ کی تحقیر و ملامت اور سرزنش کی۔ صفات حمیدہ اور خصائل جمیلہ دشواری سے حاصل ہوتے ہیں کیونکہ وہ بلندی کی جانب ہیں۔ جب کہ برے اخلاق اور شرارتِ طبع آسانی سے آ جاتی ہیں کہ وہ نیچے کی طرف جاتی ہیں اور چڑھائی مشکل ہے جب کہ نزول آسان ہوا کرتا ہے۔ بقول شاعر :

''جو پست ہوگا ذلت اس کے لئے آسان ہو جائے گی کہ میت کے کسی زخم سے اسے تکلیف نہیں ہوتی۔''

زندگی کا مزہ اور حقیقی لطف وہ ہے جو دوسروں کو بھی خوش کر دے۔ وہ ان کی صلاحیتوں اور

قدرتوں کا اعتراف' ان کی امنگوں و آرزوں کی حوصلہ افزائی ہے' ان کی محنتوں پر پانی پھیرنا اور کردار کی نفی کرنا نہیں۔ لوگوں کی زندگی جس چیز سے کھٹی اور مکدر رہوتی ہے وہ یہ کہ آدمی بس اپنے کو دیکھے۔ بس وہی تابناک ستارہ، محراب آسمان، نابغۂ روزگار اور نادر العصر ہے۔ اس کے علاوہ جو ہیں وہ قاصر ہیں ان میں کمیاں پائی جاتی ہیں۔

کئی لوگوں سے میں واقف ہوں کہ وہ خیر کے کام کرتے ہیں، ان کی صلاحیت و معیار ٹھیک ہے، میں سمجھتا تھا کہ وہ اپنے آپ کو صحیح طور پر جانتے ہوں گے اس لئے اپنے بارے میں مبالغہ آرائی اور غلو سے کام نہ لیں گے۔ لیکن جب عملاً ان سے سابقہ پڑا تو پتہ چلا کہ وہ تو یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی کوششیں لوگوں کے تصور سے کہیں زیادہ بلند ہیں۔ ایک صاحب طالب علم ہیں اور مبتدئین کے لئے چھوٹے چھوٹے کتابچے لکھتے ہیں۔ میں نے ان کی کوششوں کی تعریف کیا کی کہ جامہ سے باہر ہو گئے۔ ''ارے صاحب اتنی کتابیں نکل گئیں، لوگ ان پر ٹوٹے پڑتے ہیں اور سب تعریف کرتے ہیں وغیرہ۔'' مجھے حیرت ہوئی کہ انسان اپنی تعریف سے کس قدر خوش ہوتا ہے اور جو اس کی تعریف نہ کرے اس کی شان گھٹا دے اُس کی محنت کا اعتراف نہ کرے وہ اسے سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہوتا ہے۔ ایک اور طالب عالم کی ایک کیسٹ میں نے سنی۔ یہ صاحب بہت مشہور نہیں تھے نہ بالکل گم نام۔ میں نے حوصلہ افزائی کی خاطر ان کو فون کیا اور تعریف کی۔ جیسے ہی میں نے ان کی کیسٹ کی تعریف کی بس شروع ہو گئے۔ پہلے تو عاجزی سے بولے کہ بس اللہ کا کرم ہے کہ ان کی کیسٹ عام ہو رہی ہیں، تمام مسلمانوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔ پھر انہوں نے بتایا کہ اتنے لوگ لیکچر میں شریک ہوئے وغیرہ جیسے ان کی کیسٹیں مشرق و مغرب میں پھیل گئی ہوں۔ اس سے بھی سمجھ میں آیا کہ نفس انسانی اپنی قدر و قیمت میں بہت مبالغہ پسند ہے۔ اُسے اپنی تنقید بہت ناپسند ہے۔ ایک واعظ کی میں نے تعریف کر دی۔ ان کی تقریر میں میں خود شریک نہ تھا دوسروں نے بتایا تھا۔ جیسے ہی تعریف کی انہوں نے بتایا کہ کتنے لوگ شریک ہوئے اور متاثر ہوئے، کتنے روئے اور کتنوں نے ان کے ہاتھ پر توبہ کی۔ لہٰذا آپ کبھی بھی کسی کی شان نہ گھٹائیں نہ ان کی تحقیر کریں:

''مرد دوسرے مردوں کا مذاق نہ اڑائیں ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہوں نہ عورتیں دوسری

عورتوں کا مذاق اڑائیں ہوسکتا ہے کہ یہ ان سے بہتر ہوں۔'' (۱۱:۴۹)

آپ لوگوں کی ہمت افزائی کریں' ان پر توجہ کریں' ان کے کاموں سے دلچسپی لیں تو لوگ آپ سے محبت کرنے لگیں گے یہی قرآن کا بھی طریقہ ہے۔:

''جو دن رات اپنے رب کو پکارتے ہیں ان کو کھدیڑو نہیں'' (۶:۵۲) جو تمہارے ساتھ صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں ان پر صبر سے کام لو۔'' (۱۸:۲۸) ''تیوری چڑھائی اور پشت پھیری اس بات پر کہ اندھا اس کے پاس آ گیا۔ تمہیں کیا معلوم، ہوسکتا ہے کہ وہ تزکیہ اختیار کرے۔'' (۸۰:۲-۱)

سیرت میں آتا ہے کہ جبلہ بن الأیہم اس بات پر مرتد ہوگیا کہ اس کے ساتھ حسب مرتبہ معاملہ نہیں کیا گیا، جس سلوک کا مستحق وہ اپنے آپ کو سمجھتا تھا وہ نہیں ملا۔ طٰہٰ حسین نے ''الایام'' میں لکھا ہے کہ داخلہ کے وقت ازہر کا ایک شیخ امتحان لینے کے لئے آیا اور اس سے کہا: 'او اندھے سورہ کہف پڑھ۔' یہ تلخ بات طٰہٰ حسین کے دل میں اتر گئی' ہمیشہ اسے کچوکے لگاتی رہی اِسی لئے وہ نہ صرف ازہر سے نکل گیا بلکہ ہمیشہ کے لئے اس کا ناقد بن گیا۔ اُس سے نفرت کرتا رہا۔ ظاہر ہے کہ کوئی بھی اپنے کو ذلیل کرنا نہیں چاہتا۔ کوئی بھی اپنے کو سستا اور حقیر نہیں جانتا، ہر آدمی اپنے آپ کو چاہتا ہے ہر آدمی اپنی قدر جانتا ہے پھر کون چاہے گا کہ اس کی عزت نفس کو ٹھیس پہنچائی جائے؟

کسی بھی مجلس میں آپ دیکھیں گے کہ بولنے والا واحد متکلم بہت استعمال کرتا ہے۔ میں نے کہا ''میں نکلا، میں نے ملاقات کی' مجھ سے کہا گیا وغیرہ۔ تو یہ جو نفسیاتی کمزوریاں ہیں ان کو آپ بے پروائی میں توڑنے کی کوشش کریں گے؟ جب میں معہد الریاض کے ثانیہ متوسطہ میں تھا کہ میں نے شعر کہنا شروع کر دیا۔ معہد کے مجلّہ میں میں نے ایک قطعہ لکھا۔ جس پر بعض اساتذہ نے میری تعریف کی تو میں اپنے آپ کو ابو تمام اور متنبّی کی مانند سمجھنے لگا۔ ایک بار معہد میں دوسرے ادارے کے طلبہ کا وفد آیا ان کے اعزاز میں ایک جلسہ کیا گیا جس میں مجھ سے ایک قصیدہ پڑھنے کے لئے کہا گیا کیونکہ طلبہ میں اور کوئی شاعر یا شاعری کا دعویٰ کرنے والا نہ تھا۔ اب مجھے قصیدہ کہنا لازم تھا کہ ''پانی نہ ملے تو تیمّم ہی سہی۔'' قصیدہ تیار کر کے پڑھا گیا اور معہد کے ادب کے ایک استاذ نے قصیدہ کے اسلوب اور حسن بیان کی تعریف کی۔ میں اسے صحیح سمجھا کہ واقعی وہ نادر المثال اور شاہکار ہے۔ جب میں بڑا ہوا، ادب کا مذاق

پیدا ہو گیا۔ شعر کی معرفت ہو گئی تو مجھے اپنے آپ پر اور اپنے قصیدہ پر ہنسی آئی۔ تو یہ انسانی نفسیات ہے۔ میں اور آپ لوگوں کو اس سے موڑ نہیں سکتے۔ تو ان کے جذبات کو ٹھیس کیوں پہنچائیں، ایسا کر کے ہم ان کی بدمزگی مول لیں گے ان کی دشمنی و ناگواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اِس لئے اِس چیز کو چھوڑ کر لوگوں کی زندگی میں جو خیر کا پہلو ہے' جو اچھے صفات ہیں' جو فضائل ہیں ان پر نظر رکھیں اور ان کی کوتاہیوں و غلطیوں سے صرف نظر کریں۔

جیسا کرو گے ویسا بھرو گے

بعض حکماء کہتے ہیں: عیب چیں مکھی کی طرح ہوتا ہے جو زخم پر ہی بیٹھتی ہے۔ بعض لوگوں کو ''اگر مگر'' کی علت ہوتی ہے، کسی آدمی کا ذکر کیجئے تو کہیں گے بڑا اچھا آدمی ہے لیکن ...... پھر اس لیکن کے بعد اس کی خوب خوب برائیاں کی جاتی ہیں۔ ان چیزوں سے ہی تو قرآن نے روکا ہے

''اشارے کرنے والا برباد ہے' جو آنکھ سے اشارے کرتا اور چغلیاں کرتا پھرتا ہے۔''

(۱۰۴:۱) ''تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔'' (۴۹:۱۲)

ہماری خوشی اس بات میں ہے کہ ہم دوسروں کو خوش کریں، انہیں آرام پہنچائیں، ان کی صلاحیتوں، کاموں اور فضل کا اعتراف کریں، ہم احترام اور اہتمام پائیں گے، جتنا ان سے اعراض' تجاہل اور بے پروائی برتیں گے اتنا ہی وہ بھی ہم سے تغافل اور اعراض کریں گے ''برابر سرابر کا بدلہ ہے۔'' کون عقل مند ہوگا جو لوگوں سے تو اپنا احترام کرانا چاہے لیکن خود ان کی اہانت کرے۔ یہ چاہے کہ وہ اس کی تکریم کریں اور خود انہیں ذلیل کرنا چاہے؟ یہ غلط تقسیم ہوگی جس کے بارے میں فرمایا

''ناپ تول میں کمی کرنے والوں کو بربادی ہو۔''

دوسروں کی محنتوں پر پانی نہ پھیریں

سماجی تعلقات سے میں نے یہ استفادہ کیا کہ اپنے آپ کو اور اپنے دوست کو خوش رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی مناسب عزت کریں، اسے سب سے اچھے نام سے پکاریں جو اس کا عرف ہو یا

کنیت ہو جو آدمی بھائی اور دوست کو ضمیر مجہول سے پکارے اور ''اوئے، ابے، او بے'' کہہ کر پکارے اس سے زیادہ بے حس اور بدذوق کون ہوگا۔ سوچئے کہ کیا آپ بھی پسند کریں گے کہ کوئی آپ کا نام غلط لے، کنیت وغیرہ میں غلطی کرے؟ نہیں!

کسی سے تجاہل' اعراض اور نظر اندازی کا رویہ طبیعت کی خساست' احساس کی مردنی اور جذبات کی ٹھنڈک کی دلیل ہے۔ کیا عورت بیچاری کو افسوس نہ ہوگا کہ وہ گھر کو صاف ستھرا رکھے چیزیں قرینے سے لگائے، گھر کو خوشبودار بنادے پھر شوہر گھر آکر ان سب سے آنکھیں میچ لے، نہ شکریہ ادا کرے نہ تعریف کا کوئی لفظ' تو کیا اس سے اس کی محنت پر پانی نہ پھر جائے گا۔ لہٰذا غیر کی جانب بھی توجہ کیجئے جس نے جو کام کیا ہے اس کا شکریہ ادا کیجئے، خوبصورت منظر، بہترین خوشبو، اچھا کام پاکیزہ موثر و دلکش شعر و مفید کتاب، ان کی تعریف کریں اور اپنا نام اہل مروت، وفاء اور امانت داروں میں درج کرائیں۔

دوسروں کی نقل نہ کیجئے

شاعر عمر ابوریشہ اپنا قصیدہ "انا فی مکة" پیش کررہے تھے جس کا مطلع یوں ہے

لم تزالی علی ممر اللیالی   موئل الحق یا عروس الرمال

میں مجلس میں تھا اور مجھے ان کا طرز ادا نغمگی اور ترنم بہت اچھا لگا۔ قصیدہ مجھے یاد ہوگیا اور اس کا طرز ادا بھی۔ ایک قصیدہ میں نے بھی نظم کیا اور انسٹی ٹیوٹ کے جلسہ میں اسے عمر ابوریشہ کے انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی۔ ان کی نقل کرنی چاہی۔ لیکن ظاہر ہے کہ میں ابوریشہ نہ تھا۔ چنانچہ ان کی نقل بڑی بھونڈی اور شاق گزری، اس کے بعد میں نے نقالی چھوڑ ہی دی۔ اور اپنے طرز پر قصیدہ پیش کیا۔

اسی طرح کا واقعہ جدہ میں گزرا جہاں ایک مسجد میں عشا کی نماز پڑھی۔ امام نے ایک مشہور قاری کی نقل کرنی چاہی لیکن کہاں ممکن تھا۔ نہ آواز یکساں تھی نہ لہجہ، مشقت سے امام صاحب کا سینہ کانپنے لگا، آواز بھرا گئی اور سانس ٹوٹنے لگی۔ پیچھے' ان کی تکلیف و مشقت اور بناوٹ سے میں پریشان

ہورہا تھا۔ اب مجھے یقین ہوگیا کہ اللہ نے ہر انسان کے اندر الگ فطری استعداد، صلاحیت اور صفات رکھی ہیں جو دوسروں سے بالکل الگ ہیں۔

''تم میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے الگ طریقہ ومنہاج بنایا ہے۔'' (۴۸:۵)

لہٰذا آپ کو نئی چیز پیش کرنی ہے' تو کیا حرج ہے کہ آپ اپنے طریقے، طبیعت ومزاج اور صلاحیت کے مطابق پیش کریں۔

''کہہ دو ہر آدمی اپنے شاکلہ پر عمل کرتا ہے'' (۸۴:۱۷)

لہٰذا دوسروں کی آواز، گفتگو' بیٹھنے اور چلنے کے طریقوں کی نقل نہ کریں۔ اپنے آپ کو نقل کی زحمت، مشابہت ومحاکات کی دشواری سے بچائیں۔ آپ کی جاذبیت، چاشنی اور مٹھاس اسی میں منحصر ہے کہ آپ نئے پن اور تاثیر میں اپنا طریقہ' ڈھنگ اور پیش کش کا الگ انداز اپنائیں۔

جسے کر نہ سکتے ہوں اسے چھوڑ دیں

میں شہر ابہا میں جمعہ کے خطبے دیا کرتا تھا اکثر سیرت کے موضوع پر گفتگو ہوتی، لوگ اسے پسند بھی کرتے تھے۔ لوگوں کو مہروں کی زیادتی کا مسئلہ زیادہ پیش آتا ہے اس لئے مجھ سے اس پر بات کرنے کے لئے کہا گیا۔ اس موضوع پر اظہار خیال کے لئے واقعی مثالوں اور عام زندگی کے واقعات کی ضرورت پڑتی ہے، اِس طرح کا کام مجھ سے ہوتا نہیں۔ کیونکہ میری دلچسپی اور صلاحیت سے سیرت کو مناسبت ہے۔ اس موضوع پر طبیعت میں روانی آ جاتی تھی۔ پھر بھی میں نے گزارش منظور کر لی اور فی البدیہہ مہر کے مسئلہ پر خطبہ دیا۔ ایک آیت اور حدیث پڑھی پھر مثالیں دینی شروع کیں لیکن مناسبت نہ ہونے کے باعث ربط باقی نہ رہا اور آئیں بائیں شائیں کرتا رہ گیا۔ تکلف کے باعث پسینہ پسینہ اور زبان پر جمود طاری ہونے لگا۔ جلدی سے خطبہ ختم کر دینا پڑا۔ خطبہ کیا تھا اُفق پر ایک شعاع تھی۔ موضوع کا حق ادا نہ ہوسکا۔ اس سے بھی مجھے یقین ہوگیا کہ زیادہ مناسب یہی ہے کہ جس موضوع پر آسانی سے بول سکتا ہوں اسی پر بولوں اور تکلف سے اپنے آپ کو بچالوں۔ قرآن میں ہے:

''میں تکلف کرنے والوں میں سے نہیں۔'' (۸۶:۳۸)

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہمیں تکلف سے منع کیا گیا ہے۔ لہٰذا اگر ہم آرام وسکون اور بہتر پیش کش چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ اسی کو لیں' اسی پر گفتگو کریں جسے بہتر طور پر کر سکتے ہوں جس کا حق ادا ہو سکے۔ حدیث میں آیا ہے "اللہ تعالیٰ یہ پسند کرتا ہے کہ تم میں کوئی بھی جب کوئی عمل کرے تو بہتر طریقہ پر انجام دے۔" کیونکہ اچھے انداز میں کرنے سے دل کو ندامت نہیں ہوتی' ضمیر میں خلش نہیں رہتی اور امانت کا حق بھی ادا ہو جاتا ہے۔

زندگی کا نظام تتر بتر نہ ہو

میں نے ایک دن بارہ تفسیریں جمع کیں: طبری، ابن کثیر، بغوی، زمخشری، قرطبی، فی ظلال، الشنقیطی، رازی، فتح القدیر، الخازن ابوالسعود اور تفسیر القاسمی، پھر ارادہ کیا کہ روزانہ ایک آیت کی تفسیر تمام تفسیروں میں دیکھوں گا اس طرح دوسری تیسری چوتھی آیت کی۔ ایسا کر کے میں نے ذہن کو ٹٹولا تو اس میں کچھ نہ تھا بلکہ سوالات کی جگہ ملال اور اکتاہٹ تھی۔ معلوم ہوا کہ مطالعہ کا یہ طریقہ مناسب نہ تھا اس میں کوئی ضبط وترتیب نہ تھی بلکہ جلد بازی اور سرسری گزرنا تھا۔

لہٰذا اگر صحیح اور اطمینان سے استفادہ کرنا چاہیں تو کثرت مصادر ومراجع سے ذہن کو منتشر نہ کیجئے بلکہ ایک نقشہ بنایئے اور اسی کے مطابق مستقل پڑھیے اگرچہ تھوڑا ہی ہو۔ کیونکہ قلیل کام میں بھی مداومت بہت نفع دیتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی کام کو پسند کرتے تھے جو مداومت کے ساتھ کیا جائے گرچہ قلیل ہی کیوں نہ ہو۔

زیادہ کی حرص نے تمہیں غافل کر دیا ہے

ایک بار کچھ روپیہ ملا تو بڑا جوش وخروش پیدا ہوا اور اسی عالم میں میں ایک بڑے کتب خانہ پہنچا کہ ہر کتاب کا ایک ایک نسخہ تو خرید ہی لوں۔ ہر موضوع کی کتابیں کھنگال ڈالیں چنانچہ نفسیات اُصول الفقہ اور ثقافت عامہ پر دسیوں کتابیں میں خرید کر لے آیا۔ جب مطالعہ کے لئے بیٹھا تو سمجھ میں نہیں آیا کہ کیسے شروع کروں کیا پڑھوں اور کیا چھوڑوں، بہت سی کتابوں میں فضول کی تکرار تھی اور بہت سی ایسی

تھیں جن میں کوئی فائدہ نہ تھا۔ بعض صرف لفاظی کا نمونہ تھیں۔ سالوں یونہی گزرے ان میں سے کئی ایک کو تو میں نے ہاتھ بھی نہیں لگایا بلکہ ان کی دیکھ بھال اور ترتیب سے مزید پریشان ہو گیا یہاں تک کہ میں اہل نظر علماء اور فاضل لوگوں میں اٹھنے بیٹھنے لگا اور ان سے اپنی مشکل بتائی تو انہوں نے مناسب ومفید طریقہ بتایا کہ بنیادی اور اہم کتابیں چھانٹ لو، مصادر ومراجع کی ترتیب رکھو اور انہیں کا ہمیشہ مطالعہ رکھو دوسری کتابوں کو اس وقت دیکھو جب کسی بحث اور تحقیق میں ان کی ضرورت پڑے۔ اس مناسب وبہتر رائے کو اختیار کرنے سے میری روح کو اطمینان ہوا' دل کو آرام ملا۔ اگر آپ کے پاس بھی لائبریری ہو اور آپ بھی مطالعہ واستفادہ کرنا چاہیں تو اس کے لئے بنیادی اور افضل ترین کتابیں منتخب کر کے انہیں کا مطالعہ کیجئے تاکہ آپ انتشار فکر، اضطراب قلب اور اخذ واختیار میں حیرانی وپریشانی سے بچ سکیں۔ بقول شاعر:

''لوگوں نے کہا کہ ہر ایک کی بنیادی مفید چیز لے لو میں نے کہا ہاں یہی اچھا ہے لیکن نظر تو للچاتی ہے''

''تمہیں کثرت کی طلب نے غفلت میں ڈال دیا ہے حتیٰ کہ تم قبروں میں پہنچ جاتے ہو۔'' (۱۰۲:۱-۲)

یہیں مجھے یاد آیا کہ بعض طالب علم ادق کتابوں، نادر مخطوطات اور عجیب وغریب تصنیفات کے بارے میں معلوم کرتے ہیں اور کتابیں جمع کرتے جاتے ہیں لیکن پڑھتے بہت کم ہیں، بنیادی کتابوں کی معلومات انہیں بہت کم ہے۔ ان کا مقصد بڑی سے بڑی لائبریری بنا ڈالنا ہے، اور عنقاء مغرب اور الکبریت الاحمر کی طرح عجیب وغریب کتابوں کے نام سے حاضرین کو مرعوب کر دینا ہے۔ بعض مقاتل بن سلیمان کی تفسیر نہ ہونے پر افسوس کریں گے جب کہ ابن کثیر بھی پوری نہ پڑھی ہوگی ''فوائد تمام'' نہ ملنے پر افسوس ظاہر کریں گے جب کہ فتح الباری کے مؤلف کا نام اور کور کا رنگ ہی دیکھا ہوگا

''اور ان میں امی لوگ ہیں جو کتاب (الٰہی) کو اپنی خواہشات کا ذریعہ جانتے ہیں حالانکہ یہ ان کا وہم وگمان ہے۔'' (۲:۷۸)

لہٰذا سیدھے راستہ کو چھوڑ کر پگ ڈنڈیوں میں مت الجھیے۔ کلیات کو چھوڑ کر جزئیات کے پیچھے نہ بھاگیے۔ حکمت کی بات یہ ہے کہ پہلے اہم کو لیں پھر اس سے کم کو۔ مقصود معلوم نہ ہو تو راستہ لمبا اور سواری تھک جائے گی' محنت رائیگاں ہوگی مقصود حاصل نہ ہوگا۔

خوش رہنے کے قاعدے

☆ ایمان سے رنج وغم اور فکریں ختم ہوتی ہیں، وہ اہل ایمان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور عبادت گزاروں کی تسلی۔

☆ جو گزرا سو گزرا، گیا وقت پھر ہاتھ نہیں آتا، لہٰذا جو گزر گیا اُس کے بارے میں مت سوچو۔

☆ قضائے مبرم پر راضی رہو، جو روزی قسمت میں ہے اس پر شکر کرو۔ ہر چیز تقدیر پر مبنی ہے اِس لئے ملال نہ کرو۔

☆ اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے، گناہوں کا بوجھ کم ہوتا ہے۔ علام الغیوب خوش ہوتا اور پریشانیاں دور ہوتی ہیں۔

☆ کسی کے شکریہ کا انتظار نہ کرو۔ بس اللہ الصمد کا ثواب کافی ہے، منکروں کے انکار اور حاسدوں کے حسد سے آپ کو کوئی نقصان نہ ہوگا۔

☆ صبح کرلو تو شام کا انتظار نہ کرو۔ آج کی حدود میں رہو اور آج کی اصلاح کے لئے پوری کوشش کرو۔

☆ مستقبل کو آنے دو، کل کی فکر میں نہ پڑو، آج ٹھیک ہوا تو کل بھی ٹھیک ہوگا۔

☆ اپنے دل کو حسد سے پاک کرلو، اس سے بغض وعداوت نکال پھینکو۔

☆ لوگوں سے بس خیر کے لئے ملو، گھر میں زیادہ رہو، اپنے کام سے کام رکھو، لوگوں سے کم ملو جلو۔

☆ کتاب بہترین دوست ہے، اس کی ہم نشینی اختیار کرلو، علم ومعرفت سے ہمیشہ کے لئے دوستی کرلو۔

☆ کائنات نظام پر مبنی ہے لہٰذا گھر آفس لباس اور فرائض سب میں نظم وترتیب ملحوظ رکھو۔

☆ کھلی فضا کی طرف نکلو، اچھے باغات کا مشاہدہ کرو، اللہ کی مخلوق اور خالق کی ایجاد میں غور کرو۔

☆ پیدل چلو، ورزش کرو، کسل مندی اور گمنامی، نکمے پن اور بے کاری کو دور کرو۔

☆ تاریخ کا مطالعہ کرو، اس کے عجائب وغرائب پر غور کرو، اس کے قصوں اور کہانیوں سے لطف

اندوز ہو۔

☆ زندگی میں نیا پن لاتے رہو، نئے طریقے اپنایا کرو اور روزمرہ کے روٹین میں تبدیلی کرلیا کرو۔

☆ بیدار کن چیزیں چائے، قہوہ وغیرہ زیادہ نہ لو، سگریٹ نوشی اور گٹکا وغیرہ سے پرہیز کرو۔

☆ اپنے کپڑوں کی صفائی پر دھیان دو، خوشبو لگاؤ، مسواک کرو اور اپنے مظہر پر توجہ دو۔

☆ حزن وملال، مایوسی اور حسرت پیدا کرنے والی کتابیں نہ پڑھو۔

☆ یاد رکھو کہ رب کریم کا دامن عفو دراز ہے' وہ توبہ قبول کرتا بندوں سے درگزر کرتا اور برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے۔

☆ دین، عقل، صحت، سمع وبصر، رزق اور اولاد جیسی نعمتوں پر رب کا شکر ادا کرو۔

☆ کیا نہیں معلوم کہ لوگوں میں فاتر العقل، مریض، قیدی، مفلوج اور مصیبت زدہ بھی ہیں؟

☆ قرآن کے ساتھ زندگی گزارو، اس کے حفظ، سماع وتدبر اور تلاوت میں لگے رہو، حزن وملال کو دور کرنے والا وہ سب سے بڑا مجرب نسخہ ہے۔

☆ اللہ پر توکل کرو، معاملہ اس کے سپرد کر کے اس کے حکم پر راضی رہو، بس اس پر اعتماد ہو کہ وہی تم کو کافی ہے۔

☆ جو تم پر ظلم کرے اس سے درگزر کرو، جو تم کو کاٹے اس سے جڑو، جو محروم کرے اس کو دو' جو برائی کرے اس سے بردباری برتو، تم کو خوشی وامن ملے گا۔

☆ لاحول ولاقوۃ الا باللہ بار بار پڑھو، اس سے شرح صدر ہوتا ہے، حال کی اصلاح ہوتی ہے' بوجھ ہلکا اور اللہ راضی ہوتا ہے۔

☆ استغفار زیادہ سے زیادہ کرو، اس سے روزی میں کشادگی، اولاد، علم نافع اور آسانی ملتی ہے اور گناہ کم ہوتے ہیں۔

☆ اپنی صورت، صلاحیت، آمدنی، اور اہل وعیال پر قناعت کرو، تم کو راحت وسعادت ملے گی۔

☆ جان لو کہ عسر کے ساتھ یسر ہے اور کرب کے ساتھ کشادگی ہے، ایک حالت ہمیشہ نہیں رہتی، زمانہ الٹتا پلٹتا رہتا ہے۔

☆ اچھی فال لو مایوس نہ ہو جاؤ۔ اپنے رب سے حسن ظن رکھو اور ہر خیر اور اچھے کام کا انتظار کرو۔

☆ اللہ نے تمہارے لئے جو چنا ہے اس پر خوش رہو، کیونکہ مصلحت کیا ہے تم نہیں جانتے، کبھی شدت بھی فراخی سے بہتر ہو سکتی ہے۔

☆ مصیبت سے اللہ اور بندے کے درمیان قربت ہوتی ہے۔ تم دعا کرتے ہو، مصیبت کبر وغرور اور فخر کو ختم کر دے گی۔

☆ تم اپنے دل میں نعمتوں کے خزانے رکھتے ہو جو اللہ نے تمہیں دیئے ہیں۔

☆ لوگوں سے بھلائی کرو۔ ان کے لئے خیر پیش کرو' مریض کی عیادت' فقیر کو دینے اور یتیم کے ساتھ شفقت کرنے میں تمہیں خوشی ملے گی۔

☆ سوئے ظن اور اوہام سے بچو، فاسد خیالات اور فرسودہ افکار سے احتراز کرو۔

☆ جان لو کہ تکلیف میں تم اکیلے نہیں ہو' غم وفکر سے کوئی بھی محفوظ نہیں، شدید حالات ہر فرد بشر کو پیش آتے ہیں۔

☆ یقین کرو کہ دنیا ابتلا وآزمائش، رنج وغم اور کدورتوں کی جگہ ہے۔ اس لئے اسے اسی طرح قبول کرو اور اللہ سے مدد مانگو۔

☆ جو پہلے گزر چکے' جنہیں قید وبند، عزل وقتل، مصیبت وابتلا اور وقرقی ضبطی کا سامنا ہوا ان کے بارے میں غور کرو۔

☆ جو مصیبت بھی پہنچی اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے یعنی رنج وفکر، بھوک' فقر، مرض' قرض اور آفات سے جو کرب پہنچا اس کا ثواب ملے گا۔

☆ جان لو کہ شدائد سے آنکھ کان کھلتے ہیں، دل زندہ ہوتا ہے، نفس خواہش سے رکتا ہے، بندہ ذکر کرتا اور ثواب کماتا ہے۔

☆ حادثات کا انتظار نہ کرو، مصیبت کی توقع نہ ہو' افواہوں پر یقین نہ کرو اور الزام تراشیوں پر کان نہ دھرو۔

☆ جن چیزوں کا زیادہ خوف ہوتا ہے وہ ہوتی نہیں جن کا چرچا زیادہ ہوتا ہے وہ پیش نہیں آتیں

اللہ کافی ہے، وہی نگہبان ہے، وہی مدد دیتا ہے۔

☆ حاسدوں، سخت دلوں اور چغل خوروں کے ساتھ نہ بیٹھو۔ کیونکہ وہ روح کا بخار ہیں، کدورت پھیلاتے اور افسردہ کرتے پھرتے ہیں۔

☆ تکبیر تحریمہ ہمیشہ تم کو ملے، مسجد میں زیادہ دیر رکو اور اپنے کو اس کا عادی بناؤ، جلدی سے نماز کو جاؤ اس سے مسرت ملے گی۔

☆ گناہوں سے دور رہو کیونکہ افسردگی اور ملال خاطر کا سبب ہیں، ان کی وجہ سے آفتیں ٹوٹتیں اور بحران آتے ہیں۔

☆ "لاالہ إلاأنت سبحانك إني كنت من الظالمين" ہمیشہ پڑھا کرو کیونکہ تکلیف دور کرنے اور آزمائش ہٹانے میں اس دعا کی بڑی تاثیر ہے۔

☆ تمہارے بارے میں جو بھی بری بات کہی جائے ، کہنے والے کو ہی تکلیف دے گی تمہیں نہیں، اس سے ذرا بھی اثر نہ لینا۔

☆ اگر دشمن تمہیں برا بھلا کہتے ہیں، حاسد سب وشتم کرتے ہیں تو اس سے تمہارا ہی وزن بڑھتا ہے، اس کے معنی یہ ہیں کہ تم اہمیت والے ہو گئے تبھی تو تمہارا ذکر ہو رہا ہے۔

☆ یہ جان لو کہ جو تمہاری چغلی کرتا ہے اس نے اپنی نیکیاں تم کو دے دیں، تمہاری برائیاں ختم کردیں، تم کو مشہور کردیا۔ یہ بھی ایک نعمت ہے۔

☆ عبادت میں اپنے اوپر تشدد نہ برتو، سنت پر عمل کرو اور طاعت وعبادت میں غلو سے اجتناب کر کے میانہ روی اختیار کرو۔

☆ توحید خالص اپناؤ اس سے شرح صدر حاصل ہوگا، جتنی توحید خالص ہوگی اور اخلاص عمل ہوگا اتنی ہی سعادت ملے گی۔

☆ شجاع، قوی العمل، ثابت النفس بنو، تمہارے پاس ہمت وعزیمت ہو۔ مشکلات، رکاوٹوں، افواہوں سے تمہاری منزل کھوٹی نہ ہو۔

☆ سخاوت کرو کیونکہ سخی کا سینہ کھلا رہتا ہے۔ اس کا دل چوڑا ہوتا ہے، بخیل تنگ دل، تاریک خیال

اور افسردہ خاطر ہوتا ہے۔

☆ لوگوں سے خندہ پیشانی سے ملو، ان کی محبت مل جائے گی' نرمی سے ان سے بات کرو، تواضع سے پیش آؤ تو وہ تمہارا احترام کریں گے۔

☆ برائی کا بدلہ اچھائی سے دو۔ لوگوں سے نرمی برتو، عداوتیں ختم کرو، دشمنوں سے صلح کرلو اور دوستوں کی تعداد بڑھاؤ۔

☆ سعادت کے بڑے دروازوں میں سے والدین کی دعا ہے، اُسے غنیمت جانو تاکہ ان کی دعا ہر برائی سے تمہارے لئے ڈھال بن جائے۔

☆ لوگ جس حالت میں ہوں اُسے قبول کرو۔ ان سے جو بھول ہو اس سے درگزر کرو، عفوو درگزر سنت الٰہی ہے۔

☆ مثالیت میں نہ پڑے رہو بلکہ حقیقت کے ساتھ جیو' تم لوگوں سے وہ کیوں چاہتے ہیں جو خود کرنہیں سکتے، اس لئے عدل سے کام لو۔

☆ سادگی کی زندگی گزارو ۔بخل، اسراف اور فضول خرچی سے بچو، جسم جتنا موٹا ہوگا اتنی ہی روح کمزور گی۔

☆ مختلف مواقع پر اذکار کا اہتمام کرو کیونکہ یہ تمہارے لئے حفاظت اور بچاؤ ہے۔ اس میں وہ اصلاح وارشاد ہے جس سے تمہارے دن ٹھیک رہیں گے' کاموں کی تقسیم کرلو' ایک ہی وقت میں سب کو اکٹھا نہ کرو لیکن وقفہ وقفہ سے کرو اور اس بیچ آرام کرو تاکہ بہتر طریقہ پر کام انجام پائے۔

☆ گھر، مال، اولاد، نوکری اور صورت وشکل میں جو تم سے کم تر ہو اُس پر نظر رکھو تاکہ اندازہ ہو، تم ہزاروں سے اوپر ہو۔

☆ یہ جان لو کہ بھائی بیٹے، بیوی بچے اور دوست واحباب جن سے بھی واسطہ پڑتا ہے وہ عیب سے خالی نہیں اِس لئے سب کو جیسے ہیں ویسے قبول کرنے کی عادت ڈالو۔

☆ جو صلاحیت ملی ہے، جو علم حاصل ہوا ہے' جو روزی عطا ہوئی ہے جو کام تمہارے لئے مناسب

ہے ان سب کو لازم پکڑو۔

☆ لوگوں اور جماعتوں پر جارحانہ حملے نہ کرو زبان محفوظ رکھو، اچھی بات کرو، میٹھے الفاظ بولو، کسی کو نقصان نہ پہنچاؤ۔

☆ برداشت کرنے سے عیوب دفن ہو جاتے ہیں، بردباری سے خطاؤں کی پردہ پوشی ہوتی ہے۔ سخاوت ایک وراز کپڑا ہے جو نقائص اور عیوب کو چھپا لیتا ہے۔

☆ ایک ساعت میں تنہائی اختیار کر کے اپنے امور میں غور کرو' اپنے نفس کا محاسبہ کرو، آخرت کے بارے میں سوچو' اپنی اصلاح کرو۔

☆ تمہاری گھریلو لائبریری تمہارے لئے گھنا باغ ہے۔ اس میں علماء، ادباء، حکیموں اور شاعروں کے ساتھ تفریح کرو۔

☆ رزق حلال کماؤ' حرام سے بچو، لوگوں کے سامنے دست سوال دراز نہ کرو، تجارت، ملازمت سے بہتر ہے۔ اپنے مال کاروبار میں لگاؤ' معیشت میں میانہ روی برتو۔

☆ متوسط درجہ کا لباس پہنو، نہ کہ عیش پسندوں اور نہ محتاجوں کا، لباس سے اپنے آپ کو ممتاز نہ کرو' عام لوگوں کی طرح رہو۔

☆ غصہ نہ کرو، غصہ سے مزاج خراب ہوتا ہے، اخلاق بدلتے اور معاشرت میں برائی آتی ہے' محبتیں اور رشتے کٹ جاتے ہیں۔

☆ زندگی میں تازگی لانے کے لئے کبھی کبھی سفر کرو، دوسری دنیاؤں کو دیکھو' دوسرے ملکوں اور فضاؤں کا مشاہدہ کرو کیونکہ سفر لطف انگیز ہوتا ہے۔

☆ اپنی جیب میں ڈائری رکھو' اُس میں اپنے کام ترتیب دو، اپنے اوقات منظّم کرو' اپنی یادیں اور ملاحظات لکھو۔

☆ لوگوں کو پہلے سلام کرو، مسکرا کر ملو، اور ان سے توجہ سے پیش آؤ، تا کہ ان سے قریب ہو جاؤ اور دلوں میں ان کی محبت ہو جائے۔

☆ اپنے اوپر بھروسہ کرو' لوگوں پر انحصار نہ کرو، اور یہ سوچ لو کہ لوگ تمہارے خلاف ہیں تمہارے

ساتھ نہیں، تمہارے ساتھ تو بس اللہ ہے، زمانہ عیش کے جو ساتھی ہوں ان سے دھوکہ نہ کھانا۔

☆ آج کل کرنے اور ٹال مٹول سے احتراز کرو کیونکہ یہ ناکامی کا سبب ہوتا ہے۔

☆ فیصلہ لینے میں تردد تذبذب سے کام نہ لو بلکہ صبر وعزم سے کام لو اور آگے قدم بڑھاؤ۔

☆ اپنی عمر مختلف پیشوں، ملازمتوں اور کورسوں کو بدلتے رہنے میں ضائع نہ کرو۔ کیونکہ اس سے تم کسی چیز میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

☆ یہ مکفراتِ گناہ ہیں ان کا اہتمام کرو۔ جیسے نیک اعمال، مصیبتوں پر صبر، توبہ، مسلمانوں کی دعا، اللہ کی رحمت اور رسول اللہ کی شفاعت۔

☆ صدقہ دیا کرو چاہے تھوڑا ہی کیوں نہ ہو، اس سے گناہ ختم ہوگا۔ دل کو خوشی ملے گی، فکر دور ہوگا، رزق میں اضافہ ہوگا۔

☆ اپنا نمونہ اپنے امام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بناؤ، وہی سعادت تک پہنچائیں گے، وہی نجات دہندہ اور فلاح وکامیابی سے ہمکنار کرنے والے ہیں۔

☆ اسپتال جایا کرو، اس سے عافیت کی قدر معلوم ہوگی، جیل خانہ دیکھو اس سے آزادی اور پاگل خانہ دیکھو کہ عقل وہوش کی قدر آئے گی۔ یہ وہ نعمتیں ہیں جن کی اہمیت سے تم واقف نہیں۔

☆ حقیر اور معمولی باتیں تمہیں توڑ نہ ڈالیں۔ بات جتنی ہے اُس سے زیادہ اس کو اہمیت نہ دو۔ حادثات وامور میں مبالغہ اور ہولنا کی سے کام نہ لو۔

☆ اپنے ذہنی افق کو وسعت دو، جو تم سے برائی کرے اُس کے لئے بھی عذر ڈھونڈو تا کہ تم سکون واطمینان سے زندگی گزارو۔ اور انتقام کی کوشش بالکل نہ کرو۔

☆ اپنے دشمنوں کو اپنے غیظ وغضب اور رنج والم سے خوش نہ کرو، یہی تو وہ چاہتے ہیں کہ تمہاری زندگی کو افسردہ کردیں۔ ان کی اس دیرینہ خواہش اور آرزو کو پورا نہ کرو۔

☆ اپنے دل میں لوگوں سے دشمنی، عداوت اور بغض وحسد کا الاؤ مت دہکاؤ کیونکہ یہ تمہارے کے لئے ایک مستقل عذاب بن جائے گا۔

☆ اپنی مجلس میں شائستہ رہو، خیر کی بات کہو ورنہ خاموش رہو، چہرہ کھلا رکھو، ہم نشینوں کا احترام کرو،

ان کی بات سنو اور اثناءِ کلام میں ان کی بات نہ کاٹو۔

☆ مکھی نہ بنو جو بس زخم اور گندگی پر ہی بیٹھتی ہے، لوگوں کی آبرو اور عزت نفس کا احترام کرو' کسی کی عیب جوئی میں نہ پڑو' نہ ان کی لغزشیں اور کمیاں دیکھ کر ہنسو۔

☆ ایمان والا دنیا کی نعمتوں کے ضائع ہونے پر رنجیدہ نہیں ہوتا' نہ اس پر زیادہ توجہ دیتا، نہ اس کے حادثات سے ڈرتا ہے، کیونکہ دنیا حقیر' فانی اور چلی جانے والی ہے۔

☆ غیر اللہ کا عشق اور اس کی محبت کو چھوڑ دو' کہ یہ دل کا عذاب ہے' روحانی بیماری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر و طاعت پر زیادہ دھیان دو۔

☆ حرام چیز کو دیکھنے سے رنج و غم اور دل کے زخم پیدا ہوتے ہیں۔ جو غضِ بصر کرے، اپنے رب سے ڈرے، وہ سعادت مند ہے۔

☆ کھانے کے اوقات کو ترتیب دو، مفید غذائیں لو' بسیار خوری نہ کرو اور شکم سیر ہو کر نہ کھاؤ۔

☆ حادثات کے وقت برے سے برے احتمال کی توقع کرو اور اسے قبول کر لینے پر ذہن کو تیار کر لو' اس طرح تم کو راحت اور آسانی ملے گی۔

☆ جب رسّی سخت ہوگی تو ٹوٹ جائے گی' رات کا اندھیرا چھنٹے گا دشواری ختم ہوگی' ایک مشکل دو آسانیوں پر بھاری نہ پڑے گی۔

☆ رحمان کی رحمت کے بارے میں سوچو کہ اس نے زانیہ عورت کو بخش دیا جس نے کتے کو پانی پلا دیا تھا' اسے بخش دیا جس نے سو قتل کیے تھے۔ توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرتا ہے حتی کہ اس نے نصرانیوں کو بھی توبہ کی دعوت دی ہے۔

☆ بھوک کے بعد سیری، پیاس کے بعد سیرابی مرض کے بعد صحت، فقر کے بعد مالداری، غم کے بعد خوشی اللہ کی سنت ثابتہ ہے۔

☆ سورہ ''الم نشرح'' پر غور کرو' پریشانیوں میں اس کی تلاوت کرو۔ بحرانوں میں یہ سب سے بڑی دوا ہے۔

☆ دعاء کرب "لاالٰه الا الله العظیم الحلیم لاالٰه إلا الله رب العرش العظیم لاالٰه

الااللہ رب السماوات ورب الأرض و رب العرش العظیم" پڑھا کرو۔

☆ ناراض نہ ہو، جب غصہ آئے تو چپ ہو جاؤ، شیطان کی شر سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی پناہ لو، اپنی جگہ بدل لو کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ اور زیادہ سے زیادہ ذکر کرو۔

☆ پریشانیوں سے نہ گھبراؤ، اس سے دل مضبوط ہوگا' عافیت کا مزہ ملے گا۔ حوصلہ بڑھے گا تمہارا صبر ظاہر ہوگا' شان بلند ہوگی۔

☆ ماضی کے بارے میں سوچنا حماقت اور جنون ہے وہ تو ایسا ہی ہے جیسے آٹے کو پیسنا، چرے ہوئے کو چیرنا اور قبروں سے مردے اکھاڑنا۔

☆ مصیبت کے مثبت پہلو کو دیکھو اس پر ثواب کی اُمید رکھو، یہ دوسروں کی مصیبت سے زیادہ سہل ہے' مصیبت زدوں سے تسلی پاؤ۔

☆ جو مصیبت لاحق ہوئی وہ چھوٹنے والی نہ تھی جو نہیں پہنچی وہ لاحق ہونے والی نہ تھی، قلم سوکھ گیا اور فیصلہ پر راضی ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

☆ اپنے نقصانات کو فائدوں میں بدل دو، لیموں سے میٹھا شربت بناؤ، مصیبتوں کے پانی میں مٹھی بھر شکر ڈال دو، حالات کو اپنے لئے سازگار بنانے کی کوشش کرو۔

☆ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، اس کی مدد کو نہ بھولو کہ مدد اسی حساب سے ہوتی ہے جس حساب سے بوجھ ہوتا ہے۔

☆ ناپسندیدہ چیزوں میں پسندیدہ سے زیادہ خیر ہوتا ہے، عواقب کو تم نہیں جانتے' سزا کے لبادہ میں کتنی نعمتیں ہوتی ہیں، شر کے لباس میں کتنا خیر چھپا ہوتا ہے۔

☆ خیالات کو بھٹکنے نہ دو تا کہ وہ تفکرات کی وادیوں میں تم کو نہ لیجائیں، کوشش کرو کہ نعمتوں، صلاحیتوں اور کامیابیوں کے بارے میں ہی سوچو۔

☆ اپنے گھر اور آفس میں شور وشغب سے احتراز کرو، خوش بختی کی ایک علامت سکون واطمینان بھی ہے۔

☆ مشکلات عبور کرنے کے لئے نماز بہترین مددگار ہے۔ وہ نفس کو بلند آفاق میں لے جاتی ہے

اور روح کو نور و کامیابی کی فضا میں پہنچا دیتی ہے۔

☆ سنجیدہ، مفید اور ثمر خیز عمل نفس کو شر کے احساسات، برے خیالات اور حرام رجحانات سے بچاتا ہے۔

☆ خوش بختی ایسا درخت ہے جس کو ضروری غذا پانی' ہوا اور روشنی، ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت سے ملتی ہے۔

☆ جس کے پاس زیادہ ادب، ذوق سلیم، حسن اخلاق ہو وہ اپنے آپ کو اور لوگوں کو خوش کرے گا اسے دلی اطمینان وسکون حاصل ہوگا۔

☆ اپنے دل کو سکون پہنچاؤ کیونکہ دل اکتا جاتا اور افسردہ ہو جاتا ہے۔اس لئے حکمت کے طریقے اور معرفت کے اسلوب اختیار کرو۔

☆ علم سے شرح صدر ہوتا ہے، نظر میں وسعت آتی ہے، نئے آفاق وا ہوتے ہیں اور غم، تفکر اور حزن سے نفس کو چھٹکارا ملتا ہے۔

☆ رکاوٹوں اور مشکلات پر قابو پالینا بھی خوش بختی کا کام ہے کیونکہ کامیابی کی لذت کے برابر کوئی لذت نہیں ہوتی۔

☆ جب تم لوگوں کے ساتھ خوش رہنا چاہو تو ان کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرو جیسا وہ تم سے کرتے ہیں، ان کی تعظیم میں کمی نہ کرو ان کی بے عزتی نہ کرو۔

☆ انسان اپنے آپ کو جان لے' اپنی صلاحیتوں کو جان لے اور انہیں بہتر طور پر کام میں لائے تو اسے کامیابی وکامرانی کی لذت ملے گی۔

☆ علم' معرفت اور تجربہ ڈھیر سارے مال سے زیادہ بہتر ہے۔اسباب پا کر جانور خوش ہوتا ہے، معرفت سے انسان خوش ہوتا ہے۔

☆ زوجین میں ایک ناراض ہو تو دوسرا چپ رہے، دونوں ایک دوسرے کی کمی کو برداشت کریں۔ کیونکہ انسان غلطی سے پاک نہیں ہوسکتا۔

☆ صالح ہم نشین جو اچھی فال لے آپ کی مشکل آسان کردے گا۔امید کا دروازہ کھولے گا اور

نحوست لینے والا دنیا کو آپ پر تاریک بنا دے گا۔

☆ جس کے پاس بیوی، گھر، صحت اور مناسب مال ہو تو اس کے پاس اچھی زندگی کا سامان ہو گیا۔ اسے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور قناعت اختیار کرنی چاہئے۔

☆ جس کے پاس ٹھکانا ہو، صحت ہو ایک دن کی روزی ہو تو گویا اُسے پوری دنیا مل گئی۔

☆ جو اللہ کو رب ماننے، اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول تسلیم کرنے پر راضی ہو تو اللہ بھی اُس سے ضرور راضی ہو گا۔ یہی رضا کے ارکان ہیں۔

☆ کامیابی تب مانی جائے گی جب اللہ بھی تم سے راضی ہو، تمہارے اطراف کے لوگ بھی اور تمہارا نفس بھی اور یہ کہ تمہارا کام نتیجہ خیز ہو۔

☆ کھانا ایک دن کی خوش بختی ہے، سفر ایک ہفتہ کی خوش بختی ہے، شادی مہینہ کی خوش بختی ہے مال سال بھر کی خوش بختی ہے اور ایمان پوری عمر کی خوش بختی ہے۔

☆ تم محض سونے، کھانے پینے اور شادی سے خوش بخت نہیں بن سکتے بلکہ کام سے خوش بخت ہو گے، کام ہی دنیا میں بڑے لوگوں کو بڑا بناتا ہے۔

☆ جسے مطالعہ کا موقع ملے وہ خوش بخت ہے کیونکہ وہ دنیا کے باغات سے خوشہ چینی کرتا اور دنیا کے عجائبات دیکھتا ہے اور زمان ومکان کے ساتھ سفر کرتا ہے۔

☆ دوستوں کی گفتگو سے رنج وغم دور ہوتے ہیں۔ اچھے مزاح سے راحت ملتی ہے، شعر کے سننے سے دل کو آرام ملتا ہے۔

☆ زندگی کو تم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو، زندگی تمہاری فکر کی مرہون منت ہے، اس لئے اپنی آنکھوں پر کالا چشمہ نہ لگاؤ۔

☆ ان کے بارے میں سوچو جن سے تم کو محبت ہے اور جو تمہیں ناپسند ہیں انہیں اپنی زندگی کا ایک لمحہ نہ دو، کیونکہ وہ تمہارے اور تمہارے فکر کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔

☆ جب تم نتیجہ خیز کام میں مصروف ہو گے تو اعصاب ٹھنڈے رہیں گے، نفس کو سکون ملے گا اور راحت کی فضا چھا جائے گی۔

☆ سعادت حسب نسب اور سونے چاندی میں نہیں بلکہ دین، علم، ادب اور ضرورت کی تکمیل میں ہے۔

☆ اللہ کو وہ بندے زیادہ محبوب ہیں جو زیادہ خیر کے کام کرتے ہیں، لوگوں کے ساتھ زیادہ بھلائی کرتے اور زیادہ شکر گزار ہوتے ہیں۔

☆ اگر تم اپنی موجودہ حالت سے خوش نہیں تو اس خوشی کے انتظار میں نہ رہو جو افق سے اترے گی یا آسمان سے نازل ہوگی۔

☆ اپنی کامیابیوں اور کام کے ثمرات کے بارے میں سوچو، جو بھی خیر کے کام کیے ان پر خوش رہو، اللہ کی حمد کرو اس سے شرح صدر ہوتا ہے۔

☆ جو ذات کل تمہارے کام آئی تھی وہ آج بھی کام آتی ہے کل بھی آئے گی اس پر بھروسہ کرو۔ جب وہ تمہارے ساتھ ہے تو پھر کس کا خوف ہے اور اگر وہ تمہارے خلاف ہو تو کس سے امید کر سکتے ہو؟

☆ تمہیں اور ثروت مندوں کو ایک ہی دن حاصل ہے۔ کل کی لذت انہیں بھی نہیں ملے گی۔ آنے والا کل نہ تمہارا نہ ان کا۔ ایک ہی دن ان کا ہے جو بہت ہی کم ہے۔

☆ مسرت سے نفس میں چستی اور دل میں فرحت آتی ہے، اعضاء میں توازن آتا ہے، قوت ملتی ہے، زندگی قیمتی ہوتی ہے اور عمر کو فائدہ ہوتا ہے۔

☆ غنا، امن، صحت اور دین سعادت کی بنیادیں ہیں، غریب خوف زدہ رہتا ہے، مریض اور کافر کو خوشی نہیں ملتی بلکہ وہ بدنصیبی کا شکار رہتے ہیں۔

☆ جو اعتدال کو اپنائے گا اسے سعادت ملے گی جو میانہ رو ہوگا اسے کامیابی۔ جو آسان پہلو پر توجہ دے گا وہ کامران ہوگا۔

☆ زمانہ کی گھڑی میں ایک ہی کلمہ ہے: خوش بختی کی ڈکشنری میں ایک ہی لفظ ہے: رضامندی۔

☆ جب کوئی مصیبت لاحق ہو اسے بہت بڑی مصیبت نہ سمجھو مصیبت آسان ہوگی۔ اس کو جلد ازالہ کرنے کی کوشش کرو کیونکہ تنگی کا کرب نہ ہوتا تو راحت کی خوشی و امید بھی نہ ہوتی۔

☆ جب کوئی بحران درپیش ہوتو یاد کرو کہ کتنے بحران تم پر گزرے اور اللہ نے تمہیں ان سے نجات دی اس سے پتہ چلے گا کہ جس نے پہلی بار عافیت دی اب کی بار بھی دے گا۔

☆ دن کو ضائع کرنے والا وہ ہے جو اُسے بغیر حق ادا کئے، بغیر کسی فرض کو نبھائے' بغیر کسی مقام کو پائے' بغیر خوشی حاصل کئے، بغیر علم سیکھے' بغیر کسی صلہ رحمی کے اور بغیر کسی خیر کو انجام دیئے گزار دے۔

☆ اچھا یہ ہے کہ ہمیشہ ہاتھ میں کتاب رکھو کیونکہ بہت سا وقت ضائع ہوتا ہے۔ وقت کی حفاظت اور فرصت کے استعمال کا بہترین ذریعہ کتاب ہے۔

☆ قرآن کا حافظ جو رات میں اور صبح وشام پڑھتا ہو نہ تکان کا شکار ہوگا نہ خلا اور اُکتاہٹ کا کیونکہ قرآن زندگی میں مسرت بھر دیتا ہے۔

☆ کوئی فیصلہ لینے کے لئے اُس کے ہر پہلو پر غور کرلو پھر استخارہ کرو' قابل اعتماد لوگوں سے مشورہ کرو اگر کامیابی ملے گی تو مقصود حاصل ہوگیا' نہ ملے تو نادم نہ ہوگے۔

☆ عقل مند' دوست زیادہ بناتا ہے دشمن کم کیونکہ دوست سال میں ملتا ہے جب کہ دشمن روزانہ مل سکتے ہیں۔ لہٰذا خوشخبری ہے اس کے لئے جسے اللہ مخلوق میں محبوب بنا دے۔

☆ اپنے دنیوی مقاصد کی ایک حد مقرر کرو جن کی طرف تم رجوع کرو ورنہ دل منتشر، سینہ تنگ، حالت بری اور زندگی افسردہ ہوجائے گی۔

☆ مناسب ہے کہ جسے اللہ پاک کی نعمتیں حاصل ہوں وہ شکر بجالائے طاعت اور تواضع کے ساتھ ان کی حفاظت کرے اور دوام بخشے۔

☆ جو تقویٰ سے آراستہ ہوگا، جس کی فکر ایمانی ہوگی اور اخلاق خیر پسند، اُسے اللہ کی اور لوگوں کی بھی محبت ملے گی۔

☆ کسل مند اور گمنام ہی حقیقت میں رنجیدہ اور تھکا ہوا ہوتا ہے۔ سنجیدہ اور متحرک جینا بھی چاہتا ہے اور خوش رہنا بھی۔

☆ زندگی کی لذت اور مزہ مصائب وتفکرات سے کئی گنا زیادہ ہے، البتہ اس لذت کا حصول

ذکاوت وذہانت سے ہی کیا جا سکتا ہے۔

☆ اگر عورت دنیا کی ملکہ ہو پورے عالم کی ڈگریاں اُسے ملیں ہر طرح کا تمغہ دیا جائے لیکن شوہر نہ ہو تو وہ مسکین ہے۔

☆ کمال کی زندگی یہ ہے کہ آپ کی جوانی بلند مقصد، رجولیت مزاحمت اور بڑھاپا غور وفکر میں گزرے۔

☆ کمی ہو جائے تو دوسرے کے بجائے اپنے کو ہی ملامت کرو، دوسروں کو چھوڑ دو کیونکہ تمہارے اپنے عیوب اور کمیاں بھی اتنی ہیں کہ ان کی اصلاح میں وقت لگے گا۔

☆ محلوں اور کوٹھیوں سے زیادہ خوبصورت تو وہ کتاب ہے جس سے فہم کو جلا، دلوں کو مسرت، نفس کو انس حاصل ہو جو شرح صدر کرے اور فکر بڑھائے۔

☆ اللہ سے عفو و درگزر طلب کرو اگر یہ دونوں مل جائیں تو گویا ہر چیز تم کو مل گئی، ہر برائی سے تم بچ گئے، ہر مسرت سے ہم کنار ہو گئے۔

☆ ایک روٹی، سات کھجوریں، پانی کا ایک پیالہ کمرہ میں ایک چٹائی اور قرآن پاک ہوں تو دنیا کو سات سلام کہہ دو۔

☆ خوش بختی کا راز' قربانی، انکار ذات، سخاوت' کسی کو اذیت نہ دینے اور انانیت وخود پسندی سے دور رہنے میں ہے۔

☆ اعتدال کے ساتھ ہنسی سے شرح صدر ہوتا ہے، دل کو تقویت ملتی اور ملال ختم ہوتا ہے، عمل میں چستی آتی اور دل میں صفائی پیدا ہوتی ہے۔

☆ عبادت ہی سعادت ہے، صالحیت ہی کامیابی ہے، جو اذکار پڑھے گا۔ ہمیشہ استغفار کرے گا اور محتاجی کا جتنا اظہار اللہ سے کرے گا وہ نیکوکار ہو گا۔

☆ بہترین دوست وہ ہے جس پر تم کو بھروسہ ہو اور جس سے راحت ملے، جس سے تم دل کی بات کہہ سکو، جو تمہارے غم میں شریک ہو تمہارا راز افشاء نہ کرے۔

☆ جو خوشی ملی ہے اُس سے بڑی خوشی کی توقع نہ کرو' کہیں وہ بھی نہ چلی جائے۔ نئے مصائب کا

انتظار نہ کرو کہ اس سے جلد ہی غم وفکر طاری ہو جائیں گے۔

☆ یہ نہ سمجھو کہ تم سب کچھ کر سکتے ہو، تم بہت سا اچھا کام کر سکتے ہو، لیکن ہر صلاحیت رکھنا اور ہر کام کرنا ممکن نہیں۔

☆ ایک خوبصورت صالح بیوی، وسیع اور کشادہ گھر، بقدر کفاف روزی اچھا پڑوسی ایسی نعمتیں ہیں جنہیں بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

☆ بری چیز کو بھول جانا' نعمت کو یاد رکھنا اور لوگوں کے عیوب سے چشم پوشی کرنا ایک اچھائی کی بات ہے۔

☆ درگزر انتقام سے لذیز تر، کام بے کاری سے مزے دار' قناعت مال سے زیادہ بڑی اور صحت ثروت سے کہیں بہتر ہے۔

☆ تنہائی برے دوست سے اور اچھا دوست تنہائی سے بہتر ہے، عزلت عبادت ہے تفکر طاعت ہے۔

☆ عزلت غزالان افکار کا مرغزار ہے، کثرت سے ملنا جلنا حماقت ہے، لوگوں پر اعتبار بے وقوفی ہے، ان سے دشمنی مول لینا نحوست ہے۔

☆ بداخلاقی ایک عذاب ہے، کینہ زہر ہے، غیبت رزالت اور دوسروں کی عیب چینی رسوائی کی بات ہے۔

☆ نعمتوں پر شکر گزاری سے برائی دور ہوتی ہے، ترک ذنوب سے دلوں کو زندگی ملتی ہے اور نفس پر فتح پانا بڑے لوگوں کا کام ہے۔

☆ امن کے ساتھ سوکھی روٹی خوف کے شہر سے بہتر ہے، خیمہ جس میں پردہ ہو وہ فتنہ والے محل سے اچھا ہے۔

☆ علم کی فرحت' اس کی بزرگی ہمیشہ رہتی ہے، اس کا ذکر باقی رہتا ہے، مال کی فرحت، اس کی بڑائی عارضی اور اس کا ذکر تھوڑی دیر کا ہوتا ہے۔

☆ دنیا پر خوش ہونا بچکانہ خوشی ہے، ایمان پر خوش ہونا نیکوں کی خوشی، مال کی خدمت ذلت ہے اور

اللہ کی رضا کے لئے کام شرف کی بات ہے۔

☆ ہمت کی جزا میٹھی، کامیابی کی تکان راحت ہے، کام کا پسینہ مشک ہے اور اچھی تعریف بہترین خوش بو ہے۔

☆ سعادت اِس میں ہے کہ تمہارا مونس قرآن پاک ہو، کام تمہاری ہابی ہو، گھر تمہاری خانقاہ اور قناعت تمہاری دولت ہو۔

☆ کھانے اور مال پر خوش ہونا بچکانہ پن ہے اچھی مدح پر خوشی بڑے لوگوں کی نشانی ہے، نیکی کا کام لازوال شرف ہے۔

☆ رات کی نماز دن کی رونق ہے، لوگوں کے لئے خیر پسندی ضمیر کی پاکی ہے اور شر سے خلاصی کا انتظار عبادت ہے۔

☆ مصیبت میں چار چیزیں ہیں: اجر کی اُمید، صبر کی زندگی، حسن ذکر اور لطف وکرم کی توقع۔

☆ نماز با جماعت' ضرورتمندوں کی حاجت روائی' مسلمانوں کی محبت، ترک ذنوب اور اکل حلال دنیا وآخرت کی کامیابی ہے۔

☆ سرداری کی ہوس نہ کرو' سرداری میں بڑی تکلیفیں ہیں، شہرت کی حرص نہ رکھو کہ اس کا جرمانہ دینا ہوتا ہے، گمنامی کے ساتھ بقدر کفاف مسرت کی بات ہے۔

☆ حماقت کی علامت: وقت کا زیاں، توبہ میں تاخیر، لوگوں کو دشمن بنانا، والدین کی نافرمانی اور رازوں کا افشاء کرنا ہے۔

☆ اگر تمہیں کوئی گالی دیتا ہے تو رنجیدہ مت ہو، لوگوں نے تو رب تعالیٰ کی شان میں گستاخیاں کی ہیں، جس نے انہیں وجود بخشا اس کے وجود میں انہوں نے شک کیا، بھوکے ہوتے ہیں کھلاتا وہ ہے' شکر کسی اور کا کرتے ہیں انہیں خوف سے نجات دیتا ہے یہ اس سے جنگ کرتے ہیں۔

☆ کرۂ ارض کو اپنے سر پر مت اٹھاؤ' کس کو پڑی ہے کہ ہمیں یاد رکھے۔ کسی کو زکام ہو جائے تو وہ میری اور تمہاری موت کو بھلا دیں گے۔

☆ سرور، کفایت شعاری، اچھا ٹھکانہ اور سلامتی وسکون میں ہے، فتنوں سے امان، رنج ومحن سے نجات، شکر وعبادت میں ہے۔

☆ دنیا میں اجنبی مسافر کی طرح رہو، نماز ایسی پڑھو جیسے آخری ہو، ایسی بات نہ کہو جس پر معذرت کرنی پڑے، جو لوگوں کو حاصل ہے اس کا لالچ نہ رکھو۔"

☆ دنیا سے بے رغبتی برتو اللہ کی محبت ملے گی، لوگوں کے پاس جو ہے اس سے بے رغبی رکھو تو لوگ محبت کریں گے۔ قلیل پر قناعت کرو، قرآن پر عمل کرو، کوچ کے لئے تیار رہو، اللہ سے ڈرو۔

☆ جس سے نفرت کی جائے اُس کی کیا زندگی، جو اٹھایا جانے والا ہے اسے کیا راحت۔ خطا کار کو امن نہیں، فاجر کو کوئی چاہنے والا نہیں، جھوٹے کی تعریف نہیں ہوتی اور غدار پر بھروسہ نہیں کیا جاتا۔

☆ "مومن کا معاملہ عجیب ہے، اس کا تمام کام خیر ہے، اور یہ بس اس کی ہی خصوصیت ہے کہ اگر تکلیف پہنچے اور صبر کرے تو اس کے لئے خیر، راحت ملے اس پر شکر کرے، تب اس کے لئے خیر۔"

☆ مسکراہٹ خیر کی کنجی ہے، محبت اس کا دروازہ، سرور اس کا باغ، ایمان اس کا نور اور امن اس کی دیوار۔

☆ دل کشی: خوبرو چہرہ، سرسبز کیاری، ٹھنڈا پانی، مفید کتاب، نعمت کی قدر کرنے والا دل جو برائی سے دور رہے اور خیر پسند ہو۔

☆ صحت مند پتھر پر بھی ایسے سو جاتا ہے جیسے ریشم کے بستر پر سو رہا ہو، جو کی روٹی بھی یوں کھا لیتا ہے جیسے ثرید کھا رہا ہو۔ جھونپڑے میں ایسے رہتا ہے گویا کہ کسریٰ کے ایوان میں رہتا ہو۔

☆ بخیل محتاجگی میں زندگی گزارتا، مالداری میں مرتا، اپنی ذریت کی خدمت کرتا اور مال سینت سینت کر رکھتا ہے جب کہ لوگ اس سے نفرت کرتے ہیں۔ اللہ سے دور ہوتا ہے اور دنیا میں بری شہرت ملتی ہے۔

☆ اولا د ثروت سے افضل، صحت غنا سے اچھی اور امن مسکن سے اچھا اور تجربہ مال سے قیمتی ہے۔

☆ ترک طاعت سے دل کی موت ہو جاتی ہے، گناہوں پر اصرار بدنامی کا سبب بن جاتا ہے۔ اللہ کے ذکر سے بے پروائی، اس کی گرفت سے بے خوفی اور صالحین کی حقارت بدبختی کے اسباب ہیں۔

☆ جو اپنے گھر میں خوش نہیں وہ دوسری جگہ بھی خوش نہیں رہ سکتا۔ جسے گھر والے محبت نہ دیں دوسرے بھی اسے محبت نہیں دے سکتے جو آج کو ضائع کرتا ہے۔ وہ کل کو بھی ضائع کرے گا۔

☆ چار چیزیں سعادت لاتی ہیں۔ نفع بخش کتاب' صالح اولاد، پیار کرنے والی بیوی، نیک دوست۔ ان سب کا اجر اللہ کے ہاں ہے۔

☆ ایمان، صحت، غنا، آزادی، امن' شباب اور علم، بس انہیں کے لئے عقل مند کوشش کرتے ہیں، لیکن کسی ایک میں وہ سب کم ہی جمع ہوتی ہیں۔

☆ آج کی خوشی پر خوش ہولو' اس کی گارنٹی نہیں کہ وہ کل بھی باقی رہے گی' زمانہ کی آفت سے کوئی امان نہیں ہے، اس لئے ایسا نہ کرو کہ رنج نقد اور خوشی اُدھار کردو۔

☆ دنیا میں سب سے افضل چیزیں ہیں' ایمان صادق' اچھے اخلاق، عقل سلیم' صحت مند جسم اور خوش گوار روزی۔ اس کے بعد جو ہے وہ فالتو ہے۔

☆ دو نعمتیں خفی ہیں' جسم کی صحت اور وطن میں سکون۔ دو نعمتیں ظاہری ہیں: لوگوں میں ذکر خیر اور صالح اولاد۔

☆ خوش رہنے والا دل' بغض کے کیڑوں کو مار دیتا ہے اور راضی رہنے والا نفس نفرت کے حشرات ختم کر دیتا ہے۔

☆ امن سب سے نرم قالین ہے۔ عافیت بہترین پردہ' علم لذیذ تر غذا اور محبت سب سے زیادہ مفید دواء اور حجاب سب سے اچھا لباس ہے۔

☆ فاسق، مریض، مقروض، غریب، غمگین، قیدی اور مجبور، خوش نہیں رہ سکتا۔

☆ خوش بختی پریشانیوں کے خاتمہ' عداوتوں کے ازالہ نیک اعمال اور شہوتوں پر غلبہ کا نام ہے۔

☆ جس راستہ میں سب سے کم خطرہ ہے وہ تمہارے گھر کا راستہ ہے، سب سے مبارک ایام وہ ہیں

جب تم عمل صالح کرو۔ سب سے برا وقت وہ ہے جس میں تم کسی کے ساتھ برائی کرو۔

☆ خوشی کو شکر، حزن کو صبر، خموشی کو تفکر، نظر کو عبرت، قول کو ذکر، زندگی کو اطاعت کا ذریعہ بنالو۔

☆ اس پرندے کی مثل ہو جاؤ جسے صبح وشام روزی ملتی ہے' اسے کل کی پروا نہیں ہوتی' کسی پر انحصار نہیں کرتا نہ کسی کو تکلیف دیتا ہے' جس کا سایہ ہلکا اور حرکت کم ہوتی ہے۔

☆ جو لوگوں سے زیادہ میل جول رکھے گا تو لوگ اس کی توہین کریں گے، جو ان سے بخل کریں گے اس سے نفرت کریں گے، جو ان سے بردباری برتے گا اس کا احترام کریں گے۔ جو ان کے ساتھ سخاوت کرے گا اس سے محبت کریں گے جو ان کا محتاج رہے گا اس سے کدورت رکھیں گے۔

☆ فلک گردش میں ہے، راتیں حاملہ ہیں' ایام الٹتے پلٹتے ہیں' یکساں حال رہنا محال ہے اللہ کی ہر روز نئی شان نئی آن ہوتی ہے لہٰذا غمگین کیوں ہو؟

☆ سلاطین کے دروازے پر تم کیوں کھڑے ہو جب کہ ان کی پیشانیاں اللہ کے قبضہ میں ہیں، تم تو گویا فقیر سے مانگتے ہو' بخیل سے گزارش کرتے اور زخمی سے شکایت کرتے ہو۔

☆ سحر کے وقت ایسے پیغام بھیجو جن کی روشنائی آنسو ہوں، جن کے کاغذ رخسار ہوں، جن کی ڈاک قبولیت ہو جن کا رُخ عرش الٰہی کی طرف ہو۔ پھر جواب کے منتظر رہو۔

☆ جب سجدہ میں جاؤ تو اسے چپکے چپکے اپنے راز بتاؤ۔ وہ ظاہر اور چھپے سب کو جانتا ہے اپنے پڑوسی کو نہ بتانا کیونکہ محبت کے اسرار فاش نہیں کیئے جاتے، لوگوں میں حاسد اور خیر خواہ سبھی ہوتے ہیں۔

☆ پاک ہے وہ جس نے ذلت کو عزت، محتاجگی کو غنا، سوال کو شرف، خضوع کو رفعت اور توکل کو کفایت بنادیا۔

☆ جب تمہارے دل میں کوئی خیال آئے اور غم کے مارے تمہارا حال تاریک ہو جائے تمہیں گھر والوں اور مال میں نقصان ہو تو مایوس نہ ہو کہ اللہ کوئی راہ پیدا کرے گا۔

☆ "حسبنا الله ونعم الوكيل" کو نہ بھولو کہ اس سے لگی آگ بجھ جاتی ہے، ڈوبتا ہوا بچ

جاتا ہے، کھوئے ہوئے کو راستہ مل جاتا ہے اور اللہ سے عہد مضبوط ہو جاتا ہے۔

☆ اے پرندے خوش ہو جاؤ۔ تم نہر پر آتے ہو' پیڑ پر رہتے ہو' پھل کھاتے ہو' خطرہ کی بات نہیں ہوتی۔ تمہیں کسی دوزخ سے گزرنا نہیں ہوتا لہٰذا تم انسان سے زیادہ خوش بخت ہو۔

☆ خوشی لحظۂ مستعار ہے، حزن کفارہ ہے، غضب ایک شعلہ ہے' بیکاری خسارہ ہے اور عبادت نفع بخش تجارت ہے۔

☆ گزشتہ کل ختم' آج چل رہا ہے، آئندہ کل آنے والا ہے۔ تمہارے پاس آج ہی تو ہے اس لئے اسے اطاعت میں لگا دو' بہت زیادہ نفع ملے گا۔

☆ قلم تمہارا ساتھی ہے، کتاب تمہارا دوست ہے تمہاری مملکت گھر ہے، تمہارا خزانہ تمہاری روزی ہے اس لئے جو گزرا اُس پر افسوس نہ کرو۔

☆ ہوسکتا ہے کہ شروع میں تمہیں تکلیف ہو، آخر میں خوشی، جیسے بادل کہ شروع میں کڑکتا ہے اور آخر میں برکھا رت لاتا ہے۔

☆ استغفار سے دلوں کے قفل کھل جاتے ہیں، شرحِ صدر ہوتا اور پریشانیاں ختم ہوتی ہیں۔ وہ روزی کی کھڑکی اور توفیق کا دروازہ ہے۔

☆ چھ چیزیں اچھی اور کافی ہیں: دین، علم، غنا' مروت، عفو اور عافیت۔

☆ کون ہے جو مضطر کی پکار سنے، ڈوبتے فریادی کو بچائے، اور ہمیں تکلیفوں سے نجات دے؟ وہ اللہ ہے اللہ۔

☆ بے فائدہ بحث سے، لغو گفتگو سے' نادان دوست سے دور رہو کیونکہ وہ نقصان پہنچاتا ہے، اس کی طبیعت چور آنکھ سرقہ کرنے والی ہے۔

☆ بات کو ڈھنگ سے سننا، قطع کلامی نہ کرنا، آہستہ سے گفتگو کرنا' اخلاق سے پیش آنا یہ مردانِ حر کے تمغے ہیں۔

☆ تمہارے پاس دو آنکھیں، دو کان، دو ہاتھ' دو ٹانگیں اور ایک زبان ہے، ایمان، قرآن اور امان ہے، پھر اے انسان شکر کیوں نہیں کرتے، اپنے رب کی نعمتیں تو کب تک جھٹلائے گا۔

☆ تم پیروں پر چل رہے ہو' جب کہ کتنے ہی پیر کٹے ہوئے ہیں، ٹانگوں پر کھڑے ہوتے ہو کتنی ٹانگیں ٹوٹی ہیں، تم سوتے ہو تمہارے علاوہ کتنے ہیں جنہیں نیند نہیں آتی، تم شکم سیر ہو' کتنے ہیں جو بھوکے ہیں۔

☆ تم بہرے پن، گونگے پن اور نابینائی سے محفوظ ہو، برص، جنون اور جذام سے بری ہو، سل اور کینسر سے عافیت میں ہو۔ تو کیا رحمٰن کا شکر ادا کرتے ہو؟

☆ ہماری مشکل یہ ہے کہ حاضر سے عاجز ہیں' ماضی میں جیتے ہیں آج کے دن کام نہیں کرتے، کل کی فکر میں لگے ہیں یہ عقل وحکمت تو نہیں؟

☆ لوگ تم پر تنقید کرتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ تم ذکر کے لائق ہو تم علم، بصیرت، مال یا منصب یا عہدہ میں ان سے بڑھ گئے ہو۔

☆ دوسرے کی شخصیت اختیار کرنا' اپنے آپ کو لوگوں کی نقل میں زائل کر دینا خودکشی ہے اور اپنی شخصیت کے پہچان کو مٹا ڈالنا ہے۔

☆ ''سب اپنا مشرب جانتے ہیں'' ہر ایک کا ایک طریقہ ہے'' کان کے کچے نہ بنو'' ''دو قسم کے پودے ہیں جنہیں ایک ہی پانی دیا جا رہا ہے۔''

☆ آنسو کے ساتھ مسکراہٹ ہے، تکلیف کے ساتھ خوشی بھی ہے، بلاء کے ساتھ عطیہ ہے، آزمائش میں انعام بھی ہے، یہ اللہ کی سنت اور اس کا قاعدہ ہے۔

☆ دیکھو ہر طرف مبتلائے مصیبت وآفت زدہ ہی نظر آئیں گے، ہر گھر میں آہ وبکا ہے، ہر رُخسار پر آنسو ہے، ہر وادی میں بنو سعد ماتم کناں ہیں۔

☆ تمہارے احسان کے شکریہ کی آواز چڑیوں کے چہچہانے سے زیادہ بھلی، نسیم سحر سے زیادہ اچھی، اور درختوں کی سرسراہٹ اور موسیقی کے سروں سے زیادہ دل کش ہے۔

☆ گرم پانی پی کر کلفت سے الحمد للہ کہتے ہو' ٹھنڈا پانی پی کر تمہارا ہر بن مو الحمد للہ پکار اٹھے گا۔

☆ ترک لایعنی عاقلوں کے نزدیک سب سے سستا سودا ہے، دنیا میں سب سے قیمتی سودا یہ ہے کہ لوگ تم سے مانوس ہوں تم لوگوں سے مانوس ہو۔

☆ رنج وفکر سے اجتناب کرو کیونکہ اس میں زہر ہے، عجز موت ہے' کسل ناکامی ہے۔ اضطراب رائے سوئے تدبیر ہے۔

☆ برے ہم نشیں سے اچھا ہے اکیلا رہنا، نیکی کا کام کرنا بلند وبالا محلوں سے بہتر ہے' نیک نامی کے ساتھ تعارف ہی بڑا رتبہ ہے۔

☆ جس کا رہنما دین ہو، عقل راہ بر ہو' حسب محافظ ہو' حیاء زینت دیتی ہو' تو اُس کے پاس تمام فضائل جمع ہیں۔

☆ جو اختلاف کو ترک کر دے، تفاخر سے بچے، جھوٹ سے محفوظ رہے' تقدیر پر راضی ہو حسد کو چھوڑ دے، اللہ اس کے لئے اپنی مخلوق کے دل میں جگہ بنا دیتا ہے۔

☆ جو سلطان کا استخفاف کرے گا اس کی دنیا چلی جائے گی، جو دوست کا استخفاف کرے گا اس کی مروت ختم اور جو اللہ کا استخفاف کرے گا اُس کی دنیا و آخرت سب برباد ہو جائے گی۔

☆ لوگ تم سے سوال کرتے ہیں تو یہ ایک نعمت ہے اِس سے اُکتا و مت کہ نعمت آفت بن جائے گی، سب سے اچھے ایام تو تمہارے لئے وہی ہوں گے جب تم کعبۂ مقصود بنو اور خود لوگوں کا قصد نہ کرو۔

☆ سونے سے پہلے لوگوں کو معاف کر دو، اپنے دل کو عفو سے سات بار دھولو، آٹھویں بار میں درگزر سے اسے صاف کر دو تو ایمان کی مٹھاس مل جائے گی۔

☆ علم تنہائی کا رفیق، اجنبیت کا ساتھی، خلوت کا نگراں، رشد کا راہ بر، شدت میں مددگار اور موت کے بعد کا ذخیرہ ہے۔

☆ کسی کا کپڑا پھٹا، جوتے ٹوٹے لیکن دل خشوع والا ہو آنکھ روتی ہو اور نفس سیر ہو جاتا ہو تو اسے کوئی نقصان نہیں۔

☆ رنج وغم اور فکروں کا سبب اللہ سے اعراض اور دنیا کی للک ہے۔ جسے عمر قید ہو جائے وہ نہ زندوں میں نہ مردوں میں۔

☆ اچھا مال اس اچھلتے فوارہ کی مانند ہے جو نشیب میں ہو، وہ ایسی آنکھ ہے جو تمہارے سونے کے

وقت بیدار رہے' تمہارے غائبانہ میں حاضر ہو اور تمہارے موت کے بعد بھی فائدہ پہنچائے۔

☆ خاموشی سے اپنا حصہ لو، جو خاموش رہتا ہے اُس کا رعب ہوتا ہے اور سکون سے سنتا ہے اس سے پیار کیا جاتا ہے، اور زیادہ بولنے سے مصیبت ہی آتی ہے۔

☆ زندگی آخرت کے لئے زادِ راہ لینا، معاش کی تدبیر کرنا، حلال میں لذت لینا' عقل کو آراستہ کرنا اور ضمیر کو روشن کرنا ہے۔

☆ عزلت تمہیں حاسد دشمن، بداخلاق، متکبر، غیبت کرنے والے اور خود پسند سے محفوظ رکھتی ہے اور فائدہ کے لحاظ سے یہ کافی ہے۔

☆ ایک شہر سے دوسرے شہر جاؤ لیکن فکریں ساتھ ہوں تو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ ایک شعور سے دوسرے شعور کی طرف جاؤ تاکہ مسرت ملے۔

☆ جب دل خوبصورت ہو تو وہ فجر کو چشمہ، رات کو دوست اور جھونپڑے کو بھی محل سمجھے گا۔

☆ اللہ کی اپنے بندوں پر رحمت ہے کہ جو اطاعت گزار ہوتا ہے غنا اس کے دل میں ڈال دیتا ہے لہٰذا اس کے پاس چند لقمے بھی ہوں تو وہ اپنے کو بادشاہ سمجھتا ہے۔

☆ دنیا عافیت، شباب، صحت، مروت، صبر، کرم، تقویٰ، حسب اور مال کا نام ہے۔

☆ سب سے بڑا بدنصیب وہ ہے جو دوسرے جیسا بننا چاہے، قضا پر راضی نہ ہو اپنی روزی سے تنگ ہو اور اس کے اخلاق برے ہو جائیں۔

☆ جو مسجد سے چمٹ جائے گا وہ آیت محکمہ، سچے دوست، بہتر علم، نعمت، اچھی بات اور توبۃ النصوح کے فوائد حاصل کرے گا۔

☆ روزہ دار کا کھانا طیب اور قیام اللیل پاکیزہ ہوتا ہے، سخاوت کرنے والے کے مداح بہت ہوتے ہیں اسی طرح سردار کے حاسد بھی بہت ہوتے ہیں۔

☆ حقیقی سعادت یہ ہے کہ آپ جسم، عقل، وجدان اور خیال ہر چیز میں آزادی کی زندگی گزاریں تاکہ صرف اللہ وحدہ کے بندے بنیں۔

☆ سعادت مند وہ ہے جو اس چیز کو بھول جائے جس کی اصلاح نہ ہو سکتی ہو۔ لوگوں کے احسان کو

نہ بھولے لیکن ان کی برائی کو بھول جائے۔

☆ تمہاری روزی تمہیں زیادہ جانتی ہے تم اسے زیادہ نہیں جانتے۔وہ سایہ کی طرح اِدھر اُدھر تمہارے ساتھ ساتھ دوڑتی ہے، تم ہرگز نہیں مرو گے جب تک قسمت میں لکھی روزی نہ پالو۔

☆ محروم وہ ہے جسے کمینہ کے آگے جھکنا پڑے، فقیر وہ ہے جو ہاتھ پھیلاتا پھرے اور اندھا وہ ہے جو اپنے عیبوں کو نہ دیکھے۔

☆ جسے اپنی پسند مل جائے اسے ناپسندیدہ کی توقع بھی رکھنی چاہئے۔سوائے عبادت الٰہی کہ اس کی انتہا تو اللہ کی خوشنودی اور جنت میں داخلہ ہے۔

☆ لوگوں میں نعمتوں کا زیادہ حقدار وہ ہے جو زیادہ شکر گزار ہو، زیادہ محبت کا حق دار وہ ہے جو سخاوت کرتا ہو، لوگوں کو تکلیف نہ دیتا ہو، اور جس کا چہرہ کھلا رہتا ہو۔

☆ مسرت امن کی محتاج ہے، مال صدقہ کا محتاج ہے، منصب سفارش چاہتا ہے، سرداری تواضع کا مطالبہ کرتی ہے۔

☆ راحت تھکان سے، سکون محنت ومشقت سے اور محبوبیت ادب سے ملتی ہے۔

☆ اولاد ثروت سے زیادہ اہم، اخلاق منصب سے زیادہ اونچا، ہمت تجربہ سے بڑی اور تقویٰ بڑائی سے اہم ہے۔

☆ ہر چیز جو سنو اس کا لالچ نہ کرو، ہر ایک کی طرف نہ جھک جاؤ کسی عورت کو اپنا راز نہ دو، ہر آرزو کے پیچھے نہ دوڑو،

☆ راحت خلوت میں ہے امن اطاعت میں اور محبت وفا میں۔ثقہ وہی سمجھا جاتا ہے جو سچا ہو۔

☆ بسا اوقات ایک کھانا بہت سے کھانوں سے روک دیتا ہے، ایک لفظ سے دشمنیاں پیدا ہو جاتی ہیں ایک برائی سے اچھائیاں رُک جاتی ہیں ایک نظر حسرتیں پیدا کر دیتی ہے۔

☆ تمہاری محبت کلفت میں، بغض زیادتی میں، زندگی تعیش میں اور یاد افسوس میں نہ بدل جائے۔

☆ ہر آدمی اپنے گھر میں امیر ہوتا ہے۔کوئی اُس کی توہین نہیں کرسکتا، کوئی انسان اسے روک نہیں

سکتا، کوئی ظالم اسے ذلیل نہیں کرسکتا، کوئی بخیل اسے بھگا نہیں سکتا۔

☆ سب سے اچھے ایام وہ ہیں جو تمہاری بردباری اور تمہارے علم میں اضافہ کریں، تمہیں کسی گناہ سے روکیں، تمہیں سمجھ دیں اور حوصلہ دیں۔

☆ زندگی ایسی فرصت ہے جسے کھونے کے بعد ہی ہم پہچان پاتے ہیں، عافیت صحت مندوں کے سر پر ایک تاج ہے جسے مریض ہی دیکھ سکتے ہیں۔

☆ جس کا بیٹا نافرمان، بیوی جھگڑالو، پڑوسی موذی، دوست بدخلق، نفس امارہ ہو اور جو خواہشات کے پیچھے چلتا ہو وہ کیسے خوش رہ سکتا ہے۔

☆ تمہارے رب کا تم پر حق ہے، تمہارے نفس کا حق ہے، تمہاری آنکھوں کا حق ہے تمہاری بیوی کا حق ہے، تمہارے مہمان کا حق ہے لہٰذا ہر حق دار کو اس کا حق دو۔

☆ طلوعِ صبح کے وقت کے جمال، جلال اور اشراق سے لطف اندوز ہوا کرو اس سے امید اور فال نیک کا دروازہ وا ہوگا۔

☆ صبح سویرے اٹھا کرو اس سے برکت ہوگی، اس میں اپنا کام کرو، ذکر، تلاوت حفظ، مطالعہ تصنیف اور سفر وغیرہ کرو۔

☆ معتدل بنؤ ایک کنارے چلا کرؤ اللہ کو خوش کرؤ مخلوق پر رحم کرؤ فرض ادا کرؤ نفل کا زادِ راہ لو بھلائی ملے گی۔

☆ توفیق الٰہی حسن خاتمہ، قول کی مضبوطی، نیک عملی، ظلم اور رشتہ کو کاٹنے سے بچنے کا نام ہے۔

☆ بسا اوقات ایک ہی لفظ سے نعمت چھن جاتی ہے ایک ہی لغزش ذلت لا دیتی ہے، خلوت میٹھی ہوتی ہے، عزلت والا عزت پاتا ہے۔

☆ مسلمان وہ ہے کہ جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں اہل ایمان وہ ہے کہ اس سے لوگ اپنے جان و مال کے لئے مامون رہیں، مہاجر صحیح معنی میں وہ ہے جو اللہ کے منہیات کو چھوڑ دے۔

☆ تمہارا بہتر مال وہ ہے جو تم کو نفع پہنچائے۔ اور اچھا علم وہ ہے جو تمہارا مقام بلند کرے، بہترین

مکان وہ ہے جو تمہارے لئے وسیع ہو، اچھا دوست وہ ہے جو تم کو نصیحت کرے۔

☆ تم سے کوئی حسد نہ کرے اس کے معنی یہ ہے کہ تم میں خیر نہیں تمہارا کوئی دوست نہ ہو اس کا مطلب ہے کہ تمہارے اخلاق اچھے نہیں۔

☆ اپنی نیکیاں یاد کر کے خوش رہو، گناہوں سے توبہ کر کے دل کو راحت دو' گردنوں کو اپنے احسانات کا اسیر بنالو۔

☆ موٹاپا غفلت ہے، توند سے ذہن چلا جاتا ہے، زیادہ نیند ناکامی کی علامت ہے، کثرت سے ہنسنا دل کو مار دیتا ہے اور وسوسہ عذاب ہے۔

☆ امارت دودھ چھڑانے کے وقت دودھ کی مٹھاس ہے، منصب کی خوشی عزل کے غم میں بدل جاتی ہے۔ کرسی چکر دار ہے۔

☆ دنیا کے لذائذ میں محبوب کے ساتھ سفر، مبغوض سے دوری، موذی سے حفاظت اور کامیابی کی یاد ہے۔

☆ نیکی سے آدمی غلام بن جاتا ہے، احسان سے انسان بندہ بے دام ہو جاتا ہے، بردباری سے دشمن مغلوب ہو جاتا ہے اور صبر شعلوں کو بجھا دیتا ہے۔

☆ جب تمہاری ذلت نہ ہو تو دنیا بہت عزیز لگتی ہے۔ جب دنیا سے بے نیازی برتو تو بہت سستی لگتی ہے۔

☆ تمہیں کل کی روزی کی فکر ہے لیکن کل آ ہی جائے گا اس کی ضمانت کیا ہے۔ گزشتہ کل جو گزرا اُس سے رنج کیوں ہے۔ اب وہ لوٹ کر نہیں آئے گا۔

☆ تھوڑی توفیق مال کثیر سے بہتر ہے، عزت سے معزول ہو جانا ذلت کے عہدہ سے اچھا ہے گمنامی میں طاعت گزاری اس شدت سے بہتر ہے جو شہرت میں ہو۔

☆ قناعت گزار بادشاہ ہے، اسراف کرنے والا اندھا ہے، غضبناک جنون کا شکار ہے، جلد باز نقصان کر بیٹھتا ہے اور حاسد ظلم کرتا ہے۔

☆ ذکر سے رحمان راضی ہوتا ہے، انسان سعادت مند اور شیطان خوار، غم دور ہوتے اور نیکیوں کا

پلڑا بھاری ہوتا ہے۔

☆ سعادت مند وہ ہے جس کی عمر بھی طویل ہو عمل بھی اچھا ہو۔ توفیق ملتی ہے اسے جس کا مال زیادہ ہو تو نیکی بھی زیادہ ہو۔ مبارک ہے وہ جس کا علم بھی زیادہ ہو تقویٰ بھی۔

☆ جو لوگوں کے مسائل پر توجہ دے گا وہ اپنی فکریں بھول جائے گا، جو اپنے مالک کی اطاعت کرے گا اس کا بدلہ یہ ہے کہ لوگ اُس کی خدمت کریں۔ جو ترک دنیا کرے گا اس کا انعام یہ ہے کہ اسے خوشگوار روزی ملے۔

☆ عافیت کے ساتھ جو نعمت ملے اسے کم نہ سمجھو۔ آدمی توبہ نہ کرے تو تھوڑے گناہ کو بڑا سمجھنا چاہئے۔ اخلاص نہ ہو تو طاعت کو زیادہ کیسے سمجھا جائے۔

☆ دنیا پر خوش ہونا بچکانی بات ہے، اپنی تعریف پر خوش ہونا عام لوگوں کا کام ہے۔ اللہ کی خوشنودی پر اولیاء وصالحین خوش ہوتے ہیں۔

☆ صدق طمانیت ہے، جھوٹ شک ہے، حیاء حفاظت کا ذریعہ ہے' علم حجت ہے' بیان جمال ہے اور خموشی حکمت ہے۔

☆ کامیابی کی حلاوت صبر کے کھٹے پن کو مٹا دیتی ہے، فتح یابی کی لذت مشقتوں کی تکان کو دور کر دیتی ہے، کام بحسن وخوبی کرنے سے اس کی مشقت کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

☆ دنیا کی سب سے بہتر چیز اللہ کی محبت ہے، جنت کی سب سے بہتر نعمت اللہ کی رویت ہے، سب سے نفع بخش کتاب اللہ کی کتاب ہے۔

☆ مخلوق میں سب سے زیادہ نیک اور صالح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

☆ خوش نصیب وہ ہے جو ماضی سے عبرت لے، اپنے آپ کو دیکھے، قبر کی تیاری کرے اور اپنے خفیہ وعلانیہ کاموں میں اللہ کا خوف کرے۔

☆ حرص ذلت ہے' لالچ میں رسوائی ہے، بخل خست کی بات ہے، خوف سے ناکامی ہوتی ہے، غفلت حجاب ہے۔

☆ اللہ سے حفاظت کی فریاد کرو وہ حفاظت کرے گا، اُسے یاد رکھو اسے اپنے سامنے پاؤ گے اللہ کو

فراخی میں یاد کرو وہ شدت میں یاد رکھے گا۔ مانگنا ہے تو اللہ سے مانگو، مدد لینی ہے تو اس کا دروازہ کھٹکھٹاؤ۔

☆ فراخی کے دنوں میں مصیبت کے دنوں کا سامان کرلو، مال کو صدقہ دے کر تحفظ کا ذریعہ بناؤ، اپنی عمر کو اطاعت ربی میں صرف کرو۔

☆ بہت سی لذتیں حسرت کا، بہت سی لغزشیں ذلت کا، بہت سی معصیتیں نعمتوں کے چھن جانے کا اور بہت سے قہقہے رونے کا سبب بن جاتے ہیں۔

☆ نعمتوں کا شکریہ ادا کیا جائے گا تو آنکھ ٹھنڈی ہوگی، کفران نعمت کیا جائے گا تو بھاگ جائیں گی، دنیا خوش ہوگی تو جلدی سے گزر جائے گی، احسان کرے گی تو دھوکہ دے گی۔

☆ سلامتی دو غنیمتوں میں ہے، صحت جسم قلت طعام میں، صحت روح قلت گناہ میں ہے اور وقت کی صحت یہ ہے کہ ناراضگی سے دور رہو۔

☆ تکلیف کی ایک گھڑی دن کے برابر، لذت کا ایک دن لمحہ کے برابر ہے، مسرت کی رات بہت تھوڑی، فکر کا دن بہت طویل ہوتا ہے۔

☆ محتاجگی سے تمہیں نعمت کی یاد آتی ہے، بھوک سے کھانا اچھا لگتا ہے، قید سے آزادی کی قیمت سمجھ میں آتی ہے اور بیماری سے صحت کی قیمت۔

☆ تین ڈاکٹروں کو لازم پکڑلو، خوشی، راحت اور حمیت، تین دشمنوں سے بچو، نحوست، وہم اور قنوطیت۔

☆ خوش بختی یہ ہے کہ روح درجۂ کمال تک پہنچے، کامیابی یہ ہے کہ اپنے اعمال کا ثمرہ مل جائے قسمت یہ ہے کہ دنیا سارے اقبال سے آدمی کی طرف متوجہ ہو۔

☆ سحر کے وقت بیٹھو، اپنے ہاتھ پھیلاؤ، آنکھوں کو چھوڑ دو اور کہو، رب جلیل تھوڑی سی پونجی لے کر حاضر ہوں پوری تول دے دے۔

☆ الم، بیماری اور بڑھاپے سے حفاظت بھی نعمتوں میں سے ہے۔ جب تک پیاس نہ لگے پانی نہ پیو بھوک نہ لگے تو کھاؤ نہیں، تھک نہ جاؤ سوؤ نہیں۔

☆ جو صبر سے کام لے گا آرزو پالے گا، جو خیر کے لئے تکلیف اٹھائے گا تو کامیابی سے سرخ رو ہوگا۔ جلدی ناکامی کا سبب اور آرزوئیں افلاس کی وجہ ہیں۔

☆ اللہ نے جو بھی کیا ہے اُس پر راضی رہو اور جس حال میں اس نے تمہیں رکھا ہے اس کے زوال کی تمنا نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تمہیں تم سے بہتر چاہتا ہے اور تمہاری ماں سے بھی زیادہ تم پر مہربان ہے۔

☆ اللہ کا ہر فیصلہ خیر ہے، حتیٰ کہ معصیت بھی خیر ہے اگر اُس کے ساتھ ندامت، توبہ، انکسار، اور استغفار بھی ہو، اور تکبر اور خود پسندی نہ پائی جائے۔

☆ ہمیشہ استغفار کرو کیونکہ رات میں اور دن میں اللہ کی رحمت کے جھونکے چلتے ہیں ممکن ہے ان میں سے کوئی جھونکا تمہیں بھی پہنچ جائے اور قیامت کے دن تمہاری بگڑی بن جائے۔

☆ خوشخبری ہو اس کے لئے جس پر انعام ہو تو شکر کرے' مبتلائے مصیبت ہو تو صبر کرے' گناہ کرے تو استغفار کرے' غصہ آئے تو بردباری برتے اور جب فیصلہ کرے تو عدل کرے۔

☆ قرآت کے فائدوں میں سے یہ ہے کہ زبان کھل جاتی ہے' عقل کی نمو ہوتی' دل صاف ہوتا' فکر دور ہوتی' تجربات سے استفادہ اور فضائل کا اکتساب ہوتا ہے۔

☆ اخلاص سے "یا ذوالجلال والاکرام" اور "یا حی یاقیوم برحمتك استغیث" کا وردر کھو سکون، فراخی اور خوشی حاصل ہوگی۔

☆ کوئی تمہیں اذیت دے تو تقدیر کو یاد کرو، درگزر کو ترجیح دو، بردباری اپناؤ۔ یہ یاد کرو کہ صبر کا ثواب ملے گا اور یہ کہ وہ ظالم ہے تم مظلوم ہو اور مظلوم کی دعا سنی جاتی ہے لہٰذا تم اس سے زیادہ خوش قسمت ہوئے۔

☆ جو تقدیر میں لکھا ہے ہو کر رہے گا، موت کا آنا لازمی ہے، روزی لکھی ہوئی ہے لہٰذا حزن وملال کیوں، مرض ہو یا فقر یا مصیبت سب کا اجر ملے گا تو پھر فکر کی کیا بات؟

☆ دنیا میں ہی ایک جنت ہے جو اسے نہ پائے تو وہ آخرت کی جنت میں بھی داخل نہ ہوگا وہ جنت اللہ سبحانہ کا ذکر، اس کی اطاعت اُس کی محبت، اس سے انس اور اس کے شوق کا نام ہے۔

☆ جو اللہ کے اطاعت گزار ہیں اس کی منہیات سے اجتناب کرتے ہیں ان سے اللہ راضی وہ اللہ سے راضی، کیونکہ اس نے ان کی امیدیں پوری کردیں ان کے خوف کو دور کردیا۔

☆ جس کا رب بگڑی بناتا، مغفرت کرتا، عیب کی پردہ پوشی کرتا، روزی دیتا، دیکھتا اور سنتا ہے، اور جس کے ہاتھ میں معاملات ہیں وہ کیسے غمگین ہوسکتا ہے۔

☆ رحمت وسیع ہے، اس کا دروازہ کھلا ہے، درگزر عام ہے، اللہ کی عطا صبح وشام جاری ہے، توبہ مقبول ہے اور اس کا حلم بڑا ہے۔

☆ غمگین نہ ہوں کیونکہ تقدیر اٹل ہے، جو لکھا گیا وہ ہونا ہے، قلم سوکھ چکا ہے صحیفے لپیٹے جاچکے، اجر ملے گا، گناہ معاف ہوں گے۔

☆ حسن عمل اختیار کرو، امید کم کرو، موت کا انتظار ہو، آج کا دن گزارو، اپنے کام سے کام رکھو، زمانہ کو جانو، زبان کی حفاظت کرو۔

☆ کتاب سے زیادہ کوئی فائدہ مند نہیں، قبر سے بڑا واعظ نہیں، معصیت سے زیادہ اُکتا دینے والا نہیں، زہد سے زیادہ شرف والی کوئی چیز نہیں قناعت سے بڑھ کر ثروت نہیں۔

☆ جتنا تمہارا حوصلہ، صبر وہمت ہوگی ویسے تاریخ بنے گی، بڑا رتبہ یونہی نہیں مل جاتا، استحقاق پر ملتا ہے، قربانی سے حاصل کیا جاتا ہے۔

☆ معاملہ کو آسان سمجھو گے تو آسان ہوگا، بس آخرت کی فکر کرو۔ اللہ کی ملاقات کی تیاری کرو، ہر فضول چیز کو چھوڑ دو۔

☆ فضول مباحات پریشان کن ہیں جیسے فضول کلام، زیادہ کھانا، زیادہ سونا، زیادہ میل جول اور زیادہ ہنسنا، یہ سب غم کا سبب ہیں۔

☆ ''تا کہ تم گزرے ہوئے پر افسوس نہ کرو'' لہٰذا حسرت وندامت میں مت ڈوبو، رو رو کر بری حالت نہ بناؤ، چیخو پکارو نہیں۔

☆ ''تمہیں اللہ اور تمہارے اہل ایمان ساتھی کافی ہیں'' اللہ تمہارے رہنمائی کرے گا، تمہاری حفاظت کرے گا، تمہیں بچائے گا لہٰذا خوف نہ کرو۔

☆ ''بلاشبہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے'' دشمنوں کو ان سے دور کرتا ہے، بلاؤں سے بچاتا ہے، بیماری سے شفا دیتا ہے، تنگی بدحالی میں ان کی حفاظت کرتا ہے۔

☆ ''حزن نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے'' وہ ہمیں دیکھ رہا ہے ہماری سنتا ہے۔ دشمن پر ہماری مدد کرتا ہے' مشکلات کو آسان کرتا ہے' غمناک چیزیں دور کرتا ہے۔

☆ ''کیا ہم نے تمہارا سینہ کھول نہیں دیا'' کیا ہم نے تمہارے سینہ کو وسیع، کشادہ، خوش، مسرور، پرسکون، آباد و مطمئن نہیں کر دیا؟

☆ ''ان کی چالوں سے تم حرج میں نہ پڑو'' ہم ان کا مکر روک لیں گے ان کی تکلیف تم سے روک دیں گے' اس لئے تنگدل نہ ہو۔

☆ ''نہ کمزور پڑو نہ غمگین ہو'' کیونکہ شریعت وعقیدہ میں تم بلند ہو، منہج اور طریقہ میں بلند ہو۔ بنیاد اور اصول اور اخلاق وسلوک ہر چیز میں بلند ہو۔

☆ ''آپ کا رب بڑی مغفرت والا ہے'' گنہگار کو معاف کرتا ہے،، غلطی کو درگزر کرتا ہے، لغزش کو مٹاتا ہے، برائی کو ڈھانپتا اور توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔

☆ ''اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو'' کہ اس کی کشادگی قریب ہے۔ اس کا لطف جلد ہی آئے گا' اس کی آسانی ملنے والی ہے، اس کا کرم وسیع اور فضل عام ہے۔

☆ ''وہ ارحم الراحمین ہے'' شفا دیتا ہے، معافی دیتا ہے' منتخب کرتا ہے۔ حفاظت کرتا، پردہ پوشی کرتا، مغفرت فرماتا اور حلیم وکریم ہے۔

☆ ''اللہ بہترین محافظ ہے'' غائب کی حفاظت کرتا، بے وطن کو وطن واپس کرتا، گم کردہ راہ کو ہدایت دیتا، مبتلائے مصیبت کو عافیت دیتا، مریض کو شفا دیتا، اور تکلیف دور فرماتا ہے۔

☆ ''اللہ ہی پر توکل کرو'' معاملات اس کے حوالہ کر دو، اپنا حال اُسی سے بیان کرو، اُس کی کفایت اور اُس کی رعایت پر مطمئن ہو جاؤ۔

☆ ''قریب ہے کہ اللہ فتح لائے'' تو بند تالے کھول دے، بھاری بوجھ ہٹا دے، لمبی افسردہ راتیں ختم کر دے، شرح صدر کر دے، حالات کی اصلاح کر دے۔

☆ ''تم نہیں جانتے کہ ہوسکتا ہے اللہ اس کے بعد کوئی راہ نکالے'' تو غم ختم ہو جائے، فکر مٹ جائے، حزن کا ازالہ ہو جائے، معاملہ آسان کر دے دور کو نزدیک کر دے۔

☆ ''ہر روز اُس کی نئی شان ہوتی ہے'' وہ تکلیف دور کرتا، گناہ کی مغفرت کرتا، روزی دیتا، مریض کو شفا دیتا مبتلا کو معافی دیتا ہے، قیدی کو چھڑاتا اور ٹوٹے کو جوڑتا ہے۔

☆ ''پس عسر کے ساتھ یسر ہے'' فقر کے ساتھ غنا ہے، مرض کے بعد عافیت ہے، حزن کے بعد سرور ہے، تنگی کے بعد آزادی ہے بھوک کے بعد شکم سیری ہے۔

☆ ''اللہ عسر کے بعد یسر لاتا ہے'' بیڑی کھل جائے گی، رسی ٹوٹ جائے گی، دروازہ کھلے گا، بارش برسے گی' غائب آ جائے گا اور حالات درست ہو جائیں گے۔

☆ ''پس صبر جمیل ہے'' کہ حالات تبدیل ہوں گے نفس کو سکون ملے گا' شرح صدر حاصل ہوگا، معاملہ آسان ہوگا گرہیں کھلیں گی' بحران ختم ہو جائے گا۔

☆ ''اس زندہ پر توکل کرو جو کبھی مرتا نہیں۔'' تاکہ تمہارا حال درست ہو، دل خوش ہو، مال کی حفاظت ہو، عیال کی خیر گیری ہو، انجام اچھا اور امیدیں برآئیں۔

☆ ''ہمیں اللہ کافی ہے وہ بڑا اچھا کارساز ہے'' ہماری تکلیفیں دور کرتا ہے، مصیبتیں ختم کرتا، گناہ معاف کرتا، دلوں کی اصلاح کرتا اور عیوب کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔

☆ ''ہم نے تمہیں فتح مبین عطا کی ہے'' تمہیں ہدایت دی، منتخب کیا، تمہاری حفاظت کی غلبہ عطا کیا، مدد کی' اکرام کیا اور ہر آزمائش میں سرخ رو کیا۔

☆ ''اللہ تمہیں لوگوں سے بچائے گا'' لہٰذا کوئی دشمن نقصان نہ پہنچائے گا' کوئی سرکش تم تک نہ پہنچے گا، کوئی حاسد تم پر غالب نہ ہوگا' کوئی دشمن مسلط نہ ہوگا اور کوئی جابر تم پر ظلم نہ کر سکے گا۔

☆ ''اللہ کا فضل تم پر عظیم تھا'' اس نے پیدا کیا، روزی دی، سکھایا، سمجھ دی، ہدایت دی، راستہ دکھایا، ادب دیا، حفاظت کی، سرپرستی کی، اور تمہاری خبر گیری کی۔

☆ ''جو بھی نعمت ہے وہ اللہ سے ملتی ہے، شکل وصورت، روزی، سمع وبصر، ہدایت وعافیت، پانی، ہوا، غذا، دوا، مکان اور کپڑا سب کچھ اللہ نے دیا ہے۔

☆ مانگنا ہے تو اللہ سے مانگو تمہیں مدد، کفایت، رشد و ہدایت، لطف و کشادگی اور مدد و تائید ملے گی۔

☆ ہم نے اللہ پر توکل کیا ہے، اس کے دین پر ایمان لائے، اس کے رسول کی اتباع کی، اس کی بات سنی، اس کی دعوت قبول کی، لہٰذا وہ ہمارے ساتھ ہے' غم کی ضرورت نہیں۔

☆ اللہ ان کی مدد ضرور کرے گا جو اس کی مدد کرتے ہیں، لہٰذا اس کا مرتبہ بلند کرے گا، اس کی شان بڑھائے گا، اس کا نگراں ہوگا، اس کے دشمن کو چھوڑ دے گا، اس کے حریف کو شکست دے گا، اس کے خلاف سازش کو ناکام بنادے گا۔

☆ "لا حول ولا قوۃ إلا باﷲ" کوئی طاقت، کوئی قوت وتائید، مدد اور کشادگی، حمایت اللہ کے سوا نہیں ہے۔ مدد اور طاقت سب اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

☆ ''کیا ہم نے اسے دو آنکھیں نہیں دیں'' جن سے کتاب کائنات کو پڑھے، دفتر جمال کو دیکھے، حسین و دل فریب مناظر کا مشاہدہ کرے اور اپنی نگاہوں کو زندگی کی رنگینیوں سے لطف اندوز کرے۔

☆ ''ایک زبان اور دو ہونٹ دیئے'' انسان فصاحت سے بولتا ہے، میٹھی باتیں کرتا ہے ساحرانہ لہجہ میں گفتگو کرتا ہے اپنے دل اور مافی الضمیر کی ادائیگی کرتا ہے۔

☆ اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا'' تمہارا علم بڑھے گا، فہم بڑھے گا، تمہاری روزی میں برکت ہوگی، تمہاری مدد ہوگی اور خیر بڑھے گا۔

☆ ''اس نے اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں سے تمہیں نوازا ہے'' عام و خاص، دین و دنیا، اہل وعیال' مال، صلاحیتیں' اعضاء' جوارح اور روح سب نعمتیں دی ہیں۔

☆ ''میں اپنا معاملہ اللہ کے حوالے کرتا ہوں'' میں اپنی شکایت اس سے کرتا ہوں' اپنا حال اس سے کہتا ہوں' اس سے حسن ظن رکھتا ہوں، اس پر توکل ہے، اُس کے حکم پر راضی ہوں اس کو اپنے لئے کافی سمجھتا ہوں۔

☆ ''اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے'' جب وہ محتاج ہوتے ہیں تو روزی دیتا ہے، قحط میں ان کی مدد کرتا ہے، استغفار کرتے ہیں تو مغفرت کرتا ہے، بیمار ہوتے ہیں تو شفا دیتا ہے، مبتلائے

مصیبت ہوتے ہیں تو عافیت دیتا ہے۔

☆ ''اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو'' اس کا دروازہ بند نہیں، اس پر پردہ نہیں پڑا، اس کے خزانے ختم نہیں ہوئے۔ اس کا فضل ختم نہیں ہوا، اس کی رسی کٹی نہیں۔

☆ ''کیا اللہ اپنے بندوں کے لئے کافی نہیں'' وہ اس کے غم اور الم میں کافی ہے، اس کو حملہ آور سے بچاتا ہے' مکار کے مکر سے محفوظ رکھتا ہے' جو اس کے خلاف سازش کرتا ہے اس سے حفاظت کرتا ہے۔

☆ ''اللہ کے ہاں روزی تلاش کرو'' خزانے اسی کے پاس ہیں، خیر اُسی کے ہاتھ میں ہے' وہی سخی داتا' الفتاح اور العلیم ہے۔

☆ ''جو اللہ پر ایمان لاتا ہے اللہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے'' اس کی تکلیف دور کرتا، گناہ معاف کرتا، غصہ ختم کرتا، راستہ روشن کرتا اور اس کی رہنمائی کرتا ہے۔

☆ ''اللہ نے جو نعمت تم پر کی ہے اُسے یاد کرو'' تم مردہ تھے زندہ کر دیا، بے راہ تھے ہدایت دی، فقیر تھے غنی کر دیا، جاہل تھے علم دیا، کمزور تھے تمہاری مدد کی۔

☆ کتنی بار تم نے مانگا اس نے دیا' کتنی بار تم لڑکھڑائے اُس نے سہارا دیا' کتنی بار عسر میں پڑے اُس نے آسانی دی، کتنی بار تم نے اسے پکارا اس نے سنا۔

☆ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنے سے رنج وفکر دور ہوتے ہیں' زخمی دل شفا پاتے' علوم کے دروازے وا ہوتے اور مقدر کھلتے ہیں۔

☆ ''مجھے پکارو میں تمہاری فریاد سنوں گا'' اپنے ہاتھ اللہ کی طرف اٹھاؤ، اپنی ضرورتیں اُسے پیش کرو، اس سے مراد مانگو، اس سے روزی چاہو، اپنی حالت اس کے سامنے رکھو۔

☆ ''کیا اس کے علاوہ کوئی الٰہ ہے جو پریشان حال کی دعا سنتا ہے؟'' وہی مضطر کی تکلیف اور اذیت دور کرتا ہے، اس کی تمنا پوری کرتا اس کی مراد بر لاتا ہے۔

☆ جو اخلاق کے لحاظ سے مفلس ہیں ان کو سامان صدقہ میں سے دو، اگر وہ تمہیں سب وشتم کریں یا اذیت دیں تو اس کا عوض اللہ کے ہاں ملے گا۔

☆ جب کشتی کا کھویا ڈرتا ہے تو یا اللہ پکارتا ہے۔ مسافر بھٹک جاتا ہے تو اللہ کو پکارتا ہے، قیدی اپنے غم میں اللہ کو یاد کرتا ہے، مریض دل تنگ ہوتا ہے تو اُس کی زبان سے یا اللہ کی فریاد نکلتی ہے۔

☆ اللہ احد، الصمد ہے، کائنات اس کی طرف متوجہ ہے، مخلوقات اسے چاہتی ہیں' ساری انسانیت مختلف زبانوں، لہجوں میں اور ساری ضرورتوں میں اسے پکارتی ہے۔

☆ ''یہ اس لئے کہ اللہ اہل ایمان کا آقا و مولیٰ ہے'' ان کا راستہ روشن کرتا ہے۔ دلیل بیان کرتا، ہدایت دیتا' ضلالت و جہالت سے ان کی حفاظت کرتا ہے۔

☆ عورتوں کے ساتھ نرمی برتو، دل شکنی سے بچو اور لطف سے پیش آ ؤ۔ لوگوں پر رحم کرو، جذبات کا خیال کرو' غیر پر احسان کرو اور دنیا والوں سے حسن سلوک اختیار کرو۔

☆ غیظ و غضب کو چھپاؤ، لوگوں کی لغزش سے غفلت برتو، برائی سے صرفِ نظر کرو، غلطی کو معاف کرو، معائب دفن کر دو، لوگوں کے محبوب بن جاؤ گے۔

☆ دروازہ ہو، کنجی ہو، کمرہ ہو، جس سے ہوا داخل ہو اور تقویٰ و صلاح والا مطمئن دل، بس سمجھو کہ کامیابی مل گئی۔

☆ فضول کی زندگی بے کاری ہے، ضرورت سے زیادہ چیز بوجھ ہے، قدر کفاف میں گزارا کر لینا اسراف و تبذیر سے بہتر ہے۔

☆ سازش کے چکر میں نہ پڑو، دوسروں کے پیچھے نہ پڑو، یہ نہ سمجھو کہ لوگ تمہارے بارے میں سوچ رہے ہیں کیونکہ سب اپنے مسائل میں گرفتار ہیں۔

☆ ''دشمنوں کے مسئلہ میں تو اللہ خود کافی ہے'' وہ ان سے نمٹ لے گا، ان کی چال اکارت کر دے گا، ان کی فوج کو پسپا کرے گا، ان کی دھار کند کر دے گا، ان کی قوت مٹا دے گا، ان کی جمعیت منتشر کر دے گا۔

☆ ''پس اللہ نے ان کے اوپر سکینت نازل کی'' ان کی پیاس بجھا دی، ان کے سینوں کی آگ ٹھنڈی کر دی، ان کے ضمیر و روح کو پاک کر دیا اور آرام پہنچایا۔

☆ ''کلمہ طیبہ سچائی ہے'' کہ اس سے نفس فتح ہوتے' دل شادکام ہوتے' زخم مندمل ہوتے، غصہ چلا جاتا اور امن وسلامتی پھیلتی ہے۔

☆ ''اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملنا بھی صدقہ ہے'' کہ چہرہ کتاب کا عنوان، دل کا آئینہ، ضمیر کا رہنما اور ہماری پہلی پہچان ہے۔

☆ ''اچھے انداز میں جواب دو' بایں طور کہ انتقام ترک کردو، نرم بولو، تعامل میں نرمی برتو' برائی کو بھول جاؤ۔

☆ ''ہم نے تم پر قرآن اِس لئے نہیں اتارا کہ تم تنگی میں پڑ جاؤ'' بلکہ اس لئے کہ تم خوش رہو، روح مطمئن ہو نفس کو سکون ملے اور فلاح کی جنت اور سعادت کی فردوس میں تمہارا داخلہ ہو۔''

☆ ''اللہ نے تمہارے دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی'' بلکہ یسر وسہولت ہے' مشقت کی رعایت ہے، تکلف' تنگی اور سختی سے بچایا گیا ہے۔

☆ ''وہ نبیؐ ان سے دباؤ اور ان پر پڑے بوجھ ہٹا دیتا ہے۔'' تو انہیں شقاوت کے بعد سعادت، تکلیف کے بعد راحت، خوف کے بعد امن اور حزن کے بعد مسرت نصیب ہوتی ہے۔

☆ ''انہوں نے کہا اے رب میرا سینہ کھول دے میرا معاملہ آسان فرما'' کہ اپنے سامنے نور دکھائی دے' دل میں ہدایت کا راستہ بیٹھے، اپنے ہاتھ میں تیری رسی پکڑلوں اور دنیا و آخرت میں کامیابی وکامرانی پا جاؤں۔

☆ ہم تمہارے لئے سیدھے راستہ پر جانا آسان کردیں گے'' تم رب تعالیٰ کی عبادت واطاعت اور مجاہدہ صدق دلی اور محبت سے کرو گے تو تمہیں اس راہ کی تلخی بھی میٹھی اور نیم بھی شہد لگے گا۔

☆ ''اللہ کسی کو بھی اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف میں نہیں ڈالتا'' طاقت سے زیادہ کا کوئی مکلف نہیں، صلاحیت اور جدوجہد اور قوت کے مطابق ہی تکلیف دی جاتی ہے۔

☆ ''اے ہمارے رب اگر ہم بھول جائیں تو ہمارا مواخذہ نہ کرنا'' کیونکہ بسااوقات ہمیں وہم ہوتا ہے' کبھی غفلت طاری ہو جاتی ہے' کبھی تکان اور مشقت اور بھول لہٰذا اے رب درگزر فرمانا۔

☆ ''یا ہم غلطی کر جائیں تب بھی معاف فرمانا'' کہ ہم معصوم نہیں، گناہ سے محفوظ نہیں، لیکن تیرے فضل اور رحمت کے طلب گار ہیں۔

☆ ''ہمارے رب ہم پر بوجھ نہ ڈال'' کہ ہم کمزور بندے ہیں، مسکین انسان ہیں تو نے ہی ہمیں دعا کرنا سکھایا ہے، لہٰذا ہماری دعا قبول کر۔

☆ ''ہمارے رب! جس کی ہمیں طاقت نہ ہو وہ بوجھ ہم پر نہ ڈال'' کہ ہم اسے اٹھانے سے عاجز رہ جائیں، بلکہ ہمارے لئے معاملات آسان فرمادے۔

☆ ''ہم سے عفو کا معاملہ کر'' کہ ہم خطا کار ہیں، کوتاہیوں اور تقصیرات کے پتلے ہیں، تو سخی داتا اور رحمان ورحیم ہے۔

☆ ''ہمارے گناہ بخش دے'' کہ صرف تو ہی گناہ بخشتا ہے، صرف تو ہی عیوب کو چھپاتا ہے خطا کرنے والے سے درگزر بس تو ہی کرتا ہے' گنہگار پر نظر کرم تو ہی کرتا ہے۔

☆ ''ہم پر رحم فرما'' کہ تیری رحمت سے ہمیں سعادت ملتی ہے، تیری رحمت سے امیدوں کے چراغ روشن ہیں تیری رحمت سے ہی ہمارے اعمال مقبول اور احوال درست ہوتے ہیں۔

☆ ''میں آسان حنیفیت لے کر آیا ہوں'' جس میں نہ مشقت ہے نہ تکلیف نہ غلو اور نہ بال کی کھال نکالنا بلکہ فطرت، سنت، سہولت واعتدال ہے۔

☆ ''ہرگز ہرگز بھی غلو کے پاس نہ جاؤ'' سنت کو لازم پکڑو، اتباع ہو بدعت نہ ہو، سہولت ہو تشدد نہ ہو، توسط ہو غلو نہ ہو اور افراط وتفریط نہ ہو۔

☆ ''میری امت وہ امت ہے جس پر رحم کیا گیا ہے'' اس کا رب اس کا محافظ ہے، اس کا رسول سید الرسل ہے، اس کا دین سب سے برتر ہے' وہ قوموں میں سب سے افضل ہے اُس کی شریعت سب سے خوبصورت اور اچھی ہے۔

☆ جو اللہ کو اپنا رب مانے اسلام کو دین اور محمدؐ کو نبی ورسول اس نے ایمان کا مزہ چکھ لیا، یہ تینوں رضا مندی کے ارکان اور فلاح کے اصول ہیں۔

☆ ناراضگی سے بچیں کیونکہ رنج وفکر اور غم کا باب ہے، اس سے دل منتشر اور پریشان رہتا ہے،

حالات خراب ہوتے ہیں، عمر ضائع ہوتی ہے۔

☆ رضامندی سے دل میں سکینت واطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اس میں راحت، امن طمانیت، خوشگواری، سرور وفرح ہے۔

☆ رضا سے دل تنگی، فریب ونا راضگی، اعتراض وبیزاری، یاس وملال اور افسردگی سے محفوظ رہتا ہے۔

☆ جو اللہ سے راضی ہوگا اس کا دل نور ایمانی، محبت ویقین، قناعت ورضا، غنا وامن، انابت اور رجوع الی اللہ سے بھر جائے گا۔

☆ اے فقیر! صبر جمیل اختیار کرو کہ تم مال کی ذمہ داریوں، ثروت کی خدمت' گن گن کر رکھنے کی مشقت، حراست مال اور اللہ کے ہاں اس کی پوچھ تاچھ سے بچ گئے۔

☆ اے نابینا! تمہاری آنکھیں چلی گئیں تو کیا ہوا ان کے بدلہ جنت ملے گی، ان کے بدلہ دل میں بصیرت کا نور پیدا ہوگا۔ تم منکرات، لہو ولعب اور پریشان چیزیں دیکھنے سے بچ گئے۔

☆ اے مریض! ان شاء اللہ شفا ملے گی، تمہاری خطائیں معاف ہوگئیں، گناہوں سے تم پاک ہوگئے، دل صیقل ہوگیا، نفس میں انکساری آ گئی، تمہارا تکبر ختم ہوگیا۔

☆ مفقود کے بارے میں کیوں سوچتے ہو، موجود پر شکر کیوں نہیں کرتے، موجودہ نعمت کو بھول جاتے ہو غیر موجود نعمت پر حسرت کرتے ہو، لوگوں سے حسد ہے' جو تمہارے پاس ہے اس سے غفلت برتتے ہو۔

☆ "دنیا میں مسافر کی طرح رہو" روٹی کا ایک ٹکڑا، پانی کا ایک گھونٹ، ایک چادر چند دن اور راتیں یہی زندگانی ہے، اس کے بعد قبر ہے جو مالدار ہو یا غریب سب کے لئے برابر ہی ہوتی ہے۔

☆ بادشاہ خادم کے پاس، سردار باڈی گارڈ کے پاس، مشہور شاعر گمنام فقیر کے ساتھ، مالدار غریب مسکین کے ساتھ دفن ہوں گے، لیکن عالم برزخ میں، ایمان وعمل صالح کے مطابق پھر سب کے الگ درجے ہیں، سب سے الگ سلوک ہوگا۔

☆ نیا دن آئے تو اسے خوش آمدید کہو اس کی اچھی ضیافت کرو، اس طرح کہ فریضہ ادا ہو، واجب پر عمل کیا جائے، تجدید توبہ ہو اور خطاؤں وفکروں سے اسے میلا نہ کرو کیونکہ وہ پھر لوٹ کر نہیں آئے گا۔

☆ ماضی کی یاد آئے تو اپنی شاندار تاریخ یاد کرو تا کہ تمہیں خوشی ہو، آج کے دن اپنی کامیابی پر نظر رکھو اس سے بھی خوشی ملے گی، کل یاد آئے تو اپنے خوبصورت خواب یاد کرو اور اچھی فال لو۔

☆ طول عمر' تجربات کا ڈھیر اور معلومات ومعارف کا ذخیرہ ہے، ہر نئے دن سے فن زندگی کا ایک سبق لو۔ عقل مندوں کے لئے طول عمر برکت ہے۔

☆ تھوڑا سا خوف ہوگا، تو امن یاد آئے گا، دعا پر اُبھارے گا اور آپ کو معصیت سے روکے گا' بڑے خطرات سے ڈرائے گا۔

☆ تھوڑا سا مرض بھی ضروری ہے کہ عافیت کی قدر معلوم ہوگی' تکبر کی جڑ کٹے گی اور غفلت کی نیند سے دل بیدار ہوگا۔

☆ زندگی تھوڑی سی ہے، برائی سے اسے اور کم نہ کرو' دوست بھی تھوڑے ہیں انہیں ملامت سے نہ کھوؤ، دشمن بہت ہیں بداخلاقی سے ان میں اضافہ نہ کرو۔

☆ صبرو استقلال میں چیونٹی کی مثال بنو کہ سو بار درخت پر چڑھتی ہے اور گرتی ہے پھر چڑھتی ہے حتیٰ کہ منزل تک پہنچ جاتی ہے' اُکتاتی نہیں۔

☆ اور شہد کی مکھی کی مانند بنو جو پاکیزہ چیز کھاتی اور پاکیزہ چیز ہی پیدا کرتی ہے۔ کسی پھول پر بیٹھتی ہے تو اسے نوچتی نہیں کسی کلی کو نقصان نہیں دیتی۔

☆ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو پھر سکینت اس دل میں کیسے داخل ہوگی جس میں شہوتوں اور شبہات کے کتے جگہ بناتے ہوں۔

☆ جھگڑوں کی جگہوں سے اجتناب کرو' وہاں دین کو سستی قیمت پر بیچ ڈالا جاتا ہے۔ مروت کی ناقدری ہوتی ہے اور آبرو کو ذلیل لوگ پیروں تلے روند ڈالتے ہیں۔

☆ ''اور آگے قدم بڑھاؤ'' پیش قدمی کے علاوہ کوئی چارہ نہیں، زمانہ گزر رہا ہے، سورج چل رہا

ہے، چاند محوسفر ہے، ہوا چل رہی ہے لہٰذا تم بھی نہ ٹھہرو، زندگی کا قافلہ رُک کر تمہارا انتظار نہیں کرے گا۔

☆ ''اور تیز چلو'' بلندی کی طرف چھلانگ لگاؤ، نصرت و کامیابی کوئی سونے کے طبق میں پیش نہیں کی جائے گی بلکہ اس کے لئے آنسو، خون، رت جگا، تکان بھوک اور مشقت سبھی کچھ برداشت کرنا پڑے گا۔

☆ کام کرنے والے کا پسینہ بیٹھے ہوئے کی مشک سے زیادہ پاک ہے، محنت کش کی صدائیں بے کار لوگوں کے نغموں سے خوبصورت ہیں، بھوکے کی روٹی مالدار کے مرغن کھانوں سے زیادہ لذیذ ہے۔

☆ کامیاب ہونے والوں کو حاسد جو طعن و تشنیع کرتے ہیں وہ کامیابی کا اعلان ہے، وہ تمہارے تفوق کا مفت اشتہار ہے، وہ کامیابی پر توپوں کی سلامی ہے۔

☆ تفوق اور انفرادیت کا اعتراف انساب والقاب، آمدنی اور تعلیم کے معیار سے نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے ہمت، حوصلہ، بلند خیالی، بلند نصب العین اور صبر جمیل کی ضرورت ہوتی ہے، تبھی بڑا مقام ملتا ہے۔

☆ مشکلات سے خوف نہ کھاؤ کیونکہ ایک شیر اونٹوں کے بہت بڑے ریوڑ کے سامنے بغیر ڈرے اکیلا جاتا ہے، کاموں کی زیادتی سے تنگ نہ آؤ کہ ایک معمولی بیل کتنا سامان ڈھوتا ہے پھر بھی آہ وزاری نہیں کرتا، اپنے نشانہ سے بیزار نہ ہو کہ چیتا آگ کے اندر بھی اپنے شکار پر جھپٹ پڑتا ہے۔

☆ معاملات میں خودرائی نہ برتو، مشورہ لو کہ دو کا مشورہ ایک کی رائے سے بہتر ہوتا ہے جیسے کہ رسّی سے دوسری رسّی ملا کر باندھی جائے تو وہ مضبوط ہو جاتی ہے۔

☆ تم پر جو تنقید بھی کی جائے اُسے اپنے خلاف نہ سمجھو بلکہ ناقد کے مقصد سے قطع نظر تم اس سے فائدہ اٹھاؤ کیونکہ مدح سے زیادہ تم کو اصلاح کی ضرورت ہے۔

☆ جو لوگوں کو جان جائے گا اسے راحت ملے گی، اس لئے ان کی مدح پر خوش نہ ہو، ان کی مذمت

سے اکتاؤ نہیں کہ لوگ جلدی ناراض ہوتے اور جلدہی خوش بھی ہو جاتے ہیں اصل محرک ان کی خواہش ہوتی ہے۔

☆ یہ نہ سمجھو کہ بیماریاں تم کو مقصد تک پہنچنے سے روک دیں گی کتنے فاضل ہیں جنہوں نے بلند مقام پایا حالانکہ بعض اندھے بعض بہرے بعض لنگڑے یا فالج زدہ تھے۔ معاملہ ہمت کا ہے جسم کا نہیں۔

☆ بہت ممکن ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تم کو نہ دے اور وہی عطا بن جائے، تمہاری خواہش پوری نہ ہو اس میں تاخیر ہو یہی اس کا لطف اور اسکی عنایت بن جائے کیونکہ تم سے زیادہ بصیرت والا اور تم کو جاننے والا وہ ہے تم نہیں۔

☆ جب کوئی شدت لاحق ہو تو جان لو کہ وہ بارش سے پہلے کی گرمی ہے۔ پھر بادل برسے گا، زندگی میں نیا پن آئے گا اور افسردگی دور ہوگی۔

☆ جو گھر میں خوش نہ رہے وہ کہیں بھی خوش نہیں رہ سکتا راحت نفس، دل کی خوشی اور تکلیف سے دوری تمہیں گھر میں ہی زیادہ ملے گی۔

☆ تعلیم وثقافت کی بڑائی باقی رہتی ہے خاص پر معلم ومصنف کی۔ شہرت اور منصب کی بڑائی تو ایک سایہ اور خواب وخیال ہے جو جلد ہی ختم ہو جاتا ہے۔

☆ فکر کو آزاد چھوڑ دی جائے تو رنج وغم کو سوچنے لگتی ہے، اس لئے آلام واحزان کے بجائے اسے نفع بخش چیزوں میں لگاؤ۔

☆ دل کو تکلیف دینے اور سخت کرنے والی چیز لوگوں سے زیادہ میل جول اور ان کی فضول باتیں سننا ہے زیادہ دیر تک ان کے ساتھ بیٹھنا ہے۔ عبادت اور علم کے ساتھ عزلت سے بہتر کوئی چیز نہیں۔

☆ سب سے اچھا راستہ، مسجد کا راستہ ہے، اور سب سے محفوظ راستہ، گھر کا راستہ، سب سے اچھی خواہش اللہ کو سجدہ کرنے کی خواہش ہے۔

☆ قرآن کو اچھی آواز سے سننا، قلب حاضر کے ساتھ ذکر کرنا، حلال مال سے خرچ کرنا، فصیح

زبان سے وعظ کرنا، روح کی غذا اور دل آباد رکھنے کا ذریعہ ہے۔

☆ عمدہ اخلاق، خوش خصالی، چہرہ کی رونق آنکھوں کی سیاہی، رخسار کی تازگی سے بھی زیادہ خوبصورت ہوتے ہیں، کیونکہ ظاہری حسن سے معنوی حسن برتر ہوتا ہے۔

☆ معروف کے کام برے انجام سے بچاتے ہیں' عقل کی دیوار خواہشات کی لغزشوں سے بچاتی ہے، تجربات کے کوڑے ہزار واعظوں سے اچھے ہیں۔

☆ ہزاروں لوگوں کو دیکھو جنہوں نے زندگیاں، ناچ گانے، لہو ولعب اور فالتو چیزوں میں ضائع کر دی ہیں، اس کے بعد تمہارے پاس جو خیر ہے اس پر اللہ کا شکر ادا کرو کہ مبتلا کو دیکھ کر اچھا آدمی عبرت حاصل کرتا ہے۔

☆ کافر کو دیکھو تو نعمت اسلام پر اللہ کی حمد کرو۔ فاجر کو دیکھ کر تقویٰ پر اللہ کی حمد کرو، جاہل کو دیکھ کر علم پر اور مبتلا کو دیکھ کر عافیت پر اللہ کی حمد کرو۔

☆ سورج تمہارے لئے بنا ہے اس کی روشنی میں نہاؤ' ہوائیں تمہارے لئے چلتی ہیں ان سے لطف اندوز ہو، نہریں تمہارے لئے پیدا ہوئی ہیں ان کے پانی سے لذت حاصل کرو۔ پھل تمہارے لئے پیدا ہوئے ہیں انہیں خوشی سے کھاؤ اور اللہ کی تمام عطیات پر اس کی حمد کرو۔

☆ اندھا بے چارہ دنیا کو دیکھنے کی، بہرا سننے کی، لنگڑا چلنے کی، گونگا بولنے کی تمنا کرتا ہے، اور تم دیکھتے، سنتے، چلتے اور بولتے ہو۔

☆ یہ نہ سمجھو کہ زندگی کسی کے لئے کامل ہوگئی ہے۔ کسی کے پاس گھر ہے، کار نہیں، کسی کے پاس بیوی ہے کام نہیں، کسی کو کھانے کی خواہش ہے تو کھانا نہیں، کسی کے پاس کھانے کی افراط ہے لیکن کھانے سے منع کر دیا گیا ہے۔

☆ مسجد آخرت کا بازار ہے، کتاب عمر بھر کی دوست ہے' عمل صالح قبر کا مونس ہوگا، خلق حسن شرف کا تاج ہے' کرم سب سے خوبصورت کپڑا ہے۔

☆ ملحدین کی کتابیں نہ پڑھو، ان میں وہ گندگی ہے جو دل کو میلا کر دیتی ہے وہ زہر ہے جو روح کو مار ڈالتا ہے وہ داغ ہے جو ضمیر کو مردہ کر دیتا ہے۔ ان سب کا علاج علم وحی ہے، جس سے روح

شفاف اور بیماری ختم ہوتی ہے۔

☆ غصہ کی حالت میں کوئی فیصلہ نہ کرو کہ ندامت ہوگی، غضبناک آدمی صواب سے دور جا پڑتا ہے، وہ غور و فکر سے کام نہیں لے پاتا۔

☆ حزن سے کھوئی چیز واپس نہیں آتی خوف سے مستقبل نہیں بنتا قلق سے کامیابی نہیں ملتی، بلکہ اچھا دل اور مطمئن قلب ہی سعادت کے بازو ہیں۔

☆ لوگوں سے اپنے احترام کا مطالبہ نہ کرو جب تک تم ان کا احترام نہ کرو، اپنی ناکامی پر ان کو دوش نہ دو اپنے آپ کو دو۔ ان سے اکرام کرانا ہو تو خود اپنا اکرام کرو۔

☆ جھونپڑے والے کو اپنے جھونپڑے پر خوش رہنا چاہئے، اُسے معلوم ہی ہو گا کہ محلات ٹوٹ جائیں گے، پرانے کپڑے پہننے والے کو اپنے کپڑوں پر قناعت کرنی چاہئے جب انہیں پتہ چلے کہ دیبا و حریر بھی پھٹ جائیں گے۔

☆ جو نفس کے پیچھے چلے گا تو چونکہ اس کی خواہشات کی کوئی حد نہیں وہ دھوکے باز نفسانیت پر ابھارے گا، اس لئے ایسا آدمی رنج کا شکار ہوگا۔ معاملات ضائع ہوں گے اور ذہن منتشر رہے گا۔

☆ اے وہ شخص جس نے بیٹا کھو دیا ہے، تمہیں جنت میں قصر حمد ملے گا، جس سے دنیا کا حصہ کھو جائے اُس کا حصہ عدن کے باغات میں منتظر ہے۔

☆ پرندے کو روزی گھونسلے میں نہیں مل جاتی، شیر کی خوراک کچھار میں نہیں پہنچتی، چیونٹی کا کھانا گھر میں نہیں آتا یہ سب غذا کی طلب میں نکلتے اور محنت کرتے ہیں۔ ان ہی کی طرح طلب کرو اور محنت کرو تبھی پاؤ گے۔

☆ ''وہ ہر آواز کو اپنے خلاف ہی سمجھتے ہیں'' موت سے پہلے ہی مر جاتے ہیں' ہر مصیبت اور حادثہ سے اندیشہ ناک رہتے ہیں ہر آواز اور حرکت پر خوف کرتے ہیں کیونکہ ان کے دل خالی اور نفوس پراگندہ ہوتے ہیں۔

☆ اللہ جس حال میں رکھے اس کا شکر ادا کرو کیونکہ وہی تمہارے بارے میں جانتا ہے۔ اگر بیمار

ہو جاؤ تو یہ نہ کہو کاش میں بیمار نہ ہوتا۔غریب ہو جاؤ تو یہ نہ کہو کاش میں ثروت مند ہوتا۔

☆ ہو سکتا ہے کہ سفر سے تمہاری تاخیر میں خیر ہو اور بیوی سے محرومی میں برکت ہو، اور کسی نوکری کے چھن جانے میں بھی برکت ہو'وہی جانتا ہے تم نہیں جانتے۔

☆ پتھر درخت سے زیادہ قوی ہے، لوہا پتھر سے زیادہ، آگ لوہے سے زیادہ' ہوا آگ سے زیادہ اور ایمان تیز ہوا سے بھی زیادہ قوی ہے۔

☆ تم کو جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ نہ بھلایا جانے والا سبق ہے۔جو ذہن میں محفوظ ہو جاتا ہے۔ وہ حافظ میں ثبت ہو جانے والی نص ہے۔

☆ کامیابی آزمائش، زخم، رکاوٹ، آفت وغیرہ کے قطروں کا نام ہے، اور ناکامی گمنامی، کسل مندی' عاجزی' ذلت وخواری کے چند قطرات ہیں۔

☆ جو عارضی شہرت چاہتا ہو اور اچھی تعریف کے ساتھ دائمی ذکر نہ چاہتا ہو' جو علم نافع اور عمل صالح سے ہی ہو سکتا ہے' تو وہ سیدھا سا بے حوصلہ آدمی ہے۔

☆ ''اے بلال نماز کا اعلان کرو اور ہمیں راحت پہنچاؤ'' کیونکہ سکینت کا دریا امن کی نہر اور دل پر چلنے والی ٹھنڈی و پر سکون ہوا ہے جو خوف اور حزن کی آگ بجھا دیتی ہے۔

☆ اگر رب کی معصیت نہیں کی، نہ کسی پر ظلم کیا ہو تو پھر سکون سے سو جاؤ تمہاری محنت کامیاب اور نصیبہ کھلا ہے۔تمہارا کوئی دشمن نہیں۔

☆ مبارکباد ایسے آدمی کے لئے جو سوئے تو لوگ اسی کے دعا گو ہوں، اور بربادی ہے ان کے لئے جو سوئیں تو لوگ ان کو بد دعا دیں۔خوش خبری اس کے لئے جس سے دل پیار کریں، اور خسارہ میں ہے وہ جس پر لوگ لعنت بھیجیں۔

☆ اگر دنیا کی عدالت میں عدل نہ ملے تو اپنا مقدمہ آخرت کی کورٹ میں دائر کرو کہ وہاں کے گواہ فرشتے ہوں گے، دعویٰ محفوظ رہے گا اور جسٹس خود احکم الحاکمین ہوگا۔

☆ ''تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا'' اگر ذکر کا صرف اتنا ہی فائدہ ہوتا تب بھی کافی تھا اور اگر اس کا صرف اتنا ہی نفع ہوتا کہ رب تعالیٰ تمہیں یاد کرے گا تب بھی کیا ہی نفع ہے اور کتنے

شرف کی بات ہے۔

☆ تمہیں خوشخبری ہو کہ پاکی ایمان کا حصہ ہے، اُس سے گناہ ختم ہوتے ہیں برائیاں ڈھل جاتی ہیں اور تمہاری تطہیر کرتی ہے تاکہ مولیٰ تعالیٰ سے پاک صاف ہو کر ملو۔

☆ تمہیں خوشخبری ہو کہ نماز ماقبل کے گناہوں کا کفارہ ہے، موجودہ کو مٹا دیتی ہے بعد کی زندگی کی اصلاح کرتی ہے، نمازی کو قید و بند سے چھڑا دیتی ہے۔ نماز آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

☆ جو آدمی یہ چاہے کہ بغیر تنقید جھیلے وہ سب کا احترام پا جائے تو وہ اکثر محروم محتاج ہی رہتا ہے، شہرت کے پیچھے بھاگنے والا سعادت کا دشمن ہے۔

☆ خوشی کے فن میں صرف اسباق و نظریات کافی نہیں بلکہ ان کے مطابق حرکت و عمل اور تصرف بھی ضروری ہے جیسے کہ روز ایک گھنٹہ پیدل چلنا، سفر کرنا، پارک جانا۔

☆ مچھر اکثر شیر کے پیچھے پڑتے ہیں اور اسے نقصان پہنچانا چاہتے ہیں لیکن وہ ان کو اہمیت نہیں دیتا نہ ان کی طرف توجہ کرتا کیونکہ اس کے مقاصد اور ہیں انہیں پر توجہ دیتا ہے۔

☆ نحوست ماننے والے سے بچو کیونکہ تم اسے گلاب کا پھول پیش کرو گے وہ اس میں کانٹا دیکھے گا، تم اسے پانی دو گے وہ اس میں سے تنکا نکالے گا تم اس سے سورج کی تعریف کرو گے وہ دھوپ کی تیزی کی شکایت کرے گا۔

☆ کیا تم واقعی خوش بختی چاہتے ہو؟ اُسے دور مت ڈھونڈو وہ تمہارے اندر ہی ہے، تمہاری نئی سوچ میں، خوبصورت خیال میں، پختہ ارادہ میں اور خیر سے بھرے دل میں ہے۔

☆ نیک بختی ایسا عطر ہے جسے تم اپنے اردگرد چھڑکو گے تو اُس کے کچھ قطرات تم کو بھی ضرور ملیں گے۔

☆ ہماری مشکل یہ ہے کہ ہم غیر اللہ سے دن میں سو بار ڈرتے ہیں، تاخیر کا ڈر، غلطی کرنے کا ڈر، جلدی مچانے کا ڈر، فلاں کے غصہ اور فلاں کے شک وشبہ کا ڈر۔ سو طرح کے ڈر ہیں جو ہمارے دل میں بسے ہیں۔

☆ بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہر مسرت زائل ہو جاتی ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی سمجھتے ہیں کہ ہر تکلیف

دائمی ہے، یعنی وہ سرور کی موت کے قائل ہیں لیکن غم کی موت کے قائل نہیں

☆ ہم میں سے بعض اندھی مچھلی کی طرح ہیں جو چھوٹے سے برتن میں ہوتی ہے لیکن سمجھتی ہے کہ سمندر کے اندر ہے، چنانچہ ہم پیدا ہوئے ایمان کی دنیا میں لیکن اپنے آپ کو خوف' اندیشہ' عداوت اور حزن کے پہاڑوں کی کھائی میں گرادیا۔

☆ زندگی کی حقیقی خوشی قیمتی ہے لیکن وہ مستحق کو ہی ملتی ہے، لہٰذا جو ہنستی کھیلتی زندگی میں روتے ہیں' اس کی مسکراہٹوں کے بیچ دانت پیستے ہیں' وہ خوشی کے مستحق کہاں۔

☆ ایک شکاری نے فاختہ کو پنجرہ میں قید کردیا تو وہ گانے لگی شکاری بولا کیا یہ تیرے گانے کا وقت ہے کہ رونے کا؟ بولی ہر ساعت آزادی کی منتظر ہوں اس لئے گا رہی ہوں۔

☆ ایک حکیم سے کہا گیا تم سلطان کے پاس کیوں نہیں جاتے وہ تمہیں سونے کی تھیلیاں دے گا؟ کہا مجھے ڈر ہے کہ جب ناراض ہوگا تو میرا سر کاٹ دے گا۔ اور انہیں تھیلیوں میں کسی میں رکھ کر میری بیوی کو ہدیہ دے گا۔

☆ کتے کا بھونکنا تو سنتے ہو کبوتر کا نغمہ کیوں نہیں سنتے؟ رات کا کالا پن دیکھتے ہو چاند ستاروں کے حسن پر نظر نہیں جاتی؟ شہد کی مکھی کے کاٹے کی شکایت کرتے ہو شہد کی مٹھاس بھول جاتے ہو؟

☆ تمہارے باپ آدمؑ نے گناہ سے توبہ کی تو اللہ نے انہیں منتخب کیا' ہدایت دی' ان کی صلب سے انبیاء، شہداء، علماء اور اولیاء نکالے چنانچہ گناہ سے پہلے کے مقابلہ میں بعد میں زیادہ اعلیٰ ہوگئے۔

☆ نوحؑ نے فریاد کی طوفان لاوے کی طرح پھوٹ رہا تھا انہوں نے یا رحمان یا منان کی ندا دی لمحہ بھر میں اللہ کی مدد و نصرت آئی وہ کامیاب ہوگئے، جو کفر کرنے والے تھے وہ دھوکہ اور خسارہ میں پڑے رہے۔

☆ حضرت یونسؑ سمندر کے اندر تین تین اندھیروں میں تھے انہوں نے فوری طور پر رحم کی اپیل بھیجی، جس میں کوتاہی کا اعتراف واعتذار تھا چونکہ ان کا تار درست تھا اس لئے مدد بھی بجلی کی

طرح آ گئی۔

☆ حضرت داؤدؑ نے اپنی خطاؤں کو آنسوؤں سے دھویا ان کی توبہ کا کپڑا اسفید ہو گیا وہ کپڑا محراب عبادت میں بنا گیا۔ بننے والا امین تھا اور سحر خیزی کے آنسوؤں سے دھویا گیا تھا۔

☆ جب معاملہ سخت ہو جائے، تکلیف بڑھ جائے، مایوسی ہو جائے تو کشادگی کا انتظار کرو۔

☆ اگر یہ چاہتے ہو کہ اللہ تمہاری تکلیف دور کر دے تو ہر مخلوق سے چھوٹی ہو یا بڑی اُمید کاٹ لو' صرف اللہ سے امید رکھو اور اسی سے فریاد کرو۔

☆ تمہارا نفس اُس سیال کی طرح ہے جو برتنوں کو اپنے رنگ میں رنگ دیتا ہے۔ نفس راضی و مطمئن ہے تو سعادت خیر اور جمال دیکھو گے اگر تنگ دل اور نحوست پسند ہے تو شقاوت، شر اور برائی کا سامنا ہو گا۔

☆ جب معبود کی اطاعت کرو' موجود پر راضی رہو۔ مفقود پر صبر کر لو تو مقصود کو پا لو گے اور ہر مطلوب پورا ہو جائے گا۔

☆ جس شخص کے سینہ میں ایمان و ذکر کا باغ لگا ہے، علم و تجربات کی کیاری ہے تو وہ دنیا کے مافات پر افسوس نہ کرے گا۔

☆ جو اس وقت تک خوش نہ ہو جب تک گم شدہ واپس نہ آئے۔ گھر نہ بنے، مناسب نوکری نہ مل جائے، تو وہ سراب کے پیچھے دوڑ رہا ہے۔ وہ بیداری میں خواب دیکھتا ہے۔

☆ سعادت یہ ہے کہ زود حسی نہ ہو' توقعات نہ باندھی جائیں' خوف کی چیزیں اٹھا کر پھینک دی جائیں۔

☆ مسکراہٹ کیا ہے' سحر افسوں طراز، مودت واخوت کا اعلان، محبت وسلامتی کا پیام، مقبول صدقہ' جس سے لگے کہ صدقہ کرنے والا راضی مطمئن اور ثابت قدم ہے۔

☆ اضطراب و بدنظمی اور تشویش سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان اپنے کاموں کا ایک چارٹ بنائے' ترتیب و توازن اور واقفیت کے ساتھ جدول اعمال بنائے۔

☆ جب کوئی مصیبت و آفت آ پڑے تو وقت گزرنے کے ساتھ اس میں کمی ہوتی جائے گی کیونکہ

جیسے انسان کی عمر ہوتی ہے ایسے ہی شدت کی بھی۔

☆ مناسب ہے کہ آپ کے مطالب دنیوی کی بھی ایک حد ہو۔ مثلاً نوکری' رہنے کے لئے گھر' سواری کے لئے گاڑی، اتنا تو ٹھیک ہے، اس کے بعد طمع کا دروازہ چوپٹ کھول دینا بدبختی ہے۔

☆ ''ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا ہے'' یہ انسان کے لئے سنت ثابتہ ہے۔ اس میں تبدیلی نہیں ہوگی کہ اسے مجاہدہ محنت ومشقت میں رہنا ہے۔ لہٰذا واقعہ کو تسلیم کر کے زندگی کو اُس کے مطابق ڈھالنا چاہئے۔

☆ جو آدمی پورا دن مستی اور لہو ولعب میں گزار دیتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ مزہ لے رہا ہے جب کہ وہ ضروری اور غیر ضروری چیزوں کو برابر کئے دے رہا ہے جس کی قیمت اسے مسلسل غم وفکر اور کدورت کی شکل میں ادا کرنی پڑے گی۔

☆ زندگی میں فضولیات سے نجات پالو حتی کہ تمہاری جیب اور آفس میں زائد از ضرورت کاغذات بھی بار ہیں اور نقصان دہ ہیں۔

☆ صحابہ کرامؓ سب سے زیادہ سعید اس لئے تھے کہ وہ دوسروں کے دلوں کے اندر نہیں جھانکتے تھے۔ انہوں نے نفس کے وسوسوں اور باریکیوں کو نہیں ٹٹولا بلکہ اُصول کا اہتمام کیا اور مقاصد پر زیادہ توجہ دی۔

☆ مناسب ہے کہ تذکیر اور عبادات میں حضور قلب پر دھیان دو کہ ایسے علم میں خیر نہیں جس میں تفقہ نہ ہو۔ ایسے ہی بغیر خشوع کی نماز اور بغیر تدبر کی قرأت بھی کچھ زیادہ مفید نہیں۔

☆ ''طیبات طیّبین کے لئے ہیں'' یعنی پاکیزہ اقوال، اعمال، آداب، اخلاق اور پاکیزہ بیویاں ابرار واخیار کو ملتی ہیں تا کہ اس ملاپ سے سعادت اور انس ومحبت کامل درجہ میں حاصل ہو جائے۔

☆ ''غصہ پی جانے والے محسن ہیں'' جو سینہ میں ہی غصہ دبا کر رہ جاتے ہیں سب وشتم، اذیت وعداوت وغیرہ کا اظہار نہیں کرتے بلکہ اپنے آپ پر جبر کر کے انتقام کا خیال چھوڑ دیتے ہیں۔

☆ ''اور لوگوں سے درگزر کرنے والے'' جو معافی و درگزر کا اظہار کرتے' رواداری کا اعلان کر دیتے ہیں، اپنے دشمنوں سے انتقام نہیں لیتے یعنی صرف اپنا غصہ ہی نہیں دباتے بلکہ بردباری اور درگزر کا رویہ اپناتے ہیں۔

☆ ''اور اللہ ایسے احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔'' جو دشمن کے ساتھ بھی احسان کرتے، مال و مرتبہ اور جود و سخا سے اس کی مدد ہی کرتے ہیں، وہ ان پر ظلم کرتا ہے، یہ احسان کرتے ہیں۔ یہ بھی بلند درجہ اور اولوالعزمی کا کام ہے۔

☆ بالضبط خوش کن کام کی تحدید کریں اور اچھے حالات کی ایک فہرست بنائیں کہ کسی شخص معین سے ملاقات کے بعد کسی خاص جگہ جا کر یا کوئی متعین کام کر کے خوشی ہو؟ کوئی اچھا روٹین اختیار کر رکھا ہے تو اُسے لسٹ میں رکھئے ایک ہفتہ بعد آپ پائیں گے کہ آپ کی لسٹ خوش کن کاموں اور خیالات کی ایک واضح تصویر دے گی۔

☆ خوش کن کاموں کی فہرست بنانے کے بعد ان کو کرنے کی عادت بنایئے، اس کے خلاف امور کو چھوڑ دیجئے، یہ کام اپنے آپ میں ایک اچھا عمل ہوگا۔

☆ اپنے آپ سے خوش رہئے: یہ بہت اہم ہے کہ ایک فیصلہ کرنے کے بعد اپنے آپ اس سے خوش رہیں' اپنے تصرفات پر مطمئن ہوں اور جو تنقید اُس پر کی جائے اُس پر توجہ نہ دیں۔ جب تک آپ صراط مستقیم پر ہیں۔ کیونکہ جہاں بھی شک نے راہ پالی یا گناہ کا احساس ہوا وہیں خوشی ختم ہو جاتی ہے۔

☆ نیک عمل کرو دوسروں کی خدمت کرو' تنہا نہ رہو کیونکہ تنہائی رنج وفکر اور ملال کا سبب ہے جس کی وجہ سے اپنے کنبہ اور دوسرے لوگوں سے خلا ملا سے کم ہو جاتا ہے۔ دوسروں کی خدمت کرو کہ افسردگی کا علاج یہ بتایا گیا ہے کہ دوسروں کی خدمت کے لئے وقت نکالا جائے۔

☆ اپنے آپ کو ہمیشہ مصروف رکھو اور شعور و ارادہ کے ساتھ اپنے امکانات کو زیادہ سے زیادہ استعمال کرو نئے نئے کام کرنے سے تم کو زیادہ خوشی ملے گی کہ سستی ملال بڑھاتی ہے۔

☆ نحوست اور افسردگی کو دور بھگانے کی کوشش کرو۔ کوئی پریشان کن بات پیش آئے تو کوئی

جسمانی کام شروع کردو، نفسیاتی اور ذہنی حالت ضرور بدلے گی مثلاً ورزش شروع کردو، دوستوں کے ساتھ پکنک پر چلے جاؤ۔ وغیرہ۔

☆ جو کام پورا نہ ہوسکا ہو اُس پر مایوس نہ ہو، تم کو جاننا چاہیے کہ بڑے لوگوں کے کام پورے نہیں ہوتے۔ بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ جب تک وہ اپنے کام پورے نہ کرلیں، اپنے آپ سے مطمئن اور خوش نہیں ہوسکتے حالانکہ اپنے ذمہ کام مستعدی سے جتنا ممکن ہوا تنا کرنا چاہیے اور اس پر مطمئن ہونا چاہیے، اگر اس نے کوئی کوتاہی نہیں کی۔

☆ مقابلہ اور چیلنج دینے میں مبالغہ نہ کرو، اپنے اوپر سختی نہ کرو بطور خاص جب کسی مقابلہ میں شعوری طور پر کامیابی وخوشی کا احساس نہ ہو۔

☆ کشیدگی کے سبب اپنے احساسات کو دباؤ مت اِس سے خوشی مرجاتی ہے بلکہ اپنے احساسات کا اظہار مناسب انداز میں کردو جس سے نفس پر ان کا دباؤ ختم ہوجائے۔

☆ دوسروں کا بوجھ اپنے اوپر نہ لو۔ ایسا ہوتا ہے کہ دوسرے کی تکلیف کے باعث آدمی خود بھی پریشان ہوجاتا ہے حالانکہ اسے پریشانی کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر آدمی اپنے بارے میں جواب دہ ہے۔ ''کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا'' دوسروں کے ساتھ تعاون اور مہربانی کے حدود و ترجیحات میں اپنے آپ پر توجہ پہلے ہے۔

☆ اپنے فیصلے فوراً لو، جو آدمی فیصلہ کرنے میں تاخیر کرتا ہے تو وہ اپنی خوشی کی بہت سی ساعتیں گنوادیتا ہے بلکہ بہت سے دن اور مہینے۔ پھر یہ بھی ضروری نہیں کہ ابھی فیصلہ لینے سے اُس سے واپسی یا اس میں تبدیلی نہیں ہوسکتی۔

☆ جب کوئی کام کرو تو اپنی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ کرلو اور حکمت کا وہ قول یاد کرلو کہ ''اللہ اس شخص پر رحم کرے جو اپنی قدر جانتا ہے۔'' جب آپ ۵۰ سال کے ہوجائیں اور ورزش کرنا چاہیں تو پیدل چلیں۔ تیراکی کریں یا مثلاً ٹینس کھیلیں لیکن فٹ بال نہ کھیلیں اور اپنی صلاحیتوں میں مسلسل اضافہ کریں۔

☆ اپنے آپ کا صحیح اندازہ کریں زندگی کی دوڑ میں یونہی کودنے کی کوشش نہ کریں اپنے

حالات، ذمہ داریوں وغیرہ کو نظر میں رکھیں جو ایسا نہیں کرتے وہ بڑی حماقت کرتے ہیں جو اپنے کو نہیں سمجھتے وہ اپنے امکانات بھی نہیں جان سکتے۔

☆ اپنی عملی زندگی میں اعتدال رکھیں، کوئی ایک حصہ خالی رکھیں قدیم زمانہ میں یونانی یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ آدمی انسانیت محفوظ نہیں رکھ سکتا جب تک کہ اسے خالی وقت نہ ملے۔

☆ خطرات سے کھیلنے کی عادت ڈالئے، زندگی سے لطف اندوز ہونے کا یہی ایک طریقہ ہے کہ اس کے خطرات سے نمٹنے کی تیاری کریں مثلاً غرقابی سے بچنے کے لئے تیراکی سیکھیں۔

☆ کوئی قفل ایسا نہیں جو کھولا نہ جا سکے، کوئی قید نہیں جسے توڑا نہ جا سکے جو دور ہے وہ قریب ہو سکتا ہے، جو گم ہو گیا ہے وہ واپس آ سکتا ہے لیکن سب کا وقت متعین ہے۔

☆ "صبر وصلوٰۃ کے ذریعہ استعانت طلب کرو" یہ دونوں زندگی کی قوتیں ہیں، زادسفر ہیں باب امید ہیں، کشادگی کی کنجی ہیں، جس نے صبر کیا، نماز کی پابندی کی تو اسے صبحِ صادق، فتح مبین اور قریبی مدد کی خوشخبری دے دو۔

☆ حضرت بلال ؓ کو کوڑے لگائے گئے، مارے پیٹے گئے، انہیں زمین پر گھسیٹا گیا، بھگایا گیا، قل ھو اللہ احد یاد تھی اس لئے احد احد پکارتے تھے جب جنت میں داخل ہوئے تو جو کچھ جھیلا تھا اسے کم سمجھا کیونکہ جتنی قیمت دی تھی سامان اُس سے کہیں زیادہ قیمتی مل گیا۔

☆ دنیا کیا ہے؟ ایک کپڑا اگر بہت اہتمام کرو گے تو وہ تمہاری خدمت نہیں کرے گا، الٹا خدمت لے گا، ایک بیوی اگر خوبرو ہو تو تمہارا دل اس کی محبت میں جلے گا یا مال زیادہ ہو تم اس کی نگرانی میں لگ جاؤ گے، بس یہی اس کا سرور ہے تو اس کا غم پھر کیا ہو گا؟

☆ تمام حاملین علم، مال اور جاہ ومنصب سے خوشی حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن ان سے زیادہ خوش قسمت صاحب ایمان ہے کیونکہ اُس کی سعادت دائمی ہے اور اللہ سے ملاقات تک رہے گی۔

☆ خوش نصیبی میں سے یہ ہے کہ دل نفسیاتی امراض سے محفوظ رہے۔ جیسے شک، ناراضگی، اعتراض شک وشبہ اور شہوت سے۔

☆ لوگوں میں زیادہ عقل مند وہ ہے جو ان کے لئے عذر ڈھونڈ سکے ان کے تصرفات اور اقوال کو

اچھا مفہوم دے سکے۔ ایسا شخص خود بھی راحت سے رہے گا دوسروں کو بھی راحت سے رکھے گا۔

☆ ''جو میں نے تمہیں دیا ہے اُسے لو اور شکر گزاروں میں سے ہو جاؤ'' اپنی چیز پر قناعت کرو اپنی قسمت پر راضی رہو اپنی صلاحیت کو آگے بڑھاؤ، اپنی طاقت کو نفع بخش کام میں لگاؤ، اللہ کی نعمتوں پر اس کی حمد کرو۔

☆ پورا دن صرف پڑھنے، تفکر، تصنیف و تالیف یا حفظ میں نہ لگاؤ، بلکہ ہر کام تھوڑا تھوڑا کرو، اپنے اعمال کو بانٹ دو اس سے روح میں نشاط رہے گا۔

☆ نمازیں اوقات کو منظم کرتی ہیں اس لئے ہر نماز کے بعد اعمال نافعہ میں کوئی ایک کام متعین کرلو۔

☆ بندہ کے لئے بھلائی اُسی میں ہے جو اللہ نے اُس کے لئے چنا ہے کیونکہ اسے اس سے بھی زیادہ جانتا ہے اور اس کی ماں سے زیادہ مہربان ہے۔ اُسے بس اپنے رب کے حکم پر راضی رہنا ہے، معاملہ اسی پر چھوڑ دینا ہے۔ اللہ خالق و مالک کو اپنے معاملے میں کافی سمجھنا ہے۔

☆ بندہ اپنی کمزوری و عاجزی کے باعث ماوراء غیب نہیں جان سکتا وہ بس ظاہری چیزوں کو جانتا ہے۔ مخفی امور سب اللہ کے علم میں ہیں کتنی ہی آفتیں انعام اور بلائیں عطیہ بن جاتی ہیں اور شر میں خیر پنہاں ہوتا ہے۔

☆ بابا آدمؑ نے ممنوعہ درخت سے کھالیا اللہ کی نافرمانی کی تو زمین پر اُتار دیئے گئے۔ اِس کا ظاہری پہلو یہ ہے کہ آدمؑ نے احسن و اولیٰ کو چھوڑ دیا مکروہ چیز انہیں ملی، لیکن اس کا دوسرا پہلو خیر عظیم اور بہت بڑے فضل کا ہے کہ اللہ نے توبہ قبول کی، ہدایت دی ان کا انتخاب کرلیا انہیں رسول بنایا۔ ان کی صلب سے رسول و نبی اور علماء، شہداء، اولیاء و مجاہدین، عابد زاہد اور سخی پیدا کئے۔ اللہ کی عظمت کے کیا ٹھکانے اس نے ایک طرف فرمایا ''تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو اور خوشی سے کھاؤ پیو۔'' ایک جگہ فرمایا ''پھر ہم نے ان کا انتخاب کیا ان کی توبہ قبول کی اور راہ دکھائی۔'' پہلی حالت رہنا اور کھانا پینا ہے۔ یہ عام لوگوں کا حال ہے، جن کی زندگی میں

کوئی مقصد نہیں ہوتا کوئی بڑا ہدف نہیں ہوتا۔ دوسری حالت اجتباء واصطفاء، نبوت اور ہدایت کی ہے، جو ایک شرف، مرتبہ اور بلند مقامی کی حالت ہے۔

☆ دیکھئے کہ حضرت داوٗدؑ سے غلطی ہو گئی انہیں ندامت ہوئی اور روئے تو یہ ان کے حق میں بہت بڑی نعمت بن گئی کیونکہ انہوں نے اپنے رب کو کما حقہ جان لیا تھا اور اس کے سامنے عاجزی وفروتنی برتی تھی یہی عبودیت کا مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے انکساری وعاجزی عبودیت کے ضروری ارکان میں ہیں۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول: ''مومن کا معاملہ کیا خوب ہے کہ اللہ اُس کے لئے جو بھی فیصلہ کرتا ہے وہ بہتر ہی ہوتا ہے۔'' کے بارے میں سوال کیا گیا کہ مومن سے معصیت وگناہ کے جو کام ہو جاتے ہیں کیا اس میں وہ بھی داخل ہوں گے۔ کہا: ''ہاں!'' بشرطیکہ اس گناہ کے ساتھ ندامت، توبہ واستغفار ہو جائے، یعنی ظاہراً معصیت مومن کے لئے ناپسندیدہ ہے لیکن معنوی طور پر وہ بھی خیر ہی ہو جاتی ہے اگر شرائط پوری ہوں۔

☆ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو بھی پیش آیا وہ ظاہر وباطن، بہر طور خیر ہی ہوا۔ مثلاً قوم نے آپؐ کی تکذیب کی' آپ سے جنگ کی تو یہ سبب بن گیا جہاد کا' اللہ کی نصرت کا اور اس کے راستہ میں قربانی دینے کا۔ غزوات آپؐ کے لئے فتح کا ذریعہ بن گئے۔ ان میں جو مومنین شہید ہوئے وہ جنت کے مستحق ہو گئے، اگر کفار سے مقابلہ نہ ہوتا تو بڑی کامیابی اور خیر کبیر نہ ملتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے نکالے گئے بظاہر یہ ناپسندیدہ بات تھی لیکن باطناً اس میں خیر وفلاح پنہاں تھی کیونکہ ہجرت کے بعد ہی آپؐ نے اسلامی مملکت کی بنیاد رکھی، انصار دامن اسلام میں آئے اہل ایمان اہل کفر سے ممتاز ہوئے اور ایمان وہجرت وجہاد کے باعث ہی سچے ایمان والوں اور جھوٹوں میں فرق وامتیاز ہوا۔ جب احد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کو شکست ہوئی تو بظاہر یہ ناپسندیدہ امر تھا لیکن اس میں اتنا خیر ظاہر ہوا کہ بیان نہیں کیا جا سکتا کہ بدر کی فتح سے بعض لوگوں میں جو خود پسندی سی پیدا ہو گئی تھی وہ ختم ہو گئی، اپنے نفس پر اعتماد پیدا ہوا۔ بہت سے مومنین کو شہادت کا شرف ملا۔ مثلاً سید الشہداء حمزہ کو اسلام کے سفیر

مصعب بن عمیرؓ اور جابرؓ کے والد عبداللہ بن عمرو کو جنہیں خدا نے ہم کلامی سے نوازا تھا۔غزوہ احد میں منافقین الگ ہو گئے، ان کی رسوائی ہوئی' اللہ نے ان کے راز کھول کر رکھ دیے۔اس پر آپؐ کے مزید احوال و مقامات کو قیاس کرلیں جن کا ظاہر ناپسندیدہ تھا لیکن باطن آپؐ کے اور مسلمانوں کے لئے خیر ثابت ہوا۔

☆ جو اس بات کو جان لے کہ اللہ نے بندہ کے لئے جو پسند کیا بہتر ہی کیا اس کے مصائب و مشکلات ختم اور دشواریاں آسان ہو جاتی ہیں، اُسے اللہ کے لطف کی توقع ہوتی ہے اور وہ اللہ کے لطف و کرم پر بھروسہ کرتا ہے۔لہٰذا اس کی بیزاری' تنگ دلی اور رنج وغم سب ختم ہو جاتے ہیں۔وہ سب اللہ کے حوالہ کر دیتا ہے، ناراضگی، بیزاری اور اعتراض سب چھوڑ کر صبر و شکر کا رویہ اپناتا ہے۔حتیٰ کہ انجام بہتر ہوتا ہے اور مصائب کی بدلیاں چھٹ جاتی ہیں۔

☆ نوح علیہ السلام کو ساڑھے نو سو سال تک دعوت کے راستہ میں ایذاء پہنچائی گئی لیکن آپ صبر و استقلال سے دعوت توحید دیتے رہے اس میں خفیہ علانیہ رات دن ایک کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ نے آپ کو نجات دی اور دشمنوں کو طوفان کے ذریعہ غارت کر دیا۔

☆ موسیٰ علیہ السلام ہیں، فرعون آپ کے خلاف سازشیں کرتا چالیں چلتا اور طرح طرح سے ایذا دیتا ہے' دیس نکالا دیتا ہے اللہ کی نصرت آتی ہے آپ کو عصا عطا ہوتا ہے جو ان کی ساری چالوں کو اکارت کر دیتا ہے۔اس سے سمندر میں راستہ ملتا ہے جس سے موسیٰ اور بنی اسرائیل پار ہو جاتے ہیں جب کہ دشمن کو ہلاک و رسوا کر دیا جاتا ہے۔

☆ عیسیٰ علیہ السلام سے بنو اسرائیل جنگ کرتے ہیں ایذا پہنچاتے ہیں، ان کی ماں، کردار اور مشن سب کے بارے میں پروپیگنڈا کرتے ہیں ان کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔اللہ آپ کو اٹھا لیتا ہے آپ کی نصرت فرماتا ہے اور دشمن ناکام و نامراد ہوتے ہیں۔

☆ ہمارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین، یہود اور نصرانیوں نے شدید تکلیفیں پہنچائیں۔طرح طرح سے ایذا دی، تکذیب کی، مقابلہ کیا، دعوت ٹھکرائی، استہزاء و تمسخر اور سب و شتم کیا، جنون و کہانت شاعری و ساحری اور جھوٹ کس چیز کا الزام نہیں لگایا۔وطن سے نکالا' آپ

سے جنگ کی، ساتھیوں کو قتل کیا گیا، سزائیں دی گئیں، زوجہ محترمہ پر الزام لگایا گیا، حملے ہوئے بحرانوں کا سامنا ہوا، بھوک پیاس برداشت کی زخمی ہوئے، سامنے کے دانت ٹوٹے، سر میں زخم آیا، مددگار و سرپرست چچا ابوطالب چھوٹ گئے، زوجہ محترمہ خدیجہ گزر گئیں، جو آپؐ کے لئے بڑا سہارا تھیں، شعب ابی طالب میں محصور ہوئے، یہاں تک کہ آپؐ نے اور ساتھیوں نے درخت کے پتے کھائے، آپ کی بیٹیاں آپ کی زندگی میں انتقال کر گئیں، آپ کے سامنے صاحبزادے ابراہیم کی روح پرواز کر گئی، اُحد میں شکست ہوئی، پیارے چچا حمزہ کے ناک کان کاٹے گئے، کئی بار قتل کی کوششیں ہوئیں، بھوک کے مارے پیٹ پر پتھر باندھے۔ بسا اوقات جو کی روٹی اور ردی کھجور بھی نہ ہوتی، شدید مشکلات ومصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ جن سے ساتھیوں کے کلیجے منہ کو آ گئے، جابروں کے غرور، متکبرین کی سرکشی، اعرابیوں کی بے ادبی، یہودیوں کی مکاری اور منافقین کے مکر کا مقابلہ کرنا پڑا۔ لوگوں نے دیر سے دعوت قبول کی۔ پھر انجام آپ کے حق میں ہوا۔ آپ کو نصرت سے نوازا گیا، کامیابی نے قدم چومے، غلبۂ دین ہوا، اللہ نے آپ کی مدد کی اور تمام گروہوں کو شکست ہوئی، تمام دشمنوں کو ذلیل ورسوا اور خوار ہونا پڑا، اللہ ہی غالب ہونے والا ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔

☆ دیکھئے کہ ابوبکر شدائد جھیلتے ہیں' دین کے راستے میں مشکلات برداشت کرتے ہیں، اپنا مال خرچ کرتے ہیں، اثر ورسوخ اور منصب کا استعمال کرتے ہیں اور اللہ کے لئے ہر طرح کی قربانی دیتے ہیں حتی کہ صدیق کا لقب ملتا ہے۔

☆ عمرؓ بن خطاب کو محراب عبادت میں خون میں نہلا دیا جاتا ہے، جب کہ پوری زندگی جہاد، سخاوت، قربانی، زہد اور لوگوں کے بیچ اقامت عدل میں گزار دی تھی۔

☆ عثمانؓ بن عفان کو تلاوت قرآن کرتے ہوئے ذبح کر دیا جاتا ہے اپنے اصولوں اور پیغام کی خاطر وہ جان کی بازی لگا دیتے ہیں۔

☆ علی بن ابی طالبؓ زندگی بھر زبردست اقدامات کرتے رہے ان کو صدق، فداکاری، نصرت اور قربانی کے مقاماتِ بلند حاصل ہوئے اور اس کے بعد آپ کو مسجد میں دھوکہ سے شہید

کر دیا گیا۔

☆ حسینؓ بن علی کو شہادت ملتی ہے انہیں ظلم وجور سے مار ڈالا جاتا ہے۔

☆ سعید بن جبیر جیسے عالم فاضل اور عابد زاہد شخص کو حجاج قتل کرا دیتا ہے اور گناہ کماتا ہے۔

☆ ابن الزبیرؓ کو اللہ تعالیٰ حجاج بن یوسف جیسے ظالم کے ہاتھوں حرم میں شہادت سے سرفراز کرواتا ہے۔

☆ امام احمد بن حنبلؒ کو حق کے سلسلہ میں قید کیا جاتا ہے، انہیں بے پناہ کوڑے لگائے جاتے ہیں، تب وہ اہل سنت والجماعت کے امام ہوتے ہیں۔

☆ واثق باللہ امام احمد بن نصر الخزاعی کو قتل کر ڈالتا ہے جو داعی سنت تھے۔

☆ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کو جیل میں ڈالا جاتا ہے اپنے گھر والوں ساتھیوں اور کتابوں سے انہیں الگ کر دیا جاتا ہے۔ لیکن اللہ دنیا میں ان کا غلغلہ بلند کر دیتا ہے۔

☆ امام ابوحنیفہؒ کو خلیفہ ابوجعفر المنصور کوڑے لگواتا ہے۔

☆ عالم ربانی سعید بن المسیب کو گورنر مدینہ نے کوڑے لگوائے۔

☆ امام دار الہجرت مالک بن انسؒ کو بھی والی مدینہ نے کوڑے لگوائے۔

☆ امام عبداللہ بن عون جیسے عالم ومحدث کو بلال بن ابی بردہ نے مارا۔

☆ جن کو تکلیف دی گئی مارا گیا کوڑے لگائے گئے قتل کیا گیا، معزول کیا گیا اگر ان سب کا شمار کرانے لگوں تو بات بڑھ جائے گی جتنا میں ذکر کر چکا ہوں وہی بہت کافی ہے۔

آخر میں پڑھنے والوں کو میرا سلام اور دعائیں پہنچیں

سبحانك اللهم وبحمدك اشهد أن لا اله الا أنت استغفرك وأتوب اليك۔

منتخب اشعار کا ترجمہ

☆ جو گزرا سو گزرا جس کی امید ہے وہ غیب میں ہے، تم تو بس اسی وقت کے مالک ہو جس میں تم ہو۔

☆ اللہ کی مہربانیوں کے ایام' اگرچہ کتنی ہی مدت ہو جائے' ایک لمحہ کے مانند ہیں۔

☆ کیا تم کشادگی کے آنے سے مایوس ہو گئے پھر اللہ اور تقدیر پر ایمان کہاں گیا؟

☆ جس چیز سے تم خوش ہو رہے ہو اس کی خوشی دائم نہیں رہ سکتی' غم سے تمہاری کھوئی چیز واپس نہ ہوگی۔

☆ دنیاوی چیزوں میں سب سے بہتر گھوڑے کی زین ہے اور زمانہ میں سب سے بہتر ہم نشین کتاب ہے۔

☆ مالدار جو اپنا دروازہ بند کر کے رکھتا ہے اور لوگ اسے بخیل سمجھتے ہیں اس کے پاس مت جاؤ اگر ایک روٹی بھی تمہارے پاس ہے۔

☆ میں اپنی خواہشات کے پیچھے چلتا رہا حتی کہ انہوں نے مجھے غلام بنالیا اگر میں قناعت اختیار کرتا تو آزاد ہوتا۔

☆ اے زمانے تیری اور آفتیں بھی ہوں جن سے شرفاء کو ستایا جاتا ہے تو انہیں بھی لے آ۔

☆ شاید کہ زمانہ دوریوں کی کسک کے بعد ہمیں اپنے پیاروں سے ملا دے۔

☆ اُس سے کہو جو گردش زمانہ سے ہمیں عار دلاتا ہے کہ زمانہ سے وہی تو لڑتا ہے جو کچھ اہمیت رکھتا ہے۔

☆ جو چیز مجھے نہیں ملتی میں لالچ سے گردن اٹھا کر اسے نہیں دیکھتا جو چیز فوت ہو جائے اُس پر رات بھر افسوس نہیں کرتا۔

☆ تقدیر کو اپنا کام کرنے دو اور بالکل خالی الذہن ہو کر سوؤ۔

☆ پلک جھپکنے کے جتنی دیر ہی میں اللہ حالات کو تبدیل کر دیا کرتا ہے۔

☆ جب آدمی مایوس ہونے لگتا ہے تبھی اچانک کشادگی پیدا ہو جاتی ہے۔

☆ بیماری کے بعد صحت ملتی ہے، اور معاملات میں وہی معاملے اچھے ہوتے ہیں جن کا انجام اچھا ہو۔

☆ بہت بار ایسا ہوتا ہے کہ ناگوار چیزیں تمہیں گھیر لیتی ہیں اللہ ان میں خیر رکھ دیتا ہے حالانکہ تمہیں ناگوار لگتی ہیں۔

☆ جو شخص سوچتا رہ جائے گا وہ سوچ سوچ کر مر جائے گا اور جو اقدام کر ڈالے گا اُسی کو کامیابی ملے گی۔

☆ دوست اللہ کو بناؤ اور تمام لوگوں کو کنارے کر دو۔

☆ میں تو تمہاری داد و دہش سے مایوس ہو گیا ہوں، مایوسی کی مانند شریف آدمی کو دور کر دینے والی چیز کوئی نہیں۔

☆ یوں تو آسمان میں بے شمار ستارے ہیں لیکن گرہن صرف سورج چاند کو ہی لگتا ہے۔

☆ سوکھی روٹی جو عافیت سے کھا لو' ٹھنڈے صاف پانی کا پیالہ' چھوٹا سا ایک کمرہ جس میں تم آرام سے رہ لو اور قرآن پاک کا ایک نسخہ جسے ٹیک لگا کر پڑھ سکو یہ بڑے بڑے محلوں میں رہنے سے بہتر ہے کہ جن کے بعد دوزخ میں جانا پڑے۔

☆ صابر آدمی کی ضرورت لازماً پوری ہوگی جو برابر دروازہ کھٹکھٹائے گا اُسے اندر آنے کی اجازت مل ہی جائے گی۔

☆ لوگ آپس میں تدبیریں کرتے' منصوبے بناتے ہیں جب کہ اللہ ہر روز ایک نئی حالت پیدا کرتا رہتا ہے۔

☆ میں اللہ سے امید کرتا ہوں یہاں تک کہ صبر کا پھل پالیتا ہوں اور امید بر آتی ہے۔

☆ جب اللہ کسی اچھی بات کو پھیلانا چاہتا ہے۔ تو اُس کے لئے حاسدوں کی زبانیں دراز کر دیتا ہے۔

☆ اگر آگ نہ بھڑکتی اور اڑوس پڑوس میں نہ پھیلا کرتی تو عود کی خوشبو کیسے جانی جاتی۔

☆ میں اگرچہ اپنے حاسدوں کو ملامت کرتا ہوں لیکن میرا تو وجود ہی ان کے لئے سزا ہے۔

☆ کل جس تکلیف کے اندر میں تھا قریب ہے کہ جلد ہی اس سے خلاصی مل جائے۔

☆ جب دلوں پر مایوسی چھا جاتی ہے، اور کشادہ سینے بھی تنگ ہو جاتے ہیں، اور مصیبتیں و آفتیں اپنی جگہ جم کر رہ جاتی ہیں، نہ مضرت کے دور ہونے سے نفع کی اُمید ہوتی اور نہ عقلمند کی تدبیر کارگر ہوتی۔ تو ایسی مایوسی کے عالم میں رحمان ورحیم کی مدد آتی ہے، حادثات جتنے بڑے بھی ہوں کشادگی ان سے متصل ہی ہوتی ہے۔

☆ بہت سے معاملات سے تم ڈرتے ہو حالانکہ ان سے تمہاری مرضی کی بات سامنے آجاتی ہے۔ اُس سے خوش گوار چیز چھپ جاتی ہے اور ناگوار بات ظاہر ہو جاتی ہے۔

☆ کتنی ہی نعمتیں ناگواریوں میں چھپی رہتی ہیں اس لئے ان پر بھی اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔

☆ اے ہم نشیں! آرزوئیں جھوٹی ہیں اور مایوسی کے ساتھ اکثر کامیابی کے اسباب بھی ہیں۔

☆ کبھی اللہ کسی کو بڑی بڑی مصیبتوں سے آزماتا ہے اور کبھی بعض لوگوں کو نعمتوں سے۔

☆ حادثات دہر برے تو لگتے ہیں لیکن ان کے ذریعہ ہی تو نعمتوں کی قدر و قیمت معلوم ہوتی ہے۔

☆ ہر آدمی کے ساتھ تقدیر لگی ہوئی ہے، زمانہ اور اس کی گردش میں تعجب کی کیا بات ہے۔

☆ بسا اوقات زمانہ کی سختیاں تمہارے لئے بہتر ہوتی ہیں اور زمانہ میں مستقل تو کوئی چیز رہتی نہیں۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ آدمی کی بے چارگی ہمیشہ رہے گی اگر کوئی چیز دائمی ہوتی تو لوگ اسے عجائب میں شمار کرتے۔

☆ ثروت مندوں پر رشک نہ کرو کہ جتنا زمانہ انہیں دیتا ہے ویسے ہی چھین بھی لیتا ہے۔

☆ ارے حاسد نادان، گردش زمانہ کا طعنہ دیتے ہو یہ بتاؤ کہ تم ٹھیک ٹھاک اور ثروت مند رہو گے اس کی کیا گارنٹی ہے؟

☆ کیا نہیں دیکھا کہ جب رات کے اندھیارے عروج کو پہنچے تو صبح کا نور نمودار ہونے لگا۔

☆ جلد ہی اللہ فراخی پیدا کرے گا کیونکہ ہر روز مخلوق میں اس کی نئی شان کا ظہور ہوتا ہے۔

☆ درد کے مارے کو اللہ جلد ہی شفا دے گا کہ مخلوق میں اس کی نئی شان کا ظہور ہوتا ہے۔

☆ بھیڑیے نے آواز نکالی مجھے اُس کی آواز مانوس لگی انسان نے پکارا تو خوف کے مارے میں اڑنے کے قریب ہوگیا۔

☆ ہماری ثروت جتنی بڑھتی ہے اتنی ہی فکریں بڑھتی ہیں زیادہ مال ستم بالائے ستم ہے۔

☆ قناعت کی دولت پر نہ تو خوف ہوتا ہے نہ پہرے داروں اور حکومتوں کی ضرورت پڑتی۔

☆ نفس کو آدمی جیسا چاہے عادی بنا دے کھلاؤ گے تو اور مانگے گا ورنہ صبر کرلے گا۔

☆ بھوک تو سوکھی روٹی بھی دور کر دیتی ہے پھر زیادہ وسوسے اور حسرت کیوں؟

☆ دنیا ایسی جگہ ہے کہ ایک دن ہنسو گے تو دوسرے دن روؤ گے کیا ہی خراب جگہ ہے۔

☆ قریب ہے کہ کشادگی آئے قریب ہے کہ...... اسی لفظ قریب سے ہم دل کو بہلاتے رہتے ہیں۔

☆ اے مصیبت اب تو ختم ہونے والی ہے صبح کو اذن نمو مل گیا ہے۔

☆ لوگ خیر کو یوں نہیں سمجھتے کہ اس کے بعد شر نہیں ہوگا نہ شر کو مستقل اور لازمی خیال کرتے۔

☆ زمانہ کیا ہے مصیبت اور اس کا اختتام تنگی اور کشادگی۔

☆ میں نے دل سے کہا اگر تجھے رنج وغم کا احساس ستا رہا ہے تو خوش ہو جاؤ کہ زیادہ تر غم بے کار ہی ہوتے ہیں۔

☆ نفس کو لالچ دو گے تو لالچ میں آئے گا اگر قلیل کا عادی بناؤ گے تو قناعت کرے گا۔

☆ ہر حالت بدلتی ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ناخوشگوار سے خوش گوار امر ظاہر ہوتا ہے۔

☆ سلمٰی مجھے زمانہ کی گردشوں سے ڈراتی ہے بہت سے لوگ موہوم چیزوں سے ڈرتے ہیں۔

☆ کوئی بات ہونے سے پہلے میں اندیشہ میں نہیں پڑتا اور ہو جاتی ہے تو اس سے گھبراتا نہیں۔

☆ زیادہ فکریں نہ کرو کوئی چیز برابر نہیں رہتی تمہارے تفکرات بھی ہمیشہ نہیں رہیں گے۔

☆ جو زندہ رہے گا اپنی بہت سی خواہش پوری کرلے گا۔ جہاں تنگی پیش آتی ہے وہاں کشادگی کی راہیں بھی ہوتی ہیں۔

☆ بسا اوقات انسان کسی چیز سے پریشان ہوتا ہے۔ جس میں کشادگی کی راہ ہوتی ہے جیسے عقال کھول دی جاتی ہے۔

☆ نعمت میں رہو مزے اڑاؤ کہ معاملات کی جیسی ابتدا ہوتی ہے انتہا بھی ہوتی ہے۔

☆ حادثات کتنے ہی بڑے ہوں ان سے خلاصی کا راستہ بھی انہیں میں چھپا ہوتا ہے۔

☆ جو رب تمہارے کل کام آیا تھا وہ آئندہ جو ہوگا اُس میں بھی کام آئے گا۔

☆ نفس کو مختلف امیدوں سے میں بہلایا کرتا ہوں اگر امید نہ ہوتی تو زندگی کتنی دشوار ہو جاتی۔

☆ آرزوئیں اگر بر آئیں تو بہت اچھی ہیں ورنہ ہم نے آرزو میں بہت زمانہ گزارا ہے۔

☆ بہت سے معاملات ایسے ہیں جن کی ابتدا بری ہوتی ہے اور آخر خوش انجام۔

☆ کوئی فکر ایسی نہیں جس کا قفل نہ کھل سکے کوئی حال ایسا نہیں کہ جس میں تبدیلی نہ ہوتی ہو۔

☆ میں دل کو جھوٹوں ہی تسلی دے لیا کرتا ہوں اس سے سچی بات کی جائے تو اُمید ہی ختم ہو جائے۔

☆ مال جمع کر کے رکھنے میں کوئی سعادت نہیں خوش بخت تو حقیقت میں تقوے والا ہے۔

خاتمہ

آیئے آپ اور میں، اس بزرگ و برتر ذات کا رُخ کریں جو اکیلا ہے، بے ہمتا ہے، حی و قیوم ہے، عزت وجلال والا ہے۔ آیئے اس کی چوکھٹ پر کھڑے ہوں اس کے در پر گڑگڑائیں، اسی سے مانگیں اُسی سے سوال کریں، وہ مغفرت کرتا ہے، شفا دیتا ہے اور کفایت کرتا ہے۔ وہی خالق ہے وہی رازق اور وہی مارنے اور جلانے والا ہے۔

''اے ہمارے رب ہمیں دنیا وآخرت میں خیر عطا فرما' جہنم کی آگ سے بچا لے۔''

اے اللہ! ہم تجھ سے درگزر، عافیت اور دنیا وآخرت میں معافی کے سوالی ہیں'' اے اللہ ہم تجھ سے اُسی کا سوال کرتے ہیں جس کا تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا' اس سے تیری پناہ چاہتے ہیں جس سے تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ لی ہے۔

اے اللہ! ہم غم وفکر عاجزی اور سستی سے، بزدلی اور کمزوری سے تیری پناہ چاہتے ہیں اور قرض کے غلبہ اور لوگوں کے قہر سے تیری حفاظت چاہتے ہیں۔

سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين

والحمدلله رب العالمين

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ نمبر

مضامین | صفحہ نمبر

مضامین | صفحہ نمبر

مضامین	صفحہ نمبر

مضامین | صفحہ نمبر

مضامین	صفحہ نمبر

مضامین | صفحہ نمبر

مضامین	صفحہ نمبر

مضامین | صفحہ نمبر

مضامین	صفحہ نمبر

مضامین	صفحہ نمبر

مضامین صفحہ نمبر

مضامین | صفحہ نمبر

مضامین	صفحہ نمبر